ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

الخیر الکثیر

مترجم اردو

مصنف

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ

مترجم

مولانا عابد الرحمٰن صدیقی کاندھلوی

ناشر

قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی

باہتمام:۔ محمد سعید اینڈ سنز

ناشر:۔ قرآن محل، مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی

مطبوعہ:۔ مطبع سعیدی، کراچی،

قیمت:۔ چھ روپے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ ناشر

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ہم حجۃ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی مایۂ ناز تصنیف "خیر کثیر" کا اردو ترجمہ مع متن پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں،

اہل علم حضرات شاہ صاحبؒ کے مقام اور ان کی علمی دسترس اور کمال سے اچھی طرح واقف ہیں، اور اس حقیقت کو بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضرت شاہ صاحب کے تمام علوم وہبی تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر علم و فن میں وہ کمال عطا فرمایا تھا، جو بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔

زیر نظر تصنیف میں بھی حضرت شاہ صاحبؒ کا یہ وصف نمایاں طور پر نظر آ رہا ہے جس میں آپ نے معرفت و طریقت کے وہ علوم ظاہر فرمائے ہیں جو آپ سے پہلے کسی نے ظاہر نہیں کئے، تصوف کا مذاق و سلیقہ رکھنے والے اور اس کی اصطلاحات سے واقف حضرات ہی اس کا صحیح اندازہ لگا سکیں گے کہ ان غامض اور دقیق مسائل کو اس نئے انداز سے حل کرنے کا حصہ صرف شاہ صاحبؒ ہی کا تھا،

اصل کتاب چونکہ عربی زبان میں تھی جس سے اس کی افادیت ایک مخصوص طبقہ تک محدود ہو کر رہ گئی تھی، کتاب کی نافعیت کے اعتبار سے اس بات کی اشد ضرورت تھی کہ اسے سلیس اردو ترجمہ کے ساتھ شائع کیا جائے تاکہ اردو دان تعلیم یافتہ طبقہ بھی اس سے مستفید

ہوسکے۔ اس لئے ہم اس بے نظیر کتاب کو ایک کالم میں عربی متن مع اعراب اور دوسرے مقابل کالم میں سلیس اردو ترجمہ کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس ناچیز کوشش کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ اور علوم دینیہ کی اشاعت کی زیادہ سے زیادہ توفیق بخشے۔

طالب دعا

محمد سعید عفی عنہ

فہرست ابواب خیر کثیر مترجم اردو

چھٹا خزانہ

ساتواں خزانہ

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دھلوی

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی سرزمین ہند کے ان اکابرین سے ہیں، کہ جن کی نظیر نہ صرف اپنے عصر اور ہندوستان میں بلکہ بہت سے قرون اور ممالک اسلامیہ میں ڈھونڈھنے سے نہیں ملتی،

حضرت موصوف بقول حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند کے ان افراد امت میں سے ہیں، کہ سرزمین ہند میں اگر صرف شاہ ولی اللہ ہی پیدا ہوتے تو ہندوستان کے لئے یہی فخر کافی تھا،

حضرت شاہ صاحب کی زندگی اور علمی وعملی کمالات کے اتنے گوشے ہیں، کہ ان میں سے ہر ایک مستقل تصنیف کا محتاج ہے، مثلاً حضرت ممدوح کی جامعیت، تبحر، دقت نظر اور ظاہری و باطنی علوم کا حیرت انگیز اجتماع مکاشفات وکمالات، تصنیف و تالیف، ترجمۂ قرآن کی بنیاد، نصاب حدیث کی تاسیس، درس کی اصلاح اسرار شریعت کی دلنشین تشریح، کلام تصوف فلسفہ اخلاق اور نظام حکومت میں ان کے خاص خاص امور قابل قدر نظریات، اصول تفسیر و اصول حدیث میں خصوصی تحقیق جہاد کا

جو حکومت اسلامیہ کی خلافت راشدہ کے اصولوں پر تشکیل وغیرہ وغیرہ لئے نئے کمالات وخصائص ہیں، جو اہل نظر و فکر کے لئے اور اہل دل واہل ذوق اور ارباب قلم کے لئے کافی جولانگاہ تحقیق و تدقیق ہیں، حضرت موصوف کیا تھے؟ خدا تعالے کی ایک حجت قاطعہ، جو بارہویں صدی میں ہندوستان میں ظاہر ہوئی، اس مترجم کی بساط ہی کیا ہے، کہ ارباب نظر کے لئے شاہ صاحب کے کمالات کے کسی شعبہ پر قلم اٹھا سکے، اسلام کے جس فن کے بھی اعاظم رجال کی تاریخ لکھی جائے، حضرت شاہ صاحب کا تذکرہ اس میں خاص امتیاز کے ساتھ کرنا مصنف کا فرض ہوگا، جس میں کوتاہی اس کی نا قابلیت یا تصنیفی بددیانتی سمجھی جائے گی، مثلاً اگر مفسرین قرآن کی تاریخ لکھی جائے، تو شاہ صاحب کی خاص تفسیری تصانیف کا تقاضا ہوگا، کہ ان کے نام نامی کو ان میں نمایاں حیثیت دیجائے، علی ہذا اگر محدثین اور شارحین حدیث نبوی پر کوئی کتاب تیار کی جائے، تو اس کے لئے ضروری ہوگا، کہ اس میں بھی اُن کا ذکر نمایاں کیا جائے، اور اگر فقہاء اسلام کی کوئی تاریخ مرتب ہو تو تفقہ میں حضرت شاہ صاحب کو جو ید طولی حاصل ہے، اور جو بیش بہا اور نادر الوجود علمی ذخائر ہیں، ان کی قدر و قیمت سمجھنا ہوگی اور اگر علم کلام کی کوئی تاریخ مدون ہو، تو امام ابو الحسن اشعری اور امام غزالی اور امام ابن تیمیہ کے زمرہ میں شاہ ولی اللہ کا ذکر کرنا

مورخ پر فرض ہوگا، اور اگر صوفیہ وائمہ سلوک و معرفت کی کوئی جامع تاریخ لکھی جائے، تو اس باب کی شاہ صاحب کی مستقل تالیفات خیر کثیر، القول الجمیل، الطاف القدس وغیرہا کی بنا پر امام غزالی اور مجدد الف ثانی کے ساتھ ان کا بھی ذکر کرنا مورخ کا فرض ہوگا،

ایسے ہی اگر امت محمدیہ میں حقائق و اسرار الٰہی پر کلام کرنے والوں کی فہرست تیار کی جائے، تو حضرت شبلی اور شیخ ابن عربی کے ساتھ شاہ صاحب کے اس فن کے رسائل بھی نمایاں جگہ پر ہونگے،

بہرحال شاہ صاحب کا سب سے بڑا امتیازی کمال ان کی یہی جامعیت ہے، جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور اپنے جد اعلے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے انہیں میراث میں ملی ہے،

مقام مجددیت اور شاہ صاحب

حضرت شاہ صاحب کے اوصاف وکمالات کا جائزہ لیجئے تو معلوم ہوگا کہ حضرت شاہ صاحب اسلام کے بہترین مفکر حکیم اور زبردست عالم ربانی اور اسلامی فلاسفر تھے،

حضرت شاہ صاحب نے تفہیمات، الخیر الکثیر اور حجۃ اللہ البالغہ کے شروع میں جو کچھ اپنے متعلق لکھا ہے، ایک طرف آپ اسے دیکھئے، اور دوسری جانب آپ نے اپنی تصنیفات میں شریعت وطریقت کی تطبیق کی جو کوشش کی ہے، اس کو ملاحظہ فرمائیے

توصاف عیاں ہو جائیگا، کہ بے شک آپ اس مقام رفیع پر سرفراز تھے، جو مجددیت کا مرتبہ کہلاتا ہے،

حضرت شاہ صاحب خود اپنے اس مقام کا تفہیمات میں اس طرح اظہار کرتے ہیں "مجھ کو میرے رب نے یہ سمجھایا ہے کہ ہم نے تم کو اس طریقہ کا امام بنا دیا، اور حقیقت قرب تک پہونچنے کے تمام راستوں کو بند کر کے صرف ایک راستہ کھلا رکھا ہے، اور وہ تمہاری محبت اور اطاعت کا راستہ ہے، جو شخص تمہارا دشمن ہے، اس کے لئے آسمان آسمان نہیں، اور زمین زمین نہیں، پس اہل مشرق و مغرب تمہاری رعیت ہیں، اور تم ان کے بادشاہ اس غرض سے نہیں، کہ یہ لوگ جانتے ہیں، یا نہیں، اگر جانتے ہیں تو کامیاب ہوں گے ورنہ نقصان اٹھائیں گے، چنانچہ ہر زمانہ کے مفاسد کے لحاظ سے دین کے مجددین کا ہر عرصہ میں ظہور ہوتا رہا ہے، اور انہوں نے خداداد قوت عمل اور ربانی محبوبیت اور انسانی مقبولیت پاکر زمانہ کی مشکلوں کا پورا مقابلہ کر کے اصل دین کے چہرے سے زمانہ کے گرد و غبار کو صاف کیا ہے، اور پھر دین کی حقیقت کو بے غبار کر کے اس زمانہ سے رخصت ہو گئے سب سے پہلے حضرت امام احمد حنبلؒ نے پہلی صدی کے خاتمہ کا مجدد حضرت عمر بن عبدالعزیز رضؓ المتوفی ۱۰۱ھ اور دوسری صدی کا مجدد امام شافعی رحؒ المتوفی ۲۰۴ھ کو مانا ہے اور اسی زمانہ کے مجدد لؤلؤی رحؒ

اصحاب امام ابوحنیفہ نعمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں، تیسری صدی میں امام ابوالحسن اشعری رحمہ اور پھر امام الحرمین، اور پھر امام غزالی کو بہتوں نے اس منصب کے قابل قرار دیا۔ اس کے بعد اہل حدیث نے حافظ ابن تیمیہ رحمہ کو بھی ساتویں صدی کا مجدد بنایا (فیض القدیر)

ہندوستان میں دسویں صدی کے خاتمہ پر حضرت شیخ احمد سرہندی پھر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ان کے بعد ایک جماعت نے مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید رح کو مجدد تسلیم کیا ہے، یہاں ایک بات اہل نظر کو صاف نظر آئے گی، وہ یہ کہ دینی قطبیت کا مرکز دوسرے اسلامی ملکوں سے ہندوستان کو منتقل ہوگیا ہے۔ چنانچہ دینی و مذہبی خدمت علوم و فنون کی خدمت حدیث و تفسیر کی خدمت اور ہدایت خلق و احیائے سنن اور رد بدعات کے لحاظ سے ہندوستان تمام دوسرے اسلامی ملکوں سے سبقت لے گیا ہے، چنانچہ ان صدیوں میں جو ہستیاں ہندوستان میں نمایاں ہوئیں ان کی نظیر دوسرے ممالک میں نہیں، مثلاً گیارہویں صدی کے آغاز پر حضرت شیخ احمد سرہندی المتوفی ۱۰۳۴ھ اور بارہویں صدی کے وسط میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور تیرہویں صدی کے وسط میں شاہ اسماعیل شہید رح شاہ ولی اللہ رح کے کارنامے سب کے سامنے ہیں، اور انہوں نے اپنے متعلق خود بھی اس چیز کا اشارہ کیا ہے، اور ایسے ہی شاہ اسمٰعیل شہید سے دین اسلام نے جو قوت اور توانائی پائی، اور عقائد

اسلام جس طرح رسوم اور بدعات سے پاک ہوئے اور بہت سی مردہ سنتیں جس طرح ان کے دم قدم سے زندہ ہوئیں، اور اب تک ہیں وہ محتاج دلیل نہیں،

بہرحال کسی مجدد کا مجدد ہونا یہ یقینی بات نہیں، مگر خواص امت کو اس کے دینی کارناموں کی بنا پر یا اس شخص کو اپنی کوششوں کی مقبولیت کے بنا پر یہ گمان ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اسے اس صدی کا مجدد بنا کر بھیجا ہے تفصیل بالا اسی چیز کی شہادت دیتی ہے،

فلسفہ تشریع کی تدوین

حضرت شاہ صاحب رح کی ایک اور امتیازی خصوصیت فلسفہ تشریع کی تدوین بلکہ اس کی ایجاد ہے۔ امت محمدیہ صلعم میں آپ پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے کل نظام شریعت کا فلسفہ مدون فرمایا، اور شریعت اسلامیہ کے تمام کلی وجزئی احکام کو باہمدگر اس فلسفہ کے ساتھ اس طرح مرتبط اور منظم کر دیا، کہ دیکھنے والا، اب آپکی رہنمائی میں اسلام کی پوری شریعت کو ٹھیک اس طرح دیکھ سکتا ہے کہ گویا وہ ایک مشین ہے اور ہر ہر حکم اس کا ایک پرزہ ہے اور ان پرزوں کے ساتھ اس مشین کا تعلق ایسا چپا تلا ہے کہ نہ تو وہ کسی ایک پرزہ کی علیحدگی ہی کو قبول کر سکتا ہے اور نہ کسی اجنبی پرزہ کے اضافہ کی اس میں گنجائش ہے،

نئی روشنی کے اس دور میں جبکہ ہر مسئلہ کی حکمت اور علم دریافت کی جاتی ہے اور فلاسفی دریافت کئے بغیر لقمہ بھی توڑا نہیں جاتا شاہ صاحب کی کتابوں کے ذریعہ مذہبی دنیا کے میدان مسابقت میں صرف مسلمان ہی بازی لے جا سکتے ہیں، شاہ صاحب کا یہ وہ کارنامہ ہے جس کی وجہ سے اسلام کے علمی خادموں میں ان کو بلا شرکت غیر ایک امتیازی خصوصیت حاصل ہے،

حجۃ اللہ البالغہ کے دیباچہ میں خود بھی تحریر فرماتے ہیں

اور اللہ تعالے کی تمام نعمتوں میں عظیم ترین نعمت مجھ پر یہ بھی ہے کہ اس نے مجھے اس علم (اسرار دین یا فلسفہ شریعت کا وافر حصہ عطا فرمایا ہے"

حجۃ اللہ البالغہ اور بدور بازغہ اس فن کی مستقل کتابیں ہیں اور آپ نے تمام ابواب شریعت اور احکام اسلام کے مصالح کا کافی حصہ ان میں درج فرمایا ہے،

خیر کثیر اور اس کی اہمیت

شاہ صاحب کی تالیفات کا ایک ذخیرہ ہے جس میں انہوں نے مشائخ زمانہ صوفیائے عصر اور متکلم وقت کو چونکانے کی کوشش کی ہے تصوف کے خالص اسلامی حصہ میں زمانہ کی ضرورتوں سے مجبور ہو کر حضرات صوفیہ نے جن غیر چیزوں کو شریک کر لیا تھا، شاہ صاحب

نے اس کو کانٹ چھانٹ کر صاف کر دیا، اور مسائل تصوف کی ایسی توضیح اور تشریح فرمائی جو اساس اسلامی کے خلاف نہ ہو اور شرائع و احکام الٰہی کے اسرار اس قدر محکم دلائل سے بیان فرمائے، کہ اب اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہی، الخیر الکثیر کتاب خاص اسی مقصد کے لئے لکھی گئی ہے،

اسی سلسلہ میں اپنے زمانہ کے معقولی علماء کی اصلاح کو پیش نظر رکھا ہے حقیقت یہ ہے کہ شاہ صاحب کی یہ کتاب تصوف اور علم اسرار حقائق میں ایک بہت ہی بلند پایہ کتاب ہے خیر کثیر کے شاہ صاحب نے دو حصے کئے ہیں پہلے حصہ میں مسائل تصوف اور بعض ماوراء الطبیعاتی مسائل سے بحث کی ہے چنانچہ ان بحثوں میں شاہ صاحب نے تصوف کی اصلی حقیقت کو واضح کر دیا۔ تصوف کے بعض مشہور اختلافی مسائل پر تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے، مثلاً ولایت کی حقیقت طریقہ اولیاء کا بیان اور ولایت کے اقسام وغیرہ اور اہل صفا کے مختلف طریقے اور پھر ان کے بعد عبادات کے اسرار و حقائق سے بحث کی گئی ہے مثلاً نماز روزہ، حج اور زکوٰۃ کی حکمتیں نہایت عجیب و غریب انداز میں بیان کی ہیں، خلاصہ یہ کہ الخیر الکثیر میں شاہ صاحب نے قرآن وحدیث کی کلیات سے خود ایک فلسفہ تیار کیا ہے، جسے اسلامی فلسفہ کہنا درست ہوگا، اور اس کتاب میں مسلمانوں کے

غور و خوض کے لئے ایک وسیع میدان پیش کر دیا ہے، غرضکہ تفاصیل بالا کو ملحوظ رکھتے ہوئے ناظرین کرام خود کتاب کی اہمیت سے بہرہ ور ہو جائیں گے، شاہ صاحب خود اس کتاب کے خاتمہ پر اپنی وصیت میں تحریر فرماتے ہیں،

کہ جو کچھ ہم نے اپنی اس تصنیف خیر کثیر میں لکھ دیا ہے اس کا انکار نہ کیا جائے، نہیں تو دنیا و آخرت میں ذلیل ہو گے، اس کا مضمون سراسر علم ربانی ہے جو باطل کی تمام برائیوں سے محفوظ ہے۔ اور مقدمہ کتاب میں فرماتے ہیں، کہ جو کچھ ہم نے اس کتاب میں لکھدیا ہے وہ سراسر علوم حکمت ہیں، چنانچہ جسے حکمت سے بہرہ ور کیا گیا اسے خیر کثیر عطا کیا گیا اور آخر میں فرماتے ہیں یہ کتاب حکمت ربانیہ قدسیہ پر مشتمل ہے اس لئے اس کی غلطیوں کو معمولی سمجھنا چاہیئے، ضرورت تھی کہ اس عظیم الشان کتاب کا اردو ترجمہ ہو جائے تاکہ ہمہ قسم کے حضرات متمتع ہو سکیں سو الحمد للہ رب العزت نے اس احقر کو اس کے ترجمہ کی توفیق عطا فرمائی۔ فللہ الحمد اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً وصلی اللہ علے رسولہ سرمداً ابداً۔

عابد الرحمن صدیقی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مقدمۂ کتاب

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا عَزَّتْ
ذَاتُكَ فَتَعَالَيْتَ
فَلَكَ الْحَمْدُ جَلَّتْ
اَسْمَائُكَ فَتَبَارَكْتَ
فَلَكَ الْحَمْدُ عَمَّ
جُوْدُكَ فَبَرَأْتَ الْخَلْقَ
فَلَكَ الْحَمْدُ تَمَّ
نُوْرُكَ فَهَدَيْتَ
الْحَقَّ فَلَكَ الْحَمْدُ
لَكَ الْاَمْرُ وَالْخَلْقُ
لَكَ الْمُلْكُ وَالْمَلَكُوْتُ
لَكَ الْعَظْمَةُ وَالْقُدْرَةُ
وَالْكِبْرِيَاءُ وَالْجَبَرُوْتُ
اَنَابِكَ وَاِلَيْكَ
وَالْخَيْرُ
كُلُّهٗ

اے ہمارے پروردگار تیری ذات
عزیز ہے اور تو ہی برتر و عظیم ہے اور
حمد و ثنا کا مستحق ہے تیرے اسماء
پاکیزہ اور بزرگ ہیں اسی لئے تو بابرکت
ہے اور حمد و تعریف تیرے ہی لئے ہے
تیرا جود عام ہے اسی وجہ سے تو نے
کائنات کو پیدا کیا لہذا تو ہی ہر ایک
قسم کی حمد و ثنا کے لائق ہے تیرا نور
کامل ہے تو نے (اپنے بندوں کو) حق
کا راستہ بتلایا تیرے ہی لئے حمد و ثنا
ہے تو ہی حکم کرنیوالا اور پیدا کرنیوالا ہے
ظاہر و باطن کی بادشاہی سب تیرے
ہی لئے ہے عظمت قدرت اور کبریائی
اور تصرف کامل سب تیرے ہی شایان
شان ہے ہمارا سب کچھ تجھ سے ہے اور ہمارا رجوع تیری ہی طرف
ہے ہمہ قسم کی خیر و بھلائی تیرے قبضہ قدرت میں ہے

تَبَدِّيكَ أَنْتَ الأَوَّلُ	تو ہی اول ہے کہ تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں اور تو
فَلَا شَيْءَ قَبْلَكَ وَالْآخِرُ	ہی آخر ہے کہ جس کے بعد کوئی چیز نہیں تو ہی ایسا ظاہر
فَلَا شَيْءَ بَعْدَكَ وَالظَّاهِرُ	وغالب ہے کہ جس سے بالا کوئی ہستی نہیں اور تیری
فَلَا شَيْءَ فَوْقَكَ وَالْبَاطِنُ	ہی ذات اس قدر باطن ہے کہ کوئی چیز بھی
فَلَا شَيْءَ دُونَكَ	اس کے قریب نہیں۔
أَسْئَلُكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ	میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں
سَيِّدِ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ	کہ تو اس ذات پر درود اور رحمت نازل
شَفِيعِ الْمُذْنِبِينَ يَوْمَ	فرما کہ جسکا اسم گرامی محمدؐ ہے، اور جو
الدِّينِ صَلٰوةً تَكُونُ لِانْفِرَادِهِ	اولین اور آخرین کا سردار ہے اور قیامت
مِنْ فِي جَلَالَتِهِ كِفَاءً	کے دن گنہگاروں کی شفاعت کرنیوالا
لِاسْتِغْرَاقِنَا فِي لُجَّةِ مِنَنِهِ	ہے یہ رحمت ایسی ہو جو اس کی یکتائی
جَزَاءً وَعَلٰى إِخْوَانِهِ مِنَ	کی جلالت اور اسکی شان کے مناسب ہو
النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ	اور اسکے احسانات میں ہمارے متغرق
وَآلِهِ الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ	ہونیکی جزا ہو سکے نیز دوسرے انبیاء
وَأَصْحَابِهِ الْكَامِلِينَ الْمُكَمِّلِينَ	اور مرسلین پر جو کہ اسکے بھائی ہیں، اپنی
وَأَتْبَاعِهِ الْمُهْتَدِينَ	رحمتیں نازل فرما اور اسکی طیب و طاہر اولاد
الْهَادِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ	اور کامل و مکمل اصحاب اور ہدایت یافتہ
الرَّاحِمِينَ - آمِين +	اور دوسروں کے رہنماؤں کو بھی اپنی

رحمت اور مہربانی سے اس میں شامل فرما، برحمتک یا ارحم الراحمین آمین

اَمَّا بَعْدُ فَيَقُوْلُ	اما بعد بندہ عاجز ولی اللہ دنیا اور
الْعَبْدُ الضَّعِيْفُ الْمَدْعُوُّ	آخرت میں اللہ تعالیٰ ہی اسکے حصہ میں
بِوَلِيِّ اللّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ	آئے اور اپنی بڑی نعمتیں اور عظیم رحمتیں
فِي الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى وَاَتَمَّ	اس کے لئے کامل کرے یہ بیان کرتا
عَلَيْهِ نِعْمَتَهُ الْكُبْرٰى وَ	ہے کہ جو کچھ میں نے اس کتاب میں لکھا
رَحْمَتَهُ الْعُظْمٰى هٰذِهٖ عُلُوْمُ	ہے وہ سراسر علوم حکمت ہیں، چنانچہ
الْحِكْمَةِ الَّتِيْ مَنْ اُوْتِيَهَا	جسے حکمت سے بہرہ ور کیا گیا، یقیناً
فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا	اسے خیر کثیر عطا کیا گیا، اور یہی حکمت
وَالَّتِيْ هِيَ ضَالَّةُ الْحَكِيْمِ	حکیم (مومن) کی گم شدہ چیز ہے جہاں
فَحَيْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ	اسے پائے وہی اس کا سب سے زیادہ
اَحَقُّ بِهَا وَمَنْ لَمْ يُرْزَقِ	مستحق ہے، لیکن جس شخص کو فطرۃً
الذِّهْنَ الْوَقَّادَ جِبِلَّةً وَلَا	ذہن وقاد نہ ملا ہو اور نہ ہی اس نے
الْاِدْرَاكَ الْاَشْرَفَ مِنَ	اپنی قوت تعقل کو صرف کر کے اکتسابی
التَّعَقُّلِ كَسْبًا فَلْيَكُنْ مِنْ	استعداد حاصل کی ہو اسے اس کتاب
مُطَالَعَتِهَا عَلٰى حَذَرٍ حَاذِرٍ	کے مطالعہ سے پرہیز کرنا چاہیئے تاکہ
لِئَلَّا يُخْطِئَهَا وَاِنَّمَا هِيَ حِكْمَةٌ	غلطیوں میں مبتلا ہو جائے، یہ کتاب
رَبَّانِيَّةٌ قُدْسِيَّةٌ فَيُخْطِئُ ۔	حکمت ربانیہ قدسیہ پر مشتمل ہے اس

لئے اس کی غلطیوں کو معمولی نہ سمجھنا چاہیئے (مشہور شعر ہے)

وَمَنْ مَنَحَ الْجُهَّالَ عِلْمًا اَضَاعَهٗ	نا اہل کے سامنے علم و حکمت

وَمَنْ مَنَعَ الْمُسْتَوْجِبِيْنَ فَقَدْ ظَلَمَ	کے حقائق بیان کرنا اضاعت علم
حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ	ہے اور اہل استحقاق کو علم سے محروم
الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا	رکھنا ظلم ہے، حسبی اللہ ونعم الوکیل
قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ	لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
سَمَّيْنَا الْكِتَابَ بِالْخَيْرِ الْكَثِيْرِ	اسی بنا پر ہم نے اس کتاب کا نام
وَلَقَّبْنَاهُ بِخَزَائِنِ الْحِكْمَةِ	خیر کثیر رکھا اور لقب خزائن الحکمت
صَانَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْ فِتْنَةِ	اللہ تعالے اسے کند ذہن کج رووں
الْمُتَعَسِّفِيْنَ الْاَغْبِيَاءِ وَمُكَابَرَةِ	کے فتنہ اور نامعقول جھگڑالوؤں کے
الْمُكَابِرِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاَحْجَاءِ	تنازعہ سے محفوظ رکھے، آمین۔

الخزانة الاولى — پہلا خزانہ

(وجود اور وجوب کی حقیقت)

اَلَمْ يَقْرَعْ سَمْعَكَ مَا	کیا کبھی تمہارے کانوں نے یہ بات
سَمَّسَهُ اَهْلُ النَّظَرِ	نہیں سنی ہے کہ اہل نظر نے اپنی پوری
بِاَقْصٰى هِمَمِهِمْ مِنْ اَنَّ	ہمتیں صرف کرکے یہ اصول معین کیا
الْوُجُوْدَ اَمْرٌ اِنْتِزَاعِيٌّ	ہے کہ وجود امر انتزاعی ہے اور تم
مُدْرِكُهُ	اس مفہوم کا ادراک صرف اپنی

يُدْرِكُهُ إِنَّمَا كُنْهُهُ
ذَٰلِكَ الْإِدْرَاكُ ثُمَّ
إِنَّ بِإِزَائِهِ أَمْرًا مُتَحَقِّقًا
فِي الْوَاقِعِ قَدِ اصْطُلِحَ
عَلَى التَّعْبِيرِ عَنْهُ بِفِعْلِيَّةِ
الْمَاهِيَّةِ وَتَقَرُّرِ الذَّاتِ ثُمَّ إِنَّهُ
قَدِ انْحَصَرَ التَّقْسِيمُ فِي مَوْجُودٍ
مِنْ نَفْسِهِ إِنَّمَا مِصْدَاقُ
حَمْلِ الْوُجُودِ وَمَنْشَأُ
انْتِزَاعِهِ فِيهِ ذَاتُهُ الصِّرْفَةُ
الْمَحُوضَةُ مِنَ الْحَيْثِيَّاتِ
وَالْاعْتِبَارَاتِ بِأَسْرِهَا
فَلَا جَرَمَ إِنَّهُ نَفْسُ
التَّحَقُّقِ وَعَيْنُ الْمَاهِيَّةِ
وَمَوْجُودٌ مِنْ غَيْرِهِ إِنَّمَا
مِصْدَاقُ حَمْلِ الْوُجُودِ
وَمَنْشَأُ انْتِزَاعِهِ فِيهِ
اسْتِنَادُهُ إِلَى مَا هُوَ الْمُتَحَقِّقُ
فِي نَفْسِهِ فَلَا تَخْرُجُ أَنَّهُ

قوت عاقلہ کے ساتھ کر سکتے ہو اور
یہی ادراک اسکی حقیقت ہے، پھر
اس مفہوم انتزاعی کے بالمقابل عالم
خارجی میں اسکا مصداق امر متحقق ہوتا
ہے جس کو اصطلاح میں فعلیت اور
ماہیت کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے،
اور تقرر ذات سے بھی اسے موسوم
کرتے ہیں، بہرحال وجود کے مفہوم کی
تقسیم کو (ان دونوں قسموں میں) منحصر
کیا گیا ہے (۱) سو وجود فی الذات جسکا
منشا یہ ہے کہ وجود کا اطلاق اس پر
بذاتہ ہوتا ہو اور مفہوم انتزاعی کا منشا
صرف اس وجود کی ذات ہوتی ہے کسی
خاص حیثیت اور اعتبار کو ملحوظ نہیں رکھا
جاتا۔ لہذا اس کا مفہوم ہی نفس تحقیق
اور عین ماہیت سمجھا جاتا ہے۔ اور
دوسرا موجود من غیرہ اس قسم پر وجود
کا اطلاق براہ راست اور مفہوم انتزاعی
کا منشا کسی دوسرے موجود متحقق فی

فَاقِدُ الذَّاتِ اِنَّمَا وُجُوْدُهٗ لِنَفْسِہٖ وُجُوْدُہٗ لِعِلَّتِہٖ ۔	نفسہ کے ساتھ منسوب ہوتا ہے اسے فاقد الذات کہنے کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں ہوتا۔ اس کا وجود بذات خود اس کی علت ہی کا وجود ہوتا ہے
وَاِنَّ الْفَصْلَ فِی بُقْعَۃِ الْاِمْکَانِ بَیْنَ الْمَاھِیَّۃِ وَالْفِعْلِیَّۃِ اَنَّ الشَّیْئَ اِذَا لُوْحِظَ اِلَیْہِ مِنْ حَیْثُ ھُوَ ھُوَ فَقَدْ لُوْحِظَتْ تِلْقَاءَ الْمَاھِیَّۃِ وَاِذَا لُوْحِظَ اِلَیْہِ مِنْ حَیْثِیَّۃِ اِسْتِنَادِہٖ فِی نَفْسِہٖ اِلَی الْجَاعِلِ فَقَدْ لُوْحِظَ تِلْقَاءَ الْفِعْلِیَّۃِ ۔	عالم امکان میں ماہیت اور فعلیت میں یہ فرق ہے کہ اگر کسی چیز کو اس حیثیت سے ملحوظ رکھا جائے، کہ کوئی حیثیت بھی ملحوظ نہ ہو تو گویا کہ اس کی ماہیت کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور اگر کسی شئے کو اس حیثیت سے دیکھا جائے کہ وہ فی نفسہ اس کی طرف منسوب ہے کہ جس نے اسے ہستی بخشی ہے تو اسے مفہوم فعلیت سے تعبیر کیا جاتا ہے،

(جعل بسیط اور مرکب)

وَاِنَّ الْجَعْلَ الْبَسِیْطَ اَثَرُہٗ الشَّیْئُ بِنَفْسِہٖ لَوْلَاہُ لَکَانَ بَاطِلَ الذَّاتِ مَسْلُوْبًا صِرْفًا وَاِنَّ الْجَاعِلَ لَہٗ بِالنِّسْبَۃِ اِلٰی مَجْعُوْلِہٖ	اور جعل بسیط کا شئے میں اثر خود بخود ہوتا ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو اس کی ذات باطل اور معدوم محض ہو جاتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ چیز بھی ہے کہ جاعل کو بالنسبت اپنے مجعول

خصوصيّةٌ فلا يستوجب
إلّا ذلك والمجعول له
بالنسبة إلى جاعله
خصوصيّةٌ فلا يصدر
إلّا منه فلا جرم أنّ
للجاعل جهةٌ هي نسخ
المجعول وكنهه كلّها
بكلّه وإنّما هو تمثالها
وإنّه تامٌّ بنفسه في
درجته وإنّما يقتضي
المجعول جهةٌ تامّة
وإنّه لمّا كان في طباع
الممكن استناده إلى
جاعله في أصل فعليّته
وفي طباع كلّ مجعولٍ أن
يكون له جهةٌ راسخةٌ في جاعله
امتنع أن يكون في بقعة التحقّق
وإقليم الفعليّة أي تحقّق كان
وأيّة فعليّة كانت أمرٌ ما لا يكون

کے ساتھ ایک خصوصیت ہوتی ہے جس
کی بنا پہ جاعل ہی اس کے ظہور کا
موجب ہوتا ہے، اور اسی طرح مجعول
کو اپنے جاعل کے ساتھ خصوصیت ہوتی
ہے اسلئے وہی اس سے صادر ہو سکتا ہے
دوسرے الفاظ میں یہ سمجھو کہ جاعل (پیدا
کرنیوالا) میں ایک ایسی جہت ہے جو
مجعول کے ظہور میں آنے کی بنیاد ہے
اور اسکے تمام امور کی کنہ اور حقیقت
ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے پر
یکسر منطبق ہوتے ہیں، اگرچہ اپنے درجہ
وجود میں کامل بنفسہ ہوتا ہے اور مجعول
کی تکمیلی حیثیت اپنے جاعل کی مقتضی
ہوتی ہے اور چونکہ ہر ممکن کی طبیعت اور حقیقت
میں موجود ہے کہ وہ اپنی فعلیت میں اپنے جاعل اور
خالق کا محتاج ہو اور ہر ایک مجعول کی طبیعت یہ
ہے کہ جاعل ہی کی ایک حیثیت اس کے ظہور میں آنے
کی بنیاد ہو اسلئے عالم تحقق اور عالم فعلیت میں خواہ
کسی قسم کا تحقق اور کسی قسم کی فعلیت ہو کسی ایسی چیز

لَا جِهَةَ فِي الْوَاجِبِ جَلَّ مَجْدُهُ — ظہور میں نا ممتنع اور نا ممکن ہے جس کی حیثیت ایجاد کی بنیاد واجب الوجود جل مجدہ کی ذات اقدس میں نہ ہو،

وَاِنَّ سَبِيْلَ تَمْجِيْدِهٖ سُبْحَانَهٗ اَنْ يُّقَالَ هُوَ مُحِيْطٌ بِمَا لَا يَتَنَاهٰى اِحَاطَةً غَيْرَ مُتَنَاهِيَةٍ اِلَّا اَنَّهٗ اَمْرٌ مَا يَسْتَنِدُ اِلَيْهِ الْمُمْكِنَاتُ بِاَسْرِهَا بِالضَّرُوْرَةِ الْبُرْهَانِيَّةِ بَعْدَ اَنْ فَرَضَ الْعَقْلُ خِلَافَ ذٰلِكَ فَهُوَ عَيْنُ التَّقَرُّرِ وَلَا يُقَالُ اِنَّ وَرَاءَهٗ مَفْهُوْمًا مَّا مِنَ الْمَفْهُوْمَاتِ وَفِعْلِيَّةً مَّا مِنَ الْفِعْلِيَّاتِ اِذْ كُلُّ اَمْرٍ لَيْسَتْ جِهَتُهٗ مِنْكَ رِجْتُهٗ فِيْهِ فَهُوَ مُمْتَنِعٌ اِمْتِنَاعًا ذَاتِيًّا سَرْمَدًا ؞

اور اللہ تعالیٰ کی تمجید اور تقدیس کے اظہار کا طریقہ یہ ہے کہ وہ غیر متناہی پر محیط ہے کہ اسکا احاطہ لا متناہی ہے اس بات کے کہنے میں کوئی مضائقہ نہیں کہ برہان (منطقی) کا ضروری اقتضاء یہ ہے کہ تمام ممکنات اپنی ہستی میں اس کے محتاج ہیں چاہے عقل نے اس کی نقیض کو ذہن میں فرض کر لیا ہو یہ تو عین تقرر ہے، اور اسی طرح یہ بھی نہ کہنا چاہیئے کہ ذات اقدس کے علاوہ مفہومات میں سے کوئی مفہوم اور فعلیات میں سے کوئی فعلیت ہے کیونکہ ہر وہ چیز جس کی حیثیت ذات اقدس میں نہ ہو تو وہ ممتنع بالذات اور اسکا موجود ہونا ناممکن ہے۔

ذات اقدس کلی اور جزئی سے بری ہے

وَهُوَ مُنَزَّهٌ عَنْ اَنْ — نیز اس کی ذات اقدس کلی اور

يَكُونُ كُلِّيًّا اَوْ جُزْئِيًّا اَمَّا اَنَّهُ لَيْسَ كُلِّيًّا فَلِمَا اَنَّهُ لَا لَبْسَ فِيهِ وَلَا خِدَاجَ اَصْلًا اِنَّمَا هُوَ لَيْسَ بَحْتٌ وَتَمَامٌ مَحْضٌ وَاللَّبْسُ وَالْخِدَاجُ اَمْرٌ يَبْتَدِعُهُ الْعَقْلُ اِذَا لَاحَظَ مَا لَيْسَ لَهُ وُقُوعٌ قَطُّ اَعْنِي عَدَمَ الْاِسْتِنَادِ اِلَى الْجَاعِلِ فِي مَا يَعْقِلُ وَيَعْلَمُ

وَاَمَّا اَنَّهُ لَيْسَ جُزْئِيًّا فَلِمَا اَنَّهُ لَا اَعَمَّ مِنْهُ وَلَا شَيْءَ يَنْدَرِجُ مَعَهُ فِي اَمْرٍ مَا اِنَّمَا هُوَ الْوَاحِدُ الْحَقُّ جَلَّ جَلَالُهُ وَاَنَّ الْوَاحِدَ مِنْ كُلِّ جِهَةٍ لَا يَصْدُرُ عَنْهُ وَلَا يَلْزَمُهُ اِلَّا الْوَاحِدُ كَيْفَ وَلَا مَعْنَى لِلْوَاحِدِ اِلَّا مَا

جزئی ہونے سے بری ہے کلی کا اطلاق تو اسلئے نہیں ہوسکتا کہ عدم اور نقص کو اسکی ذات میں دخل نہیں وہ بہر اسر عدم اور نقص ہے اور عدم اور نقص تو ایسے امور ہیں کہ جنہیں عقل نے پیدا کر رکھا ہے جس وقت وہ ایسی چیز کا تصور کرتی ہے جو کہ کبھی وقوع میں نہ آئے، یعنی جہاں تک تعقل اور علم کا تعلق ہے وہ کسی جاعل کی طرف منسوب نہ ہو (تو اسے ہم عدم اور نقص سے تعبیر کرتے ہیں اور ...

(ذات احد ... مترجم)

اسی طرح ہم اس ذات کو جزئی بھی نہیں کہہ سکتے اسلئے کہ جزئی کو عموم نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی چیز کسی بھی امر میں اسکے ساتھ مندرج ہوسکتی ہے وہ تو واحد حق جل جلالہٗ ہے، اور جو ہر حیثیت سے واحد ہو اس سے ایک ہی چیز صادر اور اسے ایک ہی چیز لازم ہوسکتی ہے کیونکہ واحد کے معنیٰ ہی یہ ہیں، کہ اس کا

يَصْدُرُ عَنِ الْوَاحِدِ الْبَسِيْطِ مِنْ حَيْثُ اَنَّهٗ وَاحِدٌ فَتَدَ كَّرْ ثُمَّ تَدَبَّرْ

صدور واحد بسیط سے ہو اس حیثیت کے ساتھ کہ وہ واحد ہے اس بات کو خوب ذہن نشین کر لو،

واجب اور ممکن میں افتراق

اَوَلَمْ يَتَّضِحْ لَكَ مِنْ فَلْسَفَتِهِمْ اَنَّ الْعَوَارِضَ كُلَّهَا مَنْزُوْعَةٌ اِلٰى مَا يَلْزَمُ الشَّيْئَ مِنْ حَيْثُ اِقْتِضَائِهٖ فِيْ جَوْهَرِهٖ وَسِلْسِلَةُ اللَّوَازِمِ تَنْصَرِمُ عِنْدَ لَازِمٍ وَاحِدٍ وَهُوَ كُلُّ مَا يَقْتَضِيْهِ الشَّيْئُ وَتَمْثَالُ جِهَتِهٖ وَاَنَّ التَّقَرُّرَ اَوَّلُ تَمْثِيْلِ الْمَاهِيَّةِ الَّتِيْ اِنَّمَا تَقَدُّمُهَا عَلَيْهِ بِالذَّاتِ وَالْاَشْيَاءُ الْمُتَأَخِّرَةُ عَنْهُ تَمْثِيْلَاتٌ لَهٗ بِشَرْطِهٖ

کیا ان کے فلسفہ سے تم پر یہ بات واضح نہیں ہوئی کہ کسی شئے کے تمام عوارض کا مرجع اس کا لازم ذاتی ہے جو کہ اس کے جوہر کا تقاضہ ہے اور تمام لوازم کا سلسلہ ایک ہی لازم پہ ختم ہوتا ہے جو کہ اس کی ذات کا مقتضی ہو اور اس کی حیثیت ایجاد کا تجسم ہو، بیشک کسی چیز کا تقرر ماہیت کا اول ترین تمثل ہے، ماہیت پر اس کو تقدم صرف اس کی ذات کی وجہ سے اور جو اشیاء اس ماہیت کی اس سے متاخر ہیں وہ اسکے تمثلات بشرطہ ہیں

وَاِنَّ الْفَصْلَ بَيْنَ الْمَاهِيَّةِ الْاِمْكَانِيَّةِ وَالْحَقِيْقَةِ الْوَاجِبَةِ

ممکن کی ماہیت اور واجب الوجود کی حقیقت میں بڑا فرق ہے،

مَعَ اشْتِرَاكِهِمَا فِي وَحْدَةِ	گویا کہ یہ چیز ان دونوں میں مشترک ہے
اللَّازِمِ الْأَوَّلِ وَاتِّحَادِ خَلْعِ	کہ لازم ذاتی دونوں کا ایک ہوتا ہے
اللَّوَازِمِ وَالْعَوَارِضِ إِلَيْهِ	اور دیگر تمام لوازم اور عوارض کا
فَذَاتُ الْمُمْكِنِ انْفِعَالِيٌّ	مرجع وہی ہوتا ہے، فرق اتنا ہے کہ
إِنَّمَا لِمَانِعٍ فِي الدَّرَجَةِ	ممکن کی ماہیت انفعالی ہے درجہ تقدم
الْمُتَقَدِّمَةِ بِالذَّاتِ عَنْ	میں اس کے ضروری اور غیر ضروری
تَمَثُّلِ فَرَائِضِ الْكَمَالَاتِ	کمالات کے ظہور میں آنے سے خود اس
وَنَوَافِلِهَا نَفْسُ الْعَجْزِ فِي	کی ذات مانع ہے کیونکہ وہ بذات
نَفْسِهِ وَفُقْدَانُهُ فِي ذَاتِهِ	خود ناقص اور فاقد الذات ہے
وَانْتِظَارُهُ الَّذِي هُوَ أَشَدُّ	اور اس کی یہ محتاجی اور دوسرے کا
مِنَ الْمَوْتِ وَذَاتُ الْوَاجِبِ	انتظار موت سے بھی زیادہ سخت ہے
فِعْلِيٌّ إِنَّمَا لِمَانِعٍ فِي	اور واجب الوجود کی حقیقت فعلی ہے
الدَّرَجَةِ الثَّانِيَةِ عَنْ	اسکے درجہ تقدم میں اسکے ضروری اور غیر
فَرَائِضِ الْكَمَالَاتِ وَنَوَافِلِهَا	ضروری کمالات کے ظہور میں آنے سے
هُوَ امْتِلَاؤُهُ وَسَبْقُهُ وَكِبْرِيَاؤُهُ	اسکا علو سبقت کبریائی اور عزت مانع
وَعِزُّهُ وَأَنَّهُ قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ	ہے اور وہ ہر ایک چیز سے پہلے ہے
وَاسْتِسْلَامُ كُلِّ خَيْرٍ لَدَيْهِ وَ	ہر ایک قسم کی خیر و برکت اس کے
ائْتِمَامُ كُلِّ فِعْلِيَّةٍ بِهِ	سامنے جھکتی ہے اور ہر ایک فعلیت
وَأَنَّ الْكُلِّيَّةَ وَالْجُزْئِيَّةَ	اس کی اقتدا کرتی ہے اور کلی اور جزئی

مِنْ بِدْعَاتِ تَعَمُّلِ الْعَقْلِ وَصُنْعِ الْإِدْرَاكِ وَأَمَّا الشَّيْءُ فِي نَفْسِهِ فَبَرِيْءٌ مِنْهَا إِذْ كُنْهُ الْأَمْرِ وَدُخْلَةُ السِّرِّ جِهَةُ الْمَجْعُوْلِ فِي جَاعِلِهِ وَهِيَ كُلُّهَا بِكُلِّهِ لَا الْمَجْعُوْلُ أَعَمُّ مِنْهَا وَلَا أَخَصُّ وَلَا يَقَعُ هُنَالِكَ بِحَسْبِهَا أَمْرٌ مَا غَيْرُهُ وَلَا مَفْهُوْمٌ مَا سِوَاهُ وَإِنَّ الْجِنْسَ وَالْفَصْلَ وَالتَّعَيُّنَ كُلُّهَا إِنَّمَا يَتَمَيَّزُ فِي الْعَقْلِ الْمَقْطُوْعِ عَمَّا هُوَ عِنْدَ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ ۔

کا مفہوم عقل کی اختراع ہے اور عاقلہ و مدرکہ کی صناعی ہے، کوئی بھی شئے ہو وہ فی نفسہ ان دونوں سے بری ہے کیونکہ کسی امر کی حقیقت اور اسکا راز مجعول کی وہ حیثیت ہے جو جاعل میں اسکے کلیات کے ظاہر ہونے کا باعث ہے بایں طور کہ یہ مجعول نہ تو اس سے عام تر ہے اور نہ اس سے اخص ہے، موطن جعل میں کوئی امر اور کوئی مفہوم اس حیثیت مذکورہ سے قطع نظر کرکے نہیں آتا، جنس اور فصل اور تعینات ان سب کا مفہوم عقل انسانی کی اختراع ہے جنکا تعلق ان امور سے منقطع ہے جو اللہ تعالیٰ کے یہاں ہیں

وَإِنَّ الْوُجُوْدَ خَيْرٌ صِرْفٌ وَكُلُّ مَعْقُوْلٍ فِعْلِيَّةٌ مَحْضَةٌ وَالشَّرِّيَّةُ وَالْعَدَمِيَّةُ إِنَّمَا تَنْتَشَآنِ فِي الْمُلَاحَظَةِ الْمُضَيِّعَةِ أَنْحَاءَ الْإِسْتِنَادِ

جو چیز بھی موجود ہے وہ خیر محض ہے اور جو چیز عقل میں آتی ہے وہ محض فعلیت ہے اور کسی شئے کا شر کا مصداق ہونا اور اسکا معدوم ہونا اس لئے کہ اسے جاعل کی طرف

إِنَّ الْجَاعِلَ فَلَا جَرَمَ أَنَّهَا لَيْسَ لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ ۔ | منسوب ہونیکا فخر حاصل نہیں اسی لیے وہ دعوت حق سے محروم ہے۔

وَإِنَّ التَّفَارُقَ بِالْعَدَدِ إِنَّمَا هُوَ نَصِيبُ الْحَادِثَاتِ الدَّنِسِيَّةِ وَأَمَّا الْكَائِنَاتُ الْقُدْسِيَّةُ فَإِنَّمَا مَبْدَأُ التَّفَارُقِ فِيهَا الْمَاهِيَّةُ بِنَفْسِهَا ۔ | عدد کی وجہ سے دو چیزوں کا آپس میں مختلف ہونا، یہ حدوث کے ساتھ آلودہ ہونیکا ثبوت ہے برخلاف اسکے جو کائنات قدسیہ ہیں ان میں افتراق اور اختلاف کا مبداء خود انکی ماہیت ہوتی ہے،

عالم علوی میں دنیا کی اشیاء کی مثال موجود ہے

وَإِنَّ الشَّيْءَ الْمُتَمَثِّلَ فِي النَّشْأَةِ الدُّنْيَا يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ لَهُ إِمَامٌ فِي النَّشْأَةِ الْعُلْيَا تَكُونُ قُدْوَتَهُ فِي أُصُولِ الْكَمَالِ وَفُرُوعِهِ حَتَّى عَيَّنُوا لِلْأَفْلَاكِ أَئِمَّتَهَا وَالْتَرَتَّبَتْ إِشْرَاقِيَّتُهُمْ عِبَادَةَ النُّورِ وَالنَّارِ عَدَدًا وَجَهْلًا | جو شئے اس نشاۃ دنیا میں ظہور اور معرض وجود میں آتی ہے ممکن ہے کہ اس کی اصل جسکا وہ اپنے کمال کے اصول اور فروع میں اقتداء کرتی ہے، عالم بالا میں موجود ہو یعنی کہ فلاسفہ نے افلاک یعنی سورج چاند اور ستاروں کیلئے بہ نظر بہ تسلیم کیا ہے اور اشراقیین نے اپنی جہالت اور دشمنی میں کچھ ایسے وجوہات پیش نظر رکھکر نور اور نار

وإنّ السؤال بلم في انضمام اللوازم والذاتيات بشيء ما هذر من القول لا يستحق الجواب أصلا فلا يقال لم كان الإنسان ناطقا أو متعجبا ولم كانت النار حارة إذ جهة المجعول في جاعله تنظمها في سلك واحد ويأتيان من حمى العدم متعانقين متلاصقين

کی عبادت کرنا شروع کر دی کسی چیز کے لوازم اور ذاتیات کے متعلق کیوں کا لفظ استعمال کرنا ایک قدر بیہودہ سوال ہے کہ وہ قطعاً اس لائق نہیں کہ اس سوال کا جواب دیا جائے بھلا یہ بھی کوئی معقول سوال ہے کہ انسان ناطق کیوں ہے؟ یا اس میں تعجب کرنے کی خاصیت کیوں رکھی گئی ہے؟ اور آگ جلاتی کیوں ہے؟ کیونکہ مجعول کی جو حیثیت جاعل میں موجود ہے وہ کسی مجعول اور اسکے لوازمات کو ایک دوسرے کے ساتھ ہو کر ظہور میں لاتی ہے،

وإنّ اللازم إمّا تفصيل لإجمال الماهية وشرح لها وإمّا سلكهما في سلك واحد جاعلهما لأمر يجمعهما ۔

اور کسی چیز کا لازم اجمال ماہیت کی تفصیل اور اسکی شرح ہوتا ہے اور جاعل ان دونوں کو ایک ہی لڑی میں پرو کر اسلئے ظہور میں لاتا ہے کہ ان میں کوئی امر جامع ہوتا ہے

وإنّ الجوهر والعرض إنما سلطان افتراقهما في مخيم التمثل وأمّا الجهة فكلتا الطبيعتين سويتان بالنسبة إليها إنما تذكر

اور جوہر و عرض میں جو فرق ہے وہ صرف تمثیل کے میدان میں ہے لیکن جس حیثیت کو ہم نے جاعل اور مجعول کی حیثیت قرار دیا ہے اسکے لحاظ سے دونوں کی نوعیت ایک سی کیا تمہیں فلاسفہ کا وہ نظریہ معلوم

صَنِيعُهُمْ فِي إِلْزَامِ الْحَرَكَةِ الدَّوْرِيَّةِ لِلْفَلَكِ ۔

نہیں جو افلاک کیلئے حرکت دوریہ لازم قرار دینے کیلئے وہ یہاں کیا کرتے ہیں،

فَتِلْكَ مَسَائِلُ يَرْتَضِيهَا وَيَنْصَحُهَا الْحَكِيمُ الرَّبَّانِيُّ مِنْ مَذْهَبِ أَهْلِ الْعَقْلِ وَحِزْبِ الْبُرْهَانِ تَأَمَّلْ وَلَا تَغْفُلْ ۔

یہ وہ مسائل ہیں جو اگرچہ اہل عقل و برہان کا مذہب ہیں مگر حکیم ربانی انکو پسند کرتا اور انکی تنقیح و تخصیص کرتا ہے کما حقہ ان مسائل کو سمجھ لو،

صادر اول در اصل اسم مقدس ہے

ثُمَّ إِنَّا ذَاكِرُونَ مَسْئَلَةً هِيَ أَصْلُ الْحِكْمَةِ وَبَذْرُ التَّحْقِيقِ أَمَا عَرَفْتَ الْاِسْمَ مَا كَانَ عُنْوَانًا لِلشَّيْءِ وَلَا يَفْتَرِقُ عَنْهُ إِلَّا بِالْمَرْئِيَّةِ الشَّرْحِيَّةِ وَالْخُصُوصِيَّةِ التَّفْصِيلِيَّةِ ۔

اب اسکے بعد ہم ایک مسئلہ بیان کرتے ہیں جو حکمت کی جڑ اور تحقیق کا تخم ہے یہ تو تم جانتے ہوگے کہ کسی چیز کا نام اسی شیئے کا نام ہوتا ہے ہیئت شرح اور خصوصیت تفصیل کے علاوہ اور کوئی فرق نہیں،

فَاعْلَمْ أَنَّ الصَّادِرَ الْأَوَّلَ إِنَّمَا هُوَ اسْمٌ مِنْ أَسْمَائِهِ تَعَالَى لِوَجْهَيْنِ الْأَوَّلُ أَنَّ التَّفَارُقَ بِالْإِجْمَاعِ بَيْنَ الْوَاجِبِ وَالصَّادِرِ الْأَوَّلِ إِنَّمَا هُوَ بِالْمَاهِيَّةِ ثُمَّ

اب اسکے بعد یہ سمجھ لو کہ (فلاسفہ کا) صادر اول اللہ تعالی کے اسماء حسنی میں سے ایک اسم ہے اور اسکی دو دلیلیں ہیں (۱) اس پر اتفاق ہے کہ واجب وجود اور صادر اول کے درمیان صرف ماہیت کا فرق ہے اسکے

نقول الیس هو عنوانا یفضی بصر رائیه الی الحقیقة الواجبیة والانسلاخ عن ذلك یباین طبائع الامکان لا سیما فی المنزهات الیست جهة مندرجة فی الواجب جل مجده وانما هو شرحها وتمثالها فلا جرم انه اسمه

بعد ہم کہتے ہیں کہ کیا یہ صادر اول ایک عنوان نہیں ہے کہ جسے دیکھ کر دیکھنے والے کی نظریں واجب الوجود کی حقیقت تک نہ پہنچ جاتی ہوں اس سے علیحدہ اور جدا رہنا یہ امکان کی طبیعت کے خلاف ہے خصوصاً منزہات میں (اور) کیا اسکی حیثیت واجب الوجود جل مجدہ میں مندرج نہیں ہے؟ اور کیا وہ اس کی شرح اور تمثال نہیں ہے تو پھر اسکے (باری تعالیٰ کے) اسم ہونے میں کیا مضائقہ ہے،

الثانی الیس ان الواجب لکینه رجح فی وحدته الصرفة جهات قاطبة الممکنات موجودها ومعدومها وکذلك الصادر الاول اما علمت ان کله بکلها ونحن نعبر عن ذلك بالاطلاق۔

دوسرے کیا یہ صحیح نہیں کہ واجب وجود کی خالص وحدت میں جملہ ممکنات کی حیثیتیں پنہاں ہیں؟ خواہ انکا وجود ہو یا نہ محض فرضی ہوں، صادر اول کی بھی یہی کیفیت ہے اسکا اور واجب کا وجود ایک دوسرے پر یکسر منطبق ہے جسے ہم اطلاق کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں،

وکل ما سوی الله سبحانه فان وجوده مستهلك فی الله وذلك کان الله محیط بجل فعلیته

اور ما سوی اللہ کا وجود اللہ تعالیٰ کی ذات میں مستہلک ہے اور یہ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک حیثیت سے

مِنْ كُلِّ حَيْثِيَّةٍ وَالْاِمْتِيَازُ إِنَّمَا هُوَ بِالْخُصُوصِيَّاتِ اللَّازِمَةِ مَرَّةً بَعْدَ أُخْرَى ◆

وَكُلُّ مُسْتَهْلَكٍ فِي شَيْءٍ إِذَا كَانَ مُطْلَقًا يَصِحُّ أَنْ يُحْمَلَ عَلَيْهِ وَيَكُونَ عُنْوَانًا لَهُ لَا امْتِيَازَ إِلَّا بِالْخُصُوصِيَّةِ وَانَّهُ غَيْرُ مُضَادٍّ لَهُ فِي إِطْلَاقِهِ وَلَا فِي تَحَقُّقِهِ فَإِذَنْ إِنَّمَا هُوَ التَّفْصِيلُ لِلْجِهَةِ وَشَرْحٌ لَهَا ◆

وَيَمْتَازُ عَنْ سَائِرِ اللَّوَازِمِ بِأَنَّهُ كُلُّهَا بِجُمْلَتِهِ وَكُلُّهُ بِكُلِّهَا لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا مَا كَانَ فِي بُقْعَةِ التَّحَقُّقِ فِي مَرْتَبَةِ اللُّزُومِ إِلَّا هٰذَا الْخُصُوصِيَّةُ نَقُولُ

ہر ایک فعلیت پر محیط ہے، امتیاز تو صرف خصوصیات لازمہ کی بنا پر ہے جو مرۃً بعد اخریٰ ظہور پذیر ہوتی ہیں،

اور ہر ایک مستہلک چیز جو کسی میں ہو جبکہ وہ مطلق ہو وہ اس پر محمول ہو سکتی ہے اور اسکا عنوان بن سکتی ہے، خصوصیت کے علاوہ اور کوئی امتیاز باقی نہیں رہتا۔ اور بحالت اطلاق دونوں میں کسی قسم کا تنافی نہیں پیدا ہوتا اور نہ اسکے تحقق میں لہٰذا یہ اس جہت کی (جو کہ جاعل اور مجعول ہیں) ہوتی ہے اشرح اور تفصیل ہوتی ہے

اور یہ دوسرے لوازم سے اس بات میں ممتاز ہے کہ وہ اصل پر کلیتہً منطبق ہوتا ہے اور اسکا اصل اس پر یکسر منطبق ہوتا ہے صغیرہ اور کبیرہ ہر ایک کا اس میں احاطہ ہوتا ہے عالم تحقق اور مرتبہ لزوم میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا، خواہ ہم اسکے خصوص کے قائل ہوں یا اسکے

اَوْ بِعُمُوْمِہٖ لَیْسَ ھُنَالِکَ	عموم کے اس مقام پر نہ خصوص ہے اور
خُصُوْصٌ وَّلَا عُمُوْمٌ لَا کَمَا	نہ عموم اور نہ بعض کے وہم کا وہاں
یَتَوَھَّمُہٗ بَعْضُھُمْ اَنَّہٗ	دخل ہے کہ اصل کو تقدم حاصل ہے
یَتَقَدَّمُ لِاَنَّہٗ یَلْزَمُ الْخَیْرَاتُ	اسلئے کہ اسے تمام خیرات لازم ہیں پھر
ثُمَّ اَنَّہٗ جُزْئِیٌّ اَمَامَ	انکا وہم یہ بھی ہے کہ صادر اول باعتبار
الْجُزْئِیَّاتِ مِنْ قِبَلِ الْمَاھِیَّۃِ	ماہیت کے جزئیات میں سے ایک
وَذٰلِکَ ھَذَرٌ مِّنَ الْقَوْلِ	جزئی ہے تو یہ خیال بیہودہ اور بکواس
بَاطِلٌ فِیْ حَقِّہٖ مُمْتَنِعٌ	ہے اسکے حق میں یہ خیال کرنا طبعاً
مِنْ طَبِیْعَتِہٖ فَلَیْسَ لَہٗ	باطل اور ممتنع ہے کیونکہ اس حیثیت کے
کُنْہٌ وَّلَا حَقِیْقَۃٌ اِلَّا تِلْکَ الْجِھَۃُ	علاوہ اس کی اور کوئی کنہ اور حقیقت
فَحَسْبُ وَلَا یُمْتَازُ عَنْھَا اِلَّا	نہیں اور یہ اس سے تفصیلی ہیئت اور
بِالْھَیْئَۃِ التَّفْصِیْلِیَّۃِ وَالْخُصُوْصِیَّۃِ	خصوصیت شرع کے علاوہ کسی اور طرح
الشَّرْعِیَّۃِ فَاِذَنْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ	ممتاز نہیں، سو اب یہ نتیجہ یہ ہوا کہ
الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا	"جاءَ الْحَقُّ الخ"

صادر اول کی حد

وَاعْلَمْ اَنَّ ھٰذَا الْحُکْمَ	اسکے بعد یہ بھی جان لو کہ اسمائے
مُنْسَحِبُ الذَّیْلِ فِیْ اِیْجَادِ	پاک کے دوسرے اور تیسرے ظہور
الثَّانِیْ وَالثَّالِثِ وَھَلُمَّ	کا بھی یہی حکم ہے اور اسی طرح سلسلہ

حَدًّا اَمَّا عَرْضًا فَلَا نِهَايَةَ لَهُ
بِحَدَاءٍ لِانْتِهَاءِ الْوَاجِبِ جَلَّ
مَجْدُهُ فِي ذَاتِهِ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَ
سَلَّمَ اَسْاَلُكَ بِكُلِّ اِسْمٍ
هُوَلَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ
نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهُ فِيْ
كِتَابِكَ اَوْ عَلَّمْتَهُ اَحَدًا
مِنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ
بِهٖ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ
عِنْدَكَ وَاَمَّا طُوْلًا فَاِلٰى
اَنْ يَنْتَهِيَ التَّمْثِيْلَاتُ
الْمُجَرَّدَةُ الْاَصْلِيَّةُ وَتَتَوَحَّدُ
وَتَنْشَاُ الْاِرَادَةُ وَمِنْ
هُنَاكَ يَنْشَاُ الْعَالَمُ
الْحَادِثُ الْمَقْهُوْرُ تَحْتَ
الْاِرَادَةِ فِيْ تَخَالِيْطِ اَحْكَامِ
الْاَسْمَاءِ لَا يَكَادُ يُوْجَدُ
هُنَالِكَ كُلٌّ بِكُلٍّ

چلتا رہتا ہے اور کیونکہ واجب الوجود
کی ذات میں قطعاً تناہی نہیں اسی لئے
صادر اول کا عرض بھی غیر متناہی ہے
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک
دعا کے یہ الفاظ منقول ہیں میں تیری
جناب میں ہر ایک ایسے اسم کا واسطہ لاتا
ہوں جو تیرا اسم مقدس ہے اور تو نے
اسے اپنے لئے مقرر کیا یا تو نے اسے
اپنی کتاب میں نازل کیا، یا اپنی
مخلوق میں سے کسی کو اس کا علم دیا یا
اپنے علم میں اسکا جاننا اپنے لئے مخصوص
فرمایا اور اسکے طول کی یہ حد ہے کہ
جہاں پر تمثیلات مجردہ اصلیہ منتہی ہو
کر ان میں وحدت پیدا ہوتی ہے،
اور ارادہ ظاہر ہوتا ہے اور اسی مقام
پر عالم حادث ظہور میں آتا ہے جو کہ
اسماء پاک کے احکام کے خلط ملط
ہونے میں ارادہ قاہر کے تابع ہے اس
مقام پر انطباق کلی مفقود ہو جاتا ہے

وَلَا تَقْدِيْسَ، وَلَا عُنْوَانِيَّةَ فَلَاجَرَمَ اَنَّهُ الْغَيْرُ الْمُحْدَثُ الْمَعْلُوْلُ ثُمَّ يَثْبُتُ فِيْ جَانِبِ مُضْتَى الْعَالَمِ تَمَثُّلَاتٌ مُجَرَّدَةٌ وَاِثْبَاتٌ مُقَدَّسَةٌ كَامِلَةُ الْاِفْضَاءِ تَامَّةُ الْعُنْوَانِيَّةِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ - اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ - اَلَا اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ فَتِلْكَ اَسْمَاءُ اللّٰهِ تَعَالٰى الْعَدَدِيَّةُ وَمَنْ وُفِّقَ لِاِدْرَاكِ هٰذِهِ السِّلْسِلَةِ الْعَدَدِيَّةِ بِاَحْكَامِهَا فَقَدْ وُفِّقَ لِلْخَيْرِ كُلِّهِ ۔

اور تقدیس اور عنوانیت کچھ باقی نہیں رہتی چنانچہ اسی بنا پر یہ مغایر اور حادث اور معمول ہے، پھر تصرفات عالم میں تمثلات مجردہ اور حقائق مقدسہ کا اثبات کیا جاتا ہے جنکا افضاء اور عنوان کامل اور تام ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، الی اللہ المصیر انا للہ وانا الیہ راجعون، الا الی اللہ ترجع الامور، چنانچہ یہ اللہ تعالیٰ کے وہ اسماء ہیں جنہیں عددیہ کہا جاتا ہے کہ جسے اس سلسلہ دوریہ کی اس کے احکام کے ساتھ سمجھنے کی توفیق ہوئی تو ہمہ قسم کے خیر کے دروازے اس کے لئے کھل گئے۔

وَالْكَلِمَةُ الْجَامِعَةُ عِنْدَ حِزْبِ الْحِكْمَةِ هِيَ اَنَّ الْعَالَمَ كُلَّهُ غَيْرُ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ لَا بِالْمَعْنَى الَّذِيْ يَتَصَوَّرُهُ الْعَامَّةُ مِنْ اِسْتِقْلَالِ الْفِعْلِيَّةِ وَاِنْحِيَازِ التَّحَقُّقِ

حکمت والوں کے نزدیک جامع کلمہ یہ ہے کہ تمام عالم غیر اللہ ہے اس معنی کے اعتبار سے نہیں جو عوام کے دماغ میں پیوست ہیں جنہیں وہ استقلال فعلیت اور اسکے مقابلے میں تحقق کے جمع ہو جانیکو تعبیر کرتے ہیں حاشا وکلا

بحیالہ کلا بل ہو تمثال لجہۃ الواجب وشرح لکمالہ.

وانما مناط الغیریۃ انتہاؤہ فی نفسہ وتعینہ فی ذاتہ انما انتشاءہما من سعۃ الانتہاء وتعری الاطلاق بشدۃ الاحاطۃ ولو لم یشملہ لما کان من غیر التناہی فی شیء وتنزہہ فی جوہرہ وتکونہ فی طبیعتہ الذی انما ہو من کمال القدوسیۃ وتمام السبوحیۃ ولو لم یتضمنہ لما کان من القدس فی شیء والنسیان والعنوانیۃ والعدام الانقضاء الذاتی صدورہما من شدۃ شعشعان الظہور ولو لم یطوہ لما کان من الظہور فی شیء

بلکہ یہ ذات واجب الوجود کی تخلیق کی تصویر اور اس کے کمال کی شرح اور تفصیل ہے،

غیریت کا مدار اس پر ہے، کہ وہ چیز اپنے نفس کے اعتبار سے متناہی اور باعتبار ذات کے متعین ہو، اور ان دونوں کا منشاء کامل درجہ کی وسعت ہے اور اسکا مطلق ہونا اور احاطہ کا ہمہ گیر ہونا ہے اور اگر یہ مشمول نہ ہو تو پھر کسی وجہ سے اسے غیر متناہی کہہ سکتے ہیں اور وہ چیز باعتبار اپنے جوہر و طبیعت کے بہت دور ہو کمال قدوسیت اور سبوحیت کے یہی معنی ہیں اور اگر یہ نہ ہو تو پھر قدوسیت کا کیا مفہوم باقی رہ جاتا ہے عنوان اور افضاء کا معدوم اور ختم ہو جانا یہ ان دونوں کے شدت ظہور کا ثمرہ ہے اگر انکا اس پر اطلاق نہ کیا جائے، تو پھر اس پر ظہور کا اطلاق کرنا بے سود ہے

لَيْسَ مَثَلُهُمَا إِلَّا مَثَلُ
الْحَيَوَانِ الْمُطْلَقِ لَا بِشَرْطِ
شَيْءٍ بِالنِّسْبَةِ إِلَى الْحَيَوَانِ
الْكُلِّيِّ بِشَرْطِ لَا شَيْءٍ وَالْحَيَوَانِ الْجُزْئِيِّ
بِشَرْطِ شَيْءٍ فَإِنَّهُ إِنَّمَا يَشْمَلُهُمَا
بِشِدَّةِ إِطْلَاقِهِ وَأَمَّا
ذَانِكَ فَإِنَّهُمَا قَدْ سَدَّ
تَنَاهِيهِمَا فَصْلَ تَدَنُّسِهِمَا
عَنِ الْعُنْوَانِيَّةِ وَأَنْ يَكُونَ
كُلُّهُمَا بِكُلِّهِ فَنَجْعَلُكَ بَعْدَهَا
حَكَمًا هَلْ يُمْكِنُ أَنْ يَكُونَ
الصَّادِرُ الْأَوَّلُ بِطَبِيعَتِهِ تِلْكَ
غَيْرَ مُسَمًّى بِالْعَقْلِ حَاشَاهُ
عَنْ ذَلِكَ ثُمَّ حَاشَاهُ.
وَلَا يَهُولَنَّكَ صُدُورُ
الْكَائِنَاتِ الدَّنِسَةِ مِنْ
سِنْخِ الْقُدُّوسِيَّةِ عَلَى
سَبِيلِ الظُّهُورِ وَالتَّمَثُّلِ

ان دونوں کی مثال حیوان مطلق کے
طریقہ پر ہے جو لابشرط شئے کے ساتھ
موسوم ہے، اب اسکے ساتھ حیوان کلی
بشرط لاشئے اور حیوان جزئی بشرط
شئے کا موازنہ کرو، لیکن حیوان مطلق
اپنی شدت اطلاق کے ساتھ ان دونوں
کے مفہوم کو شامل ہے برخلاف اس
کے (کہ حیوان کلی اور حیوان جزئی) کا
مفہوم متناہی اور متدنس ہونیکی وجہ
سے اس قابل نہیں کہ اسے عنوان
قرار دیا جائے اور پھر دونوں ایک
دوسرے پر یکسر منطبق ہوں اب ہم یہ
فیصلہ تم پر ہی چھوڑتے ہیں، کہ کیا
صادر اول کو اس کی طبیعت کے لحاظ
سے غیر کہہ کر عقل اول موسوم کر سکتے ہیں۔ حاشا وکلا ثم حاشا وکلا۔
اور رہی یہ بات کہ متدنس اور
غیر مقدس کائنات ظہور اور تمثل کے
طریقہ پر قدوسیت سے وجود میں آئی
تمہیں ناگوار نہ ہونی چاہیئے کیونکہ ہر

فَاِنَّهٗ لِكُلِّ مُتَدَنِّسٍ	ایک متدنس کی قدوسیت ہے اگرچہ
قُدُّوْسِيَّةٌ هِيَ اَقْرَبُ مِنْ	وہ اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ اسکے
حَبْلِ الْوَرِيْدِ وَهُوَ اَبْعَدُ	قریب ہے لیکن وہ اس ذات سے پھر بھی
مِنْهَا بِمَا هُوَ هُوَ كَبُعْدِ	اس قدر دور ہے، جیسے بعد المشرقین سے
الْمَشْرِقَيْنِ فَعَلَيْكَ بِالْمَثَلِ	تعبیر کرتے ہیں۔ اسلئے ہماری بیان کردہ
الَّذِيْ ضَرَبْنَاهُ ﴿	بات پر ہی کاربند ہونا چاہیئے۔

صفات مقدسہ کا طریقہ تعبیر

وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ	یاد رکھو کہ اللہ تعالے اپنے علم
لَا يَعْلَمُ اَحَدًا وَلَا يُرِيْدُهٗ وَلَا	اور ارادہ کے مطابق جس کسی کی بھی
يَخْلُقُهٗ اِلَّا مِنْ حَيْثُ هُوَ هُوَ اَيْ	تخلیق فرماتا ہے تو وہ تخلیق اسکی ذات
مِنْ حَيْثُ اَنَّهٗ خَيْرٌ مَحْضٌ وَوُجُوْدٌ	کی حیثیت سے ہوتی ہے جسکا مطلب
صِرْفٌ مِنْ عُكُوْسِ حَضَرَاتِ الْاَسْمَاءِ	یہ ہوتا ہے کہ اسکا وجود خیر محض ہے،
وَهٰذِهِ الْمَسْئَلَةُ مِنْ عَمِيْقَاتِ	اور ذات اقدس کے اسماء پاک کا
الْمَسَائِلِ لَا يُدْرِكُهَا اِلَّا مَنْ جُبِلَ	پرتو ہے یہ ایک دقیق مسئلہ ہے جسے
لَهَا وَلِنُمْلِ عَلَيْكَ شَيْئًا فِيْهِ اُسْوَةٌ	وہی سمجھ سکتا ہے جو کہ اس سے فطری
لِتَصْفِيْفَاتِنَا فِي الْمُشَاجَرَاتِ بِاَجْمَعِهَا	مناسبت رکھتا ہو پھر بھی ہم اسکی کچھ

وضاحت کئے دیتے ہیں جس سے اور دیگر تمام مسائل بھی حل ہو سکیں،

اَلَيْسَ اَنَّ لِلزَّوْجِ اَرْبَعَةً	کیا کبھی تم نے غور کیا ہے کہ زوج

اِعْتِبَارَاتٌ الْاَوَّلُ حِيْنَ تَقُوْلُ
الزَّوْجُ كَذَا وَتَعْنِيْ بِهٖ الْاَرْبَعَةَ
وَتَجْعَلُهٗ عُنْوَانًا لَهَا فَالزَّوْجُ فِيْ هٰذَا
اللِّحَاظِ تَجَلٍّ لِلْاَرْبَعَةِ وَاِسْمٌ لَهَا
لَيْسَ يُمْكِنُ اَنْ يُقَالَ هُوَ هُوَ مِنْ
شِدَّةِ الْوَحْدَةِ لِاعْتِبَارِ اَحَقِّ
الْاِعْتِبَارَاتِ وَاَحْكَامِهَا فِيْ نَفْسِ
الْاَمْرِ وَهُوَ مَذْهَبُ الْحُكَمَاءِ
الرَّبَّانِيِّيْنَ فِي الْاِلٰهِيَّاتِ فَعِنْدَهُمْ
اَنَّ الْعَلِيْمَ قَبْلَ الْعِلْمِ وَالسَّمِيْعَ
قَبْلَ السَّمْعِ وَاَحَقُّ الْكَلَامَيْنِ
عِنْدَهُمْ اَنْ يُقَالَ الْعَلِيْمُ وَ
السَّمِيْعُ وَالْحَكِيْمُ وَالْقُرْاٰنُ وَارِدٌ
عَلٰى اَحَقِّ الْكَلَامَيْنِ عِنْدَهُمْ
وَاَحَقُّ الْحِكَايَاتِ عِنْدَهُمْ
اَنْ يُقَالَ الْاِسْمُ عَيْنُ الْمُسَمّٰى
بِاعْتِبَارٍ وَالْاِسْمُ لَا عَيْنُ الْمُسَمّٰى
وَلَا غَيْرُهٗ بِاعْتِبَارٍ اٰخَرَ.

(جو فرد کے مقابل ہے) کیلئے چار
اعتبارات ہیں (۱) تم زوج کی تعریف
کرو اور تمہارے پیش نظر چار کا عدد ہو
اور تمہارا زوج کی تعریف کرنا اس کا
عنوان ہو تو زوج اس اعتبار سے
چار کے عدد کا مظہر اور اسکی تجلی ہے
اور اسی کا اسم ہے شدت اتحاد کی بنا
پر اس قسم کا اطلاق کرنا ناممکن ہے
زوج کے مفہوم کی یہ حیثیت تمام حیثیات
سے افضل اور حقیقت نفس الامر
کے زائد مطابق ہے حکماء ربانیین الہیات
میں اسی کے قائل ہیں اور انکے نزدیک
علیم علم سے مقدم اور سمیع سمع سے
مقدم ہے اور انکا مذہب یہ ہے کہ
اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق بہترین یہ کلام ہے
کہ وہ سمیع علیم اور حکیم ہے اور بقول ان کے قرآن
کریم نے بھی وہی طریقہ تعبیر اختیار کیا ہے اور انکے مذہب
کی بنا پر ایک لحاظ سے تو اسم کو
عین مسمی کہنا چاہیے اور دوسرے لحاظ سے کہیں کہ اسم نہ عین مسمی ہے اور نہ غیر مسمی۔

اَلثَّانِي حِيْنَ تَقُوْلُ الْاَرْبَعَةُ زَوْجٌ فَاِنَّكَ قَدْ اَخَذْتَ الزَّوْجَ مَفْهُوْمًا يَصْدُقُ عَلَى الْاَرْبَعَةِ وَمَعْنٰى قَوْلِكَ حَيْثِيَّتَيْنِ اَنَّ الْاَرْبَعَةَ وَالزَّوْجَ وَاِنْ كَانَا مَفْهُوْمَيْنِ فَاِنَّهُمَا مُتَّحِدَانِ فِيْ لِحَاظِ تَعَلُّقِهٖ حَيْثُ هٰذَا الْحُكْمُ عِلْمًا غَيْرَ شَيْءٍ وَهٰذَا الْاِعْتِبَارُ اَوْكَسُ مِنَ الْاَوَّلِ ۔

دوسری شکل یہ ہے کہ جس وقت تم اس بات کے قائل ہو کہ چار کا عدد زوج ہے تو تم نے اسکا یہ مطلب سمجھا کہ زوج کا مفہوم مختلف ہے لیکن دونوں اس حیثیت سے متحد ہیں کہ چار کا مفہوم زوج کے مفہوم میں شامل ہے یہ حیثیت پہلے کی نسبت سے ناقص ہے۔

وَهُوَ مَذْهَبُ الْمُتَكَلِّمِيْنَ فِي الْاِلٰهِيَّاتِ وَعِنْدَهُمْ اَنَّ الْعِلْمَ قَبْلَ الْعَلِيْمِ وَالْحِكْمَةَ قَبْلَ الْحَكِيْمِ وَاَحَقُّ الْكَلَامَيْنِ عِنْدَهُمْ اَنْ يُقَالَ صِفَةُ الْعِلْمِ لَهٗ وَصِفَةُ الْحِكْمَةِ لَهٗ لَا اَنَّهُ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ وَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ الْعَلِيْمَ وَالْحَكِيْمَ اِلَّا عِلْمًا غَيْرَ شَيْءٍ ۔

اور یہی متکلمین کا مذہب ہے الٰہیات میں اور انکے نزدیک علم کا درجہ علیم سے مقدم ہے اور ایسے ہی حکمت کو حکیم پر تقدم حاصل ہے انکے نزدیک بہترین تعبیر یہ ہے کہ باری تعالےٰ صفت علم اور صفت حکمت کیساتھ موصوف ہے یہ وجہ نہیں کہ وہ علیم اور حکیم ہے وہ علیم اور حکیم کو عین علم اور عین حکمت کہتے ہیں

اَلثَّالِثُ حِيْنَ تُلَاحِظُ مَظْهَرِيَّةَ الْاَرْبَعَةِ فِيْ خُصُوْصِيَّةِ الزَّوْجِ وَتَجْعَلُ الْوَحْدَةَ السَّابِقَةَ الَّتِيْ اِنَّمَا

تیسری صورت یہ ہے کہ ہم چار کے مفہوم کو زوج کے خصوصی مفہوم میں اس سے پہلے جو اتحاد تھا اور جسکا منشاء

لا تنشأوها من ملاحظة النظر و سرعة نفوذها ظهريا و تنصب دونها سرادق هي عنوان تلك الوحدة في تخاليط الذهن و هو مذهب الصوفية و احق التعبيرات عندهم انه تعين للاربعة و مظهر لها و هو برزخ بين الاعتبارين السابقين.

نفوذ نظر کی سرعت تھی اسے نظر انداز کریں اور تخلیات ذہن کی بنا پر اس وحدت کا جو عنوان تھا اس پر موٹے موٹے پردے ڈال دیں یہ صوفیہ کا مذہب ہے اور انکے نزدیک تعبیر کی بہترین شکل یہ ہے کہ زوج کا عدد چار کا ایک تعین اور اسکا مظہر ہے اور یہ حیثیت پہلی دونوں حیثیتوں کے بین بین ہے

الرابع حين تقول الاربعة و تحفظ معناها في ذهنك ثم تقول الزوج و تحفظ معناه في جانب اخر من ذهنك ثم تنظر ما النسبة بينهما فتدرك ان الاول علة للثاني و الثاني معلول له ولولا لم يكن في بقعة الايسية اصلا.

چوتھی شکل یہ ہے کہ چار کا عدد بول کر اسکے معنی اپنے ذہن میں محفوظ کر لو اور پھر زوج کے مفہوم کو ذہن کے کسی اور کونہ میں محفوظ کر لو پھر دیکھو کہ ان دونوں میں کونسی نسبت ہے تو غور کے بعد معلوم ہو گا کہ پہلا مفہوم علت اور دوسرا اسکا معلول ہے اگر یہ علت نہ ہو تو معلول کا معرض وجود میں آنا محال ہے،

و هو مذهب الفلاسفة

فلاسفہ کا یہی مذہب ہے اور

وَعِنْدَهُمْ أَنَّ الْعِلْمَ
مَعْلُولٌ لَهُ وَمُحْتَاجٌ إِلَيْهِ
وَأَحَقُّ التَّعْبِيرَاتِ عِنْدَهُمْ
أَنْ يُقَالَ الْعِلْمُ لَوْ لَمْ يَكُنِ
الْوَاجِبُ لَمْ يَكُنْ وَإِنَّمَا كَانَ
بِسَبَبِهِ وَاقْتِضَائِهِ

بقول انکے اسکا علم اسکا معلول اور
محتاج ہے اور بہترین تعبیر کا طریق ان
کے نزدیک یہ ہے کہ اگر واجب الوجود
نہ ہوتا تو علم بھی نہ ہوتا، یہ تو سراسر
اس کے سبب اور اقتضاء کی بنا
پر ہے،

فَإِذَا قِيلَ لَكَ أَيُّهَا
الْفَطِنُ إِنَّ الْعَالَمَ مُسْتَنِدٌ إِلَى
الْعَقْلِ الْفَعَّالِ فَصَدِّقْهُمْ
فِيمَا حَكَمُوا وَخَطِّئْهُمْ فِي مَا
عَنْوَنُوا بِهِ مَوْضُوعَ قَضِيَّتِهِمْ
وَحَقِيقَةُ كَلَامِهِمْ بَعْدَ
الْانْسِلَاخِ عَنِ الْمَلَابِسِ الْمُبْتَدَعَةِ
هُوَ أَنَّ الْوَاجِدَ الْفَيَّاضَ الْخَلَّاقَ
الْجَوَادَ أَفَاضَ الْعَالَمَ وَأَوْجَدَهُ
وَأَخْرَجَهُ مِنَ الْعَدَمِ وَمِثْلُ
ذَلِكَ حَيْثُ يَقُولُونَ الْوَحْيُ
مِنْ تَعْلِيمِ الْعَقْلِ الْفَعَّالِ
فَالَّذِي هُوَ اصْطِلَاحُ

اور اے سمجھ دار جسوقت تم سے
یہ کہا جائے کہ عالم حادث کی تخلیق
عقل فعال کی طرف منسوب ہے تو
اسے غلط نہ سمجھو۔ لیکن اس قضیہ کا جو
عنوان دیا گیا وہ باطل ہے اور بدعت
کا لباس اتارنے کے بعد انکے کلام
کی حقیقت کو دیکھا جائے، تو اس کا
مفہوم یہی ہے کہ واحد فیاض تعالے
وتقدس نے جو خلاق جواد ہے عالم
پر اپنا فیض نازل کر کے اس کو
نیست سے ہست کیا اور اسی طرح
(یہ فلاسفہ) اپنی فلسفیانہ اصطلاح
میں کہتے ہیں کہ وحی عقل فعال کی تعلیم

كلامه هو ان يقال الوحى من افاضة الرب المتكلم الجواد .

ہے اسکے برخلاف یہ کہا جائے کہ وحی اس پروردگار عالم کی جو متکلم جواد ہے افاضہ ہے،

وبالجملة فاعلمن ان حديث العقول مزيدات العقول وانه ليس في منصب الايجاد الا الله سبحانه باسمائه وهذا البرهان المتين كاف ان شاء الله تعالى لمن كان له قلب او القى السمع وهو شهيد .

خلاصہ یہ کہ عقول عشرہ کا مسئلہ عقل کی ایک بدعت ہے حقیقت یہ ہے کہ منصب ایجاد و تخلیق سوائے باری تعالیٰ کے اور کسی کے شایان شان نہیں ہی اسکے اسماء پاک کا جلوہ اور ظہور ہیں باقی لمن کان لہ قلب او القی السمع وھو شہید اس کیلئے یہ برہان قوی وقطعی انشاء اللہ تعالیٰ کافی ہے،

ويجب عليك ان تعلم انا لا نريد بالاسماء مفهومات انتزاعية حاشاها من ذلك بل انيات مقدسة وهويات منزهة وتجليات واجبية وان

اور تم پر اس چیز کا جاننا بھی واجب ہے کہ حاشا وکلا ہماری مراد اسماء سے مفہومات انتزاعیہ نہیں بلکہ ہماری مراد ان کے حقائق مقدسہ اور منزہ ماہیات اور واجب الوجود تعالیٰ وتقدس کی تجلیات ہیں۔ اور ان تجلیات مقدسہ کیلئے

العدم الذي اثبته بعض
اهل الكشف وبعض
اهل النظر للاثبات
المقدسة ليس بشيء لانه
اذا ثبت الاسماء حق
اثباتها فليس هناك عدم
الا بحسب الحكاية
العقلية الغير الواقعية
الا في اوهام العقل واذا
جعلت صفات او عقولا
فالعدم انما تنشأ لانقطاعها
عن الواجب في نظرتهم
تلك ولله در الحكماء فيما
اصطلحوا من قضية
وجدانهم على انبجاس
الاثبات المقدسة مسمى
بالاتصاف والموسومية انبجاس
الانيات الملوثة حقيق
بان يسمى بالخلق ويوصف

بعض اہل کشف اور بعض اہل نظر
جس عدم کا اثبات کرتے ہیں وہ قطعاً
باطل ہے کیونکہ اگر اسماء پاک کا کما
حقہٗ اثبات کیا جائے تو اس مقام پر
عدم باقی ہی نہیں رہتا مگر یہ کہ عقل
کسی امر غیر واقع کا تصور باندھتے ہوئے
اس کا بھی تصور کرے جو کہ اوہام عقل
کا نتیجہ ہے اور اگر ان کو صفات اور
عقول سمجھ لیا جائے تو عدم اندریں
صورت انکی نظروں میں اسکا تعلق
واجب الوجود سے منقطع ہو جائے گا
حکماء کی یہ اصطلاح جو ان کی قضیہ
وجدان پر مبنی ہے قابل تعریف ہے
کہ یہ حقائق مقدسہ کے ظہور کو اتصاف
ذات کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں یا اس
بات کے قائل ہیں کہ باری تعالے
اس سے موسوم ہے، اور غیر مقدس
حقائق کے ظہور میں آنکو خلق کیساتھ
موسوم کرنا زیادہ بہتر ہے اور حادثہ

بِالحُدُوثِ لِاِنْقِهَارِهَا تَحْتَ الْاِرَادَةِ وَاخْتِلَاطِ اَحْكَامِ الْاَسْمَاءِ فِيْهَا بِحَيْثُ لَا يُوْجَدُ كُلٌّ بِكُلٍّ وَفِي اخْتِلَافِ الْمَدَارِكِ دُوْنَ الْاِدْرَاكِ اِذَا اُقِيْمَتِ الْبَرَاهِيْنُ فَيُوْشَكُ اَنْ يَصْطَلِحُوْا وَاَمَّا اخْتِلَافُ الْاِدْرَاكِ فَاَعْسَرُ اللّٰهُمَّ اِلَّا اَنْ يُنَبِّهُوْا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ ◆

کیساتھ بھی اسے موسوم کرتے ہیں کیونکہ اسکا ظہور ارادۂ قاہرہ کے ماتحت ہوا ہے اور اسماء پاک کے احکام اس میں مخلط طور پر پائے جاتے ہیں اور انطباق کلی اس میں نہیں ہوتا اور مدرک کے اختلاف کی شکل میں جبکہ نفس ادراک میں کوئی اختلاف نہ ہو، تو براہین کے قائم ہونے کے وقت ان اقوال میں تطبیق ممکن ہے اور اگر نفس ادراک ہی میں اختلاف ہو تو یہ مرحلہ بہت مشکل ہے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کسی کو مطلع کردے، سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ

اَلْخِزَانَةُ الثَّانِيَةُ — دوسرا خزانہ

(معرفت الٰہی اور تقدس)

مِلَاكُ الْحِكْمَةِ عِرْفَانُ ذَاتِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ

حکمت ربانی کی اصل اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کی معرفت اسی کی

بِذَاتِہٖ ثُمَّ عِرْفَانُ اَسْمَائِہٖ	ذات کیساتھ کرنا ہے اس کے بعد اسکے
بِخُصُوْصِیَّتِہَا وَاَحْکَامِہَا ثُمَّ	اسماء پاک کی انکی خصوصیات اور
عِرْفَانُ النَّشْاَۃِ وَالْمُنْشَئَۃِ	احکام کے ساتھ معرفت حاصل کی جائے
وَظُہُوْرِ اَسْمَاءِ اللّٰہِ تَعَالٰی	اس کے بعد اس عالم ثانی کی حقیقت
سُبْحَانَہٗ فِیْہَا بِوَجْہٍ خَاصٍّ	کا علم کیا جائے اور یہ کہ اسماء پاک نے
ثُمَّ عِرْفَانُ الْاَسْمَاءِ الْعَوْدِیَّۃِ	کن خاص خاص حیثیتوں سے ظہور کیا
بِاَحْکَامِہَا وَاِفْضَائِہَا اِلَی	اسکے بعد اسماء عودیہ کے احکام
اللّٰہِ تَعَالٰی فَتِلْکَ السِّلْسِلَۃُ	اور ایصال الی اللہ تعالےٰ کی
الدَّوْرِیَّۃُ مَنْ اُوْتِیَ عِلْمَہَا	معرفت کا درجہ ہے سو یہ سلسلہ دوریہ
بِالذَّوْقِ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا	ہے کہ جس کسی کو اس کا علم ذوق اور
کَثِیْرًا وَنَحْنُ نُفَصِّلُہَا عَلٰی مَا	وجدان کے طور پر عطا کیا گیا فَقَدْ
وَفَّقَنَا اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ ٭	اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا اور ہم اللہ تعالےٰ

کی حسن توفیق کے مطابق اس کی تفصیل کرتے ہیں،

اَمَّا ذَاتُ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ	اللہ سبحانہ و تعالےٰ کی ذات اس
فَاَجَلُّ مِنْ اَنْ یُحِیْطَ بِہَا	سے بہت بلند ہے کہ کوئی اپنے دراک
الْاِدْرَاکُ اِنَّمَا یُوْصَلُ اِلَیْہِ	سے اسکا احاطہ کر سکے اللہ تعالےٰ
بِالتَّجَلِّی الذَّاتِیِّ الَّذِیْ لَیْسَ	تک پہونچنے کا ذریعہ صرف تجلی ذاتی
مِنَ الْاِدْرَاکِ فِیْ شَیْءٍ	ہے کہ جس میں کچھ بھی درجہ ادراک نہیں
اِنَّمَا ھُوَ حَیْرَۃٌ حَائِرَۃٌ	وہ تو سر اسر حیرت ہی حیرت ہے اور

وَاَنْ يُوْصَفَ بِالتَّعَيُّنِ اَىِّ
تَعَيُّنٍ كَانَ اِنَّمَا هِىَ اِطْلَاقٌ
مَحْضٌ وَوَحْدَةٌ صِرْفَةٌ وَ
لَا نَعْنِىْ بِالْاِطْلَاقِ كَوْنُهَا
كُلِّيًّا فَنَحْنُ قَدْ اَبْطَلْنَا
الْكُلِّيَّةَ رَاْسًا بَلْ كَوْنُهَا
بِحَيْثُ يَنْدَرِجُ فِيْهَا كُلُّ
الْاِعْتِبَارَاتِ وَيَنْطَمِسُ فِيْهَا
كُلُّ الْجِهَاتِ اِنْدِرَاجًا وَّ فًا
لَا يُعِيْدُ كَلِمَةً وَلَا حَرْفًا وَ
يَكُوْنُ سَادًّا لِاُفُقِ الْفِعْلِيَّةِ
غَاشِيًا لِاِقْلِيْمِ التَّحَقُّقِ وَ
لَا بِالْوَحْدَةِ مَا يُقَابِلُ
الْكَثْرَةَ اِذِ الْكَثْرَةُ
مِنْ بِدْعَاتِ التَّجَلِّيَاتِ
الْمُتَاَخِّرَةِ فَكَذَا هٰذِهٖ
ضَابِطَةٌ كُلِّيَّةٌ اَجْمَعَ
عَلَيْهَا الْحُكَمَاءُ مِنْ اَنَّ التَّضَادَّ
بَيْنَ كُلِّ الْمُتَضَادَّيْنِ

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اس کو کسی بھی تعین
کیساتھ موصوف کیا جائے، مگر وہ تو
اطلاق محض اور وحدت صرفہ ہے
اور لفظ اطلاق سے ہمارا مقصود اسکا
کلی ہونا نہیں کیونکہ کلیہ کا تو ہم سرے
ہی سے ابطال کر چکے بلکہ اطلاق تو
اسلئے بولا جاتا ہے کہ تمام اعتبارات
اور جہات اس ذات اقدس میں شامل ہو
کر ختم ہو جاتے ہیں بایں طور کہ نہ کلمہ
باقی رہتا ہے اور نہ کوئی حرف اور
وہ فعلیت کے افق پر ایک سرے
سے دوسرے تک چھا جاتا ہے، اور
اقلیم تحقق کو ہر طرف سے گھیر لیتا ہے
اور اسی طرح وحدت سے وہ مراد نہیں
کہ جس کے مقابلہ میں کثرت ہے کیونکہ
کثرت مابعد کی تجلیات کی تراشیدہ
بدعت ہے چنانچہ یہ ایک ضابطہ
کلیہ ہے کہ جس پر تمام حکماء کا اتفاق
ہے کہ اضداد کے درمیان جو تضاد پایا

مُسْتَنِدٌ إِلَى خُصُوصِيَّتِهِمَا
لَا إِلَى النَّفَسِ الرَّحْمَانِيِّ بَلْ
قَدِ اصْطَلَحْنَا عَلَى أَنَّ كُلَّ
مَا تَنَزَّهَ عَنِ الْوَحْدَةِ وَالْكَثْرَةِ
كِلَيْهِمَا إِنَّمَا هُوَ وَاحِدٌ أَيْ
سِنْخٌ لِكُلِّ وَاحِدٍ وَهِيَ بِمَا
هِيَ هِيَ مَنْفِيٌّ عَنْهَا الضِّدَّانِ
مِنْ أَسْمَاءِ اللهِ سُبْحَانَهُ
يَجْمَعُهُمَا عَلَى أَنَّهُمَا أَمْرَانِ
بِخُصُوصِهِمَا وَهِيَ تَقْبَلُهُمَا فِي
مَرَاتِبِ الْاِتِّصَافِ بِجَمِيعِهَا

جاتا ہے وہ ان دونوں کی خصوصیات
کا نتیجہ ہے ذات رحمانی کا اس میں
کوئی دخل نہیں، ہم سب نے متفقہ طور
پر یہ اصطلاح متعین کی ہے کہ جو ذات
اقدس وحدت اور کثرت دونوں کے
مفہوم سے بالاتر ہے وہی واحد حق
کہلانے کی مستحق ہے اور ہر ایک احد
کی اصل وہی ہے اس کی ذات پاک
ہر ایک دو اضداد سے مبرا اور منزہ
ہے دونوں کے مفہوم اور حقیقت میں
جو اختلاف نظر آتا ہے وہ انکی خصوصیات
کا نتیجہ ہے اور اس سے قبل یہ دونوں مراتب اتصاف میں برابر ہیں،

اسماء وصفات کے مراتب

وَأَمَّا الْحَقَائِقُ الْإِمْكَانِيَّةُ
فَاللهُ سُبْحَانَهُ يَجِلُّ عَنْهَا بِمَا
هِيَ تِلْكَ الْحَقَائِقُ وَكَوْنُهَا تِلْكَ
الْحَقَائِقِ مِنْ بَدَعَاتِ عَالَمِ
الْإِرَادَةِ وَمِنْ مَقْهُورَاتِهَا وَهِيَ بِمَا

اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکت
حقائق امکانیہ سے بہت بلند ہے،
یہ حقائق سراسر عالم ارادہ کا ظہور اور
تمام کائنات اسکے ماتحت مقہور
ہے ان ممکنات کو الوہیت محض کے

هِیَ تِلْكَ مَسْلُوبَةٌ عَنِ الْاِلٰهِیَّاتِ بِاَجْمَعِهَا سَلْبًا بَسِیْطًا صِرْفًا لَا اَنَّهَا حَقَائِقُ اَوْ اَشْیَاءُ یَجِبُ سَلْبُهَا مِنْ تِلْكَ الْمَرْتَبَةِ الْمُنَزَّهَةِ اِنَّمَا هٰذَا الْاِدْرَاكُ مِنْ تَعَمُّلِ الْعَقْلِ فَقَطْ وَلٰكِنْ لَهَا اُصُوْلًا وَاَئِمَّةً هِیَ ظِلَالٌ لَهَا دَمُوْتَمَّةٌ بِهَا اِذَا اَمْعَنَ فِیْ مَا وَرَاءَ الْاِرَادَةِ یَتَّصِفُ بِهَا الْبَارِیُ الْحَقُّ فِیْ مَرَاتِبِ الْاِتِّصَافِ۔

مرتبہ سے بہت طور سمجھیں اور سادہ طور پہ اسکی نفی کریں، یہ خیال کرنا درست نہیں کہ وہ ایسے حقائق اور موجودات ہیں کہ جنکا اس مرتبہ منزہہ سے نفی کرنا لازم ہے اس قسم کا ادراک تو فقط عقلی تعامل ہے البتہ ان ممکنات میں سے ہرایک کی اصل اور بنیاد ہے، کہ جس کیساتھ اس ممکن کو سایہ کی نسبت ہے اور اسکا مقتدی ہے اسکے متعلق اگر ارادہ سے آگے امعان کے ساتھ غور کیا جائے، تو معلوم ہوگا کہ باری تعالےٰ کی ذات اقدس مرتبہ اتصاف میں ان کے ساتھ موصوف ہے

وَبِاِزَاءِ هٰذِهِ الْمَرْتَبَةِ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَمَّا اَللّٰهُ فَمَوْضُوْعٌ لَهَا بِاِعْتِبَارِ لَا اِنْتِهَائِهَا وَاِنَّمَا سُلْطَانُ الْاِعْتِبَارِ فِی الْعُنْوَانِ دُوْنَ الْمُعَنْوَنِ وَاَمَّا لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَمَوْضُوْعٌ

اور اسی مرتبہ کے بالمقابل اللہ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ہے اللہ تعالےٰ کا اسم مقدس اس مرتبہ کیلئے اس لحاظ سے وضع کیا گیا ہے کہ وہ لا متناہی ہے اور اعتبار کی اصلیت عنوان ہی میں ہوا کرتی ہے معنون میں نہیں اور لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، کو اس مرتبہ کے لئے

لَهَا بِاعْتِبَارِ اَنَّمَا هِيَ هِيَ وَاَحَقُّ النَّاسِ بِمَعْرِفَةِ الذَّاتِ رَجُلٌ مُقَرَّبٌ غَايَةَ الْقُرْبِ سَلِيْمُ الْقَلْبِ مُنْسَلِخُ الصُّوْرَةِ مُؤَيَّدٌ بِاِسْمِ الْمُطْلَقِ نَشَاَ مِنْ صَدْرِهٖ وَهٰذَا الرَّجُلُ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَاِمَامُ الْمُرْسَلِيْنَ وَاَمَّا سَائِرُ الْاَنْبِيَاءِ فَبِحَسْبِ اِسْتِعْدَادَاتِهِمْ وَالْاَوْلِيَاءُ بِحَسْبِ صُوْرَةِ الْمِزَاجِيَّةِ لَا يَتَحَيَّرُوْنَ فِيْ قَامُوْسِ الْاِطْلَاقِ وَصُرَاحِ تَعَرِّيْهِ وَالْحُكَمَاءُ يَقِفُ عِلْمُهُمْ فِيْ مَيَادِيْنِ قُرْبِ الْوُجُوْدِ ۔

وضع کیا گیا ہے تاکہ اعتبار کیا جائے کہ اسے من حیث ھی ھی لیا گیا ہے اور ذات اقدس کی معرفت سب سے زیادہ اس شخص کو حاصل ہوتی ہے جو غایت درجہ کا مقرب ہو اور قلب سلیم رکھتا ہو اس کی صورت ختم ہو چکی ہو اور اسے اس اسم مطلق کی تائید حاصل ہو کہ جسکا منشاء اس کا سینہ مبارک ہے یہ شخص محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں جو خاتم النبیین امام المرسلین ہیں اور دیگر انبیاء کرام کو یہ دولت استعداد کے موافق نصیب ہوتی ہے اور اولیا اپنی صورت مزاجیہ کے مطابق اس سے بہرہ ور ہوتے ہیں اور وہ اطلاق اور عدم تقیید کے دریا میں غوطہ زن ہو کر متحیر نہیں ہوتے برخلاف انکے حکماء کا علم قرب وجود کے میدان تک محدود رہتا ہے

الثَّانِي اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ

الْحَقُّ النُّوْرُ وَهُوَ بِاِزَاءِ اَوَّلِ التَّجَلِّيَاتِ وَاَعْظَمِهَا

دوسرا مرتبہ الحی القیوم

الحق النور کا ہے سب سے پہلی اور سب سے بڑی گرامی ترین تجلی کا

وَاَکْرَمِہَا وَاَبْسَطِہَا ھُوَ کُلُّ	مظہر بھی اسماء پاک ہیں اور سب سے
اللَّازِمِ لِلْمَرْتَبَۃِ الذَّاتِیَّۃِ	سادہ اور بسیط ہیں اور مرتبہ ذاتیہ کا
وَشَرْحٌ لَہَا بِجَمِیْعِہَا وَقَدْ	یہ لازم کل اور اس کی پوری شرح
غَلَطَ فِیْہِ کَثِیْرُوْنَ فَزَعَمُوْہُ	اور تفصیل ہے بہت سے لوگوں نے غلطی سے
ذَاتًا وَاِنَّمَا ھُوَ شَرْحٌ لَہَا	اسے عین ذات سمجھ لیا، بلکہ یہ ذات کی
یَتَمَیَّزُ مِنْہَا بِالْھَیْئَۃِ	شرح ہے جو کہ ہیئت تفصیلہ کیساتھ
التَّفْصِیْلِیَّۃِ اِذْ ھُوَ عُنْوَانُ التَّقَرُّرِ	اسے ممتاز کر دیتی ہے اور تقرر کا وہ
الَّذِیْ ھُوَ اَوَّلُ تَمَثُّلٍ	عنوان ہے جو کہ ماہیت کا اول
لِلْمَاھِیَّۃِ وَاِنَّمَا صَدَرَ عَنْہَا	ترین تمثل ہے اور ہر ایک قسم کی
اِیْتِمَامُ کُلِّ خَیْرٍ لَہَا ۔	خیر کی اقتداء کا اسی سے صدور ہوتا ہے
اَلثَّالِثُ الْمَجِیْدُ الْعَظِیْمُ	تیسرا مرتبہ المجید العظیم العلی الکبیر
الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ الْجَلِیْلُ وَھُوَ	الجلیل کا ہے اور یہ عالم تقرر کی مختلف
شَرْحٌ لِجِہَۃٍ وَاحِدَۃٍ مِنْ	جہات میں سے ایک جہت کی شرح
جِہَاتِ التَّقَرُّرِ وَحَقِیْقَتُہٗ	اور تفصیل ہے اور اسکی حقیقت یہ ہے
خُصُوْصِیَّۃُ التَّحَقُّقِ بِنَحْوٍ	کہ نفس تحقق کبریاء کی ایسی خصوصیت
مِنَ الْکِبْرِیَاءِ الَّذِیْ ھُوَ	پیدا ہو گئی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے
رِدَاءُہٗ ۔	اپنی چادر بنایا،
اَلرَّابِعُ الْغَنِیُّ الْوَاسِعُ	اور چوتھا مقام الغنی الواسع
الْقَوِیُّ ذُو الطَّوْلِ الْمُبَارَکُ	القوی، ذوالطول المبارک ہے یہ

وَهُوَ شَرْحُ الجِهَةِ مِنْ جِهَاتِ الكِبْرِيَاءِ ❖	کبریا کی جہات میں سے ایک جہت کی شرح اور تفصیل ہے،
اَلخَامِسُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اَلبَرُّ القَادِرُ وَهُوَ تَمَثُّلُ الفَنَاءِ مِنْ حَيْثُ الإِفَاضَةِ الإِضَافِيَّةِ ❖	پانچواں مرتبہ، الرحمٰن الرحیم البر القادر کا ہے اس میں افاضت کی شکل کو فنا کی صورت میں بتایا گیا ہے،
اَلسَّادِسُ اِسْمُ المُرِيْدِ وَلَهُ جُزْئِيَّاتٌ اَلبَارِئُ الرَّازِقُ المُصَوِّرُ الهَادِيُ الغَفَّارُ القَابِضُ البَاسِطُ الخَافِضُ الرَّافِعُ المُبْدِئُ المُعِيْدُ المُحْيِي المُمِيْتُ ❖	چھٹا اسم مرید ہے جس کی جزئیات، الباری. الرازق المصور الہادی، الغفار القابض، الباسط الخافض. الرافع. المبدی المعید المحیی الممیت ہیں،
وَبِالجُمْلَةِ فَلِكُلِّ نَوْعٍ جِهَةٌ مُقَدَّسَةٌ يَتَضَمَّنُهَا اِسْمٌ مِنْ حَيْثُ الإِفَاضَةِ الإِضَافِيَّةِ وَهِيَ كُلُّهَا مِنْ جُزْئِيَّاتِ الاِسْمِ الجَامِعِ الإِضَافِيِّ المُعَبَّرِ عَنْهُ بِالمُرِيْدِ وَبِهَا تَمَّتِ السِّلْسِلَةُ البَدْئِيَّةُ وَلَا أَقُوْلُ اِنَّ الحَيَّ القَيُّوْمَ مَثَلًا	خلاصہ یہ کہ ہر ایک نوع کی ایک مقدس حیثیت ہوتی ہے، کہ جس پر کوئی اسم پاک باعتبار افاضۂ اضافیہ کے مشتمل ہوتا ہے اور یہ سب کے سب ایسے اسم پاک کی جزئیات ہیں جو ان سب کا جامع ہے یعنی المرید اسی پر سلسلہ بدئیہ تمام ہو جاتا ہے میں یہ نہیں کہتا اَلحَیُّ القَیُّوم مثلاً

إنما شرحه بجميعه في أطوارها
العلي العظيم بل هو شرح
لجهة من جهاته وتضييق
حدقة العقل عن اكتناه
كنهها بأسرها وتحقق أعدادها
في أطوارها بحقها وقس
على هذا حكم الأسماء
بجميعها في طبقاتها لترسخ
قدمك في موقف العلم
فتدرك أن لكل اسم
خصوصية شرحية وهيئة
تفصيلية بالنسبة إلى ما
تقدم عنه فالتقرير الذي
يعبرون عنها بالحيوة
التي هي حضور ذاته لذاته
بذاته فلا تعدد أصلاً وبالعلم
الحضوري في لسان الصوفية
وبالتقوم والتحقق في لسان
الحكماء وبالنورية التي هي هيئة

تمام اطوار سے العلی العظیم اسکی شرح
ہے، بلکہ یہ اسکی جہات میں سے کسی
ایک جہت کی شرح اور تفصیل ہے
لیکن عقل دوربین کی آنکھ اس کی کنہ
اور حقیقت سمجھنے سے قاصر ہے اور اس
کے تحقق اعداد کو تمام اطوار میں کما حقہ
نہیں سمجھ سکتی اور تمام اسماء کے احکام
کو انکے طبقات کے مطابق اسی پر
قیاس کرو تمہیں مقام علم میں ثابت
قدم رہ کر یہ سمجھنا چاہیئے کہ ہر ایک اسم
اسکے مقدم کی نسبت کے لحاظ سے
ایک خصوصی شرح اور تفصیلی ہیئت ہوتی
ہے چنانچہ وہ تقریر جسے اس حیات سے
تعبیر کیا گیا جسکے معنی بغیر کسی قسم کے
تعدد کے اسکی ذات کیلئے ذات کیساتھ
حضور ذاتی کے ہیں اور جسے صوفیا کی
زبان میں علم حضوری کہتے ہیں اور حکما
کی اصطلاح میں تقوم اور تحقق اور
کبھی نوریت سے تعبیر کرتے ہیں کہ جسکا

انکشافیۃ تمثل بالمرتبۃ الذاتیۃ	مفہوم انکشافیہ ہے بمرتبہ ذاتیہ کا تمثل
وشرحہ لھا کلھا بجملۃ وبکلہ بجزئھا	اور اسکی شرح ہے دونوں ایک دوسرے
لا یمتاز عنھا الا بالھیئۃ التحقیقیۃ	پر یکسر منطبق ہوتے ہیں باوجود شدت
مع شدۃ الاجمال وغایۃ الطمس	اجمال کے ہیئت تحقیقیہ کے علاوہ ان
الجہات والاعتبارات باسرھا	دونوں میں کوئی امتیاز نہیں اور یہاں

آکر تمام حیثیات اور اعتبارات کلی طور پر ختم ہوجاتے ہیں،

والامر المعنون عنہ	اور وہ امر کہ جسکا عنوان عظمت
بالعظمۃ والعلو والکبریاء	علو اور کبریاء ہے اسم پاک الحیّ
تمثل لجھۃ واحدۃ من	کی ایک ہی حیثیت کا تمثل ہے اس
جہات الحی وتلک اطلاقہ	کا اطلاق ایک خاص حیثیت کیساتھ
من حیث التعری تمثلت	مقید ہو کر عظمت اور علو و کبریاء کی
عظمۃ وعلوا وکبریاء	شکل میں متمثل اور نمودار ہوتا ہے اسی
من حیث التمثل و	طرح وہ خصوصیات جن کو غنی سعتہ
الخصوصیات المسماۃ	رحمت برکت اور اعطاء سے تعبیر کیا
بالغناء والسعۃ والبرکۃ و	جاتا ہے وہ اسم عظیم کی جہات میں
السبوغ شرح لجھۃ واحدۃ	سے ایک جہت کی شرح اور تفصیل
من جہات العظیم وھی شاملۃ	ہے اور اسکا مفہوم بذات خود شامل
فی نفسہ تمثلت برکۃ وغناء	ہے کہ جس سے غنا اور برکت متمثل
غیر ان الغناء والبرکۃ	ہوتی ہیں اگرچہ غنا اور برکت ہر ایک

مُنْبَعٌ لِلْاِفَاضَاتِ وَجَامِعٌ لِشُئُوْنِهَا وَانْطَمَسَتِ الْمَنْبَعِيَّةُ فِي الشَّامِلِيَّةِ وَالرَّحْمَةُ وَالْقُدْرَةُ شَارِحَتَانِ لِجِهَةٍ مِنْ جِهَاتِ الْمُتَبَارِكِ وَهِيَ هَيْئَةٌ اِسْتِعْدَادِيَّةٌ لِكَمَالَاتِ الْاِفَاضِيَّةِ تَمَثَّلَتْ مَلَكَةً لَهَا مَعَ التَّعَرِّيْ عَنِ الْاِفَاضَةِ بِالْفِعْلِ الْمُسْتَنَدَةِ بِالذَّاتِ وَالرَّحْمَةُ وَالْقُدْرَةُ وَاحِدٌ وَكُلُّ مَقْدُوْرٍ اِنَّمَا قُدِّرَ عَلَيْهِ بِرَحْمَتِهِ قَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ثُمَّ رَاعَى حَقَّ التَّمَثُّلِ فَكَتَبَهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ وَسُمِّيَ مَا وَرَاءَ ذٰلِكَ بِالْقُدْرَةِ فَسُلْطَانُ الْفَرْقِ فِي الْعُنْوَانِ وَمَوْطِنِ التَّمَثُّلِ دُوْنَ الْمَعْنُوْنِ وَحَيِّزِ الْاِطْلَاقِ +

نسم کے فیض کا منبع اور اسکے مختلف احوال کی جامع ہے لیکن اس کا منبع ہونا شمولیت میں آکر مٹ جاتا ہے اور رحمت اور قدرت یہ دونوں المتبارک کی جہات میں سے ایک جہت کی شرح اور تفصیل کرنیوالی ہیں اور یہ کمالات افاضیہ کیلئے بمنزلہ ہیئت استعداد یہ کے ہیں جوکہ ملکہ کی شکل میں ظاہر ہوتی ہیں مگر افاضہ بالفعل ممتند بالذات سے عاری ہیں اور رحمت وقدرت واحد ہیں اور ہر ایک چیز پر قادر ہونا یہ رحمت کا نتیجہ اور ثمرہ ہے ورحمتی وسعت کل شئے اس کے بعد اس کے تمثل کے حق کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس چیز کو ان لوگوں کے لئے جوکہ نبی امی کی اتباع کرتے ہیں متعین کردیا، اور اس کے علاوہ تمام چیزوں کو قدرت سے تعبیر کیا جاتا ہے، تو فرق صرف عنوان اور تمثل میں ہے مضمون۔ اور حیز اطلاق میں کوئی فرق نہیں،

ثُمَّ اِنَّ الرَّحْمَةَ تَمَثَّلَتْ

پھر جب کہ رحمت میں افاضہ بالفعل

إِفَاضَتِهِ بِالْفِعْلِ وَتُسَمَّى بِالْإِرَادَةِ
وَهِيَ هَيْئَةٌ وُحْدَانِيَّةٌ كَأَنَّهَا
خِتَامٌ مُشْتَرَكٌ لِلْانْتِهَاءِ وَ
وَالْإِطْلَاقِ فَلَيْسَ يَحِقُّ لِطَامِعٍ أَنْ
يَطْمَعَ غَيْرَهَا أَوَّلًا وَ بِالذَّاتِ
إِنَّمَا الْحَرِيُّ ارْجَاعُ الْكُلِّ
إِلَيْهَا بِالْقَصْدِ الْأَوَّلِيِّ وَ
انْعَكَسَتْ صُوَرُ الْأَسْمَاءِ
فِيهَا وَذٰلِكَ لِأَنَّ الْأَسْمَاءَ
لِشِدَّةِ إِطْلَاقِهَا وَسِعَتِهَا لَا
انْتِهَاءَ لَهَا تَصِيرُ كَالْمِرْآةِ
الصَّيْقَلِيَّةِ لِكُلِّ مَا فَوْقَهَا
مِنْ أَنْفُسِهَا وَاسْتِعْدَادَاتِهَا
الْمُنْطَمِسَةِ وَالظَّاهِرَةِ وَ
هٰذِهِ مُطَّرِدَةٌ فِي الْأَسْمَاءِ
أَجْمَعِهَا غَيْرَ أَنَّ عِرْفَانَ الْعِبَادِ
يَنْتَهِي عِنْدَ الصُّورَةِ
الْمُنْعَكِسَةِ فِي الْإِرَادَةِ ۔
وَمَا أَيْسَرَ أَنْ تَسْتَبِينَهَا

کی شکل نمودار ہوتی ہے تو اسے ارادہ
کیساتھ موسوم کیا جاتا ہے اور یہ ایک
ہیئت وحدانیہ ہے جو انتہاء اور اطلاق
کیلئے ختام مسک ہے کسی بلند ارادہ
کو یہ حق نہیں پہونچتا کہ اولاً اور بالذات
کسی دوسری طرف نظر اٹھائے اسکے
لئے مناسب یہی ہے کہ تمام امور کا مرجع
مقصد اول ہی کو قرار دے جس میں اسماء
حسنی کی صورتیں منعکس ہیں اور یہ اس
وجہ سے کہ اسماء پاک میں شدت اطلاق
اور وسعت لاتناہی پائی جاتی ہے
تو اسکی مثال صیقل کردہ آئینہ کے
طریقہ پر ہو جاتی ہے کہ اس میں تمام
مافوق نفوس اور استعداد ظاہرہ وغیرہ
ظاہر ہوتی ہیں اور تمام اسماء کیلئے
یہ نظریہ مسلم ہے، لیکن لوگوں کی معرفتیں
انہی تک محدود رہتی ہیں جو ارادہ
کے ضمن میں منعکس ہوتی ہیں،
اگر اطلاق اور اس کی حقیقت تمہارے

لَوْ دَرَيْتَ مَعْنَى الْاِطْلَاقِ وَ
كُنْهِهِ اَلَيْسَ اَنَّ الْكَاتِبَ فِيْ
مَرْتَبَتِ الْوَاقِعِ اِنْعَكَسَ فِيْهِ
صُوَرٌ مُتَصَادِقَةٌ بِاَسْرِهَا
فَمِنَ الْكَاتِبِ النَّاطِقُ وَ
الْحَيْوَانُ وَالْجِسْمُ وَالْجَوْهَرُ
وَمِنَ الْكَاتِبِ الْمُتَعَجِّبُ
وَالضَّاحِكُ وَالْمَاشِيْ وَهَلُمَّ
جَرًّا عَلٰى اَنَّ لِكُلِّ مُتَصَادِقٍ
حَقِيْقَةً مُسْتَقِلَّةً قَدِ اتَّحَدَتْ
اِتِّحَادًا عَرَضِيًّا بِهٰذَا الَّذِيْ
نَحْنُ فِيْهِ فَبِهٰذَا صَدَرَتْ
جِهَاتُ الْاَنْوَاعِ بَلِ الْاَشْخَاصِ
وَهِيَ الَّتِيْ تُسَمّٰى بِالْاَعْيَانِ
الثَّابِتَةِ وَبِاِزَاءِ كُلِّ
جِهَةٍ اِسْمٌ جُزْئِيٌّ وَتُسَمّٰى
بِالصِّفَاتِ الْفِعْلِيَّةِ كَمَا اَنَّ الَّتِيْ
سَبَقَ ذِكْرُهَا تُسَمّٰى بِالصِّفَاتِ
الذَّاتِيَّةِ لِشِدَّةِ اِطْلَاقِهَا وَكَوْنِ

ذہن نشین ہو چکی تو اسکا سمجھنا تمہارے
لئے بہت آسان ہے کیا نفس واقع
میں کاتب کے مفہوم کے اندر وہ تمام
صورتیں عکس انداز نہیں ہوتیں کہ جن
کیساتھ اسے تصادق کی نسبت ہے
چنانچہ کاتب ہی کی شکلوں میں سے
ناطق حیوان جسم اور جوہر متعجب ضاحک
اور ماشی وغیرہ ہیں کہ جن پر اسکا اطلاق
ہوتا ہے، حالانکہ ان میں سے ہر
ایک کا مفہوم ایک مستقل حقیقت ہے
اور کاتب کے مفہوم کے ساتھ جو اسے
اتحاد حاصل ہے وہ اتحاد عرضی ہے سو
اسی وجہ سے جہات انواع بلکہ اشخاص
صادر ہو گئیں اور انہیں کا نام اعیان
ثابتہ رکھا جاتا ہے اور ہر ایک جہت
کے مقابلہ میں ایک اسم جزئی ہے جو کہ
صفات فعلیہ کہلاتی ہیں جیسا کہ ہم نے
بیان کیا کہ مقدم الذکر صفات کو
بوجہ شدت اطلاق صفات ذاتیہ

كُلِّهَا بِحَلِّ الذَّاتِ فَهٰذَا اَصْلُ التَّكْوِيْنِ وَبَذْرُ الْحِكْمَةِ۔	کہا جاتا ہے اور ان کا مفہوم یکسر ذات اقدس پر منطبق ہوتا ہے یہ تکوین کی اصل اور حکمت کی جڑ ہے
ثُمَّ اعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ كَمَا كَانَ مُحِيْطًا بِالْعَالَمِ مِنْ جَانِبِ اِتْيَانِ الْعَالَمِ وَمُضِيِّهٖ كِلَيْهِمَا ثَبَتَ لَهٗ اِثْبَاتٌ عَوْدِيَّةٌ مُقَدَّسَةٌ اَزَلِيَّةٌ اَبَدِيَّةٌ تَامَّةُ الْاِطْلَاقِ۔	اس کے بعد یہ بھی جان لو کہ اللہ تعالٰی اس عالم پر ہر طرح محیط ہے خواہ اتیان عالم کو ملحوظ رکھا جائے یا مضی عالم کو غرضکہ یہ سب کچھ حقائق مقدسہ ازلیہ ابدیہ کامل الاطلاق کا نتیجہ ہے جو آنیات عودیہ کہلاتی ہیں

طبقات اسمائے پاک

فَالطَّبَقَةُ الْاُوْلٰى الْعَلِيْمُ السَّمِيْعُ الْخَبِيْرُ الْبَصِيْرُ الشَّهِيْدُ وَكُنْهُهَا حُضُوْرُ الْعَالَمِ بِتَخَالِيْطِهٖ وَاَحْكَامِهٖ وَاٰثَارِهٖ رَاجِعًا اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى بِالْاِحَاطَةِ غَيْرِ الْاِحَاطَةِ الْاُوْلٰى عَلٰى اَنَّهَا غَيْرُ اللّٰهِ بَعْدَ نَحْوِ	پہلا طبقہ۔ العلیم، السمیع الخبیر البصیر الشہید ہے اور انکی حقیقت یہ ہے کہ تمام عالم اپنی تخلیط احکام اور آثار کے ساتھ اللہ تعالٰی کے علم میں حاضر ہیں اور وہ اس پر محیط ہے لیکن یہ احاطہ پہلے احاطہ سے مختلف ہے علاوہ ازیں کسی قدر تحلیل کے بعد یہ احاطہ غیر اللہ قرار پاتا ہے اور

مِنَ التَّحْلِيلِ حَتّٰى صَارَ ذَا نُفُوذٍ شَفَّافًا بَرَّاقًا ۔	شفاف و براق دکھائی دیتا ہے جس کے آر پار نظریں نفوذ کرتی ہیں
اَلثَّانِيَةُ اَلْمَلِكُ الدَّائِمُ الْمُتَعَالِي الصَّبُورُ الشَّكُورُ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ الْحَمِيدُ الْبَاقِي الْوَاحِدُ الْوَارِثُ وَكُنْهُهَا تَمَثُّلُ الطَّبَقَةِ الْأُوْلٰى فِي جَانِبِ التَّعَرِّيْ لَا اَقُوْلُ بَقَاءَهَا مُتَعَرِّيًا مُطْلَقًا كَمَا كَانَتْ اَوَّلًا اِذْ هِيَ بِعَيْنِهَا اَسْمَاءُ اللّٰهِ الْبَدَنِيَّةُ فَنَشَأَ بِاِزَاءِ كُلِّ تَخْلِيطٍ تَقْدِيْسٌ هُنَالِكَ بِاَنْحَاءِ التَّقْدِيْسَاتِ بِتَفَاصِيْلِهَا ۔	دوسرا طبقہ، الملک، المتعالی الصبور، الشکور الحلیم، الرشید الحمید، الباقی، الواحد، الوارث کا ہے ان کی حقیقت طبقہ اولی کا تمثل ہے کہ جس میں تعری کا پہلو ملحوظ ہو اس سے میرا مقصود یہ نہیں کہ وہ اپنے پہلے اطلاق اور تعری پر باقی ہوں اسلئے کہ یہ تو بعینہ اللہ تعالے کے اسماء بدنیہ ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر ایک تخلیط کے بالمقابل تقدیس ظہور میں آتی ہے تقدیسات کے اپنی تفاصیل کے ساتھ مائل ہونیکی وجہ سے،
اَلثَّالِثَةُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الصَّمَدُ السُّبُّوْحُ وَكُنْهُهَا التَّقَدُّسُ التَّامُّ وَالْاِنْفِضَاءُ الْعَمِيْقُ وَاِنَّمَا بَعْدَهَا ذَاتُ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ وَهٰذِهِ الْاَسْمَاءُ	تیسرا طبقہ ان اسماء حسنیٰ کا ہے، القدوس، السلام، الصمد، السبوح ان کی حقیقت تقدس تام اور افضاء عمیق ہے اور انکے بعد ذات اقدس سبحانہ وتعالے کا مقام ہے اور ان

يَنحَلُّ اِلَيهَا التَّجَلِّي الذَّاتِيُّ
عَلَى الوَجهِ الَّذِي اَشَرنَا
اِلَيهِ بِحَسَبِ العَودِ كَمَا اَنَّ
الاَسمَاءَ الَّتِي مَرَّ ذِكرُهَا
يَنحَلُّ اِلَيهَا التَّجَلِّي بِحَسَبِ
البَدءِ اَمَّا الطَّبَقَةُ الاُولٰى
فَحَضرَةٌ جَامِعَةٌ لِصُوَرِ
العَالَمِ كُلِّهَا وَذٰلِكَ يَكُونُ
مَرَّتَينِ مَرَّةً عِندَ تَفصِيلِ
الاِفَاضَةِ الاِضَافِيَّةِ وَسَيَرِدُ
عَلَيكَ مُلَقَّبًا بِالكَلَامِ وَمَرَّةً
عِندَ انعِكَاسِ النِّظَامِ
المُرَتَّبِ فِي الاِسمِ الَّذِي
حَمَلَهُ اللَّوحُ وَهُوَ المُرَادُ هٰهُنَا
وَنُسَمِّيهِ بِالعِلمِ الاِنفِعَالِيِّ
وَاَمَّا القُدُّوسُ فَتَمَثُّلُ
لِجِهَةِ التَّعَرِّي عَن كُلِّ التَّمَثُّلَاتِ
المُنطَوِيَةِ فِي الحَيِّ القَيُّومِ
وَاَمَّا المَلِكُ الدَّائِمُ

ہی اسماء کیساتھ تجلی ذاتی کی اسی طرح
پر تحلیل کی جاتی ہے جیسا کہ ہم نے
پہلے بھی اشارہ کر دیا کہ اس میں عود کا
پہلو ملحوظ ہوتا ہے برخلاف ان اسمأ
کے جن کا ذکر ہو چکا ان میں تجلی باعتبار
بدء کے ظاہر ہوتی ہے یا پہلا طبقہ تو وہ
تمام عالم کی مختلف صورتوں کا جامع
ہوتا ہے اور یہ دو مرتبہ ہوتا ہے ایک
افاضہ اضافیہ کی تفصیل کے وقت اس
کی تشریح عنقریب آئے گی اور اسکا
لقب کلام ہے دوسرے اس وقت جبکہ
وہ نظام انعکاس کے طور پر ظاہر ہوتا
ہے جسکی ترتیب اس اسم پاک میں ہے کہ
جسکا متحمل لوح محفوظ ہے اس مقام پر یہی
مقصود ہے اور ہم اسے علم انفعالی کہتے ہیں
اور اسم قدوس کے تمثل کی حقیقت یہ
ہے کہ جو تمثلات الحی القیوم کے ضمن
میں منطوی تھے ان سب سے اس کی
تجرید کی گئی ہو اور الملک الدائم کا

فَشَرْحُ الْقُدُّوْسِ بِحَسَبِ
التَّنَزُّلَاتِ النَّازِلَةِ فِيْ كُلِّ
مَرْتَبَةٍ مَرْتَبَةٌ وَالْحِكْمَةُ
تَبْتَدِئُ مِنَ الْحَيْرَةِ فِي الذَّاتِ
وَعِرْفَانِ الْأَسْمَاءِ الْبَدْئِيَّةِ
وَتَنْتَهِيْ إِلَى الْإِبْتِهَالِ إِلَى
الْأَسْمَاءِ الْعَوْدِيَّةِ وَيَحِقُّ لَهَا
ذٰلِكَ إِذِ الْعَالَمُ عَلٰى شَرَفِ
الْمُحِقِّ وَلِأَجْلِ ذٰلِكَ تَرٰى
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَجْعَلُ اسْمَ الْأَعْظَمِ تَارَةً اَللّٰهُ
لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ بِحَسَبِ
الْبَدْءِ وَتَارَةً الْأَحَدُ الصَّمَدُ
الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَ
لَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ بِحَسَبِ
الْعَوْدِ وَتَرٰى أَكْثَرَ الْأَدْعِيَةِ
النَّبَوِيَّةِ إِبْتِهَالًا إِلَى الْأَسْمَاءِ
الْعَوْدِيَّةِ وَتَسْبِيْحًا وَتَقْدِيْسًا
لَيْسَ إِلَّا مِنَ الْأَسْمَاءِ

مفہوم مراتب مختلفہ کے تنزلات کے
مطابق ہر ایک مرتبہ میں القدوس کی شرح ہے
حکمت کی ابتداء ذات اقدس کی معرفت
کی حیرانی سے ہوتی ہے اور یہ کہ اسماء
بدئیہ کی معرفت اسے حاصل ہو اور انتہا
اس طریقہ پر ہوتی ہے کہ اسماء عودیہ
کی طرف منکسرانہ رجوع کیا جائے کہ جسکا
وہ مستحق ہے کیونکہ عالم خاتمہ کے قریب ہے
اسی بنا پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کبھی تو بدء کو ملحوظ رکھکر اَللّٰہُ لَا
اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ کو اسم
اعظم بتلاتے اور کبھی حالت عودیہ کو پیش
نظر رکھکر الاحد الصمد الذی
لم یلد ولم یکن لہ کفوا احد
کو اسم اعظم قرار دیتے چنانچہ تو دیکھے
گا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر
دعاؤں میں اسماء عودیہ کی جانب
انکسار اور ابتہال پایا جاتا ہے اور
آپکی تسبیح و تقدیس میں بھی یہ اسماء عودیہ

العودیۃ — رہتے تھے،

اسماء حادثہ

وَمِنَ الْاَسْمَاءِ اَسْمَاءٌ حَادِثَۃٌ بِھَا نِظَامُ الْحَوَادِثِ وَتَحْقِیْقُ الْقَوْلِ فِیْھَا عَلٰی مَا خَصَّنِیَ اللّٰہُ بِتَعْلِیْمِہٖ مِمَّا سَنَحَ اَنَّ مِنْ اَنْوَاعِ الْقُرْبِ قُرْبُ الْفَرَائِضِ وَکُنْھُہٗ تَجَلِّی اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ فِیْ اَعْیَانِ الْعِبَادِ بَعْدَ اِقْتِرَابِھِمْ بِقُرْبِ الْوُجُوْدِ فَاِذَا تَجَلّٰی فِیْھَا تَحَقَّقَ تَحَقُّقًا نَمَا اَنَّ اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ اَصْلُ التَّحْقِیْقِ وَسِنْخُہٗ وَمِثْلُ ھٰذَا التَّحْقِیْقِ مُعْتَمِدٌ عَلَی الْعَیْنِ فِیْ عَالَمِ الْغَیْبِ وَعَلَی النَّفْسِ النَّاطِقَۃِ فِیْ عَالَمِ الشَّھَادَۃِ مِثْلُ تَحَقُّقِ الرُّوْحِ مُعْتَمِدًا عَلٰی اَمْشَاجِ الْبَدَنِ	اور بعض اسماء حادث ہیں، جو کہ نظام حوادث کا موجب ہیں اور اس قول کی حقیقت جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خاص طور سے تعلیم فرمائی ہے یہ ہے کہ قرب کے اقسام میں سے ایک قسم قرب بالفرائض ہے اور اسکی حقیقت یہ ہے کہ اسکے بندوں کو جس وقت قرب وجود حاصل ہوتا ہے تو اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ اعیان عباد میں تجلی فرماتے ہیں اس تجلی کے بعد ایک قسم کا تحقق ہوتا ہے اسلئے کہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ تحقق کی اصلیت اور اسکی بنیاد ہیں اور اس تحقق کے تمثل کا انحصار عالم غیب میں عین پر ہوتا ہے اور عالم شہادت میں نفس ناطقہ پر جیسا کہ روح انسانی کے تحقق کا دار و مدار اخلاط جسم پر ہوتا ہے

وَمِثْلُ تَعَلُّقِ هٰذَا الْاِسْمِ
الْمُتَحَقِّقِ مِثْلُ تَعَلُّقِ هٰذَا
النَّفْسِ بِالْبَدَنِ فَكَمَا اَنَّ
النَّفْسَ شَيْءٌ مُجَرَّدٌ بَسِيْطٌ
لَا يَمْنَعُهَا تَعَلُّقُهَا بِالْبَدَنِ
مِنْ تَجَرُّدِهَا وَلَا بَسَاطَتِهَا
كَذٰلِكَ هٰذَا الْاِسْمُ اَمْرٌ اِلٰهِيٌّ
غَيْبِيٌّ لَا يَمْنَعُهُ تَعَلُّقُهُ بِالْعَيْنِ
وَالنَّفْسِ مِنْ تَاَلُّهِهٖ وَ
تَقَدُّسِهٖ قَالَ اللّٰهُ يُلْقِي الرُّوْحَ
مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَاءُ مِنْ
عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ وَمَعْنَى
الْاٰيَةِ فِيْ مَذْهَبِ الْبَطْنِ الرَّابِعِ
هٰذَا الْاِسْمُ الَّذِيْ حَقَّقْنَاهُ ۔

اس اسم پاک کے تحقق کی مثال بعینہٖ
نفس انسانی کے بدن کیساتھ تعلق
رکھنے کی ہے سو جیسا کہ نفس شئے مجرد
اور بسیط ہے لیکن اسکا یہ تجرد اور بساطت
بدن سے تعلق پیدا کرنیکے لئے مانع نہیں
اسی طرح یہ اسم پاک باوجودیکہ امر الٰہی
غیبی ہے مگر یہ عین ثابت اور نفس ناطق
سے تعلق پیدا کرنے میں مانع نہیں اور
اس سے اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب
ہونے اور تقدس میں فرق نہیں آتا،
اللہ تعالےٰ فرماتا ہے، یلقی الروح
من امرہ علی من یشاء من عبادہ
لینذر یوم التلاق اس آیت کے
معنی البطن رابع کے مطابق یہی اسم
پاک ہے کہ جس کی ابھی ہم نے تحقیق بیان کی ہے،

ملائکہ کا مقام قرب اور اُن کے اسماء

وَمِنَ الْمَلَائِكَةِ قَوْمٌ
تَقَرَّبُوْا قُرْبَ الْوُجُوْدِ وَ

ملائکہ کی ایک جماعت کو قرب
وجود کا درجہ حاصل ہوا ہے اور ان کے

سَبَخَتْ أَعْيَانُهُمْ فَاقْتَرَبُوا بِقُرْبِ الْفَرَائِضِ فَتَجَلَّى اللهُ سُبْحَانَهُ وَتَحَقَّقَ تَحَقُّقًا اِلٰهِيًّا فَاقْتَضَى مِنْ قَبْلِ هٰذَا التَّحْقِيقِ تَأْثِيرًا تَكْوِينِيًّا فَانْقَادَتْ لَهُ نُفُوسُهُمُ الْمُجَرَّدَةُ وَأَرْوَاحُهُمُ الْأَمْشَاجِيَّةُ فَخَلَقَ وَكَوَّنَ بِوَسَاطَةِ نُفُوسِهِمْ وَأَرْوَاحِهِمْ

اعیان میں کمال آگیا تو انہوں نے قرب فرائض کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کی اللہ تعالے نے ان پر تجلی فرمائی اور اسکی الوہیت متحقق ہوئی یہ تحقق تکوین اور اثر انداز ہونے کا مقتضی ہوا جسکے سامنے انکے نفوس مجردہ اور ان کے جسم بذریعہ روحین طاعت کے طور پر جھک گئیں چنانچہ اللہ تعالے نے اس کے تحقق کے ذریعہ نفوس اور ارواح کو پیدا فرمایا

مِنْهُمْ مِيكَائِيلُ وُكِّلَ عَلَى الْأَرْزَاقِ وَعَلَى كُلِّ تَكْوِينٍ تَكْوِينِيٍّ وَانْقَادَتْ لَهُ الْمَلٰئِكَةُ فِي ذٰلِكَ مِنْهُمُ التَّصْوِيرُ فِي الرَّحِمِ وَنَبَاتُ الْأَشْجَارِ وَغَيْرُهُمَا وَعِزْرَائِيلُ وُكِّلَ عَلَى قَبْضِ الْأَرْوَاحِ وَإِسْرَافِيلُ بَعْثُهُمَا وَكَأَنَّهُمَا مِنْ تَفَاصِيلِهِ وَمِنْهُ الْإِيجَادُ الْكُلِّيُّ وَالْإِعْدَامُ الْكُلِّيُّ تُنْسَبُ النَّفْخَتَانِ إِلَيْهِ نَفْخَةُ الْإِعْدَامِ

انہیں ملائکہ میں سے ایک میکائیل علیہ السلام ہیں جنہیں ہر ایک قسم کی تکوین اور ایصال رزق کا کام سپرد کیا گیا ہے بہت سے ملائکہ ان کے منقاد اور مطیع ہیں جو جنین کی تصویر اور درخت وغیرہ اگانے کے کام انکے سپرد ہیں اور عزرائیل ع قبض ارواح کے فرائض انجام دینے پر مقرر کئے گئے ہیں اور اسرافیل کے کام ان دونوں سے عام ہیں گویا کہ ان دونوں کے کام ان کے کام کی شرح اور تفصیل ہے اور اسی سے ایجاد کلی اور

وَنَفْخَةُ الْاِيْجَادِ ٭ اعلام کی چنانچہ دونوں نفخات اسی کی طرف منسوب ہیں نفخۂ الاولیٰ اعلام کیلئے اور نفخۂ ثانیہ ایجاد کیلئے ہے،

وَجِبْرِيْلُ هُوَ صَاحِبُ التَّرْبِيَةِ الْكَمَالِيَّةِ وَمِنْ جُنُوْدِهٖ اَقْوَامٌ مِنْهُمُ اللِّمَّةُ الْمَلَكُوْتِيَّةُ وَلِكُلِّ رَسُوْلٍ فَاِنَّ لَهٗ اِسْمًا يَتَجَلّٰى فِيْ صَدْرِهٖ بِهٖ كَمَالُهٗ وَاِلَيْهِ مَآلُهٗ وَاَعْنِيْ بِتَحَيُّزِ الْاَنْبِيَاءِ فِيْ كَمَالِهِمْ عُمُوْمَ الْاِسْمِ وَاِطْلَاقَهٗ وَسَيَرِدُ عَلَيْكَ بَعْضُ التَّفْصِيْلِ لِهٰذَا الْاِسْمِ فَتَعْرِفُهٗ وَتَذَكَّرْ اَنَّ مَا اَسْلَفْنَا لَكَ مِنْ اَنَّا لَا نُرِيْدُ بِالْاَسْمَاءِ مَفْهُوْمَاتٍ اِنْتِزَاعِيَّةً وَاِنَّمَا نُرِيْدُ اِنِّيَّاتِ الْمُقَدَّسَةِ وَ

اور جبرئیل علیہ السلام کے تربیت کمالیہ کے کام سپرد کیے گئے ہیں اسکے لشکر میں بہت سے ملائکہ شامل ہیں جو بنی آدم کے دلوں میں القاء خیر کرنے میں مشغول ہیں اور تمام رسل اُن میں سے ہر ایک کیلئے ایک اسم پاک ہوتا ہے جو اسکے قلب پر تجلی انداز ہوتا ہے غرضکہ یہ تمام اسی کے کمال اور ایصال سے فیض یاب ہیں، اس اسم پاک کے دامن عاطفت میں جسکی بعض تفصیلات میں تم سے عنقریب بیان کروں گا تمام انبیاء کرام پناہ گزیں ہوئے جسکا باعث اس اسم پاک کا عموم اور اطلاق ہے اور جو کچھ ہم پہلے بیان کر چکے وہ تمہیں معلوم ہوگا کہ ہماری مراد اسماء پاک سے اسکا مفہومات انتزاعیہ نہیں ہوتا ہمارے پیش نظر تو حقائق

وتجلّیاتٍ ازلیّةٍ واعلم انّ من هٰذه الجهات الّتی عیّناها امورًا انتزاعیّةً امّا بجذاء امورٍ غیبیّةٍ هی اصول التجلّیات وانا قد ترکنا کلّ انتزاعیٍّ وامورٍ ظهورنا حین خضنا فی بحار الاسماء لکنّ اللسان یعتقل فی بیانها فاضطررنا الی مفهومات انتزاعیّة۔

مقدسہ اور تجلیات ازلیہ ہوتی ہے، اور یاد رکھو کہ ان ہی جہات میں جنکا ہم نے تم سے تذکرہ کیا ہے، بعض کا مفہوم انتزاعی ہے کہ جسکو ہم نے امور غیبیہ کے مقابلے میں تعبیر کیا ہے جو تجلیات کی اصل ہیں جو وقت ہم اسماء پاک کے متعلق گفتگو کرنے لگتے ہیں تو ہر ایک مفہوم انتزاعی کو پس پشت ڈالدیتے ہیں لیکن زبان اسکے بیان کرنے سے عاجز ہوتی ہے اسلئے ہمیں مجبوراً مفہومات انتزاعیہ کیطرف رجوع کرنا پڑتا ہے،

صفت علم

ولنتکلّم فی العلم علٰی حدةٍ فقد کثرت الاٰیات فیه وفی الارادة فانّها لمختصّ عرفانها بالانبیاء علیهم السلام وبالحکماء رضی الله تعالٰی عنهم والکلام فانّه اصل الشرع وسنخ الوحی

صفت علم کے متعلق ہمارا خیال علیحدہ بحث کرنیکا ہے جسکے متعلق کثرت سے آیات قرآنیہ وارد ہوئی ہیں اور ارادہ جسکی خصوصی معرفت انبیاء علیہم السلام اور حکماء رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کو حاصل ہوتی ہیں اور مثلاً کلام جو کہ شریعت اور وحی کی اصل اور بنیاد ہے اور وحدت الوجود کے متعلق بھی بحث

وَفِي وَحْدَةِ الْوُجُودِ اِذْ كَثُرَ النِّزَاعُ فِيهِ.

اَمَّا الْعِلْمُ فَيُطْلَقُ بِالْاِشْتِرَاكِ عَلٰى مَعْنَيَيْنِ الْاَوَّلُ تَجَلِّي اللّٰهِ سُبْحَانَهُ بِمَا تَجَلّٰى بِهِ وَهُوَ مِنَ السِّلْسِلَةِ الْبَدْئِيَّةِ وَكُنْهُهُ اِنْدِرَاجُ الْفِعْلِيَّاتِ تَحْتَ فِعْلِيَّتِهِ سُبْحَانَهُ فَلَمَّا كَانَتْ ذَاتُهُ حَاضِرَةً عِنْدَهُ سُبْحَانَهُ اِسْتَلْزَمَ ذٰلِكَ حُضُورَ الْكُلِّ عِنْدَهُ بِتَمَايُزَاتِهِمْ وَخُصُوصِيَّاتِهِمْ وَاَحْكَامِهِمْ وَآثَارِهِمْ وَاِنَّمَا عِلْمُهُ تَزْيِينُ نَفْسِهِ بِحَسَبِ ذٰلِكَ الْحُضُورِ الْمُقَدَّسِ وَلَا يَمْتَازُ عِلْمُهُ بِوَاحِدٍ مِنْهُمْ لَا بِذٰلِكَ الْوَاحِدِ بِعَيْنِهِ وَعَلَيْكَ بِالتَّامُّلِ الصَّادِقِ فَاِنَّ

کریں گے اسلئے کہ یہ ایک معرکۃ الآراء بحث ہے

اشتراک کے طور پر علم کا اطلاق دو معنی پر ہوتا ہے ایک تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی تجلیات میں سے وہ تجلی جس کا تعلق سلسلۂ بدئیہ سے ہے اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ تمام فعلیتیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی فعلیت میں مندرج ہیں اور کیونکہ اسے اپنی ذات اقدس کا علم حضوری حاصل ہے اسلئے یہ ضروری ہے کہ تمام اشیاء کا علم حضوری اسے حاصل ہو انکے تمام امتیازات اور خصوصیات اور احکام اور آثار ہر وقت اسکے علم میں حاضر رہتے ہیں اسکا علم ایک حضور مقدس ہے جسکا تعلق اس کی ذات اقدس کے نفس علم کے لحاظ سے یکساں ہے اور ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی اسکا علم اس واحد بعینہ کے علاوہ ممتاز نہیں ہوتا اس پر خوب اچھی طرح سے غور کرنا

الْمَسْئَلَةَ عَمِيقَةٌ وَهِيَ مُفَوَّضَةٌ
إِلَى ذَوْقِ الْحَكِيمِ لَا نَتَذَكَّرُ
فِي الْوَحْيِ لِمَا سَبَقَ مِنَّا
الْإِشَارَةُ إِلَيْهِ آلثَّانِي
الْإِحَاطَةُ الْعَوْدِيَّةُ عَلَى أَنَّهَا
حَاضِرَةٌ عِنْدَ اللهِ وَمُشْرِفَةٌ
عَلَى الْإِنْحِلَالِ فَهُوَ مِنْ
سِلْسِلَةِ الْعَوْدِيَّةِ وَ
كُنْهُهُ أَنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ
مُحِيطٌ بِكُلِّ فِعْلِيَّةٍ مِنْ
كُلِّ حَيْثِيَّةٍ تُفْرَضُ
سَرًّا فِي ذٰلِكَ الْمَجِيءِ
وَالْمُضِيِّ وَرَسُولُ اللهِ
صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ حَلَّ الْعُقْدَةَ
فِي مَسْئَلَةِ الْقَدَرِ بِمَا
قَالَ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا هُوَ
كَائِنٌ وَاعْتَذَرَ آدَمُ عَلَيْهِ
السَّلَامُ لِعِلْمِ اللهِ سُبْحَانَهُ فِيهِ

چاہیئے کیونکہ یہ ایک دقیق مسئلہ ہے اور
جسے صحیح طور پر حکیمانہ ذوق سلیم حاصل
نہ ہو وہ اس کی تہ تک نہیں پہنچ سکتا
جسکی طرف ہم پہلے ہی اشارہ کر چکے ہیں
علم کے دوسرے معنیٰ احاطہ عودیہ کے
ہیں بایں شرط کہ سب اشیاء اللہ تعالےٰ
کے علم میں حاضر ہیں لیکن وہ عنقریب
زائل ہونیوالی ہیں اسکا تعلق سلسلہ
عودیہ سے ہے اور جسکی حقیقت یہ ہے
کہ اللہ تعالےٰ ہر ایک حیثیت سے
ہر ایک فعلیت پر محیط ہے قطع نظر
اس سے کہ وہ حیثیت مفروضہ ہو کسی
فعلیت کی ظہور میں آنا اور اسکا زائل
ہونا اس میں برابر ہے اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے تقدیر کا مسئلہ
حل کرتے ہوئے یہ الفاظ فرمائے تھے
کہ جو کچھ ہونیوالا ہے قلم اسے لکھ کر خشک
ہو گئے اور آدم علیہ السلام نے یہی
بات بیان کی کہ اللہ تعالےٰ کو انکے

اِنَّہٗ مُنِیْبٌ فَارْجِعَا لِکُلِّ
اِلَی الْمُبِیْنِ بِصِیْغَۃِ الْمَاضِیْ
عَلٰی سَبِیْلِ الْوُجُوْبِ فَلَا
جَرَمَ اَنَّہُ الْمُبْدِئُ وَقَالَ
اللہُ سُبْحَانَہٗ فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ
فَلَیَعْلَمَنَّ اللہُ الَّذِیْنَ
صَدَقُوْا وَلَیَعْلَمَنَّ الْکَاذِبِیْنَ
فَجَعَلَہُ السَّبَبَ الْغَائِیَّ فِیْ
ذٰلِکَ بِصِیْغَۃِ الْمُسْتَقْبِلِ عَلٰی
سَبِیْلِ التَّعْقِیْبِ فَلَا جَرَمَ
اَنَّہُ الْعُوْدِیُّ وَقَدْ اَشَارَ
اللہُ سُبْحَانَہٗ اِلٰی اِنْتِہَاءِ
لُقْمَانَ فِیْ حِکْمَتِہٖ بِمَا حَکٰی
عَنْہُ یَا بُنَیَّ اِنَّہَا اِنْ تَکُ
مِثْقَالَ حَبَّۃٍ الْاٰیَۃَ وَبِالْجُمْلَۃِ
فَکُلَّمَا نَزَلَ فِی الْقُرْاٰنِ مِنْ
ذِکْرِ الْعِلْمِ فَاِنَّمَا ھُوَ الْعُوْدِیُّ
وَھٰذِہٖ ضَرُوْرَۃٌ مِنْ طَبِیْعَۃِ
بِحَسَبِ دَلَالَتِہٖ دُوْنَ نَفْسِہٖ

گناہ کرنیکا علم تھا غرضکہ ہمارے رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آدم علیہ السلام
نے مبدأ کی طرف رجوع کرنے کے لئے
وجوبی طور پر ماضی کا صیغہ استعمال کیا
کہ جس سے یہ بات ثابت ہو گئی، کہ
اسی وحدہٗ لاشریک کی ذات مبدی ہے
اور اللہ سبحانہ وتعالےٰ نے قرآن عظیم
میں فرمایا فلیعلمن اللہ الخ یعنی
اللہ تعالےٰ جھوٹوں اور سچوں کو ضرور
جان لے گا اس آیت میں فاء تعقیب
کے بعد مستقبل کا صیغہ استعمال فرمایا ہے
اور ذات اقدس کو علت غائیہ قرار دیا
ہے تو اسے عودی تعبیر کرنے میں کسی
قسم کا کوئی مضائقہ نہیں اور اللہ تعالےٰ نے لقمان
علیہ السلام کی حکمت کے کمال کو بیان کرنے کیلئے
جو اشارہ فرمایا ہے اس میں ہے یا بنیّ انہا ان تک
مثقال حبۃ الخ خلاصہ کلام یہ ہے کہ قرآن
کریم میں جہاں بھی علم کا ذکر آیا ہے اس سے
عودی مراد ہے اور یہ ضرورت وحی کے

مِنْ حَيْثُ اِيْجَابِهٖ فَتَعْرِفُ وَ	اقتضاء کی وجہ سے باعتبار اس کی دلالت
تَاَخُّرُ الْعِلْمِ الْاِنْفِعَالِيِّ هُوَ التَّاَخُّرُ	کے نفس کے ظاہر ہونے کی بنا پر نہیں بعد
الْاِنْطِبَاعِيُّ فَلَا يُنَافِيْ اَزَلِيَّتَهٗ ؛	میں تم اس کی مراد سمجھ لوگے۔ اور علم انفعالی

کا تاخر یہ تاخر انطباعی ہے جو اس کی ازلیت کے منافی نہیں۔

صفت ارادہ

وَاَمَّا الْاِرَادَةُ فَنَشَاَتْ	اور صفت ارادہ کا ظہور اللہ
مِنْ تَوَحُّدِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ	سبحانہ تعالے کے اس نظام مقدم
بِذٰلِكَ النِّظَامِ الْمُقَدَّمِ	میں اس افاضہ کی بنا پر ہوا جو کہ وحدت
عَلَيْهَا مِنْ حَيْثُ الْاِفَاضَةِ	کو قائم رکھنا چاہتا ہے اور یہ اس لیے
وَذٰلِكَ لِاَنَّ كُلَّ حَالَةٍ	کہ ہر حالت سابقہ حالت لاحقہ کی
سَابِقَةٍ تَقْتَضِي الْحَالَةَ	مقتضی ہے اور ہر حالت لاحقہ میں
اللَّاحِقَةَ فَكُلُّ حَالَةٍ لَاحِقَةٍ	حالت سابقہ متوحد ہو کر رہ جاتی ہے
تَتَوَحَّدُ فِيْهَا السَّابِقَةُ وَ	اور یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے تا آنکہ یہ
هَلُمَّ جَرًّا حَتّٰى انْتَهٰى ذٰلِكَ	سلسلہ ارادہ ہی پر منتہی ہو جاتا ہے،
اِلَى الْاِرَادَةِ الَّتِيْ هِيَ الْاِفَاضَةُ	جسکا مفہوم افاضہ بالفعل ہے تو اب
بِالْفِعْلِ فَلَا جَرَمَ اَنَّهَا	ہر نظام میں وحدت پیدا ہونے میں
تَتَوَحَّدُ فِيْهَا كُلُّ النِّظَامِ وَ	کوئی مضائقہ نہیں اب اس سے جو اشیاء
اَنَّهَا لَا تَقْتَضِيْ اِلَّا الْمُرَادُ	ظہور میں آتی ہے وہ قید امکان سے

المقيد المعلول الذي لبس
كله يحل المتدنسين
بالمتدنسات المتراكمة التي
صدته ان ترجع الى الله
سبحانه وانها يستلزم من
جوهرها انتهاء السلسلة
الاطلاقية بها لا بما انها
انتهاء واحد ومتغاير بل
بما انها شاملة نافذة
نفوذ الالهيات الاطلاقية
في الكائنات المتعينة
اما ترى ان الانسان
يحصل له اولا صورة
ذهنية يترتب عليها فتنبعث
كيفية شوقية على
سبيل الوجوب ثم
تحدث صفة وحدانية
هي الارادة وهي الافاضة
بالفعل وهي منتبع

مفید اور ارادہ قاہرہ کی معلول ہوتی ہیں
متدنسات متراکمہ میں سے ہر اس
تدنس کیساتھ جو لہ اللہ تعالیٰ کیطرف رجوع
کرنے سے مانع ہو اور ارادہ کا اصل
جوہر اس بات کا مقتضی ہے کہ سلسلہ
افاضیہ کا اختتام اس پر ہو جائے اس
بنا پر نہیں کہ وہ انتہاء واحد اور اسکے
متغائر ہے بلکہ اس کا شمول اور نفوذ
ایسا ہی رہتا ہے جسطرح دوسری صفات
الہیہ اطلاقیہ کا شمول اور نفوذ تعین
پذیر کائنات میں پہنچ کر قائم رہتا ہے
کیا یہ چیز نہیں دیکھی کہ انسان
کے ذہن میں اولاً کوئی صورت ذہنیہ
حاصل ہوتی ہے جو اسکے حسن اور زینت
کو قائم کر دیتی ہے پھر اسکے بعد لازمی
طور پر کیفیت شوقیہ پیدا ہوتی ہے
اور اسکے بعد صفت وحدانیہ
جو کہ ارادہ ہی ہوتا ہے جسکا مفہوم افاضہ
بالفعل کے مرادف ہے اور یہی (ارادہ)

اَلْحَرَكَةِ الْقَوْلِيَّةِ وَالْفِعْلِيَّةِ فَاعْلَمَنَّ اَنَّ هٰذِهِ الصِّفَةَ الْاَزَلِيَّةَ الْاِفَاضِيَّةَ الْفَائِضَةَ مِنَ الْاَسْمَاءِ الْمُتَقَدِّمَةِ عَلَيْهَا يَحِقُّ لَهَا اَنْ تُسَمّٰى بِالْاِرَادَةِ فِي التَّمَثُّلَاتِ النَّازِلَةِ الْكَلَامِيَّةِ وَاَنْ لَا يُسْتَنَدَ مُسْتَنَدٌ اَوَّلًا وَبِالذَّاتِ اِلَّا اِلَيْهَا وَاَمَّا ثَانِيًا وَبِالْعَرَضِ فَاِنَّمَا نَسْتَنِدُهٗ اِلَى الْاَسْمَاءِ الْمُتَقَدِّمَةِ بِاِزَاءِ اِسْتِنَادِ هٰذَا الْمَجْعُوْلِ اِلَى الصُّوَرِ الْمَعْلُوْمَةِ فِي الْمِثَالِ الَّذِيْ ضَرَبْنَاهُ +

حرکات قولیہ اور فعلیہ کا منبع ہے، اسلئے یاد رکھو کہ اس صفت ازلیہ افاضیہ کو ان اسماء پاک کا فیض ہے اس سے متقدم ہیں یہ حق حاصل ہے کہ اسکو تمثلات کلامیہ نیں ارادہ سے موسوم کیا جائے اور اولاً بالذات اسکے علاوہ کسی اور کی جانب منسوب نہ کیا جائے البتہ ثانیاً اُن کی نسبت ان اسماء متقدمہ کی طرف کی جاسکتی ہے جو کہ اس نسبت کے موافق ہوں جو اس مجعول کو صور معلومہ کیساتھ ہے جسکی مثال ہم پہلے بیان کر چکے۔

وَلِذٰلِكَ لَمَّا كَانَ عِلْمُ الْاِمْكَانِيِّ حُضُوْرَ صُوْرَةٍ اِنْطِبَاعِيَّةٍ عَلٰى سَبِيْلِ الْاِحَاطَةِ مِنْ شَيْءٍ لِغَيْرِهٖ حُقَّ اَنْ يُسَمّٰى الطَّبَقَةُ الْاُوْلٰى مِنَ الْاَسْمَاءِ الْعَوْدِيَّةِ بِهٰذَا الْاِسْمِ فِي التَّمَثُّلَاتِ الْكَلَامِيَّةِ وَلْيَكُنْ هٰذَا

اور جبکہ علم انفعالی کا مفہوم یہ ہے کہ کسی چیز کی صورت انطباعیہ اسطرح حاضر ہو کہ وہ حضور اس پر محیط ہو کہ جسطرح کوئی چیز کسی کو گھیرے ہوئے ہوتی ہے اسلئے مناسب ہے کہ اسماء عودیہ کے پہلے طبقہ کو تمثلات کلامیہ میں اسی نام سے موسوم کیا جائے یہ ایک لطیف

السِّرُّ اللَّطِيفُ مَحْفُوظًا عِنْدَكَ
فَسَيَنْفَعُكَ فِي مَا يَأْتِيكَ إِنْ
شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ ۔

ثُمَّ اعْلَمْ أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ
بِمَا هُمْ أَنْبِيَاءُ قَدْ زَالَتْ
عَنْهُمُ الْجِنَايَةُ الْمُبْتَدِعِ عَنْوَ
صَارُوا فِي تَوَحُّدِهِمُ اللّٰهَ
سُبْحَانَهُ بِأَسْمَائِهِ وَصِفَاتِهِ
فَلَا جَرَمَ أَنَّهُ لَيْسَ لَهُمْ
مَطْمَحٌ دُونَ الْإِرَادَةِ فِي
سِلْسِلَةِ الْبَدْءِ وَلَا دُونَ
الطَّبَقَاتِ الثَّلٰثِ الْعَوْدِيَّةِ
وَإِنَّهُ يُلْقِي مِنْ حَيْثُ طَبِيعَةِ
كَلَامِهِمْ تَفَاصِيلَ الْعِلَّةِ
الْفَاعِلِيَّةِ وَالْعِلَّةِ الْقَابِلِيَّةِ أَمَّا
الْعِلَّةُ الْفَاعِلَةُ فَظَاهِرٌ أَنَّ التَّوَحُّدَ
يَأْبَاهُ وَأَمَّا الْقَابِلَةُ فَتَفَاصِيلُهَا
إِنَّمَا تَنْبَعِثُ لَا سِيَّمَا فِي نَظَرِ
الْحَكِيمِ مِنَ الْعِلَّةِ الْفَاعِلَةِ

راز ہے اسے اپنے پاس محفوظ رکھو مابعد
کے مباحث میں اس سے تم کو بڑا فائدہ
حاصل ہوگا ۔

پھر اسکے بعد یہ بھی سمجھو کہ انبیاء
کرام علیہم السلام انبیاء ہونے کی وجہ
سے عقل کی بدعتوں سے محفوظ ہیں اور
اللہ سبحانہ وتعالےٰ کی توحید اسماء اور
صفات کیساتھ انکے سامنے جلوہ گر ہوتی ہے
اس لئے سلسلہ بدئیہ میں ارادہ کے علاوہ
انکا اور کوئی مطمح نظر نہیں ہوتا اور سلسلہ
عودیہ میں ان کی نظر طبقات ثلثہ پر بھی
نہیں ہوتی اور انکے فطری کلام کا تقاضا
یہ ہے کہ وہ علت فاعلیہ اور علت
قابلیہ کی تفاصیل کو بھی ملحوظ نہیں رکھتے
یہ بات تو ظاہر ہے کہ علت فاعلیہ کو
ملحوظ رکھنے سے تو توحید منافی ہے اور
علت قابلیہ کی تفاصیل کو اسلئے کہ
نظر انداز کر دیتے ہیں کیونکہ درحقیقت
حکیم کی نظر میں وہ بھی علت فاعلہ

ومن الارادة ارادة متجددة
اليها تستند الحوادث
اليومية وكنهها افاضة
الاسماء الحادثة بالفعل من
صدور تمام المقربين
وكلوا على تدبير الخلق
فاذن ما حق ما يتفصى به
الامام ابو الحسن الاشعري
في المضائق من
الاعتصام بالارادة
لا يسئل عما يفعل
وهم يسئلون الاية
ويقول ان الارادة
مخصصة بنفسها
وليست افعال الله
سبحانه معللة بالاغراض
يعني ان التخصيص
انما يفور من نفسها
من حيث انها جامعة

وابستہ ہے ارادہ کی ایک قسم ارادہ متجددہ
ہے جس کی جانب حوادث یومیہ منسوب
ہوتے ہیں اس کی حقیقت یہ ہے کہ
وہ ملائکہ مقربین کہ جنہیں تدبیر کائنات
سپرد کی گئی ہے انکے سینوں میں اسمائ
حادثہ بالفعل کا افاضہ ہوتا ہے،
اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جسوقت امام ابو
الحسن اشعری رح اعتراضات سے تنگ آ
گئے تو انہوں نے صفت ارادہ کو
مضبوطی کے ساتھ پکڑ کر خصم سے پیچھا
چھڑایا اور یہ استدلال کیا دلا یسئل
عما یفعل الخ کہ اللہ تعالے سے اس
کے افعال کے متعلق کوئی دریافت نہیں
کرسکتا اور ان سے پوچھا جاتا ہے،
امام موصوف فرماتے ہیں، کہ ارادہ
بذات خود مخصص ہوتا ہے اور نیز یہ کہ
اللہ تعالے کے افعال معلل بالاغراض
نہیں ہوتے یعنی تخصیص کا منبع بذات
خود ارادہ کی صفت ہے جو کہ دیگر

لِلْاَسْمَاءِ اَجْمَعِهَا وَاَهْلُ	تمام اسماء پاک کی جامع ہے، اور
الْحَقِّ يَعْنُوْنَ بِالْقَدْرِ اقْتِضَاءَ	اہل حق اقتضاء ارادۂ قدیمہ کو قدر
الْاِرَادَةِ الْقَدِيْمَةِ وَبِالْقَضَاءِ	اور اقتضاء ارادۂ متجددہ کو قضا سے
اِقْتِضَاءَ الْاِرَادَةِ الْمُتَجَدِّدَةِ	تعبیر کرتے ہیں، حدیث نبوی صلی اللہ
وَفِي الْحَدِيْثِ اِذَا قَضَى اللّٰهُ	علیہ وسلم میں ہے کہ جب اللہ تعالے آسمانوں
تَعَالٰى فِي السَّمَاءِ اَمْرًا ضَرَبَتِ	میں کسی امر کا فیصلہ فرمالیتا ہے تو ملائکہ
الْمَلَائِكَةُ بِاَجْنِحَتِهَا	اسکے سامنے سر تسلیم خم کرنے کو اس کے
خُضْعَانًا لِقَوْلِهٖ كَاَنَّهَا	سامنے اپنے پروں کو پھیلا دیتے ہیں
سِلْسِلَةٌ عَلٰى صَفْوَانٍ	اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی صاف
فَاِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ	پتھر پہ لوہے کی زنجیر گر پڑی ہے جب
قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ	انکے دلوں کی گھبراہٹ ختم ہو جاتی ہے
قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ	تو آپس میں کہتے ہیں تمہارے پروردگار نے
الْكَبِيْرُ اَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ	کیا حکم صادر فرمایا تو جواب میں کہتے ہیں
وَالتِّرْمِذِيُّ فَالْكُنْهُ	اسکا حکم اور ارشاد حق ہے وَهُوَ الْعَلِيُّ
رِيْمِ بِهٖ اِسْتِنْزَالُ	الْكَبِيْرُ (بخاری۔ ترمذی)
الْمُقَرَّبِيْنَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ	مطلب یہ ہے کہ جسطرح انبیاء کرام
صُوَرَةً قَضَائِيَّةً مِنْ	علیہم السلام اپنے علوم کو وحی شرعی کے
مَنْبَعِ الْقَدَرِ كَمَا	منبع سے اخذ کرتے ہیں اسی طرح ملائکہ
يَسْتَنْزِلُ الْاَنْبِيَاءُ عُلُوْمًا	مقربین صور قضائیہ کے احکام قدر

مِنْ مَنْبَعِ الشَّرْعِ وَقَالَ
اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّمَا اَمْرُهٗ اِذَا
اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَقُوْلَ لَهٗ
كُنْ فَيَكُوْنُ وَيَشْتَبِهُ عَلَى
الْاَذْهَانِ الْمَشْهُوْرَةِ تَفْسِيْرُهَا
مِنْ حَيْثُ اَنَّهُمْ مَا دَرَوْا
سِرًّا لِلتَّكْوِيْنِ وَنَحْنُ
نَقُوْلُ التَّكْوِيْنُ هُوَ الْاِرَادَةُ
وَتَعَلُّقُهَا اَزَلِيٌّ اِذِ الْاَزَلُ
لَيْسَ بِحَدٍّ يَكُوْنُ بَعْدَهُ
الزَّمَانُ وَاِنَّمَا هُوَ
ظَرْفٌ مَفْرُوْضٌ لِلْكَائِنَاتِ
الْمُتَعَالِيَةِ مِنَ الزَّمَانِ وَ
الْمَكَانِ بِتَجَرُّدِهَا وَ
تَقَدُّمِهَا وَاِنَّمَا الزَّمَانُ
بِطُوْلِهٖ شَخْصٌ وَاحِدٌ
حَاضِرٌ عِنْدَهٗ يَفْعَلُ
فِيْهِ فِعْلًا مُقَدَّسًا
مَا يَشَاءُ

کے منبع سے اخذ کرتے ہیں،
اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اِنّما امرہ
اذا اراد شیئاً اَن یقول لہ
کن فیکون اکثر لوگوں کے اذہان
اس آیت کی تفسیر سمجھنے سے قاصر
رہے، کیونکہ وہ تکوین کے راز کو نہ سمجھ
سکے اور ہم تو یہ کہتے ہیں کہ تکوین تو
ارادہ ہی ہے اور اسکا تعلق ازلی ہے
اسلئے کہ ازل کسی محدود وقت کو
نہیں بولتے کہ جسکے بعد زمان کا مفہوم
ظہور میں آئے وہ تو کائنات کے لئے
ایک ظرف مفروض کے طور پر مستعمل
ہوتا ہے جسکا وجود بلحاظ انکے تجرد
اور قدامت کے متعالی عن الزمان
والمکان ہوتا ہے، زمان کے مفہوم
میں وسعت ہے اور وہ ایک وحدت
شخصی ہے جو ہمہ وقت اللہ تعالےٰ کے
حضور میں حاضر ہے اور اسمیں اپنے
حسب ارادہ اپنا مقدس تصرف فرماتا

فَلَا تُجَدِّدُ وَلَا تَقَضِّیَ	رہتا ہے تجدد اور فنا کا مفہوم اسی
اِلَّا بِنِسْبَتِنَا فَاَنْ تَعَقُّلَ	وقت پیدا ہوتا ہے جب ہم اسکی نسبت
الْمُحَالِ مِنْ حَیْثُ	اپنے ساتھ کرتے ہیں اسلئے حدوث عالم
حُدُوْثِ الْعَالَمِ	کو مستلزم محال سمجھنا غلط ہے،

حدوث عالم

وَنَحْنُ نَقُوْلُ الْعَالَمُ	ہم تو اس بات کے قائل ہیں کہ
مَعَ زَمَانِهٖ وَمَكَانِهٖ	تمام عالم اپنے زمان ومکان و ہیولیٰ
وَهَیُوْلَاهُ حَادِثٌ بِمَعْنٰی	سمیت حادث ہے بایں معنی کہ وہ ارادہ
اَنَّهٗ مَعْلُوْلٌ بِالْاِرَادَةِ	کا معلول اور متدنس بالادناس ہے اس
مُتَدَنِّسٌ بِالْاَدْنَاسِ یَقْتَضِیْ	کی ذات میں حرکت وانتقال اور ایسی
بِنَفْسِهٖ الْاِنْتِقَالَ وَالْحَرَكَةَ	زمانیت اور مکانیت کا اقتضاء موجود ہے
وَالزَّمَانِیَّةَ وَالْمَكَانِیَّةَ مَسْبُوْقٌ	کہ جس سے پہلے ایک موہوم بعد کا تصور
بِبُعْدٍ مَوْهُوْمٍ مُمْتَدٍّ اِنَّمَا	کیا جاتا ہے وہ لہٰذا اس عالم کو ذات اقدس
تَوَهُّمُهٗ بِاِزَاءِ الْبَعْدِیَّةِ	سے حاصل ہوا ہے اسکا تصور قوت واہمہ
الْمُقَدَّسَةِ فِیْ تَمْثِیْلَاتِ	کے تمثلات میں سے ہے اب اسکے بعد
الْوَهْمِ فَانْدَفَعَ النِّزَاعُ وَ	کوئی نزاع باقی نہیں رہتا،
فَصْلُ الْخِطَابِ اَنَّ الْحُدُوْثَ	اور قول فیصل یہ ہے کہ حدوث کی
حُدُوْثَانِ حُدُوْثٌ اِنَّمَا	دو قسمیں ہیں ایک حدوث تو وہ ہے

مناطه التقييد والتعيين
وتسمى حدوثا ذاتيا لتأخره
في سلسلة التكوين عن
الالهيات وهو عام على
قاطبة الممكنات و
الحدوث الزماني انما
يحيط بما في الزمان لا
الزمان ولا الاشياء المعاصرة
معه واهل السنة لا
يمارون فيها تلونا اذ
الحدوث عندهم امر ما
من تماثيل الاول ولذلك
جعلوا ظرفه الوهم
فادراكهم ذلك يشابه
ادراك الفلاسفة الماهيات
فانها بذواتها وهميات
ولكنها بازاء الصور النوعية
والجنسية المتحققة في
الواقع او بازاء خصوصيات

کہ جسکا مدار تعین اور تقیید ہے اس کو
حدوث اسلئے کہتے ہیں کہ تکوین کے سلسلہ
میں اسکا درجہ آلہیات سے متاخر ہے
اور اس حدوث کا مفہوم تمام ممکنات
کو شامل ہے اور دوسرا حدوث زمانی
ہے اسکا وجود کیونکہ زمان کو محیط ہوتا
ہے اسلئے نفس زمان اور وہ اشیاء جو
اسکے معاصر ہیں اس سے خارج ہیں،
اہل سنت اس سے کسی قسم کا اختلاف
نہیں کرتے اسلئے کہ انکے نزدیک
حدوث کا مفہوم اول ترین تمثلات
میں شامل ہے اسلئے وہ وہم کو اسکا
ظرف قرار دیتے ہیں ان کا یہ ادراک
فلاسفہ کے ادراک ماہیات کے مشابہ
ہے کیونکہ ماہیات بھی اپنی ذات کے
اعتبار سے واہمہ ہیں مگر انواع اور
اجناس کی صور مختلفہ پر جنکو واقع
اور نفس الامر میں تحقق حاصل ہے صادق
آتی ہیں یا انکو اطلاق ان خصوصیات

الفعليات متوسلا بسبيلها الى حقائق الفعليات فتدبر فهات المسئلة دقيقة واكسر سورة انكارك بان ائمة اهل السنة تجشموا امورا لم يبينها الصحابة والتابعون وما صد ذلك عن سنتهم فكذلك تجشمنا بحسب الذوق امورا سكتوا عنها او اجملوها لما لم يأن لهم ان التحقيق لا يصادم سنيتنا ۔

فعلیات پر ہوتا ہے جنکا حقائق فعلیات کے کوچہ میں گزر نہیں اسے اچھی طرح سمجھ لو یہ ایک دقیق مسئلہ ہے، اب اگر کسی قسم کا انکار تمہارے ذہن میں پیدا ہو تو اسے اسطرح زائل کر دو، کہ علماء اہل سنت نے بہت سی ایسی باتیں بیان کی ہیں کہ جن کے متعلق صحابہ اور تابعین سے کچھ منقول نہیں اور یہ چیز انکے اہل سنت ہونیکے معارض نہیں سو اسی طرح ہم نے باعتبار ذوق کے ایسی باتیں بیان کی ہیں کہ جنکے متعلق قرون اولی نے سکوت اختیار کیا ہے یا اجمال سے کام لیا ہے کیونکہ ابھی تک ایسی باتوں کے بیان کا موقع نہیں آیا تھا تو اس سے ہماری سنیت میں کوئی فرق نہیں آتا،

کلام الٰہی

وَاَمَّا الْکَلَامُ فَحَضْرَةٌ

کلام مقدس بھی صفت ارادہ

مِنْ حَضَرَاتِ الْإِرَادَةِ الْإِجْمَالِيَّةِ
مِنْ حَيْثُ الْإِفَاضَةِ فِي
مَوْطِنِ الْعِلْمِ وَفِيهَا بِإِزَاءِ
كُلِّ فِعْلِيَّةٍ سَابِقَةٍ عَلَيْهَا
صُورَةٌ مُقَدَّسَةٌ وَبِإِزَاءِ
كُلِّ فِعْلِيَّةٍ لَاحِقَةٍ أَيْضًا
غَيْرَ أَنَّهُ إِنَّمَا ذٰلِكَ مِنْ حَيْثُ
انْدِرَاجِهِ تَحْتَ الْفِعْلِيَّاتِ
السَّابِقَةِ وَهِيَ الْحُرُوفُ وَ
الصُّوَرُ بِمَعْنَى أَنَّ الْحُرُوفَ
تَمَاثِيلُهَا فِي مَوَاطِنِ التَّخَالِيطِ
سَتَأْتِيكَ فِيمَا بَعْدُ أَنَّ اللّٰهَ
تَعَالَى خَلَقَ اللِّسَانَ حَاكِيًا
لِمَا فِي النَّفْسِ مِنَ الصُّوَرِ
الْعِلْمِيَّةِ بِحِكَايَةٍ لَا يَكْتَنِهُهَا
إِلَّا الْحَكِيمُ وَمِنَ الْكَلَامِ كَلَامٌ
مُتَجَدِّدٌ بِإِزَاءِ مَا حَقَّقْنَاهُ فِي
الْإِرَادَةِ وَالشَّرْعِ وَغَيْرِهِمَا بِهِ نِظَامُ
الْوَحْيِ وَفِيهِ تَمَثُّلُ الْحُرُوفِ

کے شعبوں میں سے ایک شعبہ ہے موطن
علم میں افاضہ کے لحاظ سے ارادہ مجمل
ہوتا ہے اور افاضہ کلامیہ میں ہر ایک
فعلیت کی ایک صورت ہوتی ہے خواہ
وہ فعلیت اس سے سابق ہو یا لاحق ہو
مگر یہ فعلیتیں فعلیات سابقہ میں مندرج
ہوا کرتی ہے اور یہ حروف اور صور ہوا
کرتی ہیں، جیسا کہ تم عنقریب جان لوگے
کہ مواطن تخلیط میں یہ کلام نفسی انکی
اشکال میں ظاہر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ
نے زبان کو اسلئے پیدا کیا کہ وہ نفس
انسانی کے تصورات کی صورت علمیہ
میں نقل اتارے حکیم اور دانا کے علاوہ
اسکی حقیقت کا اور کوئی ادراک نہیں کرسکتا
اور کلام کی ایک قسم کلام متجدد ہے
جیسا کہ ارادہ اور شریعت وغیرہ کی اس
تحقیق کے مقابلہ میں جو کہ ہم نے بیان
کی ہے اسی کیساتھ نظام وحی ہے اور
اس میں ارادہ حروف کی صورت متمثل

تَمَثُّلًا عَيْنِيًّا وِجْدَانِيًّا نَتَأَمَّلُ جِدًّا.

ہوتی ہے جسکا مفہوم وہ وجدانی طور پر محسوس کرتے ہیں،

فَاعْلَمْ إِذَنْ إِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ إِنَّمَا يَتَكَلَّمُ بِإِفَاضَةِ تِلْكَ الصُّوَرِ الْعُنْوَانِيَّةِ فَيَتَمَثَّلُ فِي نَفْسِ السَّامِعِ كَلَامًا سَوِيًّا وَحُرُوفًا مَسْمُوعَةً وَهٰذَا مَعْنٰى كَلَامِ الشَّيْخِ أَبِي الْحَسَنِ الْأَشْعَرِيِّ أَنَّ كَلَامَ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ هُوَ الْكَلَامُ النَّفْسِيُّ

یہ بات بھی سمجھ لو کہ اللہ تعالےٰ کے کلام کا یہ مفہوم ہے کہ وہ صورِ عنوانیہ کا اسطرح افاضہ فرماتا ہے کہ وہ سامع کے نفس میں ایسے کلام مستوی کے ساتھ متمثل ہوتا ہے جو حروف سے مرکب ہوکر مسموع ہوتا ہے اور یہی معنی ہیں شیخ ابوالحسن اشعری کے کلام کے کہ اللہ تعالےٰ کا کلام درحقیقت کلام نفسی ہے،

اقسام وحی

ثُمَّ يَسُوغُ إِطْلَاقُ كَلَامِهِ سُبْحَانَهُ عَلٰى هٰذِهِ الْأَصْوَاتِ وَالْحُرُوفِ الْمَلْفُوظَةِ لِلْوَحْدَةِ التَّمْثِيلِيَّةِ وَيَخْتَلِفُ الْوَحْيُ بِاخْتِلَافِ الْمُخَاطَبِ.

پھر اللہ تعالےٰ کے کلام کا اطلاق ان اصوات اور حروف ملفوظہ پر جو کہ وحدت تمثیلیہ کیلئے ہیں جائز ہے اور وحی بھی مخاطب کے اختلاف کی بنا پر مختلف ہوجاتی ہے،

وَإِنَّمَا نَعْنِي بِالْوَحْيِ تَمَثُّلَ الْكَلَامِ الْمُقَدَّسِ تَمَثُّلًا

وحی سے ہماری مراد یہ ہے کہ کلام مقدس کو تمثل حاصل ہو اور کسی حکیم کو جو ذوق

مُتَمَثِّلًا وَالَّذِي لِلْحَكِيْمِ ذَوْقِيٌّ لَيْسَ فِيْهِ تَمَثُّلٌ وَالَّذِي لِلْوَلِيِّ تَمَثُّلٌ مُتَرَاكِمٌ شَدِيْدُ التَّرَاكُمِ وَلَا يُوْحَى إِلَّا إِلَى النَّبِيِّ لِأَنَّهُ فَرَغَ لِانْسِلَاخِ التَّامِّ عَنِ الْجِنَايَاتِ الْمُبْتَدَعَةِ وَنُفُوْذِ الْمَعْرِفَاتِ الْأَعَمِّ ۔

(القاء) حاصل ہوتا ہے اس میں تمثل نہیں ہوتا اولیاء کے الہام میں اگرچہ تمثل پایا جاتا ہے لیکن اس میں سخت ترین کثافت ہوتی ہے وحی کا ورود نبی کے علاوہ اور کوئی نہیں ہوتا اسلئے کہ اسے کامل انسلاخ حاصل ہوتا ہے بدرجۂ اتم عقل کی جنایت سے وہ محفوظ ہوتا ہے اور اسکی معرفت شامل تر ہوتی ہے،

وَمِنْهُمْ مَنْ يُوْحَى إِلَيْهِ عَلَى وَهْنٍ فِي التَّمَثُّلِ كَصَغِيْرِ الرُّسُلِ ۔

رسول کے علاوہ بھی بعض حضرات کو وحی ہوتی ہے لیکن اسکا تمثل ضعیف ہوتا ہے،

وَمِنْهُمْ مَنْ يُوْحَى إِلَيْهِ عَلَى صَلَابَةٍ فِيْهِ وَهُمُ الرُّسُلُ ۔

اور ان میں سے بعض کو وحی آتی ہے لیکن اس میں صلابت ہوتی ہے اور وہی رسول ہیں،

وَمِنْهُمْ مَنْ يُوْحَى إِلَيْهِ عَلَى مَلَاسَةٍ بَعْدَ الصَّلَابَةِ وَهُمُ الَّذِيْنَ انْتَشَأُوْا كَمَا أَنَّهُمْ نَشْأَةً أُخْرَى كَمَا سَيَأْتِيْكَ ۔

اور بعض افراد ایسے بھی ہیں کہ جن کی وحی میں صلابت کے بعد ملاست ہوتی ہے یہ وہ اصحاب ہیں کہ جنہیں اپنے درجہ کمال میں دوبارہ ارتقاء حاصل ہوتا ہے،

وَمِنْهُمْ مَنْ يُوحَى إِلَيْهِ عَلَى	اور ان میں سے بعض افراد ایسے بھی ہیں
فَصَاحَةٍ بَعْدَ السَّلَاسَةِ	کہ جن کی وحی میں صلابت اور ملائمت
وَهُوَ رَسُولُنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ	کے علاوہ فصاحت بھی ہوتی ہے اور یہ
وَإِمَامُ الْمُرْسَلِينَ وَقَدْ مَنَّ	ہمارے رسول خاتم النبین امام المرسلین ہیں
اللّٰهُ سُبْحَانَهُ عَلَى عِبَادِهِ بِالْآيَاتِ	اور اللہ سبحانہ وتعالےٰ نے اپنے بندوں
الْبَيِّنَاتِ الْمُحْكَمَاتِ الْبَلِيغَاتِ	پر آیات بنیات محکمات کے نازل
الْمُعْجِزَاتِ غَيْرِ الْمُخْتَلِفَاتِ وَ	کرنے کیساتھ احسان فرمایا ہے، جن کی
شَرْعِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	فصاحت اور بلاغت حد اعجاز تک
وَسَلَّمَ دَوَامُ شَرْعِهِ وَعُمُومُ	پہنچی ہوئی ہے کیونکہ قرآن کریم آپ کا
دِينِهِ عَلَى مُعْجِزَةٍ قُرْآنٍ	متلو دائمی اور زبردست معجزہ ہے اسلئے
مَتْلُوٍّ يَعْنِي بِذٰلِكَ مَلْزُومَهُ	جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
وَهُوَ سِعَةُ الْإِرْشَادِ وَخَاتَمِيَّةُ	شریعت اور دین کو بھی دوام و عموم حاصل ہوا جن
الرُّسُلِ وَهٰكَذَا يُرَادُ بِاللَّازِمِ	سے لازمی طور پر ہدایت اور ارشاد میں وسعت پیدا
مَلْزُومُهُ فِي أَكْثَرِ الْآيَاتِ وَالْأَحَادِيثِ	ہوئی اور آپ خاتم الرسل قرار پائے اور اکثر آیات
فَلْيَكُنْ عَلَى ذِكْرٍ مِنْكَ ◆	و احادیث میں لازم کو ذکر کرکے

ملزوم مراد لیا جاتا ہے اس بات کو یاد رکھنا چاہیئے

الہام اور وحی میں فرق

وَفَرْقٌ خَارِقٌ بَيْنَ الْإِلْهَامِ	الہام اور وحی میں یہ بڑا فرق

وَالْوَحْيُ أَنَّ تَعَيُّنَاتِ الْكَلِمَاتِ
بَلْ تَعَيُّنَاتُ الْمَلَابِسِ
الْمَعْنَوِيَّةِ مِنْ بِدْعَاتِ
الصُّوَرِ الْمِزَاجِيَّةِ فِي الْأَوَّلِ
دُوْنَ الثَّانِيْ وَالْوَحْيُ حَقٌّ
كُلُّهُ لَا يَشُوْبُهُ بَاطِلٌ دُوْنَ
الْإِلْهَامِ وَعَسَى أَنْ يَنْقَدِحَ
عَمَّا ذَكَرْنَا لِذِيْ فِطْنَةٍ سِرُّ
الْأَحْرُفِ السَّبْعَةِ رُخْصَةٌ مِنَ
اللّٰهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى
لِسَعَةِ قَلْبِ مَنْ
أُفِيْضَتْ عَلَيْهِ الْآيَاتُ
وَنُفُوْذُ نَظَرِهِ فِيْ
فُنُوْنِ التَّمَثُّلَاتِ وَمِنَ
الْوَحْيِ مَا يَتَنَزَّلُ بِهِ
جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
لِلْاِعْتِلَاقِ بِالْمَلَكُوْتِ
وَالْوَحْيُ قَدْ يُطْلَقُ بِإِزَاءِ مَا
هُوَ أَعَمُّ مِنْ ذٰلِكَ سَوَاءٌ

ہے کہ اولی الذکر جو معنوی لباس پہنایا
جاتا ہے اور جو یقین اسے کلمات کی
شکل میں حاصل ہوتا ہے وہ صورت
مزاجیہ کا اختراع ہے برخلاف دوسری
قسم کے اور وحی تو سراسر حق ہے اور
باطل اس تک پہنچنے سے قاصر ہے
برخلاف الہام کے ایک ذی عقل سمجھدار
انسان اس کی تہ تک پہنچ سکتا
ہے کہ جس میں قرآن کریم کو سات
مختلف طریقوں میں پڑھنے کی اللہ
سبحانہ وتعالےٰ کی طرف سے اجازت
دی گئی ہے کہ جس پر آیات قرآنی کا نفاذ
ہوا ان کے قلب میں وسعت ہوتی ہے اور
انکی نظر کا نفوذ فنون تمثلات پر حاوی تھی
وحی کی ایک قسم وہ ہوتی ہے کہ جسکے
لانے والے جبرئیل علیہ السلام ہوتے ہیں
جسکو عالم ملکوت سے تعلق حاصل ہے
اور بسا اوقات وحی کا اطلاق اسکے
مقابلہ میں عام ہوتا ہے خواہ اس میں

نَتَشَکَّلَ اَمْ لَا وَمِنْ هٰذَا الْاِصْطِلَاحِ وَحْیُ مَرْیَمَ فِیْمَا نَرٰی وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَاَعَمُّ مِنْ هٰذَا اَیْضًا سَوَآءٌ کَانَ مُنْسَلِخًا اَمْ لَا وَمِنْ هٰذَا الْاِصْطِلَاحِ وَحْیُ النَّحْلِ وَوَحْیُ اُمِّ مُوْسٰی ۔

متمثل ہو یا نہ ہو ہمارے خیال میں اسی اطلاق کی بنا پر مریم علیہا السلام کیلئے وحی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے واللہ تعالیٰ اعلم اور بسا اوقات وحی کا مفہوم اس سے بھی عام تر ہوتا ہے عام ازیں کہ اس میں انسلاخ (عن المادہ) ہو یا نہ ہو چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ اور شہد کی مکھی کے حق میں وحی کا لفظ اسی اصطلاح کی بنا پر آیا ہے

اسماء متجددہ

وَلْنُکَرِّرْ لَکَ التَّنْبِیْهَ عَلٰی حَقِیْقَةِ الْاَسْمَاءِ الْمُتَجَدِّدَةِ اَلَمْ تَدْرِ اَنَّ فِیْ کُلِّ نَشْاَةٍ کُلِّیَّةٍ اَوْ جُزْئِیَّةٍ تَمَاثِیْلَ قَاطِبَةِ الْاِلٰهِیَّاتِ فَذَاتُ اللّٰهِ تَعَالٰی الصِّرْفَةُ اَوْلٰی بِذٰلِکَ وَاِنْ لَمْ یُمْکِنْ اِلَّا بِلَوْنِ مَا کَانَتِ النَّشْاَةُ مِنْ

ہم دوبارہ تمہیں اسماء متجددہ کی حقیقت سے آگاہ کرتے ہیں کیا تم یہ نہیں جانتے کہ ہر ایک نشأۃ میں خواہ وہ کلی ہو یا جزئی تمام الہیات کا تمثل پایا جاتا ہے تو محض اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ذات تو اس کی زیادہ مستحق ہے اگرچہ یہ ضروری ہے کہ یہ تجلی ذاتی اس تمثل کے رنگ میں جلوہ گر ہو کہ جس سے

تَمَاثِيلِهٖ وَاَنَّ مِنَ النَّشْأَةِ
مَا هِيَ مُطْلَقَةٌ مُنَزَّهَةٌ وَ
مِنْهَا مَا هِيَ مُقَيَّدَةٌ
مُتَدَنِّسَةٌ وَاَنَّ التَّمَثُّلَ
فِي النَّشْأَةِ الْمُطْلَقَةِ اِذَا
كَانَ تَجَلِّيًا ذَاتِيًّا فَمَا
اَحَقَّ اَنْ يُسَمّٰى بِالْاِسْمِ
دُوْنَ التَّمَثُّلِ فِي النَّشْأَةِ
الْمُتَمَثِّلَةِ الْمُتَدَنِّسَةِ
كَالْخَيَالِ وَالْوَهْمِ وَ
الْاِدْرَاكِ وَاَنَّهٗ مَعَ
اِنْسِلَاخِهٖ عَنِ الْاِسْمِيَّةِ
اِذَا لَاذَ بِهٖ لَائِذٌ وَجَدَ
الرَّحْمَةَ الْاِلٰهِيَّةَ اَقْرَبَ
اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ وَرِيْدِهٖ
اَيْضًا فَاِذَنْ مَا اَيْسَرَ اَنْ
تَجْزِمَ بِاَنَّ التَّجَلِّيَ الثَّانِي
فِي النَّشْأَةِ الْعَيْنِيَّةِ لَا
بُدَّ اَنَّهٗ اِسْمٌ مِنَ الْاَسْمَاءِ

یہ ارتقاء تخلیقی ظہور میں آیا بجز اسکے
اسکا ظہور ناممکن ہے اور یہ نشاۃ یعنی
ارتقاء تخلیقی یا تو مطلق اور منزہ ہوگی
یا مقید اور متدنس۔ اور تمثل نشا ۃ
مطلقہ میں جس وقت تجلی ذاتی ظہور پذیر
ہوتی ہے اسے بجا طور پر اسم پاک
سے تعبیر کیا جاتا ہے لیکن جو تجلی متمثل
اور متدنس ہو کر اس درجہ ارتقاء میں
خیال اور وہم کے طور پر ادراک میں
آتی ہے تو وہ اس قابل نہیں کہ اسم
پاک سے اسے تعبیر کیا جائے لیکن باوجودیکہ
اس پر اسم پاک کا اطلاق نہیں کیا جاتا
مگر پھر بھی اگر کوئی اسکا دامن تھام
لے تو یقیناً وہ اللہ تعالےٰ کی رحمت
کو شہ رگ سے زائد قریب پالیگا،
(یہ سمجھنے کے بعد) اب تمہارے لئے
یقین کرنا بہت آسان ہے کہ ارتقاء
عینی میں جو تجلی ظہور میں آتی ہے
وہ باری تعالےٰ کا اسم پاک ہے جس

يَصْدُرُ مِنْهُ آثَارُ الْهِيَّةُ
فِي لَوْنٍ مِنَ الْحُدُوثِ وَ
ذٰلِكَ لِأَنَّ اتِّسَاعَهَا مِنْ
تَحْتٍ كَمَا أَنَّ اتِّسَاعَ النَّفْسِ
النَّاطِقَةِ مِنْ تَحْتٍ وَهٰذَا
مَا رُمْنَاهُ بِالتَّجَدُّدِ لَا التَّجَدُّدِ
الزَّمَانِيِّ وَلَعَلَّ السَّلَفَ
إِنَّمَا لَمْ يَحْصُوهَا إِمَّا
لِصَيْرِهَا بِالْأَسْمَاءِ الْفِعْلِيَّةِ
أَوْ لِلِاكْتِفَاءِ بِتَأْثِيرِ الْعِبَادِ
بِمَا هُمْ عِبَادٌ وَلٰكِنْ أَعْمَالُ
هٰذَا التَّحْقِيقِ يُبْكِمُ الْفَصِيحَ
وَيُفْحِمُ الْبَلِيغَ عِنْدَ مُحَاوَلَةِ
تَفْتِيشِ الْحَقَائِقِ كَمَا هِيَ .
وَشَيْخُ السُّنَّةِ قَدْ
شَهِدَ بِهِ عِنْدَ قَاضِي الْحِكْمَةِ
حَيْثُ حَكَمَ بِالْكَلَامِ النَّفْسِيِّ
وَحُدُوثِ تَعَلُّقَاتِ الْإِرَادَةِ
وَغَيْرِهَا فَعَلَيْكَ بِالتَّأَمُّلِ

سے حدوث کے رنگ میں آثار الٰہیہ صادر
ہوتے ہیں کیونکہ اسکے ماتحت اس کی
وسعت پائی جاتی ہے جیسا کہ نفس ناطقہ
کے ماتحت وسعت ہے۔ تجدد سے ہمارا یہی
مفہوم ہے تجدد زمانی سے ہمیں کوئی
سروکار نہیں سلف صالحین نے اسکے
متعلق کوئی جامع تصریح نہیں بیان کی
ہے جسکی وجہ یہ ہے کہ وہ انکو اسماء فعلیہ
کے ضمن میں شامل سمجھتے تھے یا انہوں نے
خاص افراد کے افراد ہونے کیوجہ سے ان
کی تاثیر پر اکتفا کیا ہے لیکن اس تحقیق کے
اعمال جبکہ کماحقہ حقائق کی خوب تفتیش
کی جائے تو وہ فصیح اور بلیغ پہ گرہ لگا
دیتے ہیں۔
شیخ السنۃ (امام ابوالحسن اشعری) نے حکمت
کی عدالت میں اسکی گواہی دی ہے یہاں
آکر وہ کلام اللہ سے کلام نفسی اور ارادہ
وغیرہ کا تعلق حادث کیساتھ حادث ہونے
کو بیان کرتے ہیں اس کو خوب اچھی

الصَّادِقِ ۝　　　　طرح سمجھ لو ۔

مسئلہ وحدت الوجود

اَمَّا وَحْدَةُ الْوُجُوْدِ	رہا مسئلہ وحدت الوجود تو ایک
عَلٰی ذَوْقِ الْحَكِيْمِ نَعْتُرُهَا	حکیم کے ذوق اور وجدان کے مطابق اس
عَلٰی رَأْيِ غَيْرِهِ فَعِنْدَهُ	کا جو مفہوم ہے وہ دوسروں کے عندیہ
اَنَّ كُلَّ مُمْكِنٍ مَوْجُوْدًا	سے مختلف ہے چنانچہ حکیم کے نزدیک
كَانَ اَوْ مَفْرُوْضًا لَهٗ	ہر ایک ممکن خواہ وہ موجود ہو یا مفروض
فِعْلِيَّةٌ وَمَاهِيَّةٌ اَمَّا	ایک فعلیت اور ایک ماہیت ہے
فِعْلِيَّتُهٗ فَنَحْوُ تَقَرُّرِهٖ	فعلیت سے مراد اسکا تقرر اور ہیئت
وَهَيْئَةُ تَحَقُّقِهٖ وَهِيَ	تحقق ہے اسی حیثیت سے وہ نفس
الَّتِيْ امْتَازَ بِهَا عَنِ الْعَدَمِ	الامر میں عدم صرف بسیط سے امتیاز
الصِّرْفِ الْبَسِيْطِ فِيْ نَفْسِ	حاصل کر لیتا ہے اور ماہیت کا مفہوم
الْاَمْرِ وَاَمَّا الْمَاهِيَّةُ	وہ امر ہے جسکو ملحوظ رکھکر انسان کی
فَاَمْرٌ يَعْتَبِرُهُ الْوَهْمُ	ظلمانی قوت واہمہ اس سے تحقق کے
الظُّلْمَانِيُّ مُنْسَلِخًا عَنِ التَّقَرُّرِ	قطع نظر کرنیکا تصور باندھتی ہے جسکی
بِهَا يَمْتَازُ عَنِ الشَّيْءِ الْمُغَايِرِ لَهٗ	بنا پر وہ اپنے مغائر سے ممتاز ہو جاتا
قَبْلَ الْعِلْمِ بِرَبْطِهٖ بِاللّٰهِ	ہے لیکن یہ اللہ تعالےٰ کے علم کیساتھ
تَعَالٰى وَالْحَكِيْمُ يَقْضِيْ	ارتباط سے قبل ہوتا ہے حکیم کا فیصلہ یہ

بِاَنَّ الْمَاهِيَّةَ لَا تَلِجُ بِهَا
وَلَيْسَتْ مُطَابِقَةً لِلْوَاقِعِ
وَيَتْرُكُهَا وَرَاءَ ظَهْرِهِ
ثُمَّ اِنَّ كُلَّ فِعْلِيَّةٍ لَا
يَكُوْنُ جِهَةُ صُدُوْرِهَا
وَقُدْرَةُ تَكْوِيْنِهَا فِي الْوَاجِبِ
جَلَّ ذِكْرُهُ فَهِيَ مُمْتَنِعَةٌ
خَارِجَةٌ عَنْ دَائِرَةِ
الْفِعْلِيَّةِ تُشْبِهُ الشَّيْءَ
الْمَسْلُوْبَ عَنْهُ ذَاتِيَاتُهُ
فَاِذَنْ كُلُّ فِعْلِيَّةٍ
لَهَا جِهَةٌ فِي الْوَاجِبِ
كُلُّهَا بِكُلِّهَا اِنَّمَا
هِيَ شَرْحٌ لِاِجْمَالِهَا
وَتِمْثَالٌ لِعَيْنِهَا ثُمَّ
اِنَّا لَا نَشُكُّ اَنَّ
هُنَالِكَ اُمُوْرًا ثَلٰثَةً
اَحَدُهَا الْاَمْرُ الْمُشْتَرِكُ
الْجَامِعُ بَيْنَ

ہے کہ ماہیت میں ثبات نہیں ہوتا
اور وہ واقع کے مطابق نہیں اسلئے
وہ اسے پس پشت ڈالدیتا ہے اب
یہ بھی یاد رکھو کہ جس فعلیت کے صادر
ہونے کی حیثیت اور اسکی تکوین پر قدرت
رکھنے کی اصل واجب تعالےٰ کی ذات
اقدس میں نہ ہو تو وہ ممتنع الوجود ہے
فعلیت کے دائرہ سے خارج ہے اور
اسے ایک ایسی چیز کے مشابہ کہا جاسکتا
ہے جس سے اس کی تمام ذاتیات سلب
کرلی جائیں خلاصہ یہ کہ ہر ایک فعلیت
کی حیثیت واجب تعالےٰ کی ذات اقدس
میں ہے جن میں ہر ایک دوسرے پر
کلی طور پر منطبق ہے اتنی بات ہے
کہ اول الذکر اسکے اجمال کی شرح
ہے یا اسکے عین کا تمثل ہے،
پھر اس میں بھی شک نہیں کہ اس مقام
پر تین باتیں ہوتی ہیں ایک تو وہ امر
مشترک ہے کہ جو اس حیثیت اور اس

الوجه والصادر به لولاه لكان خصوص الصادر بهذا الوجه دون غيره رجحانا بلا مرجح وهو المسمّى بالنفس الرحماني إذا كان هذا الصادر مخلوقا معلولا وبالنفس العيني إذا كان هذا الصادر اسما واجبا.

صادر ہونیوالی شئ کا جامع ہوتا ہے اگر یہ بیچ میں نہ ہوتا تو اس چیز کے خصوصیت کیساتھ اس خاص جہت سے صادر ہونا کسی اور چیز کا صادر نہ ہونا ترجیح بلا مرجح ہوتا یہ صادر اگر مخلوق اور معلول ہے تو اس وجہ جامع کو نفس رحمانی کیساتھ موسوم کیا جاتا ہے اور اگر وہ صادر واجب تعالیٰ کا کوئی اسم پاک ہے تو اس کو نفس عینی کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں،

وثانيهما الأمر المختص بالوجه في انطماسها وتعريها عن التمثل ولما لم يعرض لها حكم بخصوصها أعرضنا عن تعيينها باسم

دوسرا وہ امر جو اس حیثیت کے ساتھ اسلئے مخصوص ہے کہ وہ حیثیت تمثل سے عاری ہے کیونکہ اس امر کا کوئی خاص حکم نہیں تو اسلئے ہم اسے کسی خاص نام کے ساتھ موسوم نہیں کرتے،

وثالثها الأمر المختص الصادر في اعتباره وتلبسه بالصورة الصادرة وهذا الأمر الاختصاصي مسمّى بخصوصيات الموطن.

اور تیسرا وہ امر ہے جو اس صادر کیساتھ مخصوص ہے کہ جس سے اسکی صورت صادرہ کا اظہار ہوتا ہے اس امر خصوصی کو ہم خصوصیات موطن کے ساتھ موسوم کرتے ہیں،

ثُمَّ اِنَّ تَعَدُّدَ الْجِهَاتِ فِیْ
حُدُوْدِ الْعَالَمِ عِنْدَهَا
لِتَعَدُّدِ الْاَسْمَاءِ وَهِیَ اِنِّیَّاتٌ
مُقَدَّسَةٌ فَلَاجَرَمَ اَنَّ لَهَا
جِهَاتٍ وَاللَّوَازِمُ تَنْصَرِمُ
عِنْدَ لَازِمٍ وَاحِدٍ وَالْجِهَاتُ
تَنْقَرِضُ عِنْدَ جِهَةٍ وَاحِدَةٍ
لَا تَمْتَازُ عَنِ الْوَاجِبِ اِلَّا
فِی الْعُنْوَانِ وَالْحِکَایَةِ دُوْنَ
الْمُعَنْوَنِ وَالْمَحْکِیِّ عَنْهُ فَاِذَنْ
کُلُّ فِعْلِیَّةٍ یُحِیْطُهَا مِنْ کُلِّ
حَیْثِیَّةٍ الْوَاحِدُ الْبَسِیْطُ
الْوَاجِبُ جَلَّ مَجْدُهُ وَذٰلِكَ
لِاَنَّ تَشَخُّصَهَا مُسْتَنِدٌ
اِلَیْهِ کَمَا عَلِمْتَ وَکَذٰلِكَ
نَوْعِیَّتُهَا اَمْرٌ فِیْ جِهَةِ الْعِلَّةِ
الْقَابِلَةِ وَقَدْ سَمَّیْنَاهَا
بِالْوَاقِعِ فِیْ کِتَابِنَا هٰذَا مَرَّةً
وَبِالْمِرْاٰةِ اُخْرٰی فَلَاجَرَمَ اَنَّ

عالم کے صدور کی حیثیتیں اسلئے متعدد ہیں
کہ اسماء حسنی بے شمار ہیں اور یہ مقدس
حقائق ہیں اسلئے انکی جہتیں مختلف
ہیں اور لوازم ایک ہی لازم پر منتہی
ہوتے ہیں اور تمام جہات کی انتہا
ایک ہی جہت پر ہوتی ہے جوکہ واجب
الوجود سے عنوان اور حکایت ہی کے
اعتبار سے مختلف ہے معنون اور محکی
عنہ کی وجہ سے کوئی اختلاف نہیں
تو واحد بسیط واجب الوجود جل شانہٗ
ہر ایک فعلیت پر ہر ایک حیثیت سے
احاطہ کئے ہوئے ہے،
اور یہ اسلئے کہ ان فعلیتوں کا تشخص اسی
ذات اقدس کی طرف ہے جیسا کہ تم
جانتے ہو اور اسی طرح ان کی نوعیت
کا موجب علت قابلہ کی حیثیت میں
پنہاں ہے جیسے ہم نے اپنی کتاب میں
کبھی واقع اور کبھی مرآۃ سے موسوم کیا
ہے ان فعلیتوں کے انتساب کو کبھی

لهَا استنادًا الا استناد
التشخص وقس عليه
جنسيتها وجوهريتها و
الهيئة الجامعة فاذن
سوى الله زور وباطل
ومن هذه الحكمة ينفرد
التجلي الذاتي فتدبر

تشخص کے انتساب پر قیاس کریں،
اسی طرح ان کی جنسیت اور جوہریت
اور ہیئت جامعہ کی بھی یہی کیفیت ہے
خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا جو بھی ہے
وہ بجز جھوٹ اور باطل ہے، اسی حکمت
سے تجلی ذاتی کا ظہور ہوتا ہے خوب
اچھی طرح سمجھ لو،

شیخ صدرالدین قونوی کا نظریہ

قال الشيخ صدر الدين
القونوي الحق سبحانه من
حيث وحدة وجوده لم
يصدر منه الا الواحد
لاستحالة اظهار الواحد
وايجاده من حيث كونه
واحدًا غير الواحد و
ذلك الواحد عندنا هو
الوجود العام المفاض على
اعيان المكونات ما وجد

شیخ صدرالدین قونوی فرماتے ہیں
کہ اللہ تعالیٰ کی وحدت وجود کو ملحوظ
رکھتے ہوئے ہم اس بات کے قائل ہیں، کہ
واحد حق سے واحد ہی صادر ہو سکتا ہے
کیونکہ واحد کی حقیقت کو پیش نظر رکھتے
ہوئے یہ تصور کرنا ناممکن ہے کہ اس کے
سوا واحد کے اور کچھ صادر ہو،
اس واحد حق کا مفہوم ہمارے نزدیک
وجود عام ہے جو اعیان کائنات پر
فائض ہوا گیا خواہ وہ موجود ہو گئے

مِنْهَا وَمَا لَمْ يُوجَدْ مِمَّا
سَبَقَ الْعِلْمُ بِوُجُودِهٖ
وَهٰذَا الْوُجُودُ مُشْتَرَكٌ
بَيْنَ الْعَالَمِ الْأَعْلَى الَّذِي
هُوَ أَوَّلُ مَوْجُودٍ الْمُسَمّٰى
بِالْعَقْلِ الْأَوَّلِ أَيْضًا وَ
بَيْنَ سَائِرِ الْمَوْجُودَاتِ
لَيْسَ كَمَا يَذْكُرُهُ أَهْلُ
النَّظَرِ مِنَ الْفَلَاسِفَةِ
فَإِنَّهُ لَيْسَ ثَمَّةَ عِنْدَ
الْمُحَقِّقِينَ إِلَّا الْحَقُّ وَالْعَالَمُ
لَيْسَ بِشَيْءٍ زَائِدٍ عَلَى مَعْلُومِهِ
لِلّٰهِ تَعَالَى أَوَّلًا الْمُتَّصِفَةُ
بِالْوُجُودِ ثَانِيًا انْتَهٰى كَلَامُهُ
ثُمَّ أَبْطَلَ مَجْعُولِيَّةَ
الْمَاهِيَّاتِ فِي أَنْفُسِهَا وَمَفَادُ
كَلَامِهِ أَنَّ الْوُجُودَ عَامٌّ
مُشْتَرَكٌ بَيْنَ الْمَوْجُودَاتِ
وَهِيَ تَمَثُّلٌ لِلْحَقِيقَةِ

ہوں یا ابھی تک موجود نہ ہوئے ہوں
بشرطیکہ انکا موجود ہو جانا اسکے علم میں ہو
اس وجود عام کا مفہوم اس عالم اعلیٰ تک کو
شامل ہے جو سب سے پہلے وجود میں آیا اور
جسے عقل اول سے تعبیر کیا جاتا ہے نیز تمام
موجودات اسی کے مفہوم میں داخل ہیں وحدت
وجود کا وہ مفہوم نہیں جسکا ذکر اہل نظر
فلاسفہ نے کیا ہے کیونکہ محققین کے نزدیک
سوائے ذات حق شانہٗ کے اور کوئی بھی
ہستی میں جلوہ گر نہیں اور عالم کا مفہوم
اس سے زائد نہیں کہ وہ پہلے اللہ تعالےٰ
کے علم میں داخل تھا پھر اسے دوبارہ وجود
کیساتھ متصف کیا گیا۔ انتہی کلامہ،
پھر اسکے بعد اس نے اس چیز کا ابطال
کیا کہ ماہیات کو فی نفسہا مجعولیت
سے موصوف کیا جاتا ہے اور اسکے کلام
کا حاصل یہ ہے کہ وجود کا مفہوم عام
تمام موجودات کے درمیان مشترک ہے
اور یہ کائنات کی حقیقت واجب تعالےٰ

الواجبیة وصادرة منها۔
قال مولانا عبد الرحمن
الجامی بعد ما فصّل القول
فی تسویغ کون الوجود
العام المنبسط علی
هیاکل الموجودات عین
الواجب جل مجده بهذه
الالفاظ الصوفیون القائلون
بوحدة الوجود لما ظهر
عندهم ان حقیقة الواجب
هو الوجود المطلق لم یحتاجوا
الی اقامة الدلیل علی توحده
ونفی الشریك عنه فانه لا یمکن
ان یتوهم فیه اثنینیة وتعدد
من غیر ان یعتبر فیه تعین و
تقیید فکل ما یشاهد او یتعقل
او یتخیل من المتعدد فهو الموجود
بالوجود الاضافی لا المطلق
نعم یقابله العدم وهو

کا عمل اور اسی حیثیت سے صادر ہوتی ہے
مولانا عبد الرحمن جامی نے اس
مسئلہ پر بہت تفصیل کے ساتھ
بحث کی ہے کہ وجود عام کہ جسکا
مفہوم تمام اشیاء کو شامل ہے وہ
عین واجب جل مجدہ ہے اس کے بعد
لکھتے ہیں کہ جو صوفیاء وحدت الوجود کے
قائل ہیں جب انکے سامنے یہ حقیقت
ظاہر ہوئی کہ واجب تعالیٰ بعینہ وجود مطلق ہے
تو پھر انہیں اس بات کی حاجت نہ پیش
آئی کہ وہ اس کی وحدانیت اور نفی شریک
پر دلائل قائم کرتے اسلئے کہ اس میں اثنینیت
اور تعدد کے تصور تک کا بھی امکان نہیں
بجز اسکے کہ تعین اور تقیید کو ملحوظ رکھا
جائے سو جس چیز کا بھی تم مشاہدہ کرتے
ہو یا عقل اور قوت متخیلہ میں آ سکتی ہے
اور جسکے تصور سے تمہارے ذہن میں تعدد
کا مفہوم پیدا ہوتا ہے تو ایسی چیز وجود
اضافی کیساتھ موجود ہے وجود مطلق سے نہیں

لَيْسَ بِشَيْءٍ اِنْتَهٰى كَلَامُهٗ
وَهُوَ كَالنَّتِيْجَةِ لِمَا
مَهَّدَهٗ وَمَفَادُ كَلَامِهٖ اَنَّ
الْوُجُوْدَ عَامٌّ مُشْتَرَكٌ بَيْنَ
الْمَوْجُوْدَاتِ وَهُوَ عَيْنُ حَقِيْقَةِ
الْوَاجِبِيَّةِ وَنَفْسُ ذَاتِهَا وَلَا
يَنْبَغِيْ اَنْ يُظَنَّ بِهٰؤُلَاءِ الْاَعْلَامِ
اَنَّهُمْ يَحْكُمُوْنَ بِكُلِّيَّتِهٖ سُبْحَانَهٗ وَ
تَعَالٰى بَلْ مَرَامُهُمْ بَيِّنٌ لِمَا قَدْ
اَسْلَفْنَا مِنْ اَنَّهٗ سَادٌّ لِاُفُقِ
الْفِعْلِيَّةِ غَاشٍ لِاِقْلِيْمِ التَّحَقُّقِ
اَعْنِيْ بِهٖ اَنَّ التَّحَقُّقَ لَا يَسَعُ
طَبِيْعَتَهٗ اِلَّا الْوَاجِبُ وَالْمُمْكِنُ
مُسْتَنِدٌ اَوَّلًا وَثَانِيًا اِلَى الْوَاجِبِ
فَجِهَةُ اِيْجَادِهٖ وَقُدْرَةُ تَكْوِيْنِهٖ اَوْ
مَا شِئْتَ فَسَمِّهٖ مُنْدَرِجَةٌ فِيْ
حَقِيْقَتِهٖ بِالْفِعْلِ وَاِنَّمَا تَحَقُّقُهٗ
مُسْتَنِدٌ اِلَيْهِ سُبْحَانَهٗ لَا يَشُكُّ فِيْهِ
شَاكٌّ وَتَحَقُّقُ الْمُمْكِنِ لَا جَرَمَ اَنَّ

ہے اور وہ لاشئ محض ہے، انتہی کلام
یہ اسکے کلام ماقبل کا نتیجہ ہے
جسکا خلاصہ یہ ہے کہ وجود عام کا مفہوم
تمام کائنات میں مشترک ہے اور وہ حقیقت
واجب تعالےٰ کا عین اور اسکا نفس ذات
ہے ایسے علماء اعلام کے متعلق یہ خیال
نہیں کیا جاسکتا کہ وہ ذات اقدس باری
تعالےٰ کو کلی سمجھتے ہیں بلکہ ان کا مقصود
اس سے جیسا کہ ہم پہلے ہی بیان کر چکے
ہیں یہ ہے کہ اس کا مفہوم افق فعلیت کو گھیرے
ہوئے اور اقلیم تحقق کو ہر طرف سے محیط ہے
میرا مقصود یہ ہے کہ تحقق اور اسکا وجود
اولاً اور ثانیاً ذات اقدس ہی کیطرف
منسوب ہے پس اسکے ایجاد کی جہت اور اس کے
تکوین کی قدرت یا جن الفاظ کے ساتھ
تم تعبیر کرنا چاہو وہ بالفعل واجب
تعالےٰ کی حقیقت میں مندرج ہیں اور
اسکا تحقق باری تعالےٰ کیطرف منسوب
ہے، اس میں کسی شک کرنے والے

كُنْهِهِ تَمَثُّلُ تِلْكَ الْجِهَةِ، کے بیے شک کی گنجائش نہیں تحقق
ممکن کی حقیقت یقیناً اسی جہت کا تمثل ہے،

فَاِذَنْ اَصْلُ التَّحَقُّقِ تو تحقق کی اصل اور اسکا منبع واجب
وَمَنْبَعُهٗ هُوَ الْوَاجِبُ لَا تعالیٰ کی ذات ہے اس طور پر نہیں
اَنَّهٗ مِمَّا اكْتَنَفَهُ التَّحَقُّقُ کہ تحقق نے اسے فوق کی جانب سے گھیر
مِنْ فَوْقٍ وَهُوَ مُرْتَدٍ رکھا ہے اور کبریاء کی چادر اوڑھے ہوئے
بِرِدَاءِ الْكِبْرِيَاءِ بَرِيٌّ عَنْ ہر قسم کے تمثل سے بری ہے، پھر تمام
كُلِّ تَمَثُّلٍ ثُمَّ اِنَّ التَّمَثُّلَاتِ تمثلات اسکے مظاہر کمال اور آئینہ ہائے
مَظَاهِرُ كَمَالِهٖ وَتَمَاثِيلُ جمال ہیں اسکی عظمت اور جلال کی
جَمَالِهٖ وَشُرُوحُ جَلَالِهٖ وَ شرح اور تفصیل ہیں یہ ایسی بات ہے
هٰذَا مِمَّا لَا يُنَازِعُهُ فِيْهِ کہ جس میں کوئی حکیم بھی اختلاف نہیں کرتا۔
الْحَكِيْمُ وَاَمَّا اَنَّ الْمَاهِيَاتِ یہ بات قابل تسلیم نہیں کہ ماہیات مجعول
غَيْرُ مَجْعُوْلَةٍ وَاَنَّ الصَّادِرَ نہیں یا یہ کہ صادر اول اس وجود کا نام
الْاَوَّلَ هُوَ الْوُجُوْدُ الْمُنْبَسِطُ ہے جو تمام کائنات کو اپنے مفہوم میں
عَلٰى هَيَاكِلِ الْمَوْجُوْدَاتِ لئے ہوئے ہے اور وجود بسیط صرف
وَاَنَّ الْوُجُوْدَ الْبَسِيْطَ هُوَ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور وجود ایسی
اللّٰهُ وَاَنَّ الْوُجُوْدَ شَيْءٌ يَلْحَقُ چیز ہے جو ماہیات سے آکر ملجاتی ہے ان
الْمَاهِيَاتِ فَاُمُوْرٌ مَمْنُوْعَةٌ قَدْ نظریوں کی تردید کے متعلق ہم پہلے
سَبَقَ نَاسٌ مِنْهَا بحث کر چکے ہیں یا یہ کہ ان کے اقوال

اَوْهِيَ مُاوَلَةٌ وَالَّذِي اَنَّهُمْ اِكْتَفَوْا بِالتَّغَايُرِ الْاِعْتِبَارِيِّ الَّذِي بَيْنَ الْمَاهِيَّةِ وَالْفِعْلِيَّةِ وَلَمْ يَنْكَشِفْ لَهُمْ اَنَّ سُلْطَانَ الْفَرْقِ اِنَّمَا هُوَ فِي مَوْطِنِ اللِّحَاظِ فَقَطْ ۔

تاویل پر مبنی ہیں میرے خیال میں انہوں نے اس تغایر اعتباری کو ملحوظ رکھنے پر اکتفا کی ہے جو ماہیت اور فعلیت کے درمیان پایا جاتا ہے مگر ان پر یہ عقدہ نہ کھل سکا کہ یہ فرق صرف حیثیت اور جہت ملحوظ رکھنے تک ہے،

وجود اور ماہیت ایک ہیں

وَالْحَقُّ اَنْ يُقَالَ الْوُجُودُ هُوَ الْمَاهِيَّةُ وَالْحَقِيقَةُ هِيَ التَّقَرُّرُ كَمَا ذَهَبَ اِلَيْهِ اِمَامُ اَهْلِ السُّنَّةِ وَبِالْاِطْلَاقِ الْعَامِّ الشَّامِلِ بِجَمِيعِ اَنْحَاءِ الْوَاجِبِ فِي ذَاتِهِ تَزْعُمُوهُ مُؤَدِّيًا لِلْوَاجِبِ اَنْ يَكُونَ كُلُّهُ بِجُمْلَتِهِ وَلَمْ يَتَفَطَّنُوا بِاَنَّ الْعَالَمَ بِاَسْرِهِ مُتَعَيِّنٌ

اور حق بات یہ ہے کہ وجود اور ماہیت ایک ہی چیز ہے اور حقیقت بعینہ تقرر ہے جیسا کہ امام اہل سنت نے اس کی تشریح کی ہے اور کیونکہ وجود کا مفہوم بلحاظ اسکے اطلاق عام کے واجب تعالےٰ کی لاتناہی کو شامل ہے جس سے ان کو یہ غلطی ہوئی کہ وہ عین واجب ہے اور وہ دونوں ایک دوسرے پر کلی طور پر منطبق ہیں اور اس نکتہ کو نہ سمجھ سکے کہ تمام عالم کلی طور پر متعین ہے اس میں ہر چند کہ

لَا نِسْبَةَ لِاِطْلَاقِهٖ اِلَى اِطْلَاقِ الْوَاجِبِ اِلَّا نِسْبَةً شُعُوْرِيَّةً تَكْوِيْنِيَّةً ۔	اطلاق کا تصور کیا جائے مگر واجب تعالیٰ کے اطلاق سے اسے کوئی نسبت نہیں، مگر صرف اتنی نسبت کہ اس کے علم اور تکوین سے معرض وجود میں آیا۔
وَمَنْ زَعَمَ اَنَّ الْوُجُوْدَ الْمُنْبَسِطَ بِعَيْنِهٖ الْوَاجِبُ فَقَدِ اشْتَبَهَ عَلَيْهِ الْاَمْرُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَدْرِ الظَّاهِرَ مِنَ الْمَظْهَرِ ۔	اور جس شخص کا یہ خیال ہے کہ وجود جو اس عالم میں پھیلا ہوا ہے وہ عین واجب ہے تو اسے بڑا اشتباہ پیش آیا ہے کہ جس سے وہ ظاہر اور مظہر میں تمیز نہ کر سکا،
اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ بِكُلِّ اِسْمٍ هُوَ لَكَ اَنْ تَجْعَلَنِيْ لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا وَلِلْحُكَمَاءِ عِصَامًا ۔	اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے ہر ایک اسم پاک کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے متقیوں کا امام اور حکماء ربانیین کے لئے جائے پناہ بنائے؛

اَلْخِزَانَةُ الثَّالِثَةُ — تیسرا خزانہ

انبجاس کی حقیقت اور اسکے معانی

أَتَعْرِفُ كُنْهَ الْاِنْبِجَاسِ
هُوَ اَنَّ الْجَاعِلَ يَجِبُ مِنْهُ
مَجْعُولٌ بِخُصُوصِهِ كَمَا يَقْتَضِيهِ
أَصْلُ تَحَقُّقِهِ مِنْ هَيْئَةٍ مُخْتَصَّةٍ
بِذٰلِكَ وَهٰذِهِ الْجِهَةُ كُنْهُ
الْمَجْعُولِ وَقِوَامُهُ فِي نَفْسِهِ وَ
تَسْتَتْبِعُ هٰذَا الْوُجُوبَ تَحَقُّقَهُ
وَتَجَوْهُرَهُ وَتَقَرُّرَهُ وَالْفَحْصُ
يَكْشِفُ اَنَّ تَحَقُّقَهُ هُوَ تَحَقُّقُهُ
لِجَاعِلِهِ وَاَنَّ تَجَوْهُرَهُ هُوَ اسْتِنَادُهُ
أَزَلًا وَأَبَدًا اِلٰى فَاعِلِهِ وَاَنَّ تَقَرُّرَهُ اِنَّمَا
هُوَ سُنُوحٌ مِنْ مَبْدَئِهِ فَلَا جَرَمَ اَنَّهُ
شَرْحٌ لِتِلْكَ الْجِهَةِ تَفْصِيلٌ لِاِجْمَالِهَا
وَاِنَّمَا لَمْ يَتَيَسَّرْ قَبْلَ هٰذَا فِي الْمَرْءِ اٰتِيَتِهِ

انبجاس کی حقیقت یہ ہے کہ
جاعل اپنے مجعول خصوصی کے لئے وجو
طور پر ظہور کا باعث ہو جیسا کہ ہیئت
مخصوصہ کا اصل تحقق اس بات کا تقاضا
کرتا ہے یہی جہت کسی مجعول کی حقیقت
اور اسکا فی نفسہ قوام ہوتی ہے اور اس
تحقق وجوب مذکور کا نتیجہ جوہر اور تقرر
ہوتا ہے تحقیق اور تفتیش کے بعد یہ بات
واضح ہوئی ہے کہ تحقق مجعول کے یہ معنی
ہیں کہ اسکا تحقق جاعل کیلئے ہے اسکی ذات
کا انحصار اس پر ہے کہ وہ ازل سے
ابد تک اپنے فاعل کی طرف منسوب
رہے اور اسکے تقرر کا منبع اسکا مبدا
ہوتا ہے، اور اسکا وجود اس جہت

الجهتية هذه التميز لشدة اعتلائها وغاية تسبقها۔ | خصوصی کی شرح اور اسکے اجمال کی تفصیل ہوتی ہے اور اس مرتبہ جہت سے پہلے عدم امتیاز کی وجہ اس جہت کا علو شان اور اسکی انتہائی سبقت ہے،

والانبجاس نوعان احدهما انبجاس مطلق من مطلق وحقيقته انحياز مفهوم براسه يصح له التصادق و العنوانية كالمتعجب بالنسبة الى الناطق وان كان بالاتحاد العرضي وقد عرفت كيفيته في الخزانة الثانية ثانيهما انبجاس متعين مقيد من المطلق وحقيقته انتهاء الانبجاس الاطلاقي الى حد لا يتحقق بعد ذلك الا انحياز المفهومات المتخففة جهاتها فيه بحيث لا يصح التصادق ولا العنوانية كالحيوان بشرط شئ والحيوان بشرط لا شئ)

انبجاس کی دو قسمیں ہیں ایک تو مطلق سے مطلق کا ظہور میں آنا اور اسکی حقیقت کسی مفہوم کا اسطرح متمثل ہونا ہے کہ دونوں کا تصادق اور عنوانیت صحیح ہو سکے جیسا کہ تعجب ناطق کیطرف نسبت کیساتھ اگرچہ اسکا اتحاد عرضی ہے جیسا کہ اسکی کیفیت تم خزانہ دوم میں معلوم کر چکے ہو دوسرے متعین اور مقید کا مطلق سے ظہور میں آنا اور اسکی حقیقت یہ ہے کہ انبجاس اطلاقی ختم ہو کر ایسی حد تک پہنچ جائے کہ جس کے بعد صرف یہی رہ جاتا ہے کہ مختلف مفہومات اپنی اپنی جہات میں اسطرح تمثل حاصل کریں کہ اس مقام پر نہ تو تصادق صحیح ہوتا ہے اور نہ عنوانیت جیسا کہ حیوان بشرط شئ اور حیوان بشرط لا شئ۔ اس حیوان مطلق

بِالنِّسْبَۃِ اِلَی الْحَیَوَانِ الْمُطْلَقِ الَّذِیْ هُوَ نَفْسُ الْحَیَوَانِ فَقَطْ ۔ | کی طرف نسبت کرنے کے ساتھ جو کہ فقط نفس حیوان ہے،

عرش اور ماء

وَنَحْنُ نُرِیْدُ اَنْ نُفِیْدَکَ فِیْ هٰذِهِ الْخِزَانَۃِ فَاسْتَمِعْ لِمَا یُتْلٰی عَلَیْکَ بِصِمَاخِ یَقِیْنِکَ لَمَّا اَرَادَ اللّٰهُ سُبْحَانَہٗ اَنْ یَّخْلُقَ الْخَلْقَ اَفَاضَ اٰدَهٗ مِنْ صِرْفِ التَّجَرُّدِ وَعَیْنِ الْاِطْلَاقِ وَاِنَّمَا اَعْنِیْ بِہٖ جِسْمًا تَامًّا مُحِیْطًا بِالْجِهَاتِ غَیْرَ قَابِلٍ لِلْخَرْقِ وَالْاِلْتِیَامِ وَهُوَ الْعَرْشُ الْعَظِیْمُ وَهُوَ وَاِنْ کَانَ جِسْمَانِیًّا وَلٰکِنَّہٗ رُوْحَانِیٌّ مِنْ حَیْثُ الْاِقْتِرَابِ الْاَتَمِّ وَالتَّدْبِیْرِ الْاَعَمِّ وَلَہٗ رُوْحٌ تَامٌّ کُلِّیٌّ یَحِقُّ لَہٗ اَنْ یُّقَالَ اَنَّہٗ اسْتَوٰی

ہم چاہتے ہیں کہ اس خزانہ میں اس امر کی تشریح کریں اسلئے جو تمہارے سامنے بیان کیا جائے اسے گوش ہوش سے سنو، جب اللہ تعالےٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نے خالص تجرد اور عین اطلاق سے عرش عظیم کو پیدا کیا اور ہمارے نزدیک اسکا مفہوم ایک جسم کامل ہے کہ جس نے تمام جہات کو گھیر رکھا ہے اور اس میں خرق والتیام نہیں (یہی وہ عرش عظیم ہے) اور اسے اگرچہ ہم نے جسم سے تعبیر کیا ہے لیکن وہ اقتراب اتم اور تدبیر اعم کا مظہر ہونےکی وجہ سے روحانی ہے اور اسمیں ایک روح کلی ہے جس کی بنا پر یہ کہنا مناسب ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالےٰ

عَلَيْهِ اللهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى وَ
جِسْمًا غَيْرَ تَامٍّ مُحَدَّدًا مِنَ
الْجِهَاتِ عَلٰى صِيغَةِ اسْمِ
الْمَفْعُولِ قَابِلَ الْخَرْقِ وَالْاِلْتِيَامِ
مُطْلَقًا وَاِنَّمَا اَعْنِي بِهِ اَنَّهُ
قَابِلٌ لِكُلِّ مَا يَطْرَءُ عَلَيْهِ وَ
لَا يَأْبٰى اَيَّ صُورَةٍ فُرِضَتْ
وَهُوَ الْمَاءُ وَهُوَ جِسْمَانِيٌّ
مَحْضٌ لَا اِقْتِرَابَ لَهُ وَلَا تَدْبِيرَ
وَلَا رُوحَ وَلَا اسْتِيلَاءَ وَقَدْ
عَبَّرَ عَنْهُ بِالْمَاءِ لِمُشَابَهَتِهِ
اِيَّاهُ فِي الْاِطْلَاقِ وَالْقَابِلِيَّةِ
كَمَا عَبَّرَ عَنِ الْعَرْشِ بِهِ
لِمَعْنَى الْاِسْتِيلَاءِ وَالتَّحَدُّدِ
التَّامِّ هٰذَا ذَوْقُ الْحَكِيمِ وَلَا مَحِيدَ
عَنْهُ فِي التَّحْقِيقِ وَمَا اخْتَلَفُوا اِلَّا
عَنْ جَهْلٍ بِحَقِيقَةِ السِّرِّ ۔
وَقَدْ تَظَاهَرَتِ الْاٰيَاتُ وَ

عرش پر مستوی ہے اور اسکے بعد یک جسم
غیر تام ہے جو محدد من الجہات ہے
اور قابل خرق والتیام ہے اور ہمارا
مقصود یہ ہے کہ جو حالت بھی اس پر طاری
ہوتی ہے اسے قبول کر لیتا ہے اور جون
سی بھی صورت اسکے لئے فرض کی جائے
اس سے انکار نہیں اور یہ ثانی جسم پانی
ہے اور یہ وہ جسم محض ہے کہ جسے کسی
قسم کا قرب حاصل نہیں اور تدبیر الٰہی
اور روح کا مظہر نہیں اور نہ اس پر استواء
ثابت آتا ہے اور اس جسم کو پانی کیساتھ
اسلئے تعبیر کیا گیا کہ یہ اطلاق اور قابلیت
میں اسی کے مشابہ ہے جیسا کہ عرش سے
تعبیر کرنا اللہ تعالٰی کے استیلاء اور
استوای اور تحدد تام کے معنی کو شامل
ہے یہ ایک حکیم کا ذوق ہے کہ جس کی
تحقیق میں کوئی شائبہ نہیں اور اس
میں وہی اختلاف کرسکتا ہے جو اس راز کی حقیقت سے ناواقف ہے
آیات اور احادیث اس سلسلہ میں بکثرت

الاحادیث علیہ قال اللہ
سبحانہ فی محکم کتابہ و
ھو الذی خلق السموات و
الارض فی ستۃ ایام و
کان عرشہ علی الماء لیبلوکم
ایکم احسن عملا و فسرھا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فیما رواہ البخاری
عن عمران بن حصین انہ
قال کان اللہ ولم یکن
قبلہ شیء وکان عرشہ
علی الماء ثم خلق السموات و
الارض وکتب فی الذکر کل
شیء وفی روایۃ وخلق من الماء
السموات والارض وھذا المقدار
ذوق الانبیاء والحکماء۔
واما الفلاسفۃ الذین یشتغلون
بما لا یعنیھم فاذا نحن اجلنا
النظر بحذاء اولئک فلنا

وارد ہوئی ہیں اللہ سبحانہ وتعالے فرماتا ہے
کہ یہ وہ خدائے قدوس ہے کہ جس نے
آسمانوں کو اور زمین کو چھ دن میں پیدا
کیا اور اسکا عرش عظیم پانی پر تھا، تاکہ
آزمائے کہ کون تم میں سے بلحاظ عمل
کے سب سے بہتر ہے اور امام بخاریؒ نے
عمران بن حصینؓ سے جو روایت نقل کی
ہے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اسکی تفسیر بیان کی ہے کہ اللہ تعالے
موجود تھا اور اس سے پہلے کوئی چیز نہ تھی
اور اسکا عرش پانی پر تھا کہ جسکے بعد اس
نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور
لوح محفوظ میں ہر ایک چیز لکھدی اور
ایک روایت میں ہے کہ آسمانوں کو
اور زمین کو پانی سے پیدا کیا، انبیاء کرام
اور حکماء کا ذوق بس اتنا ہی ہے،
لیکن فلاسفہ جو لایعنی مباحث میں
مصروف رہتے ہیں جب ہم انکے نظریہ
کی طرف غور کرتے ہیں تو ہم کہتے ہیں

إِنْ نَقُولَ الْعَرْشُ مَوْجُودٌ بِمَا هُوَ هَيُولَاهُ يَقِفُ عَلَى صُورَتِهِ وَصُورَتُهُ يَقِفُ عَلَى هَيُولَاهُ وَالْمَاءُ جِسْمٌ مُرَكَّبٌ مِنَ الْهَيُولَى وَالصُّورَةِ الْعَامَّةِ الْقَابِلَةِ لِكُلِّ صُورَةٍ تَأْتِي عَلَيْهَا كَمَا يَقُولُونَ فِي الْهَيُولَى الثَّانِيَةِ وَالصُّورَةِ النَّبَاتِيَّةِ.

کہ عرش موجود ہے اسکا ہیولی اسکی صورت پر اور اسکی صورت اسکے ہیولی پر موقوف ہے اور پانی ایسا جسم ہے جو ہیولی اور اس صورت عامہ سے مرکب ہے جو کہ ہر اس صورت کو قبول کرتی ہے جو اس پر پیش آتی ہے جیسا کہ یہ لوگ ہیولی ثانیہ اور صورت نباتیہ کے متعلق بیان کرتے ہیں ،

زمان اور مکان

وَقَدْ أَحَاطَ الْجِسْمَانِيَّةَ بِجَمِيعِهَا جَوْهَرٌ مُمْتَدٌّ بِذَاتِهِ وَهُوَ الزَّمَانُ وَجَوْهَرٌ مُتَّسِعٌ بِذَاتِهِ وَهُوَ الْمَكَانُ وَهُوَ أَمْرَانِ مُشْتَرَكَانِ فِي الْجِسْمَانِيَّاتِ قَاطِبَةً حَالَّانِ فِيهَا فَتَحَقُّقُ الزَّمَانِ هُوَ تَحَقُّقُهُ فِي الْجِسْمِ وَتَحَقُّقُ الْمَكَانِ هُوَ تَحَقُّقُهُ

تمام جسمانی اشیاء پر ایک ایسا جوہر احاطہ کئے ہوئے ہے جو امتداد ذاتی کیساتھ موصوف ہے اور وہ زمان ہے اور ایک جوہر ہے جو متسع بذاتہ ہے اس کو مکان بولا جاتا ہے ، ان دونوں کا تمام جسمانیات کیساتھ ایسا تعلق ہے کہ ایک دوسرے کو علیحدہ نہیں کر سکتے اور دونوں کا وہ محل کہ جسمیں وہ حلول کئے ہوئے ہیں ہر ایک ایسی چیز

فِی الْجِسْمِ وَلِهٰذَا زَعَمُوْا أَنَّهُمَا عَرْضَانِ وَلٰكِنْ ذَوْقُ الْحُكَمَاءِ اَبیٰ عَنْهُ ۔

ہے کہ جسکی بنا پر زمان اور مکان دونوں کا تحقق جسم میں ہے اسی لئے بعض حضرات نے یہ خیال کیا کہ یہ دونوں عرض ہیں

لیکن حکماء کا ذوق اس کے تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہے،

وَالزَّمَانُ كَمَا كَانَ اِمْتِدَادُهُ غَيْرَ مَأْلُوْفِ التَّصَوُّرِ عِنْدَهُمْ عَسُرَ عَلَيْهِمْ تَصَوُّرُهُ ۔

اور کیونکہ زمان میں اس قدر امتداد ہے کہ اس کا تصور نہیں کیا جا سکتا اسلئے اسکے تصور کو مشکل سمجھا گیا ہے،

وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ جَعَلَ كُلًّا مِنْ هٰذِهٖ مُتَعَانِقًا مَعَ الْاٰخَرِ وَلَوْلَا التَّعَانُقُ لَذَهَبَ الْهَيُوْلٰى اِلَى الْاِطْلَاقِ الصِّرْفِ الَّذِيْ هُوَ مِنْ اَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلَذَهَبَ الصُّوْرَةُ اِلٰى اِسْمٍ هِيَ تُمَاثِلُهَا بِحِكْمَتِهِ الْبَاهِرَةِ عَلَّقَ كُلًّا مِنْهُمَا بِالْاٰخَرِ فَبِذٰلِكَ ثَبَتَ الْعَالَمُ ۔

یاد رکھو کہ ان میں سے اللہ تعالٰی نے ہر ایک کو ایک دوسرے کیساتھ وابستہ پیدا فرمایا ہے اگر یہ توافق اور وابستگی نہ ہو تو ہیولی اطلاق صرف کے ساتھ مل جاتا جو اللہ تعالٰی کے اسمائے پاک میں سے ایک اسم ہے اور صورت اس حکمت کیساتھ ملجاتی جسکا وہ مثل ہے اللہ تعالٰی نے اپنی حکمت بالغہ کے ساتھ دونوں کو ایک ساتھ اسطرح پیدا فرمایا کہ جسکی وجہ سے عالم ثابت ہوا،

حدوث عالم

وَالْعَالَمُ حَادِثٌ کُلُّہٗ	تمام عالم حادث ہے، زمان
اَمَّا الزَّمَانُ وَمُعَاصِرَاتُہٗ	اور اسکے معاصرات کا حدوث تو تقییدی
فَبِالْحُدُوْثِ التَّقْیِیْدِیِّ وَاَمَّا	ہے لیکن دوسری اشیاء حدوث کے
غَیْرُھَا فَبِالْحُدُوْثَیْنِ کِلَیْھِمَا	دونوں معانی کی بنا پر حادث ہیں،
وَمَنْ تَجَشَّمَ اِثْبَاتَ	جنہوں نے زمان اور اسکے معاصرات
الْحُدُوْثِ الزَّمَانِیِّ لِلزَّمَانِ	کے لئے حدوث زمانی کے ثابت کرنے
وَاَخَوَاتِہٖ فَقَدْ رَکِبَ	میں سعی لاحاصل کی ہے اور وہ ایک
شَطَطًا وَلَا یَکَادُ یَجِدُ	ناممکن چیز کو ممکن بنانا چاہتے ہیں
مِنَ الْاٰیَاتِ وَالْاَحَادِیْثِ	آیات قرآنی اور احادیث نبوی میں
عَلَیْہِ دَلِیْلًا ۔	ان کیلئے کوئی دلیل نہیں،
ثُمَّ اعْلَمْ اَنَّ کُلَّ	ہر ایک اسم پاک کی خصوصیت سے
خُصُوْصِیَّۃٍ مِّنَ الْاَسْمَاءِ	عالم امکان میں صورت خصوصیہ ظہور
تَسْتَتْبِعُ صُوْرَۃً بِخُصُوْصِہَا	میں آتی ہے کیونکہ ان دونوں کے
فِیْ عَالَمِ الْاِمْکَانِ لِخُصُوْصِیَّۃٍ	درمیان ایک قسم کی خصوصیت ہوتی ہے
بَیْنَہُمَا وَاقِعَۃٍ عِنْدَ اللّٰہِ	جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک امر
تَعَالٰی کَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ	واقع ہے جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے

خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ ؕ	نے انسان (آدم) کو ان کی صورت پر پیدا کیا،
فَبِهٰذَا صُوْرَةُ الْاَفْلَاكِ وَالْعَنَاصِرِ بِصُوَرِهَا وَمِنَ النَّشْاَةِ الْجُزْئِيَّةِ فِيْ كُلِّ عُنْصُرٍ عُنْصُرٌ وَفَلَكٍ فَلَكٌ ؕ	سو اسی طرح افلاک اور عناصر کی بھی صورتیں ہیں اور ارتقاء جزئی میں ہر ایک عنصر کیلئے عنصر اور فلک کیلئے فلک موجود ہے،
اَلْمَعْدِنُ وَهُوَ اَمْرٌ جِسْمَانِيٌّ مَحْضٌ لَهٗ رُوْحٌ ضَعِيْفٌ اِنَّمَا شَاْنُهٗ حِفْظُ صُوْرَتِهٖ وَطَبِيْعَتِهٖ غَيْرَ وَاَنَّ مَعْدَنَ الْاَفْلَاكِ اَتَمُّ مِنْ مَعْدَنِ الْعَنَاصِرِ وَالْعَامَّةُ تَخُصُّهٗ بِالْاَرْضِ وَالْحُكَمَاءُ يُعَمِّمُوْنَهٗ مِنْ مُقْتَضٰى ذَوْقِهِمْ فِيْ كُلِّ الْمَاءِ ؕ	معدن صرف جسمانی چیز ہے جس کی روح نہایت کمزور ہے اسکا کام صرف اپنی صورت اور طبیعت کا محفوظ رکھنا ہے علاوہ ازیں معدن افلاک معدن عناصر سے کامل تر ہیں، اور معدن کو عام طور پر ارضیات سے مخصوص سمجھا جاتا ہے لیکن حکماء اپنے ذوق کے مطابق تمام معدنیات کیلئے پانی کی طرح عموم ثابت کرتے ہیں،
وَالنَّبَاتُ وَهُوَ جِسْمٌ لَهٗ رُوْحٌ شَاْنُهُ التَّغْذِيَةُ وَالتَّنْمِيَةُ مَعَ الْحِفْظِ وَهُمَا	اور نبات ایک ایسا جسم ہے کہ جس میں روح ہے جسکا عمل یہ ہے کہ فقط صورت کے علاوہ تغذیہ اور نشوونما کے نظام کو بھی قائم رکھتی ہے حیوان

قَدْ يَكْتَسَانِ بِاَحْكَامِ الْحَيْوَانِ اَوِالنَّاطِقِ بِقَسْرٍ وَلٰكِنَّ هٰذَا الْكَلَامُ فِيْ مُقْتَضٰى الطَّبَائِعِ وَالْحَيْوَانُ وَهُوَ جِسْمٌ لَهُ رُوْحٌ شَانُهُ الشُّعُوْرُ مِنَ الْاِحْسَاسِ وَالتَّخَيُّلِ وَالتَّوَهُّمِ وَالْاِدْرَاكِ وَالرِّضَاءِ وَالْغَضَبِ وَغَيْرِهَا	بلکہ حیوان ناطق کے احکام کے ساتھ بھی اس کو التباس حاصل ہے۔ گو بعض حالتوں میں ہو لیکن اس وقت ہم نفس طبائع سے بحث کر رہے ہیں، اور حیوان ایسا جسم ہے کہ جسکے روح ہے اس کا عمل احساس تخیل توہم ادراک دررضا اور غضب وغیرہ کے احوال کو سمجھنا ہے
وَالنَّاطِقُ وَهُوَ جِسْمٌ لَهُ رُوْحٌ شَانُهُ التَّعَقُّلُ اَيِ اللُّحُوْقُ بِاُصُوْلِ الْعَوَالِمِ مِنَ الْاَسْمَاءِ لِلّٰهِ سُبْحَانَهُ عِلْمًا وَعَمَلًا۔	اور ناطق ایسا روح والا جسم ہے کہ جسکی شان اور حالت تعقل یعنی بلحاظ علم اور عقل کے وہ اصول عوالم یعنی اسماء حسنی تک رسائی حاصل کر سکتی ہے،
وَالنَّاطِقُ الَّذِيْ غَلَبَ عَلَيْهِ الْاَرْضُ كَمِّيَّةً وَاعْتَدَلَتِ الْاَرْبَعُ كَيْفِيَّةً لَا اِعْتِدَالًا حَقِيْقِيًّا بَلْ مَشْهُوْرِيًّا هُوَ الْاِنْسَانُ۔	اور وہ ناطق کہ جسمیں بلحاظ مقدار کے ارضی جزو غالب ہو لیکن کیفیت کے لحاظ سے اسکے عناصر اربعہ میں اعتدال حقیقی نہیں ہوتا بلکہ صرف اسکے نام سے مشہور ہے اس قسم کا (حیوان ناطق) انسان کہلاتا ہے
وَالنَّاطِقُ الَّذِيْ غَلَبَ	اور وہ ناطق جس میں کمیت کے لحاظ

عَلَيْهِ الْهَوَاءُ كَمِّيَّةً وَاسْتَوَتِ	سے ہوا کا عنصر غالب اور کیفیت کے
الْأَرْبَعُ كَيْفِيَّةً هُوَ الْمَلَكُ	لحاظ سے چاروں عناصر ہیں استوا
السِّفْلِيُّ وَمِنْهُمْ رِدْءُ	اور برابری ہو، تو یہ ملائکہ سفلیہ ہیں جو
الْمَلَائِكَةِ الْعُلْوِيَّةِ	ملائکہ علویہ کے اعوان ہیں اور ان کا
وَتَمَاثِيلُهُمْ وَهُمُ الْمُوَكَّلُونَ	تمثال ہیں اور یہی ملائکہ موکل ہیں اور
وَهُمْ أَقْرَبُ إِلَى الْعِفَّةِ	یہ عفت و عصمت کے اعتبار سے انسان
مِنَ الْإِنْسَانِ وَغَيْرِهِ وَ	سے زیادہ قریب ہیں اور باعتبار نفس
أَقْوَى نَفْسًا.	کے زیادہ قوی،
وَالنَّاطِقُ الَّذِي غَلَبَ	اور وہ ناطق کہ جس پر باعتبار کمیت کے
عَلَيْهِ الْمَاءُ كَمِّيَّةً وَ	پانی کا عنصر غالب ہو اور کیفیت کے
وَاسْتَوَتِ الْأَرْبَعُ كَيْفِيَّةً	لحاظ سے عناصر اربعہ اس میں برابر ہوں
هُوَ الْإِنْسَانُ الْمَائِيُّ وَلَمْ	وہ انسان آبی ہے لیکن اہل ذوق
يُسْمَعْ لَهُ ذِكْرٌ إِلَّا مَا يَسْرُدُهُ	واعظین کے علاوہ ان کا تذکرہ اور
قَاصُّ الذَّوْقِ.	کہیں نہیں سنا،
وَالنَّاطِقُ الَّذِي غَلَبَ	اور وہ ناطق کہ جس پر باعتبار کمیت کے
عَلَيْهِ النَّارُ كَمِّيَّةً	آتش اور آگ کا غلبہ ہو اور کیفیت
وَاسْتَوَتِ الْأَرْبَعُ	کے لحاظ سے عناصر اربعہ اس میں برابر
كَيْفِيَّةً هُوَ الْجِنُّ	ہوں، تو یہ قوم جن ہے، نسمہ کے لحاظ
وَيَتَيَسَّرُ لَهُمْ مِنَ	سے جو اثرات ان سے ظہور پذیر ہوتے

التَّاثِيرَاتِ النَّسِيمِيَّةِ مَالَا يَتَيَسَّرُ لِلإِنْسَانِ إِلَّا بَعْدَ تَجَشُّمِ كَسْبٍ ثَقِيلٍ ۔

ہیں انسان انکے اظہار سے قاصر رہتا رہتا ہے، البتہ سخت ریاضتوں کے بعد ممکن ہے کہ اس سے کبھی کوئی کارنامہ ظاہر ہو،

وَالنَّاطِقُ الْمُتَكَوِّنُ مِنَ الْأَفْلَاكِ هُوَ الْمَلَكُ الْعُلْوِيُّ ۔

اور ایک وہ ناطق جس کا تکوین عناصر فلکیہ سے ہوا یہ ملائکہ علویہ ہیں

ملائکہ کی حقیقت

وَالْمَلَائِكَةُ تَمَاثِيلُ الْأَسْمَاءِ فِي نُفُوسٍ أَتَمَّ مِنْ نُفُوسِ الْإِنْسِ وَأَمْشَاجٍ أَلْطَفَ مِنْ أَمْشَاجِ الْإِنْسِ فَلَاجَرَمَ أَنَّهُمْ وَحْيٌ كُلُّهُمْ عِلْمٌ كُلُّهُمْ مُؤْتَمُّونَ بِأُصُولِهِمْ ائْتِمَامًا تَامًّا وَمِنْهُمْ كُلِّيُّونَ أَمْرُهُمْ كُلِّيٌّ وَتَاثِيرُهُمْ كُلِّيٌّ إِمَّا فِي النَّشْأَةِ الطَّبِيعَةِ وَإِمَّا

ملائکہ کی حقیقت یہ ہے کہ ان کے نفوس نفوس انسانیہ سے کامل تر ہوتے ہیں اس لئے ان میں اسماء پاک کا تمثل اور ظہور کامل تر ہوا اور ان کا مادہ تخلیق انسان کے مادہ تخلیق سے لطیف تر ہوتا ہے جس کی بنا پر وہ سراپا وحی اور علم ہیں اور اپنے اصول کی کامل طور پر اقتدار کرنیوالے ہیں بعض ملائکہ ان میں سے کلیین ہیں، جو تدبیر کلی کو انجام دینے پر مامور ہیں، اور اس تاثیر کلی کا اظہار کبھی تو نشأۃ طبعیہ

وَاَمَّا فِي النَّشْاَةِ الْعِلْمِيَّةِ
وَمِنْهُمْ جُزْئِيُّوْنَ وُكِّلُوْا
عَلَى الْجِبَالِ وَالْبِحَارِ وَالسَّحَابِ
وَكُلِّ شَيْئٍ شَيْئٍ وَبِالْجُمْلَةِ
فَلَمَّا كَانَتْ حَقَائِقُهُمْ
وَسِيْعَةً اَقْرَبَ مِنْ حَضْرَةِ
الذَّاتِ فُوِّضَ اِلَيْهِمْ
تَدْبِيْرُ الْخَلْقِ مِنْ بَعْدِهِمْ
اَعْنِيْ اِلَى الْاَسْمَاءِ الطَّالِعَةِ
فِيْ صُدُوْرِهِمْ وَذَوْقُ الْحَكِيْمِ
يُفَضِّلُهُمْ عَلَى الْاِنْسِ مُطْلَقًا
اَللّٰهُمَّ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ مِنْ وَجْهٍ
جُزْئِيٍّ وَمِنَ الْمَلٰئِكَةِ مَنْ لَمْ
يَتَجَلَّ فِيْهِ اِسْمُ الْمُطْلَقُ
فَالْاَنْبِيَاءُ اَفْضَلُ مِنْهُمْ
بِلَا مُشَاحَّةٍ وَاَمَّا الْمُطْلَقِيُّوْنَ
فَهٰذَا الْوَجْهُ الْجُزْئِيُّ
كَادَ اَنْ يَكُوْنَ شِعْرِيًّا
بِنِسْبَتِهِمْ فَتَدَبَّرْ

ہیں ہوتا ہے اور کبھی نشاۃ علمیہ میں اور
بعض ملائکہ جزئیین ہیں جو پہاڑوں
دریاؤں، بادلوں اور ہمہ قسم کی اشیاء
پر موکل ہیں، خلاصہ یہ کہ جب ان کے
حقائق میں وسعت پائی جاتی ہے اور
انہیں ذات اقدس سے قرب حاصل
ہے اسلئے ان اسماء پاک کے بعد جن کا
ظہور ان کے سینوں میں ہوا ہے انہیں
کو کائنات کی تدبیر سپرد کی گئی ہے اور
ایک حکیم کا ذوق تو انہیں مطلقاً
انسان پر فضیلت دیتا ہے ہاں جزئی
فضیلت دیکھی جائے تو اور بات ہے،
اور بعض ملائکہ اسم مطلق کی تجلی سے
محروم ہیں تو ان سے انبیاء کرام یقیناً
افضل ہیں لیکن جن ملائکہ کو یہ شرف
حاصل ہوا ہو کہ کوئی اسم پاک کلی ان میں
جلوہ نما ہوا ہے تو ان کے لئے جزئی
وجوہات تلاش کرنا استدلال شعری
کی اقسام سے ہیں،

آدم علیہ السّلام کو کون سے ملائکہ نے سجدہ کیا

وَاَمَّا سُجُوْدُ الْمَلٰٓئِکَۃِ لِاٰدَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَاِنَّمَا کَانَ عِنْدَنَا مِنَ الْمُعَنْصَرِیِّیْنَ الَّذِیْنَ مِنْھُمْ اِبْلِیْسُ لَا الْفَلَکِیِّیْنَ وَبِہٖ یَنْحَلُّ الْعُقْدَۃُ فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی کَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّہٖ وَالْاِسْتِثْنَاءُ مُتَّصِلٌ فَتَعَرَّفْ۔

جن ملائکہ نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا وہ ہمارے نزدیک ان ملائکہ عنصریین میں سے تھے کہ جن میں سے ابلیس بھی تھا یہ ملائکہ فلکیین نہ تھے پس وہ عقدہ بھی حل ہو جاتا ہے جو اس آیت کے پڑھنے سے پیدا ہوتا ہے کہ وہ جن کی قوم سے تھا اسلئے اس نے اللہ تعالےٰ کے حکم سے سرتابی کی تو اِلَّآ ابلیس میں استثنا متصل ہے۔

لوح وقلم

اَلْقَلَمُ جَوْھَرٌ مُجَرَّدٌ اَوْ کَالْمُجَرَّدِ مِنْ تَمَاثِیْلِ الْعِلْمِ الْفِعْلِیِّ وَاللَّوْحُ مِنْ تَمَاثِیْلِ الْعِلْمِ الْاِنْفِعَالِیِّ وَالْقَلَمُ جَامِعٌ لِجِہَاتِ قَاطِبَۃِ الْمُمْکِنَاتِ کَاللَّوْحِ وَعُبِّرَ فِیْ لِسَانِ الشَّرْعِ بِالْکِتَابَۃِ

قلم ایسا جوہر مجرد عن المادہ ہے یا علم فعلی کے تمثل ہیں سے مجرد کی طرح ہے اور لوح علم انفعالی کا تمثل ہے اور قلم لوح کی طرح تمام ممکنات کی جہات کو جامع ہے زبان شرع میں کتابت کا لفظ اسلئے استعمال کیا گیا کہ

تتأدية لحوق الفعلية
بالنسبة الى الانفعالية ،
ومن جزئيات القلم في
عالم التخليط قوم يسمون
بالكتبة والحفظة ومن
جزئيات اللوح امور
تسمى بالالواح وصفة
اللوح ان لكل اسم من اسماء
الله تعالى فيه آية
على حدتها رسمت فيها
صورته وأثبتت فيها
جهاته المتعددة بحسب
القابل والفاعل فالصورة
واحدة والجهات مختلفة
وهو جامع لجميع الكائنات
اللهم الا ان يخفى امر من
تلك الجهات على رجل وشأن
الصحف ان تحفظ ما يجد
كل قول وفعل صدر

انفعالیت کے بہ نسبت علم فعلی کیساتھ
اسے زیادہ مناسبت ہے،
اور عالم تخلیط میں قلم ہی کی جزئیات
میں سے ایک قوم ہے کہ جنہیں کتبہ
اور حفظہ کہا جاتا ہے اور لوح کی
جزئیات میں سے بعض امور کو الواح
کیساتھ موسوم کیا جاتا ہے اور لوح کی
حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالے کے اسماء
میں سے ہر ایک اسم پاک میں ایک
جداگانہ آیت ہے کہ جنہیں اسکی صورت
لکھی ہوئی ہے اور اسمیں قابل اور فاعل
کی جہات متعددہ ظاہر کی گئی ہیں چنانچہ
صورت ایک ہے اور اسکی جہتیں مختلف
ہیں اور لوح کا مفہوم تمام کائنات
کو شامل ہے مگر یہ ایک جدا بات ہے کہ
کسی شخص پر ان جہات کا امر مخفی رہے
اور صحیفوں کی شان یہ ہے کہ ہر وہ
قول اور فعل جو کہ انسان سے صادر
ہوتا ہے کہ اسمیں اسکی صورت محفوظ ہو

مِنَ الْاِنْسَانِ صُوْرَةٌ تُبْدِیْ | جاتی ہے جسمیں جہات مختلفہ نشأۃ
فِیْهَا جِهَاتُ نَشْأَةِ الْاُخْرَوِیَّةِ | اخرویہ کے لحاظ سے نمایاں ہو جاتی
وَعِلْمُ الْاَلْوَاحِ مِنْ اَذْوَاقِ | ہیں اور الواح کا علم فقط انبیاء کرام اور
الْحَکِیْمِ وَالْاَنْبِیَاءِ فَقَطْ ۔ | حکماء ربانیین کے ذوق کا نتیجہ ہے،

اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْهِ کی حقیقت

وَاعْلَمْ اَنَّهُ کَمَا اَنَّ بَدَنَ | یاد رکھو کہ جس طرح اولاد کا بدن
الْوَلَدِ مُتَوَلِّدٌ مِنْ بَدَنِ | انکے والدین کے بدن سے بنتا ہے،
وَالِدَیْهِ عَلٰی مَا تَکَرَّرَ صِفَتُهُ | جیسا کہ کلام اللہ میں اسکا ذکر بار بار
فِیْ کَلَامِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ وَفَسَّرَهَا | آیا ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ | نے ابن مسعودؓ اور ابن سلام رضؓ کی
وَسَلَّمَ فِیْ حَدِیْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ | حدیث میں اس کی تشریح فرمائی ہے،
وَابْنِ سَلَامٍ فَلِذٰلِکَ نَفْسُ الْوَلَدِ | اسی طرح اولاد کا نفس بھی والدین کے
مُتَوَلِّدٌ مِنْ نَفْسِ الْوَالِدَیْنِ | نفسوں سے متولد ہوتا ہے، اور تولید
وَاَمْرُ الْمُوَلِّدَةِ الرُّوْحَانِیَّةِ فِی الْمُصَوِّرَةِ | روحانی اور قوت مصورہ قدسیہ بھی تولید
الْقُدْسَانِیَّةِ کَاَمْرِ الْمُوَلِّدَةِ الْجِسْمَانِیَّةِ | جسمانی اور صورت جسمانی کی طرح ہے
وَالْمُصَوِّرَةِ الْجِسْمَانِیَّةِ وَقَدْ | اور اگر کسی مقام پر ان دونوں کا معاملہ
یَتَخَلَّفُ اَمْرُهُمَا عَنِ الْقِیَاسِ | از روئے قیاس مختلف نظر آئے تو
لِمَانِعٍ قُدْسِیٍّ اَوْ مَرَضٍ رُوْحِیٍّ ۔ | وہاں مانع قدسی یا مرض روحی موجود ہوگا،

وَقَدْ يَظْهَرُ فِيْ نَفْسِ الْمَوْلُوْدِ مَا كَانَ مُنْطَمِسًا تَحْتَ الْاِجْمَالِ فِيْ نَفْسِ الْوَالِدَيْنِ وَقَدْ يَنْقَلِبُ اَمْرٌ اِلٰى اَمْرٍ مَعَ بَقَاءِ النَّفْسِ الرَّحْمَانِيِّ عَلٰى صِفَتِهَا كَمَا اَنَّ الْوَالِدَيْنِ قَدْ يَكُوْنَانِ مِنْ اَصْلَبِ النَّاسِ فِي الْغَضَبِ وَالْجُرْاَةِ وَيَكُوْنُ الْوَلَدُ مِنْ اَصْلَبِهِمْ فِي الْحِكْمَةِ وَالْمَعْرِفَةِ مَثَلًا وَقَدْ يَكُوْنَانِ مِنْ اَصْحَابِ الْمُوَاخَذَةِ الْخَيَالِيَّةِ اَوِ الْقَوْلِيَّةِ دُوْنَ الْفِعْلِيَّةِ ثُمَّ يَكُوْنُ الْوَلَدُ ذَا وَقَاحَةٍ فِعْلِيَّةٍ ؛	اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جو بات نفس والدین میں اجمالاً پوشیدہ ہو جاتی ہے وہ نفس مولود میں ظاہر ہو جاتی ہے اور کبھی نفس رحمانی کے اپنی کیفیت پر باقی رہنے کی بنا پر ایک امر دوسرے امر کی صورت میں تبدیل ہو جاتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ان کے والدین غصہ اور جلال میں ترقی پذیر ہوتے ہیں، لیکن ان کی اولاد حکمت و معرفت کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہوتی ہے بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ والدین میں مخفی طور پر بے شرمی کا مادہ موجود ہوتا ہے جو صرف قول تک محدود رہتا ہے فعلی صورت نہیں اختیار کرتا لیکن ان کی اولاد میں بالفعل صفت خبیثہ نمایاں ہو جاتی ہے،
وَوَسِيْعُ النَّفْسِ يَتَوَلَّدُ مِنْهُ وَسِيْعُ النَّفْسِ وَكُلٌّ مِنْ صُلْبِ النَّفْسِ	اور جو شخص کہ وسیع النفس ہوتا ہے، تو اس کی اولاد بھی وسیع النفس ہوتی ہے اور علیٰ ہذا القیاس غلیظ النفس

وَلِطِيفِهَا يَتَوَلَّدُ مِنْهُ مَا	اور لطیفہ النفس سے اسی صفات کا عامل
يُمَاثِلُهُ وَمِنْ شَاءَ مِنَ الْحُكَمَاءِ	پیدا ہوگا اور جو حکیم بھی یہ پسند کرے کہ
أَنْ يَجْعَلَ وَلَدَهُ مِنْ تَمَاثِيلِ	اسکا لڑکا الحی القیوم کی صفات کا
الْحَيِّ الْقَيُّومِ فَلْيَجْعَلْ نَفْسَهُ	مظہر ہو تو وہ پہلا اپنے آپ کو قانون
مِنْ تَمَاثِيلِهِ عَلَى مَا يُوضِحُهُ قَانُونُ	حکمت مطابق ایسا کرنیکی کوشش کرے
الْحِكْمَةِ ثُمَّ لِيَتَوَلَّدَ نَالُوَلَدُ مِنْ	انشاء اللہ تعالےٰ اس کا لڑکا بھی ان ہی
تَمَاثِيلِهِ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى ؛	صفات کا مظہر ہوگا ،
وَاعْلَمْ أَنَّ هٰذِهِ الصُّوَرَ	اور یہ بھی یاد رکھو کہ یہ صورت جوہریہ
الْجَوْهَرِيَّةَ تَسْتَتْبِعُ صُوَرًا	دوسری صور عرضیہ کی شکل میں آنے کی
أُخْرَى عَرَضِيَّةً وَتَحْقِيقُ الْقَوْلِ	متقاضی ہوتی ہے ہمارے نزدیک تحقیقی
عِنْدَنَا أَنَّ الصُّورَةَ الْحَالَّةَ	بات یہ ہے کہ وہ صورت جو کسی سفید
فِي الْجِسْمِ هُوَ الْأَبْيَضُ لَا	چیز میں حلول کئے ہوئے ہے اس کو
الْبَيَاضُ كَمَا يَتَوَهَّمُهُ الْمُتَوَهِّمُونَ	اگرچہ واہمین بیاض کہتے ہیں مگر ہم اسے
وَالْأَبْيَضُ اخْتَصَّ بِنَوْعٍ مِنَ	ابیض کہیں گے اور ابیض میں خصوصی
التَّحَقُّقِ وَهٰذَا النَّوْعُ هُوَ	طور پر ایک نوع کا تحقق پایا جاتا ہے
الَّذِي مَا بِهِ امْتِيَازٌ عَنِ الْجَوَاهِرِ	اور یہی چیز اسے جواہر اور انتزاعیہ سے
وَعَنِ الْإِنْتِزَاعِيَّاتِ أَلَيْسَ	ممتاز بناتی ہے کیا تم نے غور نہیں کیا
أَنَّ الْجِسْمِيَّةَ أَمْرٌ اخْتَلَطَ	کہ جسمیت کا مفہوم کسی شخص کے ساتھ
بِالتَّشَخُّصِ اخْتِلَاطًا	تو اسطرح گھل ملجاتا ہے کہ اس پر اسکا

يَصِحُّ بِهِ حَمْلُهُ عَلَيْهِ فَنَحْنُ	محمول کرنا صحیح ہوجاتا ہے، سو ہم کہتے
نُنْذِرُكَ اَنَّ الْبَيَاضَ اِخْتَلَطَ	ہیں، کہ بیاض کا مفہوم بھی کسی چیز کے
مِثْلَ هٰذَا الْاِخْتِلَاطِ اِلَّا اَنَّهُ	ساتھ اسی طرح مختلط ہوجاتا ہے مگر
مُمْتَازٌ عَنِ الْجَوْهَرِيَّاتِ	وہ اپنے امر تخصیصی کی بنا پر جوہریات سے
بِاَمْرٍ يَخْتَصُّ بِهٖ ۔	ممتاز ہوجاتا ہے،

سورج عرش الٰہی کے نیچے سجدہ کرتا ہے

وَالْمَذْهَبُ فِي الْفَلَكِيَّاتِ	فلکیات کے بارے میں صحیح مذہب
اَنَّهَا عُنْصُرِيَّاتٌ وَاَنَّ الشَّمْسَ	یہ ہے کہ وہ عنصری ہیں سورج اور چاند
وَالْقَمَرَ وَسَائِرَ السَّائِرَاتِ	اور جملہ اجرام فلکیہ اپنے اپنے مدار پر
يَسْبَحُوْنَ فِيْهَا عَلٰى حِسَابٍ	اس نظام کے مطابق گردش کرتے
قَدَّرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى سُبْحَانَهٗ	ہیں جو اللہ تعالٰے نے ان کی طبائع
بِحَسَبِ طَبَائِعِهَا وَاَنَّهَا	کیلئے مقدر فرمادیا ہے اور یہ بھی ذوات
ذَوَاتُ اَرْوَاحٍ وَعُلُوْمٍ	ارواح ہیں اور صاحب علوم ہیں اور
وَاَنَّ الشَّمْسَ تَسْجُدُ	اسی طرح سورج عرش الٰہی کے نیچے
تَحْتَ الْعَرْشِ سَجْدَةً	سجدہ کرتا ہے مگر اس سجدہ کی نوعیت
تُنَاسِبُهَا ۔	اسی کے مناسب حال ہے،
وَفِي الْمَعْدَنِيَّاتِ وَالْجَوِّيَّاتِ	معدنیات، جویات، نباتات حیوانات
وَالنَّبَاتِيَّاتِ وَالْحَيَوَانِيَّاتِ اَنَّ	ان میں سے ہر ایک تعلق جوان فلاسفہ

كُلّ مَا فَصَّلَهُ الَّذِيْنَ يَشْتَغِلُوْنَ بِمَا لَا يَعْنِيْهِمْ فَاِنَّهُ صَادِقٌ بِحَسْبِ نِظَامِ الطَّبَائِعِ وَاَمَّا بِحَسْبِ الْاَسْمَاءِ الْمُنْعَكِسَةِ فَاِنَّ لَهَا اَسْبَابًا اُخَرَ يَعْسُرُ تَفْصِيْلُهَا ۔	نے ذکر کیا ہے جو لا یعنی مباحث میں مشغول رہتے ہیں وہ نظام طبائع کے لحاظ سے تو صحیح ہے، لیکن اسماء پاک کی تجلیات کے لحاظ سے تو انکے ظہور میں آنے کیلئے کچھ دوسرے اسباب ہیں کہ جن کی تفصیل مشکل ہے،
وَالْعُقُوْلُ بَاطِلَةٌ وَالْاَعْيَانُ عُكُوْسُ الْاَسْمَاءِ الْخَاصَّةِ النَّاشِيَةِ مِنَ الْاِرَادَةِ وَكُلُّ عَيْنٍ يَظْهَرُ فِي الْمَظَاهِرِ الْمُتَعَدِّدَةِ وَيَلْحَقُ لَهُ فِيْ كُلِّ مَظْهَرٍ اَحْكَامٌ عَلٰحِدَتُهَا فَقَدْ يَكُوْنُ جَوْهَرًا وَقَدْ يَكُوْنُ عَرَضًا فَلِهٰذَا نَقُوْلُ الْعَوَالِمُ عَلٰى تَعَدُّدِهَا وَسِعَتِهَا مُتَحَاذِيَةٌ بَعْضُهَا لِبَعْضٍ وَالْاَنْوَاعُ خُصُوْصِيَّاتُهَا اَعْيَانٌ وَالْاَعْيَانُ الظَّاهِرَةُ تُشَخِّصُهَا وَتَجْعَلُهَا اَفْرَادًا ۔	نظام عقول باطل ہیں، اور اعیان ان اسماء خاصہ کا عکس ہیں، جو کہ صفت ارادہ سے ظہور میں آنیوالے ہیں اور ہر ایک عین کا ظہور متعدد مظاہر میں ہوتا ہے اور ہر ایک مظہر کیلئے جداگانہ احکام ہوتے ہیں چنانچہ کبھی وہ جوہر اور کبھی عرض ہوتا ہے اسی بنا پر ہم کہتے ہیں کہ عوالم اپنے تعدد اور وسعت کے لحاظ سے ایک دوسرے کے متحاذی ہیں اور انواع کا مفہوم یہ ہے کہ وہ ان اعیان کی خصوصیات ہیں اور اعیان ظاہرہ ان میں تشخص پیدا کرتے اور ظہور افراد کا باعث ہوتے ہیں،

تمثلات کی تقسیم

وَرَأْيُ الْحَكِيْمِ تَقْتَضِيْ بِتَقْسِيْمِ التَّمَثُّلَاتِ اِلٰى ثَلٰثَةِ اَقْسَامٍ قِسْمٌ هُوَ تَمَثُّلٌ فِيْ خُصُوْصِيَّةِ الْجَوْهَرِ يَتَرَمَّنُهَا اِنْطِبَاقِيَّاتٌ وَهِيَ النُّفُوْسُ وَالْاَجْسَامُ الْمُتَوَحِّدَةُ بِوَحْدَةٍ حَقِيْقِيَّةٍ كَهٰذَا الْاِنْسَانِ وَذَالِكَ وَمِنْهَا اِنْدِرَاجِيَّاتٌ كَالْاَعْضَاءِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَاتَلَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلَا يَضْرِبْ وَجْهَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ وَجْهَ اٰدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ وَهٰذَا الْبَصَرُ مِنْ تَمَاثِيْلِ الْبَصِيْرِ وَهٰذَا الْيَدُ مِنْ تَمَاثِيْلِ الصَّانِعِ وَقِسْمٌ هُوَ تَمَثُّلٌ فِيْ خُصُوْصِيَّةِ الْعَرَضِيَّةِ وَ

اور حکیم کی رائے تمثلات کی تین قسمیں کرنیکی مقتضی ہے ایک قسم کا تو وہ تمثل ہے جو کسی جوہر کی خصوصیت میں واقع ہوتا ہے اسی قسم میں سے انطباقیات ہیں اور وہ نفوس اور اجسام متوحدہ ہیں کہ جن میں وحدت حقیقیہ پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً یہ انسان اور وہ انسان اور ان ہی میں سے اندراجیات ہیں، جیسا کہ اعضاء، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس وقت تم کسی سے لڑو تو اسکے منہ پر نہ مارو، کیونکہ اللہ تعالےٰ نے (آدمی) کے چہرہ کو اپنی صورت کے مطابق پیدا کیا اور یہ بصر بصیر کا تمثل اور یہ ہاتھ صانع کا تمثل ہے،

اور دوسری قسم کا وہ تمثل ہے جو کسی عرض کی خصوصیت میں واقع ہو اور

مِنْهَا اِنْطِبَاقِيَاتٌ وَهِيَ
اللَّوْنُ وَالشَّكْلُ وَالشَّجَاعَةُ
وَالسَّخَاوَةُ فَمَا لَا يَخْتَصُّ
بِعُضْوٍ وَاحِدٍ مِنَ الْاَعْضَاءِ
اِنَّمَا طَرَيَانُهَا عَلَى الْكُلِّ مِنْ
حَيْثُ اَنَّهُ هُوَ كُلٌّ وَمِنْهَا اِنْدِرَاجِيَّاتٌ
كَالصَّوْتِ فِي الْحَلْقِ وَالْبَصَرِ فِي
الْبَاصِرَةِ وَالسَّمْعِ فِي السَّامِعَةِ
وَقِسْمٌ هُوَ تَمَثُّلٌ فِي عَالَمِ
الْوُجُوْدِ الذِّهْنِيِّ سَتَعْرِفُ
اَنَّهُ عَالَمٌ وَرَاءَ الذِّهْنِ عِنْدَ
حِزْبِ الْحِكْمَةِ وَمِنْهَا
اِنْطِبَاقِيَاتٌ كَالْاِذْعَانِ وَ
مِنْهَا اِنْدِرَاجِيَّاتٌ
كَالتَّصْدِيْقَاتِ الْجُزْئِيَّةِ
فِي الْاَحْكَامِ الْخَاصَّةِ ۔
وَالْبَحْثُ عِنْدَنَا فِي اَحْكَامِ
الْمُعَيَّنِ مِنْ حَيْثُ
عَيْنِيَّتِهٖ فَقَدْ يَكُوْنُ

اس قسم میں بھی انطباقیات ہیں جیسا کہ
رنگ، شکل، شجاعت اور سخاوت
جن کو عضو میں سے کسی خاص عضو کے
ساتھ خصوصیت حاصل نہیں وہ تو کل
پر من حیث الکل طاری ہوتے ہیں
اور انہیں میں سے اندراجیات ہیں
جیسا کہ حلق میں آواز اور باصرہ میں بصر
اور قوت سامعہ میں سمع ہے،
اور تیسری قسم کا وہ تمثل ہے جو کہ عالم
وجود ذہنی میں ظاہر ہوتا ہے، اور
عنقریب تمہیں معلوم ہوگا کہ یہ عالم اہل
حکمت کے نزدیک ذہن کے پرے
واقع ہے، اور اس میں بھی انطباقیات
ہیں جیسا کہ اذعان اور اسی طرح
اندراجیات جیسا کہ تصدیقات جزئیہ کہ
جنکا تعلق احکام خاصہ سے ہے،
اور احکام جن کے متعلق ہمارے نزدیک
ان کی عینیت کی حیثیت سے بحث
کرنا مناسب ہے سو کبھی یہ حیثیت

جَمَالِيَّةٌ تَقْتَضِي طَبِيعَةً اَفَاضَةِ الْجَمَالِيَّاتِ فِي اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ وَوَلَدِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَقَدْ يَكُونُ جَلَالِيَّةٌ تَقْتَضِي اَفَاضَةَ الْجَلَالِيَّاتِ وَمِنْهُ الْيُمْنُ وَالشُّومُ۔

وَالتَّمَثُّلُ الْاَقْرَبُ اِلَى التَّعَرِّي هُوَ النَّفْسُ الْاِنْسَانِي وَالْحَيْوَانِيُّ وَالنَّبَاتِيُّ وَالْمَعْدَنِيُّ وَقَدْ طَوٰى ذِكْرُهَا فِي مَوَاطِنِ الْوَحْيِ لِاَنَّهَا عِنْدَ الْاَنْبِيَاءِ وَالْحُكَمَاءِ صُورَةٌ جَامِعَةٌ لِشَتَاتِ التَّمَثُّلَاتِ لَا يَتَعَلَّقُ بِهَا حُكْمٌ شَرْعِيٌّ بِاسْتِقْلَالِهَا وَلِاَنَّهَا خَلِيفَةُ الْاَعْيَانِ فِي عَالَمِ الْحُدُوثِ فَصَمَتَ عَنْهُ كَمَا صَمَتَ عَنِ

جمالی ہوتی ہے کہ جسکا طبعی اقتضاء اہل و اولاد اور مال و اصحاب کے بارے میں اس سے سراسر جمالیات کا ظہور ہو اور کبھی یہ حیثیت جلالی ہوتی ہے جو کہ جلالیات کے ظہور کو مقتضی ہوتی ہے یمن اور نحوست کا ظہور اسی سے ہوتا ہے،

اور جو تمثل تجرد کے زیادہ قریب ہے وہ نفس انسانی حیوانی نباتی اور معدنی ہے، وحی کے مقامات میں اسکے ذکر سے اسلئے اعراض اختیار کیا جاتا ہے کہ انبیاء کرام اور حکماء کے نزدیک یہ متفرق تمثلات کی وہ صورت جامعہ ہے کہ جن پر مستقل طور پر کوئی حکم شرعی متعلق نہیں ہوتا اور نیز یہ صورتیں عالم اعیان میں حدوث کے قائم مقام ہیں، تو جیسا کہ اعیان سے سکوت اختیار کیا گیا ان سے بھی سکوت اختیار کر لیا اور پھر یہ کہ اسکا تعلق مسئلہ

الاعیان ولا نہا من سر القدر ۔ | تقدیر کے اسرار سے ہے (جسکا اظہار ممنوع ہے)

مثال اور اسکے اقسام

وبعد ہا عالم المثال | اب اسکے بعد عالم مثال ہے اور
ولفظ المثال عندنا یقع | مثال کا اطلاق ہمارے نزدیک تین
علی ثلاثۃ معان الاول | معانی پر ہوتا ہے ایک تو مثال مقید ہے
المثال المقید وہی صورۃ | اس سے مراد وہ صورت ہے جو وہم یا خیال
تنطبع اما فی الوہم واما | یا ادراک میں منطبع ہو، یہ انطباع نشاۃ
فی الخیال واما فی الادراک | علمیہ کا ایک جزئی ارتقاء ہے کہ جس
وہی نشاۃ جزئیۃ من | میں اسماء کی صورتیں منقوش ہوتی ہیں،
النشاۃ العلمیۃ ینطبع فیہا | دوسرا مثال مطلق ہے یہ قسم اجسام کی
صور الاسماء الثانی المثال | اصل ہے اسکا انطباع پانی اور ہوا میں
المطلق وہو امر مثل الاجسام | ہوتا ہے، تو اسلئے اسے اسماء پاک میں
ینطبع فی الماء والہواء فیکون | سے امر متحقق سمجھا جاتا ہے یہ مثال جسم
امر احقا من الاسماء وہو الطف | سے لطیف تر ہوتی ہے کیونکہ اس کیلئے
من الجسم حیث لہ صورۃ مہملۃ | صورت خیالی ہوتی ہے، اور تیسرا
فحسب الثالث المثال المحقق | مثال متحقق ہے اور وہ ایک امر جسمانی
وہو امر جسمانی یظہر فی الخارج | ہے جو کہ خارج میں ظاہر ہوتا ہے یا یں

بِحَيْثُ يَتَأَكَّدُ وَيَرْسَخُ وَيَسْتَقِلُّ ۔ | طور کہ اسے تاکد ثبات اور استقلال حاصل ہوتا ہے،

وجود دنیوی و اخروی میں باہم امتیاز

وَهُوَ الْجِسْمُ الْأُخْرَوِيُّ وَيَمْتَازُ عَنِ الْجِسْمِ الدُّنْيَاوِيِّ بِوَجْهَيْنِ الْأَوَّلُ أَنَّ الشُّيُوعَ فِيهِ أَتَمُّ فَيَكُونُ مُتَجَسِّدُ الْوُجُوهِ الْمُنْطَوِيَةِ فِيهِ أَكْثَرَا وَالثَّانِي أَنَّ فِي هٰذَا الْعَالَمِ الْأَحْكَامُ الصَّادِقَةُ عَلَى الْإِنْسَانِ صِنْفَانِ صِنْفٌ يَسْتَقِلُّ بِهِ النَّفْسُ وَلَاحَظَّ لِلْبَدَنِ فِيهِ كَالْإِدْرَاكَاتِ الْعَقْلِيَّةِ السَّاذِجَةِ وَصِنْفٌ يَسْتَقِلُّ بِهِ الْبَدَنُ وَلَاحَظَّ لِلنَّفْسِ فِيهِ كَالْقِيَامِ وَالْقُعُودِ وَالتَّحَيُّزِ وَتَفْتَرِقُ الصِّنْفَانِ بِأَنَّ الْأَوَّلَ لَا يَتَّصِفُ الْبَدَنُ

اور یہی جسم اخروی ہے جو کہ جسم دنیاوی سے دو طریقہ پر ممتاز ہوتی پہلی وجہ تو یہ ہے کہ اجسام اخرویہ کمال بدرجہ اتم ہوتا ہے اور وجوہ مشمولہ کا کمال اکثر ہوتا ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اس عالم میں جو احکام انسان پر صادق آتے ہیں وہ دو قسم کے ہیں ایک قسم تو وہ ہے جو صرف نفس کے ساتھ مستقل ہے، کہ اس میں بدن کا کوئی دخل نہیں جیسا کہ ادراکات عقلیہ سادہ طور پہ اور دوسری قسم وہ ہے کہ جسکا تعلق صرف بدن کے ساتھ ہے نفس کا اس میں کوئی دخل نہیں جیسا کہ اٹھنا بیٹھنا اور تحیز اور دونوں قسموں میں فرق یہ ہے کہ پہلی قسم کو بدن کیسا

بِهِ قَطُّ لَا فِي مَذْهَبِ الْعَامَّةِ
وَلَا فِي مَذْهَبِ الْخَاصَّةِ فَلَا
يُقَالُ بَدَنِي يَعْقِلُ وَجِسْمِي
يَعْقِلُ بَلْ نَفْسِي يَعْقِلُ وَ
قَلْبِي يَعْقِلُ وَالثَّانِي يَتَّصِفُ بِهِ
النَّفْسُ فِي كِلَا الْمَذْهَبَيْنِ يُقَالُ
أَنَا قَائِمٌ وَمُهْجَتِي قَائِمَةٌ وَ
نَسَمَتِي قَائِمَةٌ كَمَا يُقَالُ بَدَنِي
قَائِمٌ وَجِسْمِي قَائِمٌ.

کسی بھی حالت میں موصوف نہیں کیا
جا سکتا نہ عوام کے مذہب اور نہ
خواص کے مسلک میں سو یہ نہیں کہا
جا سکتا ہے کہ میرا بدن تعقل کرتا ہے
اور میرا جسم ادراک کرتا ہے بلکہ یہ کہیں
گے کہ میرا نفس اور قلب تعقل اور ادراک
کرتا ہے دوسری قسم میں ہم ان دونوں مذہبوں
کی بنا پر نفس کو اس کے ساتھ موصوف کر سکتے ہیں کہا
جا سکتا ہے کہ میں کھڑا ہوں میرا نفس کھڑا ہے
اور میرا نسمہ قائم ہے جیسا کہ بدنی قائم و جسمی قائم بول سکتے ہیں،

وَأَمَّا فِي ذٰلِكَ الْعَالَمِ الْأَعْلَى
فَكُلُّ الْأَحْكَامِ سَوَاسِيَةٌ فِي
أَنَّهُ يَصِحُّ اتِّصَافُ أَحَدِهِمَا بِالْآخَرِ
يُقَالُ هُنَاكَ بَدَنِي يَعْقِلُ كَمَا
يُقَالُ قَلْبِي يَعْقِلُ وَبَعْضُ
الصُّوفِيَّةِ يُسَمِّي هٰذَا الْعَالَمَ مِثَالًا
عَلَى حِذَاءِ مَا سَمَّتْهُ الْفَلَاسِفَةُ
مِينُوسًا مُشْتَقًّا مِنْ لَفْظَةِ مِينَا
بِمَعْنَى الصُّورَةِ الْمَرْئِيَّةِ فَإِنَّ

اور عالم اعلیٰ میں سب احکام برابر ہیں
ایک کو دوسرے کیسا تھ موصوف کرنا
صحیح ہے چنانچہ اس مقام پر جیسا کہ
قلبی یعقل کہہ سکتے ہیں بعینہ اسی طرح
بدنی یعقل بول سکتے ہیں بعض صوفیہ
اس عالم کو مثال بولتے ہیں، جیسا کہ
فلاسفہ نے اس کا نام مینوس رکھدیا ہے جو
لفظ مینیا سے مشتق ہے اس شیشے کو
بولتے ہیں کہ جس میں منہ دیکھا جاتا ہے

كَانَ مُرَادُهُمْ هٰذَيْنِ الْفَرِيْقَيْنِ فَبِهَا وَنِعْمَتْ وَاِلَّا فَقَدْ اَخْطَئُوْا سَبِيْلَ الرَّشَادِ وَلَا نَقُوْلُ اِنَّ الْمِثَالَ الْاَوْسَطَ يَجِبُ اَنْ يَكُوْنَ فِيْ كُلِّ جِسْمٍ كَمَا يَتَبَادَرُ مِنْ كَلَامِ بَعْضِهِمْ وَاَبْعَدُ الْمُتَمَثِّلَاتِ عَنِ التَّجَرُّدِ هُوَ الْجِسْمُ الْحَقِيْقِيُّ وَاَبْعَدُهَا الْعَنَاصِرُ ثُمَّ الْاَفْلَاكُ ثُمَّ الْمَعْدِنِيَّاتُ ثُمَّ النَّبَاتِيَّاتُ ثُمَّ الْحَيْوَانَاتُ ثُمَّ الْاِنْسَانُ

اب اگر ان کی مراد یہی دو فریق ہیں تب تو درست ہے ورنہ پھر وہ سیدھے راستہ سے بھٹک گئے، بعض کے کلام سے متبادر ہوتا ہے کہ مثال وسط کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ ہر ایک جسم کیلئے پائی جائے سو ہم اسکے قائل نہیں اور وہ ممثل جو سب سے زیادہ تجرد سے بعید وہ جسم حقیقی ہے چنانچہ ان میں سب سے بعید عناصر ہیں ان کے بعد افلاک پھر معدنیات پھر نباتات پھر حیوانات اور اسکے بعد انسان کا درجہ ہے،

عوالم مختلفہ

وَاعْلَمْ اَنَّ حِزْبَ الْحِكْمَةِ يَجْزِمُوْنَ بِاَنَّهُ كَمَا اَنَّ فِي الْخَارِجِ عَالَمًا لَا يُدْرِكُهُ اِلَّا الْبَصَرُ وَهُوَ الْاَضْوَاءُ وَالْاَلْوَانُ وَالْاَشْكَالُ وَاٰخَرُ لَا يُدْرِكُهُ اِلَّا السَّمْعُ وَهُوَ

یاد رکھو کہ اہل حکمت یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ جس طرح خارج میں ایک عالم ہے جسکا ادراک صرف آنکھ کر سکتی ہے یعنی روشنی رنگ اور اشکال اسی طرح ایک اور عالم ہے کہ جسکا ادراک کان تک محدود ہے

لاصوات وآخر لا يدركه الا	جیسا کہ اصوات ایک اور عالم ہے کہ
للمس وآخر لا يدركه الا	جسکا ادراک قوت لامسہ کیلئے مخصوص
لشم وآخر لا يدركه الا	اور اسی طرح قوت شامہ اور قوت
لذوق وكذلك ههنا عالم	ذائقہ کیلئے بھی عالم ہیں اور اسی طرح
يناله الا الحس المشترك	اس مقام پر ایک اور عالم ہے کہ جسکا
عالم لا يناله الا الوهم	ادراک حس مشترک کے علاوہ اور کوئی
عالم لا يناله الا الادراك	نہیں کر سکتا اور دوسرا عالم ہے کہ جس
هؤلاء الثلاث من	کا ادراک وہم ہی کر سکتا ہے اور ایک
خصائص البدن الهوائي	تیسرا عالم ہے کہ جسکا ادراک قوۃ مدرکہ
كما ستعرف ؛	کے علاوہ اور کوئی نہیں کر سکتا، ان

ن عوالم کا بدن ہوائی کے خصائص سے ہے جیسا کہ عنقریب تمہیں معلوم ہوگا

حزب الحكمة لما ادركوا	اہل حکمت کو جسوقت یہ معلوم ہوا، کہ
ان وراء النفس المجردة	نفس مجرد عن المادہ کے علاوہ ایک اور
وحا آخر تنشأ من امشاج	روح ہے جسکا ظہور اخلاط بدن سے
لبدن وهي حجاب وسترة	ہوتا ہے اور وہ نفس مجردہ کیلئے حجاب
على وجه النفس المجردة	اور پردہ اور اس پر لباس پڑا ہوا
لباس سابغ عليها فلا جرم	ہے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں کہ وہ علم
نها تعم جانبي العلم و	اور عمل دونوں پہلوؤں کو شامل ہو تو
لعمل حكموا بانها	انہوں نے اس بات کا فیصلہ کر دیا

مَوْجُوْدَةٌ فِي الْخَارِجِ كَوُجُوْدِ الْمَحْسُوْسَاتِ.

کہ وہ محسوسات کے وجود کی طرح خارج میں موجود ہے،

اَمَّا الْمَوْجُوْدَاتُ الَّتِيْ لَا يَنَالُهَا اِلَّا الْحِسُّ الْمُشْتَرَكُ فَمِنْهَا الْجِنُّ وَيَشْتَبِهُ عَلَى الْاَذْهَانِ الْمَشْهُوْرَةِ فَيَخْبِطُ الْحِسُّ الْمُشْتَرَكُ وَيُصَوِّرُهُ بِصُوْرَةٍ مَخْزُوْنَةٍ عِنْدَهُ مِنَ الْمُبْصَرَاتِ وَاَمَّا الْاَقْوِيَاءُ فَيُدْرِكُوْنَهُ كَمَا هُوَ مِنْ غَيْرِ خَبْطٍ.

جن موجودات کو حس مشترک کے علاوہ اور کوئی چیز ادراک نہیں کر سکتی، تو ان میں سے جنات ہیں اور یہ بات اذہان مشہورہ پر مشتبہ ہو جاتی ہے اور ان کی حس مشترک میں خبط سا واقع ہو جاتا ہے اور وہ ان کو ان صورتوں میں مشکل دیکھتے ہیں جو آنکھ سے ادراک کرنیکے ذریعہ ان کے پاس مخزون ہیں اور اقویاء تو بغیر ضبط کے ان کا ادراک کر لیتے ہیں،

وَمِنْ هٰذَا الْعَالَمِ نُوْرُ الْوُضُوْءِ وَالْغُسْلِ وَظُلْمَةُ الْحَدَثِ وَالْجَنَابَةِ فَاِنَّا نَعْلَمُ اَنَّهُ قَبْلَ نُزُوْلِ الشَّرْعِ كَانَ لِلْوُضُوْءِ وَالْغُسْلِ نُوْرٌ تَاَكَّدَ لَمَّا نَزَلَ بِهِ الشَّرْعُ فِيْ عَالَمٍ سَيَرِدُ عَلَيْكَ وَكَذٰلِكَ كَانَ لِلْحَدَثِ وَالْجَنَابَةِ

وضو اور غسل کا نور اور بے وضو اور جنابت کی تاریکی اور ظلمت اسی عالم سے ہے، کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ نزول شرع سے قبل بھی وضوء اور غسل کیلئے نور پایا جاتا تھا، کہ جسکی شرع نے اس عالم میں نازل ہو کر مزید تاکید کر دی اور اسی طرح بے وضو رہنے اور جنابت

عربی	اردو
ظلمة قبل الشرع و لذلك كان حكماء ذلك الزمان يتعاطون الوضوء والغسل ويتقيضون عن الحدث والجنابة من مقتضى عصمتهم .	کی ظلمت نزول شرع سے قبل ہی ادراک کی جاتی تھی، اسی بنا پر اس زمانہ جاہلیت میں دانشمند اور حکماء وضو اور غسل کے عادی تھے اور حدث اور جنابت سے پرہیز کرتے تھے، یہ ان کی فطرتی عظمت کا مقتضی تھا،
واما الموجودات التي لا ينالها الا الوهم فهي امور عرضية وجدانية كالجوع والغضب والمحبة وكطرائق الابرار ويسمى كل منها نسبة عندهم واذا جلس الذكي الى مهموم مغموم تعدى الهم والغم فمن ذلك السبيل ثبت امران احدهما ان الهم لا يعرض على القوة العاقلة فقط بل على العاملة والعاقلة كليهما	اور جن موجودات کا ادراک قوۃ واہمہ کے علاوہ اور کوئی نہیں کر سکتا وہ امور عرضیہ وجدانیہ ہیں جیسا کہ بھوک غصہ اور محبت اور طرائق ابرار کہ ان کے نزدیک ان میں سے ہر ایک کا نام نسبت رکھا جاتا ہے اور جس وقت ذکی مغموم اور پریشان انسان کے پاس بیٹھتا ہے تو اس پر بھی غم اور پریشانی کے اثرات نمایاں ہونے لگتے ہیں، تو اس سے دو امر ثابت ہوئے ایک تو یہ کہ صرف قوت عاقلہ پر پریشانی کا اثر نہیں پڑتا بلکہ قوت عاملہ اور اور عاقلہ دونوں پر اس کا اثر پڑتا ہے

وَلِذٰلِكَ يَسْقُطُ شَهْوَتُهٗ
وَيَصْفَرُّ لَوْنُهٗ وَثَانِيْهِمَا
اَنَّ هٰهُنَا الْعَرَضَ اَمْرٌ
مَوْجُوْدٌ اِنَّمَا يُدْرِكُهُ الْوَهْمُ
فَقَدْ ثَبَتَ اَنَّ هُنَاكَ عَالَمًا
يَسْتَثْبِتُ بِاِدْرَاكِ الْوَهْمِ هٰذَا
بِحَسَبِ اِدْرَاكِ الْعَامَّةِ ۔
وَاَمَّا الْحُكَمَاءُ فَيَجِدُوْنَ فِيْهِمَا
اَيْضًا اَنْوَارَ الصَّلٰوةِ وَالصَّوْمِ
وَغَيْرِهِمَا وَقَدْ يُمَيِّزُ الْحَكِيْمُ
بَيْنَ اَنْوَارِ الْعِبَادَاتِ فِيْ نُوْرِ
التِّلَاوَةِ فَيَرٰى نُوْرَ الصَّلٰوةِ
غَيْرَ نُوْرِ الصَّوْمِ وَغَيْرَ نُوْرِ
التِّلَاوَةِ وَهٰكَذَا ۔
وَاَمَّا الْمَوْجُوْدَاتُ الَّتِيْ لَا
يَنَالُهَا اِلَّا الْاِدْرَاكُ اَيِ الْقُوَّةُ
الْمُدْرِكَةُ فِيْ هٰذَا الْعَالَمِ الْهَيُوْلٰى
وَالصُّوْرَةُ الْعَامَّةُ وَالزَّمَانُ
وَالْمَكَانُ فَهٰذِهٖ اَرْبَعَةُ اَشْيَاءَ

اسی بنا پر مسموم کی اشتہا ختم ہو جاتی ہے
اور اس کا رنگ زرد ہو جاتا ہے دوسری
بات یہ ہے کہ یہ عرض ایک امر موجود
ہے کہ جس کا ادراک قوت واہمہ ہی کر
سکتی ہے سو اس مقام پر ایک عالم
ہے جسکا ذریعہ ادراک وہم ہے اور یہ
چیز عوام کے ادراک کے مطابق ہے،
اور حکماء کو تو نماز اور روزہ وغیرہ ہی
کے انوار کا تجدد حاصل ہوتا ہے اور حکیم
روحانی عبادات اور تلاوت کے انوار
میں فرق محسوس کر لیتا ہے چنانچہ جو وہ
نماز کا نور محسوس کرتا ہے وہ روزہ اور
تلاوت قرآن کریم کے نور سے مختلف
ہوتا ہے اور علیٰ ہذا۔
اور جن موجودات تک ادراک یعنی
قوت مدرکہ ہی کی رسائی ہوتی ہے تو
ان میں سے عالم ہیولی صورت عامہ
زمان اور مکان میں عام طور پر یہی
سمجھا جاتا ہے، کہ یہی چار چیزیں ہیں

يُدْرِكُهَا الْقُوَّةُ الْمُدْرِكَةُ	کہ جن کا ادراک قوت مدرکہ کرتی ہے
فِي مَجَارِي الْعَادَاتِ بَلْ إِنْ	لیکن حقیقت یہ ہے، کہ یہ تشخص جزئی
شِئْتَ الْحَقَّ فَلَا يُدْرِكُ هٰذَا	اور یہ صورت انسانیہ اور یہ صورت
التَّشَخُّصَ الصِّرْفَ وَلَا الصُّورَةَ	حیوانیہ ان سب کا ادراک قوت
الْإِنْسَانِيَّةَ وَلَا الصُّورَةَ الْحَيَوَانِيَّةَ	مدرکہ ہی کرتی ہے آنکھ تو صرف ان
إِلَّا الْقُوَّةُ الْمُدْرِكَةُ وَإِنَّمَا يُدْرِكُ	کی ظاہری شکل و صورت کا احساس
الْبَصَرُ أَضْوَاءً وَأَلْوَانًا لَا غَيْرَ ۰	کر سکتی ہے،
وَاعْلَمْ أَنَّ الشَّرْعَ لَمَّا	اور یاد رکھو کہ شرع کا تحقق اور تقرر
بَلَغَ غَايَةَ التَّحَقُّقِ وَالتَّقَرُّرِ	اسم حادث مجرد کے مطابق جبکہ انتہاء
بِحَسَبِ الْإِسْمِ الْحَادِثِ	درجہ پہنچ گیا تو اس عالم میں اسکو تشریع
الْمُجَرَّدِ ثَبَتَ لَهُ غَايَةُ وُجُوْدٍ	کی حیثیت سے ثبات اور قرار حاصل
فِي هٰذَا الْعَالَمِ مِنْ حَيْثُ	ہو چکا ہے کہ جسکا وجود عرضی ہے اور یہ
تَشْرِيْعِيَّتِهِ وُجُوْدًا عَرْضِيًّا وَ	اصل تحقق اس تحقق کے بالمقابل ہے
هٰذَا أَصْلُ التَّحَقُّقِ بِإِزَاءِ	کہ جیسے بدن میں رسوخ حاصل ہے
التَّحَقُّقِ الرَّاسِخِ فِي الْبَدَنِ ثُمَّ	اور جیسا کہ ہم اس کی طرف اشارہ
نَشَأَ مِنْهُ التَّحَقُّقُ الْوَهْمِيُّ وَ	کر چکے ہیں کہ اسی سے تحقق وہمی
التَّحَقُّقُ الْحِسِّيُّ كَمَا أَشَرْنَا إِلَيْهِمَا ۰	اور تحقق حسی ظہور میں آئے ہیں،

کون و فساد

وَمُطْلَقُ اَسْبَابِ الْكَوْنِ
وَالْفَسَادِ مُنْحَصِرٌ فِىْ
سَبَبَيْنِ اَحَدُهُمَا اِنْعِكَاسُ
صُوَرِ الْاَسْمَاءِ فَقَدْ عَلِمْتَ
اَنَّ فِىْ كُلِّ نَشْاَةٍ مُنْبَجِسَةٍ
صُوْرَةً مُخْتَصَّةً لِكُلِّ اِسْمٍ
اِسْمٍ لَا تُوْجَدُ فِىْ غَيْرِهَا
وَثَانِيْهِمَا خُصُوْصِيَّةُ النَّشْاَةِ
فَقَدْ عَلِمْتَ اَنَّ فِىْ كُلِّ
نَشْاَةٍ اَمْرٌ مَوْجُوْدٌ يَخْتَصُّ
بِخَوَاصٍّ لَا تُوْجَدُ فِىْ غَيْرِهٖ
كَالْجَوْهَرِ وَالْعَرْضِ بَلْ كُلِّ
نَوْعٍ نَوْعٍ فَيَتَخَصَّصُ الْاَنْوَاعُ
بِلَوَازِمِهَا وَخُصُوْصِيَاتِهَا
بِتَشَخُّصَاتٍ شَتّٰى بِحَسَبِ
الْاَسْمَاءِ فَهٰذَا سِرُّ انْتِشَارِ
الْجُزْئِيَاتِ بِتَشَخُّصَاتِهَا ۔

کون و فساد کے مطلق اسباب
کی دو قسمیں ہیں ایک تو صورا سماء کا
منعکس ہونا تمہیں معلوم ہے کہ ہر وہ
نشاۃ جو ظہور میں آئی اس کی صورت
مخصوصہ کا تعلق ایک خاص اسم پاک سے
ہوتا ہے کہ وہ صورت کسی اور اسم میں
نہیں ہوسکتی دوسرے اس نشاۃ کی
خصوصیت ہے کیونکہ تمہیں معلوم ہے کہ
ہر ایک نشاۃ میں ایک ایسا سبب ہوتا
ہے جو کہ ایسے خواص کے ساتھ مختص ہوتا
ہے جو کسی اور میں نہیں پائے جاتے جیسا
کہ جوہر اور عرض بلکہ ہر ایک نوع نوع
ہوتی ہے چنانچہ تمام انواع اپنی خصوصیات
اور لوازمات کیساتھ اسماء کے مطابق
مختلف طریقوں پر متشخص ہوتے ہیں
جزئیات کا اپنے تشخصات کیساتھ
منتشر ہونیکا یہی راز ہے ۔

حوادثات یومیہ اور اس کے اسباب

وَاَمَّا الْحَوَادِثُ الْيَوْمِيَّةُ
فَسَبَبُهَا اُمُوْرٌ مِنْهَا ظُهُوْرُ
اِسْتِعْدَادَاتٍ كَائِنَةٍ
مُنْطَوِيَةٍ فِي النَّوْعِ مَثَلًا النَّارُ
قَدْ اُوْدِعَ فِيْهِ مَعْنَى الْاِحْرَاقِ
فَلَا جَرَمَ اَنَّهَا تُحْرِقُ مَا تَمَاسَّهُ
وَهٰذَا الْقِسْمُ يُسَمّٰى بِالْقُوَى
الطَّبْعِيَّةِ وَمِنْهَا خَوَاصُّ الْاِسْمِ
الْمُتَمَثِّلِ مَثَلًا ظُهُوْرُ الْحَيِّ
يَقْتَضِيْ اَنْ يَتَلَبَّسَ مَظْهَرُهٗ
بِنَوْعٍ مِنَ الْحَيَاةِ كَمَا تَخُصُّهٗ
بِنَوْعٍ وَظُهُوْرُ الْوَلِيِّ يَقْتَضِيْ
اَنْ يَكُوْنَ مَظْهَرُهٗ مَوْدُوْدًا
بِوُدٍّ مُقَدَّسٍ لَا بِحُسْنِ
شَمَائِلَ وَفَضَائِلَ فَاِنِ
اُبْتُلِيَ بِعَدَاوَةِ النَّاسِ
فَلَا جَرَمَ اَنَّهُمْ

حوادثات یومیہ کے بھی چند
اسباب ہوتے ہیں منجملہ ان کے ان
استعدادات کا ظہور ہے جو کسی نوع میں
موجود ہیں جیسا کہ آگ کہ اسمیں جلانیکا
مادہ موجود ہے چنانچہ جو اسے ہاتھ لگائے
اسے جلا دیتی ہے اس قسم کو قوی طبعیہ
کیساتھ موسوم کیا جاتا ہے اور اسی میں
سے اسم متمثل کے خواص ہوتے ہیں،
جیسا کہ الحیّ اسم پاک کے ظہور کا یہ تقاضا
ہے کہ جو چیز اسکا مظہر ہو اسمیں کسی نہ
کسی قسم کی حیات ضرور ہو گی جو کہ اس
نوع کیساتھ خاص ہے اور الولیّ کا
ظہور اسبات کا مقتضی ہے
کہ اس کے مظہر کو حب مقدس کیساتھ
لوگ چاہتے ہوں، اسکے شمائل اور
فضائل محبوب ہوں اگرچہ انسان اس
سے عداوت بھی رکھتے ہوں، لیکن ان

يحبونه في تجويف من القلب ويعادونه في تجويف آخر المقتضى للاسم.

کے صمیم قلب میں اسکی محبت موجود ہو اور اس سے کسی اور نظریہ کے پیش نظر عداوت رکھتے ہوں جو کہ اس اسم کا تقاضا ہے،

ومنها تحريك قاصر من ذوات الارادة او غيرها نفسا مجردة كانت او غيرها فان كان من النسمة وهي النفس المتلبسة بلباس الادراك كما سياتي وهي الهمة وان كان من النفس من حيث تخلقت باخلاق الله سبحانه فهو الخرق.

منجملہ ان امور کے کسی صاحب ارادہ کی وہ تحریک قاصر ہے جو نفس مجرد یا غیر مجرد سے صادر ہو اگر اسکا ظہور نسمہ سے ہوا ہے جس سے مراد وہ نفس انسانی ہے جو لباس ادراک میں ملبوس ہو تو اسے ہمت کہیں گے اور اگر اس کا ظہور کسی ایسے نفس سے ہوا ہے جو متخلق باخلاق اللہ تعالے ہے تو اس کو خرق عادت کہتے ہیں،

ومنها تمثل صورة اندرجت في الصحف من دعاء او عمل حسن او سيئ مع رعاية ما تمثلت فيه من النوع رعاية المعدات السابقة ورعاية سلوك الرجل او لا سبوغه ففي تمثلها امتزاجات

منجملہ ان امور کے کسی ایسی صورت کا تمثل جسکا اندراج صحیفہ اعمال میں ہو جیسا کہ دعاء عمل صالح یا قبیح ساتھ ہی تمثل نوعی اور معدات سابقہ اور اس شخص کے کمال اور عدم کمال کی بھی رعایت کی جاتی ہے اس تمثل میں اس قسم کے امتزاجات پائے جاتے ہیں جیسا کہ

كَمَا مُتَزَاجِ الرُّؤْيَا وَلِذٰلِكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلنَّاسُ نِيَامٌ فَاِذَا مَاتُوْا انْتَبَهُوْا ؛

عالم رؤیا میں ہوتے ہیں اسی بنا پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لوگ سوئے ہیں جب وہ مریں گے تب بیدار ہوں گے،

وَلَوْلَا اَنَّ السَّبَا كَانَتْ عَلٰى شَطِّ الْهِنْدِ لَمَا عُذِّبَتْ بِالْغَرَقِ بَلْ بِنَحْوٍ اٰخَرَ وَكَذٰلِكَ قَوْمُ لُوْطٍ وَشُعَيْبٍ وَغَيْرِهِمَا اخْتَصُّوْا بِعَذَابٍ مَخْصُوْصٍ لِمُعَدَّاتٍ اُعِدَّتْ لَهُ ؛

اور اگر قوم سبا ساحل بحر ہند پر آباد نہ ہوتی تو وہ غرق نہ ہوتے بلکہ اور کسی قسم کا عذاب ان پر آتا اور اسی طرح قوم لوط اور شعیب علیہما السلام کو جس عذاب مخصوص کے ساتھ ہلاک کیا گیا، وہ انکی معدات ہی کا تقاضا تھا،

اعمال کی حفاظت کے لئے علیحدہ عالم کی حاجت ہے

وَاِنْ اَرَدْتَ كَشْفَ السِّرِّ فَاعْلَمَنْ اَنَّهٗ لَابُدَّ مِنْ عَالَمٍ هُوَ ظَرْفٌ حَافِظٌ لِاَعْمَالِ النَّاسِ مُجَرَّدًا اَوْ كَالْمُجَرَّدِ فَمِنْهُ مَا هُوَ حَافِظٌ لِاَعْمَالِ رَجُلٍ رَجُلٍ وَهِيَ الصُّحُفُ الَّتِيْ اَسْنَدَ اللّٰهُ كِتَابَتَهَا

اور اگر تم چاہتے ہو کہ اس بات کا راز تم پر منکشف ہو جائے تو یہ بات یاد رکھو کہ ایک ایسے عالم کا ہونا ضروری ہے کہ جس میں لوگوں کے اعمال محفوظ ہوں یہ عالم مجرد ہو یا مجرد کی طرح ہو تو اسی کا وہ جز ہے کہ جس میں ایک ایک فرد کے اعمال محفوظ رہتے ہیں، یہ وہ

إِلَى المَلَائِكَةِ لِأَنَّ لَهُم مَن خَلَا فِي ذٰلِكَ وَمِنْهُ مَا هُوَ حَافِظٌ لِأَعْمَالِ قَوْمٍ قَوْمٍ أَوْ أَقْلِيمٍ أَقْلِيمٍ وَمِنْهُ مَا هُوَ حَافِظٌ لِأَعْمَالِ النَّاسِ أَجْمَعِهِمْ ۔

صحیفے ہیں کہ جن کی کتابت کو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے سپرد کیا ہے کیونکہ یہ کام ان ہی کے سپرد ہے اور اسی میں سے ایک وہ حصہ ہے جس میں ایک ایک قوم اور ایک ایک ملک کے اعمال محفوظ کئے گئے ہیں اور اسی طرح ایک وہ حصہ ہے۔ جو انسانوں کے تمام اعمال کا محافظ ہے۔

فَمِنَ الأَوَّلِ الفِتَنُ الجُزْئِيَّةُ وَإِلَيْهِ الإِشَارَةُ فِي قَوْلِهٖ تَعَالَى مَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ وَمِنَ الثَّانِي عَذَابُ قَوْمِ شُعَيْبٍ وَلُوطٍ وَصَالِحٍ وَهُودٍ وَالنَّاقَةُ فِي ثَمُودَ كَانَتْ تِمْثَالًا لِشُرُورِهِمْ فَلَمَّا قَتَلُوهَا تَرَوَّجَتْ وَعَمَّ الفَسَادُ وَمِنَ الثَّالِثِ الدَّجَّالُ فَإِنَّهُ كَانَ أَعْمَالَ قَوْمِ نُوحٍ وَهُودٍ وَصَالِحٍ

پہلی قسم کے اعمال کا ثمرہ فتن جزئیہ ہیں کہ جن کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے کہ جو مصیبت بھی تم پر نازل ہوتی ہے وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے اور اللہ تعالیٰ بہت باتوں کو معاف بھی کر دیتا ہے، اور دوسری قسم کی مثال حضرت شعیب لوط صالح اور ہود علیہم السلام کی اقوام پر عذاب کا نازل ہونا ہے قوم ثمود کی اونٹنی ان کی شرارتوں کا ایک مجسمہ تھی جب انہوں نے اس کو قتل کر دیا تو ان کی یہ بدترین حرکت فساد کے پھیل جانیکا باعث ہوئی تیسری قسم کی وضاحت وہ دجال کا

وَلُوْطٍ وَّشُعَيْبٍ وَغَيْرِهِمْ	واقعہ ہے اسلئے کہ قوم نوح، ہود، صالح
مَحْفُوْظَةٌ فِي الصَّحِيْفَةِ الْعَلَمَةِ	لوط اور شعیب اور دیگر اقوام معذبہ
فَلَمَّا كَثُرَتْ سَيِّئَاتُ بَنِيْ	کے اعمال ایک صحیفہ میں محفوظ کئے
اِسْرَائِيْلَ وَهِيَ قَبِيْلَةٌ كُلِّيَّةٌ	گئے تو جس وقت بنی اسرائیل میں برائیاں
فِيْهِمُ الْاَنْبِيَاءُ الْمُطْلَقِيُّوْنَ وَ	پھیل گئیں کیونکہ یہ ایک بہت بڑی
فِيْهِمْ حَافِظٌ وَقَائِمٌ بِالْاَمْرِ	قوم تھی اور جن میں بکثرت انبیاء کرام
فِيْ كُلِّ زَمَانٍ فَسَاقَ السُّوْءَ	مبعوث ہوئے تھے اور ان کی قوم
وَتَمَثَّلَ رَجُلًا وَلَحِقَ بِهِ	میں ایک دور میں حافظ شریعت اور قائم بالامر
الشُّرُوْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ	آتے رہے تو اس لئے وہ شرور جمع ہو کر ایک آدمی
ثُمَّ مَاتَ فَتَرَوَّجَ الْفَسَادُ	کی شکل میں متمثل ہو گئے اور قیامت کے فسادات اس
وَعَمَّ الشَّرُّ وَجَاءَتِ الْقِيَامَةُ	کے ساتھ لاحق ہو گئے اس کے مرنے کے بعد فسادات
فَهٰذَا سِرُّ اَخْبَارِ نُوْحٍ عَلَيْهِ	اور علامات و حوادثات قیامت برپا ہو
السَّلَامُ بِالدَّجَّالِ فَتَعَرَّفْ	جائیں گی، سو نوح علیہ السلام نے جو

اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا ہے اس کا یہی راز ہے،

وَبِالْجُمْلَةِ فَلَمَّا تَشَاهَدَ الْعَالَمُ	خلاصہ کلام یہ کہ جب عالم حادث
الْحَادِثُ تَشَاهَدَ ضُرُوْرَتُهَا	ظہور میں آیا تو اس کے ساتھ ضرورۃً
عَالَمٌ مُجَرَّدٌ بِاِزَائِهٖ يَتَحَفَّظُ	ایک عالم مجرد کا بھی ظہور ہوا، جس
فِيْهِ اَعْمَالُهُمْ وَاَخْلَاقُهُمْ وَهٰذِهٖ	میں اس عالم حادث کے لوگوں کے
الْمَسْئَلَةُ رُكْنٌ عَظِيْمٌ مِنْ	اعمال اور اخلاق محفوظ کئے جاتے ہیں

اَدْرَاكَاتِ التَّكْوِيْنِيَّاتِ وَالنَّاسُ عَنْهَا فِيْ غَفْلَةٍ عَرِيْضَةٍ ٭	یہ مسئلہ علم تکوینیات کا رکن عظیم ہے، مگر لوگ اس سے کلی طور پر غافل ہیں،

تقدیر کے اقسام

وَالتَّقْدِيْرُ تَقْدِيْرَانِ مُبْرَمٌ وَمُعَلَّقٌ اَمَّا الْمُعَلَّقُ فَاِسْتِعْدَادُ كُلِّ عَيْنٍ فِيْ بِحَسْبِهٖ يَنْفَعُ الدُّعَاءُ وَالتَّدْبِيْرُ وَاَمَّا الْمُبْرَمُ فَاسْتِعْدَادُ كُلِّ الْعَالَمِ جُمْلَةً وَاحِدَةً وَهُوَ لَا يَتَخَلَّفُ قَطُّ	تقدیر کی دو قسمیں ہیں، مبرم اور معلق، تقدیر معلق کا موجب استعداد شخصی ہے اور اسی میں دعا اور تدبیر نافع ثابت ہوتی ہے اور تقدیر مبرم کا باعث تمام عالم کی مجموعی استعداد ہے کہ اس میں کسی قسم کا تخلف واقع نہیں ہوتا،
وَعَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ اَسِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَرَّ بِالنُّطْفَةِ ثِنْتَانِ وَاَرْبَعُوْنَ لَيْلَةً بَعَثَ اللّٰهُ اِلَيْهَا مَلَكًا يُصَوِّرُهَا وَخَلَقَ سَمْعَهَا وَبَصَرَهَا وَجِلْدَهَا وَلَحْمَهَا وَعِظَامَهَا ثُمَّ قَالَ يَا رَبِّ	حضرت حذیفہ بن اسید رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نطفہ پر چالیس دن گزر جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اسکے پاس اپنا ایک فرشتہ بھیجتا ہے تاکہ جنین کی تصویر بندی کرے اسکے کان اور آنکھیں سکے گوشت پوست اور ہڈیاں بنائے جب وہ یہ فرائض انجام دے چکتا ہے، تو بارگاہ الہی میں عرض کرتا ہے، خدایا یہ

أَذَكَرٌ أَمْ أُنْثَى فَيَقْضِي رَبُّكَ مَا شَاءَ وَيَكْتُبُ الْمَلَكُ وَيَقُولُ يَا رَبِّ أَجَلُهُ فَيَقْضِي رَبُّكَ مَا شَاءَ وَيَكْتُبُ الْمَلَكُ ثُمَّ يَخْرُجُ الْمَلَكُ بِالصَّحِيفَةِ فِي يَدِهٖ فَلَا يَزِيدُ عَلَى أَمْرِهٖ وَلَا يَنْقُصُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ٭

جنیں مذکر ہوگا یا مونث؟ اسکے متعلق اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے فیصلہ فرماتا ہے اور فرشتہ اسی کے مطابق لکھتا ہے پھر وہ عرض کرتا ہے کہ اسکی عمر کیا ہو گی تو اسکے متعلق بھی اللہ تعالیٰ اپنے ارادہ کے مطابق فیصلہ صادر فرماتا ہے اور فرشتہ اسے لکھ لیتا ہے پھر فرشتہ اس لکھے ہوئے صحیفہ کو لے کر نکلتا ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے مقدر فرمایا ہے اس میں کسی قسم کی کمی بیشی نہیں کرتا ۔ (رواہ مسلم)

عین ثابتہ کے متعلق بعض صوفیوں کی غلطی

اِعْلَمْ أَنَّ الْعَيْنَ الثَّابِتَةَ وَإِنْ كَانَتْ مُنْطَوِيَةً عَلَى قَاطِبَةِ الْجِهَاتِ لٰكِنْ لَا يَظْهَرُ إِمْكَانُهَا إِلَّا بِحَسَبِ النَّشْأَةِ الظَّاهِرَةِ فَمَا الَّذِي يُقَالُ فِي مَذْهَبِ الصُّوفِيَّةِ مِنْ أَنَّ كُلَّ مَا تَضَمَّنَهُ الْعَيْنُ لَا جَرَمَ أَنَّهُ سَيَظْهَرُ لَيْسَ بِشَيْءٍ عِنْدَنَا

یاد رکھو کہ عین ثابتہ اگرچہ تمام جہات مختلفہ پر مشتمل ہے ، مگر اس کے امکانات اسوقت نمایاں ہوتے ہیں جبکہ اسکا ظہور اس نشاۃ میں ہوتا ہے اسلئے ہمارے نزدیک بعض صوفیوں کا یہ کہنا غلط ہے کہ جن باتوں پر عین ثابتہ کے احکام اسماء پاک کے آثار ہیں جو اس عین ثابتہ کے قوام کا موجب

بَلْ لِلْعَيْنِ اَحْكَامٌ هِيَ آثَارُ وَ
اَسْمَاءُ تِلْكَ دَعَائِمُ الْعَيْنِ فَلَا
جَرَمَ اَنَّهَا تَتَوَقَّفُ عَلَى اسْتِعْدَادَاتٍ
حَادِثَةٍ وَمُعَدَّاتٍ لَاحِقَةٍ
تَظْهَرُ فِي مَحَلِّ مَظْهَرٍ مِنْ مَظَاهِرِ
الْعَيْنِ هٰذَا مَعَ اَنَّ الظُّهُوْرَ عَلَى
طُرُقٍ شَتّٰى وَاَحْكَامٌ هِيَ آثَارُ
اَسْمَاءِ تِلْكَ الْمُنْطَوِيَةِ فِي الْعَيْنِ
لَمْ يَتَسِمَا اِلَّا بِالضَّرُوْرَةِ الْاِطْلَاقِيَّةِ
فَلَاجَرَمَ اَنَّهَا تَتَوَقَّفُ عَلَى اسْتِعْدَادَاتٍ
حَادِثَةٍ وَمُعَدَّاتٍ لَاحِقَةٍ ٭
فَاعْلَمَنْ مِنْ هٰذَا السَّبِيْلِ اَنَّ الدُّعَاءَ
مِنَ الْحُكَمَاءِ اِنَّمَا يَظْهَرُ مِنْ شِدَّةِ
شُرُوْقِ الْعِلْمِ وَلَوْ بِالْعَيْنِ الثَّابِتَةِ
مُفَصَّلًا لَا كَمَا يَتَبَادَرُ مِنَ النُّصُوْصِ
وَاعْلَمَنْ اَنَّ مِنَ الْاَشْيَاءِ مَا
تُعَيَّنُ صُوْرَتُهُ قَبْلَ اَنْ يَكُوْنَ
وَمِنْهَا مَا يَكُوْنُ الْاَمْرُ فِيْهِ
اِلْفًا اَيْ مُتَشَابِهًا لِلْمُؤْتَنِفِ

ہیں تو ان میں کوئی مضائقہ نہیں کہ ان
احکام کا ظہور ان استعدادات حادثہ
اور معدات لاحقہ پر موقوف ہو، جو
عین ثابتہ کے ہر مظہر میں نمایاں ہوتے
ہیں، علی ہذا ظہور کے طریقے مختلف ہیں
اور وہ احکام جو اسماء پاک کے آثار
ہیں اور عین ثابتہ میں مخفی رہتے ہیں
یہ صورت اطلاقیہ کے مشمول کے علاوہ
اور کچھ نہیں اسی بنا پر ہم کہتے ہیں،
کہ ان کا ظہور استعدادات حادثہ
اور معدات لاحقہ پر موقوف ہے،
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حکماء کی دعا
انکے اشراق علمی کا نتیجہ ہے اگرچہ اس
کی تفصیل کا درجہ عین ثابتہ ہے نصوص
کے متبادر کے طریقہ پر نہیں،
یاد رکھو کہ بعض اشیاء ایسی ہیں کہ ان
کی صورت کا تعین ان کے وجود سے پہلے
ہو جاتا ہے برخلاف اسکے کہ بعض
دوسری اشیاء میں ایسا نظر آتا ہے گویا

وَمِنْ هٰذَا السَّبِیْلِ یُحَلُّ الْعُقْدَةُ فِیْ قَوْلِهٖ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَوْ لَمْ یَبْقَ مِنَ الدَّهْرِ اِلَّا یَوْمًا لَبَعَثَ اللّٰهُ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ بَیْتِیْ یَمْلَأُهَا عَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا اَخْرَجَهٗ اَبُوْدَاؤدَ فَالَّذِیْ یُنَمُّ بِهٖ هُوَ اَنَّ خُرُوْجَ مَهْدِیٍّ مِمَّا لَابُدَّ مِنْهُ وَاَمَّا وَقْتُ وُجُوْدِهٖ فَهُوَ مُفَوَّضٌ عَلَى الْمُعِدَّاتِ وَکَذٰلِكَ قَوْلُهٗ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لِاُمِّ حَبِیْبَةَ لَا تَسْاَلِی اللّٰهَ مَا فُرِغَ مِنْهُ وَاسْاَلِیْهِ دَرَجَاتِ الْجَنَّةِ ۔	کہ یہ امر متائق ہے اسی طرح وہ عقدہ بھی حل کیا جا سکتا ہے جو کہ اس حدیث کے سننے سے پیش آتا ہے جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر بقاء دنیا کا ایک دن بھی باقی رہ جائیگا تو اس ایک دن کے اندر اللہ تعالے میرے خاندان نبوت سے ایک ایسے شخص کو مبعوث فرمائیگا، جو زمین کو عدل و انصاف سے اسطرح بھر دیگا جس طرح وہ ظلم وستم سے لبریز ہو گئی تھی (سنن ابوداود) اس حدیث کا ماحصل یہ ہے کہ مہدی علیہ السلام کا ظہور بہر حال ہونے والا ہے (یہ ایک ناگزیر واقعہ ہے) البتہ اس کے ظہور میں آنے کا وقت گرد وپیش کے حالات اور معدات حاضرہ پر موقوف ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی جو آپ نے ام المؤمنین ام حبیبہ رضی سے فرمایا تھا اسی قبیل سے ہے کہ اللہ تعالے سے ایسی باتوں کا سوال نہ کرو کہ جن سے وہ فارغ ہو چکا ہے اس سے تو درجات جنت مانگو۔
وَاِذَا اَمْهَدَ هٰذَا فَنَقُوْلُ	اس تمہید کے بعد پھر ہم بیان

إِذَا مَضَى عَلَى الْجَنِيْنِ هٰذِهِ الْمُدَّةُ وَتَعَيَّنَ مِزَاجُ امْتِزَاجِ بَدَنِهٖ اَمَرَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ بِحَسَبِ تَجَلِّيْهِ فِيْ صَدْرِ الْمَلَكِ اَنَّهٗ ذَكَرٌ اِنْ كَانَ غَلَبَ عَلَيْهِ مَاءُ الرَّجُلِ وَاَنَّهٗ اُنْثٰى اِنْ غَلَبَ عَلَيْهِ مَاءُ الْاُنْثٰى وَلُوْحِظَ فِيْ طَبِيْعَةِ الْجَنِيْنِ مِنْ شِدَّتِهَا وَصَلَابَتِهَا وَلِيْنِهَا وَضُعْفِهَا تَعَيَّنَ اللّٰهُ الْمُتَجَلِّيْ فِيْ صَدْرِ الْمَلَكِ لَهٗ عُمْرٌ وَذٰلِكَ لِاَنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ فَاِنَّ لَهٗ وَزْنًا يَكُوْنُ فِيْ وَقْتٍ ثُمَّ يَتَرَقّٰى فِيْ مَعَارِجِ كَمَالِهٖ ثُمَّ يَنْحَدِرُ ثُمَّ يَفْنٰى وَيَفْسُدُ۔	کہتے ہیں کہ جسوقت جنین پر یہ مدت گزر چکتی ہے اور اسکے اخلاط بدن کا مزاج متعین ہوجاتا ہے تو اللہ سبحانہ وتعالے اس فرشتہ کے سینہ میں جسکے متعلق اس جنین کی تدبیر ہے تجلی فرماتا ہے مثلاً یہ کہ یہ بچہ مذکر ہو اور یہ اس وقت ہوتا ہے جبکہ صحبت کے وقت شوہر کا مادۂ تولید غالب ہو اور اگر بیوی کا مادۂ تولید غالب ہو تو پھر جنین مونث ہوتا ہے اور جنین کی طبیعت مادہ تخلیق کی شدت اور ضعف اور صلابت اور ملائمت کو ملحوظ رکھکر اللہ تعالے فرشتہ کے سینہ میں تجلی فرماکر اس کی عمر کا تعین کرتا ہے یہ اسلئے کہ ہر ایک چیز ایک خاص وقت میں مقدار مخصوص پر ظہور میں آتی ہے پھر معارج کمال میں ترقی کرنیکے بعد

انحطاط شروع ہوتا ہے بالآخر فساد اور زوال کے مرحلہ کو پہنچ جاتی ہے،

وَهٰذَا الْوَزْنُ مَحْدُوْدٌ حَدًّا كُلِّيًّا فِيْ كُلِّ نَوْعٍ نَوْعٍ	اس مقدار مخصوص کو انواع میں سے ہر ایک نوع کیلئے تحدید کلی کے طور پر

وَحَدًّا جُزْئِيًّا فِي كُلِّ شَخْصٍ	اور ایک نوع کے افراد کیلئے تحدید جزئی
شَخْصٍ مُنْطَبِعٍ فِي مِرْآةِ النَّوْعِ	کے طور پر محدود کر دیا گیا ہے چنانچہ ہر
فَإِذَا عُيِّنَ لِلْجَنِينِ عُمُرٌ فِي	ایک جزئیت میں ایک شخصیت نوع
هٰذَا الْوَقْتِ فَهٰذَا الْأَجَلُ	کے آئینہ میں عظیم ہوتی ہے سو جو عمر اس
الْمُسَمَّى الَّذِي يَبْلُغُهُ لَا	وقت جنین کیلئے متعین کیجاتی ہے تو وہ
مُحَالَةَ لَوْلَا الْبَوَاعِثُ وَالْمَوَانِعُ	اَجَلُ مُسَمّٰی ہے اور اس عمر کو وہ لامحالہ
الْخَارِجَةُ وَمِنَ الْبَوَاعِثِ	پورا کرکے رہیگا، بشرطیکہ خارجی بواعث
الْبِرُّ وَالصِّلَةُ فَإِنَّهُمَا يَزِيدَانِ	اور موانع اسکے مخالف نہ ہوں بواعث
فِي الْعُمُرِ كَمَا سَتَعْرِفُ وَمِنَ	میں سے نیکی کرنا اور صلہ رحمی کرنا ہے
الْمَوَانِعِ الظُّلْمُ وَالْقَتْلُ	چنانچہ یہ دونوں اس کی عمر میں اضافہ
فَإِنَّهُمَا يَنْقُصَانِ فِي الْعُمُرِ	کرتے ہیں اور موانع میں سے ظلم اور
قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَأَجَلٌ مُسَمًّى	قتل ہیں یہ دونوں اسکی تنقیص عمر کا باعث
عِنْدَهٗ وَقَالَ فَاتَّقُوا اللّٰهَ	ہوتے ہیں، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ
وَأَطِيعُونِ يَغْفِرْ لَكُمْ	اجل مسمی کا علم اس کے پاس ہے اور دوسرے مقام پر
مِنْ ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ إِلَى	نوح علیہ السلام کا مقولہ نقل کیا کہ اللہ تعالےٰ
أَجَلٍ مُسَمًّى ۔	سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اللہ تعالےٰ

تم کو بخش دے گا اور میعاد مقررہ تک تم کو مہلت دے گا

ثُمَّ يُكْتَبُ أَنَّهٗ سَعِيدٌ	پھر اسکے بعد باعتبار آخرت جنین
أَوْ شَقِيٌّ بِحَسَبِ الْآخِرَةِ	کی سعادت اور شقاوت لکھدی

وَتَشْتَمِلُ هٰذِهِ السَّعَادَةُ الْاَعْمَالَ وَالْاَخْلَاقَ وَالْخَاتِمَةَ وَهٰذِهِ السَّعَادَةُ اَوِ الشَّقَاوَةُ الْمَكْتُوْبَةُ هُنَاكَ اَمْرٌ كُلِّيٌّ لَا يَتَشَخَّصُ اِلَّا بِالْمُعَدَّاتِ ۔	جاتی ہے اور یہ سعادت اعمال اخلاق اور حسن خاتمہ کو شامل ہے، اور یہ سعادت مکتوبہ ہو یا شقاوت اس مقام پر اس سے امر کلی مراد ہے اور انکا تشخص معدات پر ہی منحصر ہے
ثُمَّ يُكْتَبُ اَنَّهٗ وَاسِعُ الرِّزْقِ اَوْ ضَيِّقُهٗ لَا تَعَيُّنَ هُنَاكَ اِلَّا بِحَسَبِ النَّوْعِ الْكُلِّيِّ ۔	پھر اسکے بعد اسکے رزق کے متعلق لکھا جاتا ہے کہ یہ واسع الرزق ہے، یا ضیق الرزق اور یہ کتابت بھی ایک نوع کلی ہے،

مومن کی موت میں تردد کا سبب

وَاعْلَمْ اَنَّ مِنَ الْاُمُوْرِ مَا هُوَ سَهْلٌ يَتَكَوَّنُ بِاَسْهَلِ الْاَسْبَابِ اَوْ صَعْبٌ اِنَّمَا يَتَكَوَّنُ بِاَصْعَبِ الْاَسْبَابِ فَهٰذَا مَعْنَى الْحَدِيْثِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَا تَرَدَّدْتُ فِيْ شَيْءٍ مِثْلَ	یاد رکھو کہ بعض باتیں ایسی آسان ہوتی ہیں کہ معمولی سے اسباب پیدا ہونے پر وہ پیدا ہو جاتی ہیں اور بعض امور کے تکوین کے اسباب بہ مشکل پیدا ہوتے ہیں چنانچہ اس حدیث کے یہی معنیٰ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے کسی چیز میں اتنا تردد نہیں کیا جتنا کہ

تَرَدُّدِي فِي الْعَبْدِ الصَّالِحِ	تردد مجھے کسی عبد صالح کی روح قبض
يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَأَنَا أَكْرَهُ	کرنے کے متعلق پیش آتا ہے وہ موت کو
إِسَاءَتَهُ وَلَا بُدَّ لَهُ	ناپسند کرتا ہے اور میں یہ نہیں چاہتا کہ
مِنْهُ مَعْنَاهُ عِنْدَنَا يَرْجِعُ	وہ ناخوش ہو اسکے معنی ہمارے نزدیک
إِلَى تَصَادُمِ الْأَسْمَاءِ وَ	یہ ہیں کہ اسمائے پاک کے تقاضوں میں
حَقِيقَتُهُ أَنَّ كُلَّ اسْمٍ	تصادم ہوتا ہے اور اسکی حقیقت یہ ہے
يَطْلُبُ فِي مَظْهَرِهِ ظُهُورَ	کہ ہر ایک اسم پاک کا تقاضا یہ ہے،
الْأَحْكَامِ فَاللهُ سُبْحَانَهُ	کہ اسکے مظہر خاص میں اس کے احکام کا
فِي ضِمْنِ حُبِّ الْعَبْدِ كَمَا	ظہور ہو اور چونکہ اللہ تعالے کو اپنے
سَنُعَلِّمُهُ فِي الْوَجَاهَةِ وَ	عباد صالحین سے محبت ہے جیسا کہ ہم
الْمُوَافَقَةِ لِرَأْيِهِ يَكْرَهُ	عنقریب تمہیں وجاہت اور موافقت
الْمَوْتَ وَلَا بُدَّ لَهُ مِنْهُ	کی بحث میں بتلا دیں گے، اسلئے وہ
بِحَسَبِ الْاِسْمِ الْأَعَمِّ	مومن کو اس کی مرضی کے خلاف موت
الشَّامِلِ لِنَوْعِ الْإِنْسَانِ	دینا نہیں چاہتا لیکن اس کے اسم اعم کلی کا تقاضا

یہ ہے کہ انسان کے تمام افراد موت کا ذائقہ چکھیں اس لئے موت دینا لازمی ہے۔

کیا خیر سے بھی شر پیدا ہوتا ہے

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ فِيمَا	ابو سعید خدری رض کی روایت سے
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ أَنَّ النَّبِيَّ	صحیح بخاری میں حدیث منقول ہے فرماتے

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ
ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى الْمِنْبَرِ وَ
جَلَسْنَا حَوْلَهُ فَقَالَ اِنَّ مِمَّا
اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِي
مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِنْ زَهْرَةِ
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتِهَا
فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللهِ
اَوَ يَاْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَسَكَتَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقِيْلَ لَهُ مَا شَأْنُكَ تُكَلِّمُ
النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ
اٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَلَا يُكَلِّمُكَ
فَرَاَيْنَا اَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ
فَمَسَحَ عَنْهُ الرُّحَضَاءَ
وَقَالَ اَيْنَ السَّائِلُ
وَكَاَنَّهُ حَمِدَهُ
فَقَالَ اِنَّهُ لَا يَاْتِي
الْخَيْرُ بِالشَّرِّ
وَاِنَّ مِمَّا

ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک
روز منبر پر تشریف فرما تھے اور ہم آپ
کو حلقہ میں لئے ہوئے تھے، آپ نے
ارشاد فرمایا کہ سب سے زیادہ خوف
مجھے اس بات کا ہے کہ ملکوں کو فتح
کر کے تم دنیا کی شادابی اور اس کی
رونق پر اترانے لگو گے ایک شخص نے
عرض کیا کیا خیر اور بھلائی سے بھی شر
پیدا ہو سکتا ہے؟ یہ سن کر آپ خاموش
ہو گئے صحابہ اکرام نے اس شخص کو ملامت
کی کہ تم نے یہ کیا حرکت کی رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو کر خاموش ہو گئے
اسی اثناء میں ہم نے دیکھا کہ آپ پر وحی
نازل ہو رہی ہے چنانچہ آپ نے اپنی
پیشانی مبارک سے پسینہ پونچھتے ہوئے
دریافت کیا کہ وہ سائل کہاں ہے گویا
کہ آپ نے اسکے سوال کو بنظر استحسان
دیکھا بہر حال آپ نے فرمایا کہ یہ سچ
ہے کہ خیر سے شر پیدا نہیں ہوتا اور

يُنْبِتُ الرَّبِيعُ يَقْتُلُ
أَوْ يُلِمُّ إِلَّا آكِلَةَ الْخَضِرَةِ
أَكَلَتْ حَتَّى إِذَا امْتَدَّتْ
خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتْ
عَيْنَ الشَّمْسِ فَثَلَطَتْ
وَبَالَتْ وَرَتَعَتْ إِلَى
آخِرِ الْحَدِيثِ وَتَوْجِيهُ
السُّؤَالِ وَالْجَوَابِ
كَمَا هُوَ حَقُّهُ لَا
يَتَأَتَّى إِلَّا عَلَى مَذْهَبِ
الْحِكْمَةِ وَأَمَّا السُّؤَالُ
فَمَعْنَاهُ كَيْفَ تَكُونُ
نِعْمَةُ اللهِ الَّتِي لَا
جَرَمَ أَنَّهَا مِنْ تَمَاثِيلِ
الْجَمَالِيَّاتِ مُوجِبًا
لِلْجَلَالِيَّاتِ بَاعِثًا
عَلَى الْخَوْفِ فَإِنَّمَا
التِّمْثَالُ عَلَى صُورَةِ
ذِي التِّمْثَالِ

فرمایا (جیسا کہ) جو سبزہ موسم بہار میں
اگتا ہے جانوروں کا اس سے چرنا وبال
جان ہو جاتا ہے کہ جس سے وہ ہلاک
یا ہلاکت کے قریب ہو جاتے ہیں مگر
وہ محفوظ رہتا ہے جو تر و تازہ سبزہ کھاتا
ہے اور ہضم کرنا جانتا ہے وہ اس وقت
تک چرتا ہے کہ اسکی کوکھیں باہر نکل
آتی ہیں (اس حالت پر پہنچ کر) وہ دھوپ
سینکنے لگتا ہے جس سے اسے خوب
کھل کر پاخانہ آجاتا ہے اور وہ پیشاب
بھی کر لیتا ہے اسکے بعد وہ پھر چرنے
لگتا ہے الخ یہ سوال اور جواب جسکا
تذکرہ اس حدیث میں ہے اہل حکمت
ہی کے مسلک پر ٹھیک بیٹھ سکتا ہے،
سوال کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالی کی
نعمت جو اسکی صفت جمال کا تمثل ہے
کس طرح جلالیات کے ظہور میں آنے
کا موجب ہو سکتی ہے اور خوف کا
باعث ہو سکتی ہے کیونکہ تمثل ہمیشہ تمثل

اللہ

وَاَمَّا الْجَوَابُ فَلِاَنَّهٗ اِنَّمَا
الْمُحَالُ اَنْ يَفُوْرَ الْجَلَالُ
مِنْ صُلْبِ هٰذَا التِّمْثَالِ بَلْ
هُوَ خَيْرٌ كُلُّهٗ وَاِنَّمَا الشَّرُّ شَرَهٌ
وَحِرْصٌ هُمَا فِي الْقَابِلِ
بِحَسَبِ اِسْمٍ هُوَ مِنْ تَمَاثِيْلِهٖ
اَوْ بِحَسَبِ اُمُوْرٍ اُخَرَ وَكَذَا
حَكَمَ مَعَاشِرُ الْحُكَمَاءِ وَاَنَّ
الْوُجُوْدَ خَيْرٌ كُلُّهٗ لَا شَرَّ
فِيْهِ لِاَنَّهٗ مِنْ مَنْبَعِ
الْخَيْرَاتِ اِنَّمَا الشَّرُّ نَاشٍ
مِنْ تَرَاكُمِ الْعَدَمَاتِ فِي
الصُّوَرِ الْمِزَاجِيَّةِ وَعَالَمِ
التَّخْلِيْطِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى
فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ
عَلَيْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ
مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلٰى فِطْرَةِ
الْاِسْلَامِ ثُمَّ اَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ

والے کے مطابق ہوتا ہے اور جواب یہ ہے
کہ یہ بیشک ناممکن ہے کہ عین اس جمالی
تمثل سے جلالیت کا ظہور ہو۔ بلکہ وہ
سراسر خیر ہے۔ لیکن جو حرص و شرارت
شخص قابل میں ہے۔ اس سے شرارت
کا ظہور ہوتا ہے۔ یہ ظہور یا تو اس اسم پاک کے
تقاضا کے مطابق ہوتا ہے۔ کہ جس کا وہ تمثل
ہے۔ یا اور کوئی سبب ہوتا ہے جماعت حکماء
کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ وہ سراسر خیر و برکت ہے
اس میں کسی قسم کی برائی نہیں۔ کیونکہ وجود ہی
ہر ایک طرح کی خیر کا منبع ہے۔ شر کا ظہور
تو ان عدمات کا نتیجہ ہے۔ جو صور مزاجیہ
میں پائی جاتی ہیں۔ اور عالم تخلیق میں اللہ
تعالیٰ فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس فطرت
پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہو۔ کہ جس پر اس
نے تمام انسانوں کو پیدا کیا ہے۔ اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہر
ایک بچہ فطرت اسلام پر پیدا کیا جاتا ہے
اس کے ماں باپ ہی اسے یہودی اور عیسائی

وَيُنَصِّرَانِهِ وَيُمَجِّسَانِهِ ٭	اور آتش پرست بنا لیا کرتے ہیں ۔
اِعْلَمْ اَنَّ الصُّوْرَةَ الْاِنْسَانِيَّةَ	یاد رکھو کہ صورت انسانیہ کا
تَقْتَضِيْ بِذَاتِهَا هَيْئَةً مُخْتَصَّةً	اقتضاء ذاتی یہ ہے کہ جسم عنصری میں
فِي الْبَدَنِ الْعُنْصُرِيِّ فَلَاجَرَمَ	اس کی مخصوص ہیئت ہو اسکا مستوی
اَنَّهُ مُسْتَوِي الْقَامَةِ بَادِي الْبَشَرَةِ	القامت ہونا ناخنوں کی چوڑائی اور
عَرِيْضُ الْاَظْفَارِ مُدَوَّرُ الْهَامَةِ	اس کی کھوپڑی کی گولائی اسکا نطق اور
نَاطِقٌ ضَاحِكٌ مُبْصِرٌ لِلْاَلْوَانِ	ضحک الوان اور اشکال کو دیکھنا
وَالْاَشْكَالِ سَمَّاعٌ لِلْاَصْوَاتِ	آوازوں کا سننا بھوک اور پیاس وغیرہ
ذُوْجُوْعٍ وَعَطَشٍ وَغَيْرُ ذٰلِكَ	کا لگنا اور اسکے علاوہ اس کی تمام وہ
مِنَ الْخُصُوْصِيَّاتِ الَّتِيْ هِيَ	خصوصیات کہ باعتبار نوعیت اور ہئیت
بِحَسَبِ النَّوْعِ وَهَيْئَةٌ مُخْتَصَّةٌ	مخصوصہ کے انکا تعلق اسکے جسم سے ہے
فِي الْبَدَنِ النَّسَمِيِّ فَلَاجَرَمَ	اب کوئی مضائقہ نہیں کہ اسکے لئے
اَنَّهُ لَهُ غَضَبًا وَرِضَاءً وَتَدْبِيْرًا	غضب اور رضا عاقبت بینی اور بواطن
لِعَوَاقِبِ الْاُمُوْرِ وَاِدْرَاكًا	اشیاء کی کیفیت کا ادراک کرنا بھی
لِخَفِيَّاتِ الْاَسْرَارِ وَهٰذَا الْقَدْرُ	ثابت ہو اور یہ قدر عوام اور خواص
يَنَالُهُ الْعَامَّةُ وَالْخَاصَّةُ ٭	سب ہیں برابر ہے ،
وَالْخَاصَّةُ تُدْرِكُ اَيْضًا اَنَّ	اور خواص یہ بھی جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ
اللّٰهَ تَعَالٰى كَذٰلِكَ اَوْدَعَ فِيْ	نے اسی طرح ہر ایک نسمہ کے اندر
نَسَمَةٍ عِفَّةً وَفِرَاسَةً وَ	عفت اور فراست اور تقرب الی اللہ

وَتَقَرَّ بَاوَهٰؤُلَاءِ يَنْدَرِجُ فِيْهَا غَالِبَةُ الشَّرْعِيَّاتِ اِجْمَالًا وَاِنَّمَا قُرْبُ الْوُجُوْدِ شُيُوْعٌ لِهٰؤُلَاءِ مِنْ جِهَةِ الْقُدْسِ وَالْاِيْمَانُ شُيُوْعٌ لِهٰؤُلَاءِ مِنْ جِهَةِ النَّشْاَةِ التَّخْلِيْطِيَّةِ ۔	نعالے کی قسم کے اوصاف بھی وابستہ رکھے ہیں اور تمام احکام شرعیہ بالاجمال اسی قسم میں داخل ہیں اور قرب الوجود کا مفہوم یہ ہے کہ قدوسیت کی جہات کو ملحوظ رکھکر ان امور کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا جائے اور ایمان کا مفہوم یہ ہے کہ اس نشاۃ تخلیطیہ کی حیثیت سے اس میں کمال حاصل کیا جائے۔

خصوصیات نوعیہ سے جدا ہونیکے اسباب

وَالْاِنْسِلَاخُ عَنْ هٰؤُلَاءِ الْخُصُوْصِيَّاتِ النَّوْعِيَّةِ لَهٗ سَبَبَانِ الْاَوَّلُ قُصُوْرُ الصُّوَرِ النَّاقِصَةِ بِسَبَبِ قُصُوْرِ الْمَادَّةِ كَمَا تَرٰى اَنَّ بَعْضَ النَّاسِ يُوْلَدُ اَكْمَهَ اَوْ اَصَمَّ اَوْ لَهٗ ذَنَبٌ اَوْ لَهٗ خُرْطُوْمٌ اِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ وَكَذٰلِكَ	ان خصوصیات نوعیہ سے جدا ہونے کے دو سبب ہیں ایک یہ کہ مادۂ قابلہ میں نقص پیدا ہو جائیگی ناقص صورتوں کا اس پر اضافہ ہو، جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ انسان کے بعض افراد ولادت کے وقت ماں کے پیٹ سے اندھے یا گونگے پیدا ہوتے ہیں یا ان کے دم لگی ہوئی ہوتی ہے یا ناک کی بجائے لمبی سونڈ سی ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ اسی طرح بلحاظ

يكون منغمسًا في اللذات متكدرًا بربه جاهلًا بحقيقة السر ومن هذا القبيل النسمة التي قتلها الخضر.

صفات باطنیہ کے پیدائشی طور پر لذات میں ڈوبے ہوئے اپنے رب کا انکار کرنیوالے اور اس راز کی حقیقت سے ناواقف ہوتے ہیں اور جس لڑکے کو خضرؑ نے قتل کیا تھا وہ اسی طریقہ کا تھا،

والثاني معاوقة أمور قسرية كما ترى أن بعض الناس يترك الماء قطعًا برياضة يتجشمها ويعتريه مرض فيعوج قامته وينكسر رأسه ويعشى عينه وكذلك يهوداه أبواه فيكابر أمرًا أودع في ضرورة علمه.

دوسرے یہ کہ اسکے اپنے فعال کچھ کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ اسکے اقتضاء نوعی کو پورا نہیں ہونے دیتا جیساکہ تم دیکھتے ہو کہ بعض آدمی ارادہ ریاضت کے طور پر پانی پینا قطعاً چھوڑ دیتے ہیں جس کا نتیجہ ہوتا ہے کہ اسکے مزاج میں غیرمعمولی بےاعتدالی پیدا ہو کر وہ خمیدہ قامت ہوجاتا ہے اسکا سر جھک جاتا اور اس کی آنکھوں کی بصارت زائل ہوجاتی ہے اسی طرح ایک شخص کو اس کے والدین یہودیت کی تعلیم دیتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس میں ایک ایسی ذہنیت پیدا ہوجاتی ہے جو ضرورت علم سے پھیر دیتی ہے،

وينقدح ههنا مقدمتان

اور اس مقام پر دو جلیل القدر مقدمے

جَبِلَّتَانِ اَنَّ طَرِيْقَ النَّظَرِ وَالْاِسْتِدْلَالِ بِدْعَةٌ اِبْتَدَعَهَا مُخْدِجُوا الْخِلْقَةِ وَتَصْدِيْقُ الْاَنْبِيَاءِ اِنَّمَا هُوَ بِالْهَامٍ بَاطِنِيٍّ مِزَاجِيٍّ لَا كَمَا زَعَمَهُ اَهْلُ الْكَلَامِ اَنَّ مِنَ الْبَدِيْهَاتِ الْحَاضِرَةِ عِنْدَ النَّاسِ مَا يُنْكِرُوْنَهُ كَالْوُجُوْدِ وَالْعِلْمِ وَغَيْرِهِمَا

نکل سکتے ہیں ایک یہ کہ نظر اور استدلال کا طریقہ بدعت ہے، جسے ناقص الخلقت انسانوں نے ایجاد کیا ہے دوسرے یہ کہ انبیاء کرام کی تصدیق الہام باطنی اور نوعیت مزاج کا نتیجہ ہے متکلمین کا یہ کہنا غلط ہے کہ لوگ بعض ایسی بدیہات کا بھی انکار کر لیتے ہیں جو ان کے سامنے حاضر اور موجود ہیں، جیسا کہ وجود اور علم وغیرہ،

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيَّامُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ

الخزانة الرابعة — چوتھا خزانہ

في النشأة العاميّة والنشأة الكماليّة بالقول الكلّي

نشأۃ عامیہ اور نشأۃ کمالیہ کے متعلق اصول کلیہ

العامّة حصروا مطلق
العلم في اربعة اقسام الاوّل
الاحساس باحدى الحواس
الخمس وهو من اللطيفة
القالبيّة والثاني التخيّل
وهو من اللطيفة الخياليّة
وشأنها الالتفات الى امر
متلوّن متشكّل غائب والثالث
التوهّم وهو من اللطيفة الواهمة
وشأنها ادراك معان جزئيّة
يتلبّس بالمحسوسات وحفظها
ورعيها والرابع التعقّل وهو

عام طور پر مطلق علم کو چار اقسام میں
منحصر سمجھا جاتا ہے (۱) حواس خمسہ میں
سے کسی کے ذریعہ جو احساسات حاصل
ہوں ان کا نام لطیفۂ قالبیہ رکھا جاتا
ہے (۲) تخیل جسکا تعلق لطیفۂ خیالیہ سے
ہے اسکا کام یہ ہے کہ کسی امر غائب
کو رنگ و شکل کے قالب میں ظاہر کرنے
کیطرف متوجہ ہو (۳) توہم اسکا تعلق
لطیفۂ واہمہ سے ہے اسکا کام وہ جزئی
ادراکات ہیں کہ جنکا تعلق محسوسات
سے ہے ان کا ادراک اور اسکی حفاظت
اسکے لیۓ ضروری ہیں (۴) تعقل اس کا

مِنَ اللَّطِيفَةِ النَّفْسِيَّةِ وَشَأْنُهَا	تعلق لطیفۂ نفسیہ سے ہے اور اسکا کام
إِدْرَاكُ الْكُلِّيَّاتِ الطَّبِيعِيَّةِ	کلیات طبیعیہ اور امور مجردہ کا ادراک
وَالْأُمُورِ الْمُجَرَّدَةِ وَنَحْنُ نَجْحَدُ	ہے لیکن ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ تعقل کا تعلق
أَنْ يَكُونَ هٰذَا التَّعَقُّلُ مِنَ	نفس سے ہے بلکہ اسکا تعلق اس لطیفہ
النَّفْسِ بَلْ هُوَ مِنْ لَطِيفَةٍ إِدْرَاكِيَّةٍ	ادراکیہ سے ہے جو عالم تحیز میں نفس کا
هِيَ خَلِيفَةُ النَّفْسِ فِي عَالَمِ التَّحَيُّزِ	خلیفہ اور تمام جسمانیات میں اسکے قریب تر
وَأَقْرَبُ الْجُسْمَانِيَّاتِ إِلَيْهَا وَ	ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر تعقل
الْبُرْهَانُ عَلَيْهِ أَنَّ التَّعَقُّلَ بِهٰذَا	کے یہی معنی لئے جائیں تو بعض اوقات
الْمَعْنٰى قَدْ يَكْذِبُ وَلَا شَيْءَ مِنَ	اسکا مفہوم کاذب ثابت ہوگا حالانکہ مجرد
الْمُجَرَّدَاتِ بِكَاذِبٍ ،	میں کذب کا دخل نہیں
وَكُلٌّ مِنْ هٰؤُلَاءِ الْأَرْبَعِ وَإِنْ	اور علم کے یہ چاروں اقسام اگرچہ ایک
كَانَ مَخْصُوصًا بِمَكَانٍ مَخْصُوصٍ	مکان خاص کے ساتھ اختصاص رکھتے
وَلٰكِنَّهُ عِنْدَ التَّحْقِيقِ سَابِغٌ	ہیں لیکن حقیقت میں وہ ایسی چیز ہے
يَعُمُّ النَّفْسَ كُلَّهَا فَلَا جَرَمَ	جو تمام نفس کو گھیرے ہوئے ہے، تو
أَنَّهُ يَعُمُّ الْبَدَنَ كُلَّهُ وَالْبُرْهَانُ	کوئی مضائقہ نہیں کہ وہ تمام بدن کو
عَلَيْهِ انْفِعَالُ جُيُوشِ الطَّبِيعَةِ	عام ہو جائے اسکا ثبوت یہ ہے کہ جیوش
تَحْتَ الْخَيَالِ أَوِ الْوَهْمِ مَثَلًا	طبیعہ خیال اور وہم سے مغلوب ہوتے ہیں
كَمَا فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَا	جیسا کہ غضب رضا اور حب اور گھبراہٹ
وَالْحُبِّ وَالْفَزَعِ	وغیرہ کے طاری ہونے کیوقت ہم دیکھتے

وَغَيْرِهَا وَلِهٰذَا الْمَعْنٰى اَنْكَرَ اِمَامُ اَهْلِ السُّنَّةِ تَخَصُّصَهَا بِاَمْكِنَتِهَا۔

ہو اسی معنی کو ملحوظ رکھتے ہوئے امام اہل سنت (ابو الحسن اشعری) نے اس بات سے انکار کیا ہے کہ ان کا تعلق خاص خاص مقامات سے ہو،

وَالْحَاصِلُ اَنَّهُمْ خَصُّوا الْمُدْرِكَةَ وَالْوَهْمَ وَالتَّخَيُّلَ بِالْقُوَّةِ الْعَاقِلَةِ وَنَحْنُ عَمَّمْنَاهَا عَلَى الْعَاقِلَةِ وَالْعَامِلَةِ كِلَيْهِمَا وَاَنَّهُمْ جَعَلُوا النَّفْسَ الْمُجَرَّدَةَ عَاقِلَةً لِلْكُلِّيَّاتِ وَعِنْدَنَا لَا تُدْرِكُ النَّفْسُ اِلَّا نَفْسَهُ بِالْعِلْمِ الْحُضُوْرِيِّ لَا غَيْرُ وَلٰكِنَّهَا اُمُّ الْعَاقِلَاتِ وَالْعَامِلَاتِ بِاَسْرِهَا۔

خلاصہ یہ کہ انہوں (فلاسفہ) نے مدرکہ وہم اور تخیل کو قوت عاقلہ کیساتھ مخصوص سمجھا ہے لیکن ہم نے قوت عاقلہ اور عاملہ دونوں کیساتھ اس کو عام سمجھا ہے اسی طرح انکے نزدیک نفس مجردہ تمام کلیات کا ادراک کر سکتا ہے لیکن ہمارے نزدیک نفس کو علم حضوری کے ذریعہ صرف اپنے نفس کا ادراک حاصل ہوتا ہے لیکن وہ تمام احوال عاقلہ اور عاملہ کی جڑ اور بنیاد ہے،

وَاِنْ شِئْتَ كَشْفَ السِّرِّ فِيْ ذٰلِكَ فَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَمَّا خَلَقَ الْخَلْقَ اَفَاضَ عَلَى الْمَاءِ صُوَرًا فَمِنْ تِلْكَ الصُّوَرِ صُوْرَةٌ نَوْعِيَّةٌ وَصُوْرَةٌ شَخْصِيَّةٌ

اور اگر راز کی حقیقت معلوم کرنا چاہو تو یہ بات یاد رکھو کہ اللہ تعالے نے جس وقت کائنات کو پیدا کرنا چاہا تو پانی پہ مختلف صورتیں افاضہ فرمائیں جن میں بعض صور نوعیہ ہیں، اور بعض شخصیہ

فَالصُّوْرَةُ الشَّخْصِيَّةُ الَّتِيْ	صورت شخصیہ سے وہ مراد ہے جو کسی
انْطَبَعَتْ فِي الصُّوْرَةِ	صورت نوعیہ وغیرہ میں منقوش ہوتی
النَّوْعِيَّةِ وَغَيْرِهَا وَهِيَ	ہے اس سے مراد ایک فرد معین ہے
هٰذَا الشَّخْصُ وَهِيَ بَاقِيَةٌ	یہ صورتیں اس شخص کے ظہور میں آنیکے
مِنْ تَوَلُّدِ الشَّخْصِ إِلَى	وقت سے ازل تک باقی رہتی ہیں اور
الْأَزَلِ وَلَهَا خُلَفَاءُ أَمَدَ اللهُ	انکے قائم مقام دوسری صورتیں ہوتی ہیں
تَعَالَىٰ بِهَا ۔	کہ جنکے ذریعہ سے اللہ تعالےٰ مدد فرماتا ہے

أجسام کے اقسام

فَمِنْ خُلَفَاءِ الْبَدَنِ الَّذِيْ	من جملہ ان قائم مقام صورتوں کے
يَتَكَوَّنُ مِنَ الْعَنَاصِرِ تَكَوُّنًا	ایک تو وہ جسم ہے جسکا تکون محسوس
مَحْسُوْسًا وَمِنْ خُلَفَاءِ الْبَدَنِ	طور پہ عناصر سے ہوتا ہے اور بعض وہ
الَّذِيْ يَتَكَوَّنُ مِنَ الْعَنَاصِرِ	جسم ہیں کہ جن کا تکون غیر محسوس طور پر
تَكَوُّنًا غَيْرَ مَحْسُوْسٍ وَهٰذَا	عناصر سے ہوتا ہے تشخص کا انحصار پہلے
هُوَ الَّذِيْ يَتَعَيَّنُ عَلَيْهِ	حالت حیات میں اور ثانیاً حالت
التَّشَخُّصُ أَوَّلًا فِيْ حَالِ الْحَيٰوةِ	ممات میں اسی پر ہے اس انحصار کا باعث
وَيَقِفُ عَلَيْهِ فِيْ حَالِ الْمَمَاةِ	یہ ہے کہ کوئی ایسی دوسری چیز موجود نہیں
وَسَبَبُ الْوُقُوْفِ عَلَيْهِ فُقِدَتْ	کہ جسکی جانب سے منسوب کیا جائے اور
مَا يَنْتَسِبُ لَهُ فَقَدْ عَلِمْتَ	یہ تم جانتے ہو کہ اسکا اقتضاء ذاتی یہ

أَنَّهُ يَطْلُبُ بَدَاتِهِ مَا يُعْتَمَدُ عَلَيْهِ وَلَا يَتَجَاوَزُ شَيْئًا إِلَّا إِذَا حَدَثَ بَدَلَهُ شَيْءٌ آخَرُ وَلَا حُدُوثَ فَلَا تَبَدُّلَ وَهٰذَا الْبَدَنُ الَّذِي لَا يُحَسُّ مُتَّحِدٌ اتِّحَادًا مَعَ الْبَدَنِ الْمَحْسُوسِ.	ہے کہ کسی دوسری چیز پر اس کا اعتماد ہو اور یہ شخص اس وقت تک کسی چیز سے تجاوز نہیں کرتا تاوقتیکہ کوئی دوسری چیز اس کے بدلے ظہور میں نہ آئے تو پھر اس میں بھی کسی قسم کا حدوث اور تبدل نہیں ہوگا اور یہ بدن غیر محسوس بدن محسوس کی ساتھ متحد ہے،
وَمِنَ الْخُلَفَاءِ مَجْمُوعُ الْأَعْرَاضِ الَّتِي بِهَا يُدْرِكُهُ الْبَصَرُ هٰذَا الشَّخْصَ بِخُصُوصِهِ فَهٰهُنَا أَبْدَانٌ ثَلَاثَةٌ كُلٌّ مُتَبَدِّلٌ حِينًا فَحِينًا بِبَدَنٍ يُنَاسِبُهُ وَالصُّورَةُ الشَّخْصِيَّةُ بَاقِيَةٌ بِحَالِهَا كَمَا أَنَّ الْهَيُولٰى بَاقِيَةٌ بِحَالِهَا وَيَعْتَمِدُ عَلَى الصُّورَةِ الْمُتَبَدِّلَةِ وَهٰذَا الْبَدَنُ يَتَوَقَّفُ عَلَى الْبَدَنِ الْعَرَضِيِّ أَوْ يَسْتَلْزِمُهُ.	اور منجملہ ان قائم مقام صورتوں کے ان اعراض کا مجموعہ ہے جن کے ذریعے آنکھ اس مخصوص شخص کا ادراک کرتی ہے سو اس مقام پر تین بدن ہیں اور وقتاً فوقتاً ایک ان میں سے دوسرے کیساتھ تبدیل ہوتا رہتا ہے جو اسکے مناسب حال ہو، لیکن صورت شخصیہ بحال خود باقی رہتی ہے جیسا کہ ہیولی بحال خود باقی رہتا ہے اور اسکا اعتماد اسی صورت متبدلہ پہ ہوتا ہے اور یہ بدن بھی بدن عرضی پہ موقوف ہے یا دونوں لازم اور ملزوم ہیں،

وَهٰذِهِ الصُّورَةُ الشَّخْصِيَّةُ هِيَ النَّفْسُ النَّاطِقَةُ وَهِيَ غَيْرُ مُتَجَرِّدَةٍ حَقَّ التَّجَرُّدِ وَلٰكِنْ سَمَّيْنَاهَا مُجَرَّدَةً فِي كِتَابِنَا هٰذَا احْتِرَازًا عَنْ هٰذِهِ الْاَبْدَانِ الثَّلَاثَةِ	اور یہ صورت شخصیہ بعینہ نفس ناطقہ ہے لیکن اس میں کامل طور پر تجرد نہیں پایا جاتا لیکن ہم نے بھی اس کتاب میں اسے مجرد کہا ہے تاکہ ابدان ثلثہ سے احتراز ہوجائے،
وَاَمَّا قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ خُلِقَتِ الْاَرْوَاحُ قَبْلَ الْاَجْسَادِ بِاَلْفَيْ عَامٍ يَعْنِي بِهَا الْاَعْيَانَ الثَّابِتَةَ وَبِاَلْفَيْ عَامٍ تَصْوِيْرَ الْبُعْدِ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ لِلْعَيْنِ تَعَيُّنًا بَسِيْطًا عَنٰى بِهَا ذٰلِكَ •	اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ روحوں کو اجسام سے دوہزار سال پہلے پیدا کیا گیا اس سے مراد اعیان ثابتہ ہیں دوہزار کے لفظ سے صرف مدت طویلہ کا اظہار مقصود ہے اور تجھے کیا معلوم کہ عین ثابتہ کو کوئی تعین بسیط حاصل ہوا ہو اور یہاں پر وہی مراد ہے،

مرنے کے بعد کی حالت

فَاِذَا مَاتَ الْعَبْدُ لَحِقَ النَّفْسُ بِالْبَدَنِ الْغَيْرِ الْمَحْسُوسِ وَلَزِمَتْ بِهَا فَلَا يَكُونُ هُنَالِكَ اِدْرَاكٌ اِلَّا بِحَسَبِ الْمُدْرِكَاتِ الْبَاطِنَةِ الْحِسِّ الْمُشْتَرِكِ	جس وقت انسان مرجاتا ہے تو اسکا نفس غیر محسوس بدن کیساتھ لاحق ہوجاتا ہے اور اسکے ساتھ لاحق ہوجاتا ہے تو اس حالت میں اسکے ادراک کا ذریعہ باعتبار مدرکات باطنہ کے حس

وَالُوهم وَالادراك وَاِذَا قامت
القِيَامَۃ تعلقت بالابدان
المحسوسۃ بسبب بعض
الاسباب المعتادۃ من
الكون والفساد واذا جاء
يوم الحساب اسبغت
بالروح فنشأ من صلبها بدن
فرفضت البدن العنصری
ثم يدخل اما فى الجنۃ واما
فى النار واما العلوم المجردۃ
التى تعلمها فانما هى علوم
زمانية ومكانية وكذلك
العلم الحضوری ولكنها تجعل
الممكن ممتنعا والموجود معدوما
فكذلك تجعل المكانی مجردا
فلا يهولنك تشوشيات الفلاسفۃ
وهذا البدن الغير المحسوس له
شان الادراك على ثلثۃ صنوف
كما قلنا وله شان العمل على

مشترک وہم اور ادراک ہوتے ہیں جب
قیامت قائم ہوگی تو کون و فساد کے
بعض اسباب مقدرہ کی وجہ سے وہ ابدان
محسوسہ کیساتھ تعلق پیدا کریگا، یوم الحساب
کے آنے پر روح سے اسکی تکمیل ہو گی
اور عین اس نفس سے ارتقاء کے طور پہ
جسم معرض وجود میں آئیگا تو پھر وہ بدن
عنصری کو دور پھینک دیگا،
جس کے بعد یا تو جنت میں داخل ہوگا
یا دوزخ میں اور وہ علوم مجردہ جو اس
نے حاصل کئے تھے وہ سب کے سب علوم
زمانیہ اور مکانیہ تھے اور اسی طرح علم
حضوری بھی ہے لیکن وہ تو ممکن کو ممتنع
اور موجود کو معدوم بنا دیتا ہے سو اسی
طرح مکانی کو بھی مجرد بنا دیگا، لہذا
تمہیں فلاسفہ کی تشویشناک باتوں سے
نہ گھبرانا چاہیئے، اس بدن غیر محسوس کے
ذرائع ادراک تین ہیں جیسا کہ ہم بیان
کر چکے لیکن اسکے عمل کی قسمیں مختلف ہیں

صُنُوْفٍ شَتّٰى وَبِالْجُمْلَةِ فَهٰذَا الْبَدَنُ لِبَاسٌ سَابِغٌ عَلٰى وَجْهِ النَّفْسِ النَّاطِقَةِ كُلِّهَا بِكُلِّهٖ ؞

خلاصہ یہ کہ یہ بدن نفس ناطقہ کیلئے ایک کامل لباس ہے جو پورے طور سے اسے ڈھانپ لیتا ہے،

* * *

وجود ذہنی

وَاعْلَمْ اَنَّ الْوُجُوْدَ الذِّهْنِيَّ فَتَّشْنَاهُ فَلَمْ نَجِدْهُ شَيْئًا فَبَعْضُ مَا يُزْعَمُ اَنَّهٗ مَوْجُوْدٌ ذِهْنِيٌّ صُوْرَةٌ مَوْجُوْدَةٌ فِي الْخَارِجِ يُدْرِكُهَا النَّفْسُ بِحَسْبِ الْقُوَّةِ الْمُدْرِكَةِ كَالصُّوْرَةِ الْحَيَوَانِيَّةِ وَالصُّوْرَةِ الْاِنْسَانِيَّةِ وَمِنْهَا سَلْبِيَّاتٌ وَاِضَافِيَّاتٌ ؞

یاد رکھو کہ ہم نے وجود ذہنی کے متعلق خوب تفتیش کی مگر ہمارے ہاتھ کچھ بھی نہ لگا سو بعض وہ اشیاء کہ جنہیں وجود ذہنی کہا جاتا ہے وہ درحقیقت ایک صورت موجود فی الخارج ہوتی ہیں جسکا قوت مدرکہ کے ذریعہ نفس ادراک کرتا ہے جیسا کہ صورت حیوانیہ اور صورت انسانیہ بعض ان میں سے سلبیات ہیں اور بعض اضافیات،

وَتَحْقِيْقُ الْقَوْلِ عِنْدَنَا اَنَّ الْاَعْمٰى مَثَلًا هُوَ زَيْدٌ بِعَيْنِهٖ اِذَا اَدْرَكْنَاهُ بِالْقُوَّةِ الْمُدْرِكَةِ مُمْتَلِئَةً بِالْاِشَارَةِ اِلَى الْبَصَرِ ثُمَّ اَنَّهٗ قَدْ

اور ہمارے نزدیک تحقیقی بات یہ ہے کہ زید مثلاً ایک اندھا شخص ہے، جب ہم قوت مدرکہ کیساتھ اسکا ادراک کرتے ہیں تو ہمارا مدرکہ بینائی کے مفہوم سے بھر جاتا ہے پھر بعض اوقات ہم

يُقْطَعُ سَبِيْلُ مِنَ الْاِسْمِ عَنِ
الْمُسَمّٰى وَيُجْعَلُ صِفَتَهٗ وَيُسَمّٰى
بِالْعَمٰى فَالْاِخْتِلَافُ فِي الْاِدْرَاكِ
دُوْنَ الْمُدْرِكِ وَلِذٰلِكَ نَحْنُ
نُدْرِكُ زَيْدًا اَنَّهُ ابْنُ عَمْرٍو
بِالْقُوَّةِ الْمُدْرِكَةِ مُمْتَلِئَةً مِنَ
الْاِشَارَةِ اِلٰى اَبِيْهِ ثُمَّ تَقْطَعُ
الْاِسْمَ وَنَجْعَلُهٗ نُبُوَّةً فَتَذَكَّرْ
اِذَنْ مَا حَصَّلَهٗ بَعْضُ اَصْحَابِ
التَّحْصِيْلِ اَنَّ الْاِخْتِلَافَ بَيْنَ
الْكُلِّيَّاتِ وَالْجُزْئِيَّاتِ فِي
الْاِدْرَاكِ دُوْنَ الْمُدْرَكِ وَ
مِنْهَا مَعْدُوْمَاتٌ فِي الْخَارِجِ
كَالْمُمْتَنِعِ وَالتَّحْقِيْقُ فِيْهِ
اِنَّ الْاِدْرَاكَ نَشْاَةٌ
وَاسِعَةٌ مَا مِنْ اَمْرٍ مَوْجُوْدٍ
اَوْ مَفْرُوْضٍ اِلَّا وَفِيْهَا صُوْرَةٌ
اَيْ صُوْرَةٌ عَرَضِيَّةٌ بِاِزَائِهٖ
وَنَحْنُ نَقُوْلُ

اس اسم کو مسمّٰی سے جدا کر کے اس کی
صفت کو ملحوظ رکھتے ہیں اور اسکا نام
اندھا پن رکھ دیتے ہیں، سو یہ اختلاف
مدرک میں نہیں بلکہ ادراک میں ہے،
اسی طرح ہم اپنی قوت مدرکہ سے اس
اس امر کا ادراک کر سکتے ہیں کہ زید عمرو کا
بیٹا ہے یہاں بھی اسکے باپ کا
مفہوم ہمارا اشارا الیہ ہوتا ہے، لیکن
بعض اوقات ہم اس کی اسمیت سے
قطع نظر کر کے اسکے ابنیت کے مفہوم
کو ملحوظ رکھتے ہیں تو اب بعض منطقیوں
کا یہ قول تمہاری سمجھ میں آسکتا ہے،
کہ کلیات اور جزئیات میں صرف ادراک
کی حیثیت سے اختلاف پایا جاتا ہے
مدرک کا اسمیں کوئی دخل نہیں اسی طرح
ان میں سے بعض معدوم الخارج ہیں،
جیسا کہ ممتنعات اور اسکے متعلق ہماری
تحقیق یہ ہے کہ عالم ادراک میں بہت
زیادہ وسعت پائی جاتی ہے کوئی امر

لِهٰؤُلَاءِ الْاَبْدَانِ هُنَاكَ صُوْرَةٌ عِلْمِيَّةٌ عَرْضِيَّةٌ فَاِنْ صَارَ الْمَعْلُوْمُ بِهٰذِهٖ مَوْجُوْدًا فَمَا شَانُ الْمُمْتَنِعِ وَالْمَعْدُوْمِ وَالْمَجْهُوْلِ لَمْ تَتَبَدَّلْ حَقَائِقُهَا۔	موجود یا مفروض ایسا نہیں جسکی صورت پر وہ مشتمل نہ ہو اس صورت سے مراد صورت عرضیہ ہے ہم کہتے ہیں کہ ان ابدان کے لئے وہاں پر ایک صورت علمیہ عرضیہ ہے اگر معلوم اس کے ذریعے موجود ہو گیا تو یہ کیا وجہ ہے کہ ممتنع اور معدوم اور مجہول کی حقیقتوں میں تبدیلی واقع نہ ہو۔
لَيْسَ فِي الْعَالَمِ الْاَعْلٰى اِلَّا التَّصْدِيْقُ وَاَمَّا التَّصَوُّرُ فَمِنْ بِدْعَاتِ هٰذَا الْعَالَمِ الْمُخْرَجِ لِمَا اَنَّ التَّصْدِيْقَ ثَلْجٌ وَبَرْدٌ وَيَقِيْنٌ وَاِذْعَانٌ يَلْحَقُ بِالْمُفْرَدِ كَمَا يَلْحَقُ بِالْجُمْلَةِ وَمِنَ الْعَجَائِبِ اَنْ لَيْسَ هُنَاكَ جُمْلَةٌ اِنَّمَا هُوَ مُفْرَدٌ مَخْلُوْطٌ بِالْمَحْمُوْلِ وَ اَمَّا الْعَجْمَاوَاتُ مِنَ الْحَيَوَانَاتِ فَلَا تَصْدِيْقَ لَهَا اِنَّمَا هُوَ ظُنُوْنٌ وَشُكُوْكٌ وَكَذٰلِكَ اَهْلُ الْبَلَادَةِ وَاَمَّا	عالم اعلیٰ میں سوائے تصدیق کے اور کچھ نہیں پایا جاتا کیونکہ تصور تو بس ناقص عالم مادی کی بدعات میں سے ایک بدعت ہے اسلئے کہ تصدیق سے اطمینان دل اور یقین حاصل ہوتا ہے اور وہ اذعان بھی کہ جسکا تعلق مفرد کیساتھ جملہ کے طریقہ پر ہے عجیب بات یہ ہے کہ وہاں تو کوئی جملہ نہیں صرف مفرد ہے جو کہ محمول کیساتھ مخلوط ہے اور گونگے حیوانات تصدیق سے محروم ہوتے ہیں انکے اذہان تو ظنون اور شکوک ہی کا مرکز ہوتے ہیں بیوقوفوں کا بھی یہی حال ہے لیکن عامۃ الناس کے اذہان میں

سَائِرِ النَّاسِ فَكِلَاهُمَا مَوْجُوْدٌ فِيْهِمْ *

تصدیق اور تصوّر یہ دونوں قسمیں موجود ہوا کرتی ہیں،

اختلاف نشأت

فَاعْلَمْ اَنَّ كُلَّ مَا فِي الْعَالَمِ مِنَ الْمُتَحَيِّزَاتِ اَوِ الْمُجَرَّدَاتِ وَكُلَّ مَا فِي نَفْسِ الْاَمْرِ مِنْ ذَاتِ اللهِ سُبْحَانَهُ وَصِفَاتِهِ فَاِنَّ لَهُ صُوَرَةً فِي كُلٍّ مِنْ هٰذِهِ النَّشَآتِ تَخُصُّهُ وَلِكُلٍّ مِنْهَا جِهَتَانِ جِهَةٌ تَسَامَتْ بِهَا الْاَسْفَلَ اَعْنِي الْحَوَاسَّ وَجِهَةٌ تَسَامَتْ بِهَا الْاَعْلٰى اَعْنِي الْعَقْلَ فَكُلٌّ يَاخُذُ مِنَ الْجِهَتَيْنِ نَصِيْبَهُ وَالَّذِيْ لَحِقَ بِالْمَبَادِي الَّتِيْ هِيَ الْاَسْمَاءُ بِالْاِنْسِلَاخِ اَوِ الْفَنَاءِ يَغْلِبُ عَلَيْهِ الْجِهَةُ الْعُلْيَا

یاد رکھو کہ عالم میں جو کچھ بھی متحیزات یا مجردات موجود ہیں اور نیز اللہ تعالٰے کی ذات اقدس اور اسکی صفات کہ جنکا وجود نفس الامری ہے ان میں سے ہر ایک صورت ان ہی نشأت میں انکی خصوصیات کیساتھ ہوا کرتی ہے، اور ان میں ہر ایک صورت کی دو جہتیں ہوتی ہیں ایک جہت اسفل ہوا کرتی ہے جو حواس کیجانب ہوتی ہے اور دوسری اعلیٰ جو عقل کی جانب اور ہر ایک صورت ان دونوں جہتوں سے مستفیض ہوتی ہے، اور جنکو انسلاخ یا فنا کی وجہ سے اپنے مبادی یعنی اسماءُ پاک کیساتھ لحوق حاصل ہے۔ ان پر جہت علیا کا غلبہ حاصل ہونا ہے اور

والذي تدنس يغلب عليه
الجهة السفلي والمزاج الرجل
مدخل في التشخيص
للنفس الرحماني بلباس
خاص وكذا للعادات فرضه
اربعة امور يتحقق بضرب
بعضها في بعض بشدة
او ضعف اشخاص لا تعد
ولا تحصى الا ترى الى
عجائب عالم الصوت فلكل
حيوان صوت تخصه فلا
جرم انها تمثلت في هذا
العالم ولكل حال كالتبرح
ووجله وجوعه وعطشه
اصوات مخصوصة فلا جرم
انها تماثيلها.

ثم ان للاوقات
اصواتا وللعيش والغضب
صوتا فلا جرم انها

متدنس اشیاء پر جہت اسفل غالب
رہتی ہے نفس رحمانی کے لباس خاص
میں جلوہ گر ہونیکے لئے کسی شخص کے
مزاج اور اسی طرح اس کی عادات
کو بھی دخل ہوتا ہے چنانچہ یہی چار
چیزیں ہیں جنکے مختلف طور پر آپس میں
مل کر ظہور پانے اور ان کی شدت
اور ضعف کی بنا پر بے شمار افراد
معرض وجود میں آتے ہیں کیا تم نے
عالم صوت کے عجائبات پر غور نہیں
کیا کہ ہر ایک حیوان کی مخصوص آواز
ہوتی ہے سو پھر کوئی مضائقہ نہیں کہ
اس عالم میں اسکا تمثل ہوا در جملہ احوال
خوشی اور خوف اور بھوک اور پیاس کے
لے مخصوص آوازیں ہوتی ہیں، تو یہ
سب ان کا تمثل ہوتی ہیں

پھر مختلف اوقات کیلئے اور
آوازیں اور جذبہ غضب اور عیش کو ظاہر
کرنے کیلئے جدا آواز ہوتی ہے، جوان

تَمَاثِيْلِهَا وَأَلْهَمَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ
لِلْاِنْسَانِ اَنْ يَقْطَعَ اَصْوَاتَهُ
فَقَطَعَهَا فَحَصَلَتْ حُرُوْفٌ
فَوَضَعَهَا بِإِزَاءِ الْاَسْمَاءِ
الْحُسْنٰى الَّتِيْ بِهَا نِظَامُ
الْعَالَمِ وَتَلَفَّظَ بِهَا بِإِزَاءِ
كُلِّ مَظْهَرٍ حَرْفًا هُوَ بِإِزَاءِ
الْمَظَاهِرِ وَضَمَّ الْحَرْفَ
الثَّانِيْ تَحْصِيْلًا وَالثَّالِثَ
تَشْخِيْصًا فَبَدَأَتْ مَوَادُّ
ثُلَاثِيَّاتٍ هِيَ الْاَصْلُ
وَلِلْقَدَمِ فِي الْاِعْتِبَارِ
الْمَعَانِي الصَّوْتِيَّةِ
الْمَسْمُوْعَةِ فَحُكِيَتْ بِمَا
يَقَعُ عَلَى السَّمْعِ وُقُوْعَهَا
كَالضَّرْبِ وَالْقَهْقَهَةِ
وَاَبْدَعَ لِلْمُبْصَرَاتِ وَ
الْمَلْمُوْسَاتِ وَالْمَذُوْقَاتِ
وَالْمُتَخَيَّلَاتِ وَالْمُتَوَهَّمَاتِ

جذبات کی شکل ہوتی ہے اور اللہ سبحانہ
وتعالیٰ نے انسان کو الہام کیا کہ وہ
اپنی آواز کو مختلف طریقہ پر نکالے جس
سے مختلف حروف کی آوازیں پیدا ہوں
ان ہی حروف کو اسماء حسنیٰ کا مفہوم
ظاہر کرنے کیلئے وضع کیا ہے کہ جن پر
تمام عالم کا نظام ہے چنانچہ ہر مظہر کے
مقابل وہ ایک لفظ زبان پر لایا جو کہ
یقینی طور پر مظاہر کے مقابل ہے اور
پھر تحصیل اور تشخیص کا مفہوم ظاہر کرنے
کے لئے بالترتیب دوسرا اور تیسرا لفظ
زبان پر لایا جس سے کلمات ثلاثیہ
پیدا ہوئے جو تمام الفاظ کی اصل ہیں
چونکہ اظہار معانی کا ذریعہ بھی اصوات
مسموعہ ہیں چنانچہ بطور حکایت ایسے ہی
لفظ وضع کئے گئے کہ جو ان پر دلالت
کریں جیسا کہ ضرب (مارنا) اور قہقہہ
اسی طرح اس نے اشیاء مرئیہ ملموسات
مذوقات متخیلات اور متوہمات کے

أَصْوَاتٌ تُشَابِهُ وَقْعُهَا عَلَى ذٰلِكَ الْحِسِّ وَقْعُهَا عَلَيْهِ وَلِلْحِكَايَةِ فَصْلٌ بِحَسَبِ مِزَاجِ الْوَاضِعِ وَإِدْرَاكَاتِهِ فَالْعَرَبِيُّ إِذَا حَكَى صَوْتَ الْحِجَارَةِ قَالَ طَقْ طَقْ وَالْفَارِسِيُّ دَهْ دَهْ فَتَزَاحَمَ هٰذَانِ الْأَمْرَانِ الْقُدْسِيُّ وَالْأُنْسِيُّ وَتَشَعَّبَتِ الْمَعَارِفُ وَالْأَمْزِجَةُ فَحَدَثَتْ لُغَاتٌ لَا تُعَدُّ وَلَا تُحْصٰى وَصَارَ الْمَجَازُ بَعْدَ هُنَيْهَةٍ حَقِيْقَةً وَالْكِنَايَةُ صَرِيْحًا وَبِالْجُمْلَةِ فَهٰذَا طَرِيْقُ الْوَضْعِ وَالْعَاقِلُ تَكْفِيْهِ الْإِشَارَةُ وَالْعَوَالِمُ كُلُّهَا مُتَحَاذِيَةٌ وَبَعْضُ النَّشَآتِ مُتَفَرِّعَةٌ عَلٰى بَعْضٍ ۔

ہے ایسی آوازیں وضع کی گئی ہیں کہ جن کو سنکر ان حواس اور ان مدرکات پر ایسا اثر پڑتا ہے کہ جس سے اس کا مفہوم سمجھ میں آجاتا ہے طریق نقل وحکایت میں بھی واضع کے مزاج اور اسکی نوعیت ادراک کے مطابق اختلاف پایا جاتا ہے مثلاً ایک عربی شخص جب پتھر کے گرنے کی آواز کو نقل کرنا چاہتا ہے تو وہ اس کو طق طق سے تعبیر کرتا ہے اور فارسی لفظ اس کیلئے دہ دہ کا لفظ استعمال کرتا ہے چنانچہ ان دونوں امر یعنی قدسی اور انسی کی مزاحمت اور معارف اور امزجہ کے اختلاف سے بکثرت زبانیں پیدا ہوئیں اور کچھ عرصہ کے بعد مجاز بھی حقیقت کی شکل اختیار کر گیا، اور جو کنایہ تھی وہ صریح ہو گئی خلاصہ یہ کہ وضع الفاظ کی حقیقت یہی ہے جو کہ ہم نے بیان کی اور العاقل تکفیہ الاشارۃ اور ایسے ہی سب عوالم تحاذی ہیں اور بعض ارتقارات بعض دوسرے ارتقارات کی فروع ہے۔

علوم حاصلہ کی قسمیں

وَالْعُلُوْمُ الْحَاصِلَۃُ لِلنَّاسِ صِنْفَانِ صِنْفٌ یُدْرِکُوْنَہٗ فِیْ مَجَارِیْ عَادَاتِھِمْ کَالْاِھْتِدَاءِ لِدَقَائِقِ الصِّنَاعَاتِ وَالْاِسْتِدْلَالِ بِاَفَانِیْنِ الْاَفْکَارِ وَصِنْفٌ ھُوَ خَارِقٌ لِعَادَاتِھِمْ وَاِنْ کَانَ الْمُسْتَقَرُّ لَدٰی مَعْشَرِ الْحُکَمَاءِ اِذْ کُلُّ مَوْجُوْدٍ فَلَہٗ عِلَّۃٌ مُوْجِبَۃٌ فَلَا خَرْقَ لِطَبِیْعَۃِ انْتِظَامِ الْکُلِّیِّ اَصْلًا وَاِنَّمَا الْخَرْقُ بِحَسَبِ الْعَادَاتِ الْمُتَمَثِّلَۃِ تُرْبَتُھَا فِی الْمَدَارِکِ الْمَشْھُوْرَۃِ ۔	وہ علوم جو لوگوں کو حاصل ہوتے ہیں ان کی دو قسمیں ہیں، ایک تو وہ کہ جن کا ادراک انہیں مجاری عادات کے موافق ہوتا ہے مثلاً مختلف صنعتوں کے دقائق دریافت کرنا اور اپنی عقل سے مختلف نظریئے قائم کرکے ان کیلئے استدلال تلاش کرنا، دوسری قسم کے وہ علوم ہیں کہ جنہیں خارق عادت شمار کیا جاتا ہے حالانکہ حکماء جانتے ہیں کہ ہر ایک چیز جو معرض وجود میں آتی ہے اسکے ظہور کی کوئی علت موجب ضرور ہوتی ہے اسلئے یہ سمجھنا غلط ہے کہ نظام کلی کے قوانین توڑے گئے ہیں اور یہ خرق کا لفظ باعتبار عادت متمثلہ کے مدارک مشہورہ میں استعمال کیا جاتا ہے،
وَلِھٰذَا الصِّنْفِ اَقْسَامٌ	اور اس صنف کی بہت سی قسمیں ہیں،

أَمَّا فِي اللَّطِيفَةِ الْخَيَالِيَّةِ فِي الْيَقْظَةِ وَهُوَ الْمُسَمّٰى بِالْكَشْفِ فِي الْمُصْطَلَحِ الْمَشْهُوْرِ وَإِمَّا فِي الْمَنَامِ وَهُوَ الرُّؤْيَا وَإِمَّا فِي الْعَدَمِ وَقَدْ تُسَمّٰى غَيْبَةً أَعْنِي حَالَةً شَبِيْهَةً بِالنَّوْمِ فِي كَسَلِ الْحَوَاسِّ إِلَّا أَنَّ النَّوْمَ طَبْعِيٌّ وَهُوَ صُنْعِيٌّ بِوَاسِطَةِ التَّوَجُّهِ التَّامِّ إِلٰى أَمْرٍ مَا مُقَدَّسٍ وَهٰذِهِ الْأَصْنَافُ الثَّلَاثَةُ أَمْرُهَا وَاحِدٌ مِنْ حَيْثُ أَنَّهَا فِي الْمِثَالِ الْمُقَيَّدِ وَأَنَّ عَنَاصِرَهَا ثَلَاثَةٌ

یا تو اس کا القا بحالت بیداری لطیفہ خیالیہ میں ہوتا ہے جسکو اصطلاح مشہور کے مطابق کشف کہا جاتا ہے یا خواب میں جسے رؤیا کہا جاتا ہے، یا عدم میں جسے غیبیہ کے ساتھ موسوم کیا جاتا ہے کہ حواس پر ایک گونہ کسل اور سستی کی حالت طاری ہو کہ نیند کی سی حالت پیدا ہو جاتی ہے فرق اتنا ہے کہ نیند ایک طبعی حالت ہے اور یہ حالت انسان خود اپنے اوپر طاری کرتا ہے اسکا ظہور کسی امر مقدس پر کامل طور پر توجہ مرکوز کرنے کا نتیجہ ہوتا ہے اور یہ تینوں اقسام دراصل ایک ہیں، کیونکہ ان کا ظہور مثال مقید میں ہوتا ہے اور ان کے عناصر بھی تین ہیں،

اَلْعَادِيَاتُ فَالْحَدَّادُ مَثَلًا يَرَى الْكِيْرَ وَالنَّارَ وَيَرَى الْأَمْرَ الْمُفَاضَ فِي ضِمْنِهَا وَالنَّجَّارُ الْمِنْشَارَ

(۱) عادات مثلاً ایک شخص لوہار ہے تو اس کی حالت کشف رؤیا میں بھی آگ اور لوہا پگھلانے کی بھٹی وغیرہ لوازم آہنگری نظر آئیں گے بڑھئی لکڑی

وَالْخَشَبَ وَالْمِزَاجِيَاتِ فَالدَّمَوِيُّ يَرَى الْخَيَالَاتِ الْحُمْرَ وَالصَّفْرَاوِيُّ الصُّفْرَ وَيَرَى الْأَمْرَ الْمُفَاضَ فِي ضِمْنِهَا وَطَبِيعَةُ الْأَمْرِ الْمُفَاضِ مِنَ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى وَذٰلِكَ لِأَنَّ كُلَّ أَمْرٍ قُدْسِيٍّ أَوْ دَنَسِيٍّ فَإِنَّ لَهُ صُوْرَةً مَخْصُوْصَةً بِخُصُوْصِ النَّوْعِ فِي كُلِّ نَشْأَةٍ نَشْأَةٍ وَمِنْ هٰؤُلَاءِ مَا لَا يَحْتَاجُ إِلَى التَّعْبِيْرِ وَمِنْهَا مَا يَحْتَاجُ وَالْمُعَبِّرُ يَجِبُ أَنْ يَكُوْنَ عَارِفًا لِسِرِّ النَّشْآتِ مُمَيِّزًا لِلْعَادَاتِ وَالْمِزَاجِيَّاتِ عَنْ غَيْرِهَا ۔

لسوئی اور آرہ وغیرہ کا شاہدہ کریگا، اور اسی ضمن میں ان دونوں پر امورِ غیبیہ کا افاضہ ہوگا (۲) امزجہ اور مزاجیات چنانچہ جسکا مزاج دموی ہے وہ عالم میں سرخ چیزوں کا مشاہدہ کریگا، اور صفراوی کو زرد چیزیں نظر آتی ہیں بعض اوقات حقائق غیبیہ کا مشاہدہ ان ہی کے ضمن میں کرتا ہے جو اس کی طبیعت ہوتی ہے (۳) جسکا اللہ تعالےٰ کی طرف سے افاضہ ہو، یعنی ہر ایک امر کی خواہ وہ قدسی ہو یا متدنس اور مادی ہو منازل ارتقاء کے ہر ایک موقع پر نوع مخصوص کے لحاظ سے اسکی مخصوص صورت ہوتی ہے اور بعض ان امور میں سے وہ ہیں جو تعبیر کے محتاج نہیں ہوتے اور بعض محتاج تعبیر ہوتے ہیں اور معبر کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ منازل ارتقائیہ کا پورا پورا علم رکھتا ہو اور مزاجیات اور عادات میں تمیز کر سکے ،

وَقَدْ عَبَّرَ رَسُوْلُ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شُرْبَ
اللَّبَنِ بِاَنَّهُ الْعِلْمُ لِجَامِعِ
التَّغْذِيَةِ وَالتَّرْبِيَةِ وَعَبَّرَ
اَكْلَ رُطَبِ اَبِيْ طَابٍ فِيْ
بَيْتِ رَافِعِ بْنِ عُقْبَةَ بِاَنَّ
دِيْنَنَا قَدْ طَابَ وَاَنَّ
الرِّفْعَةَ حُسْنُ الْعَاقِبَةِ
لَنَا فَهٰذِهِ الثَّلَاثَةُ
مِنْ كَمَالَاتِ الْخَيَالَاتِ
بِحَسَبِ مَرَاتِبِ الْمُبْصَرَاتِ
وَاَمَّا بِحَسَبِ الْمَسْمُوْعَاتِ
فَالْاِلْهَامُ وَهُوَ كَلَامٌ
يُصَاغُ لَهُ فِيْ خَيَالِهِ
حِيْنَ مَا هُوَ جَامِعٌ
شَرَاشِرَهُ اِلَى اللهِ تَعَالٰى
وَالْخَاطِرُ حَدِيْثٌ فِيْ
تَضَاعِيْفِ حَدِيْثِ
النَّفْسِ يَتَنَبَّهُ بَعْدَ

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے دودھ پینے کی تعبیر علم سے بیان
فرمائی ہے اسلئے کہ دودھ جسمانی اور
روحانی حیثیت سے کامل غذا اور تربیت
ہے، ایک صحابی نے رافع بن عقبہ کے
گھر میں ابو طاب کی تازہ کھجوریں خواب
میں کھائیں آپ نے اسکی تعبیر یہ بیان
فرمائی کہ ہمارا دین طیب اور پاکیزہ
ہے اور انجام کار اسے رفعت اور
بلندی حاصل ہوگی اور اسکا بول بالا ہوگا
بہرحال انواع ثلاثہ کا انحصار کمال
تخیل پر ہے جسکا ظہور امور مرئیہ میں ہوا
ہے اور لیکن جب اس قسم کے علوم کا
القاء سمع کے ذریعہ سے ہو تو اسے الہام
کہتے ہیں اور الہام اسے کہتے ہیں کہ جب
آدمی کلیتًہ اللہ تعالےٰ کی جانب متوجہ
ہو تو اسکا تخیلہ اسے سننے لگتا ہے
اور جب حدیث النفس کے ضمن میں کوئی
بات انسان کو القاء کی جائے اور جسکی

وُجُودِهٖ عَلٰى حَقِيْقَتِهٖ وَ
الْوَاقِعُ مِنْهُ مَا عَظُمَ وَقْعَةً
عَلَى النَّفْسِ وَمَلَكَهَا فِي
الْحَالِ وَالْهَاتِفُ مَا يُظَنُّ
مَسْمُوْعًا وَيَقْوَى الظَّنُّ
بِاعْتِقَادِ الْحَقِيْقَةِ كَمَا
لِلْعَوَامِ اَوْ بِسِرِّ خُصُوْصِيَاتِ
النَّشْاٰتِ كَمَا لِلْفُضَلَاءِ الْاَوْلِيَاءِ
هُنَاكَ شَمٌّ وَذَوْقٌ وَلَمْسٌ وَيَكُوْنُ
عِلْمٌ مِنْ حَيْثُ مَرَاتِبِهَا لَهَا ۔
وَاَمَّا الْعُلُوْمُ الْمُفَاجِئَةُ
عَلَى الْوَهْمِ فَهِيَ الْفِرَاسَةُ وَ
مِنْهَا الْاِشْرَاقُ وَيَخْتَصُّ
بِاِدْرَاكِ الصُّوَرِ الْمُنْطَبِعَةِ
فِي الْاَذْهَانِ وَاَمَّا الْمُفَاجِئَةُ
عَلَى الْاِدْرَاكِ فَهِيَ الْقُوَّةُ
الْقُدْسِيَّةُ وَتُسَمّٰى فِيْ مَذْهَبِ
الصَّفَاءِ عِلْمًا لَدُنِّيًّا وَمَنْ فَنِيَ

حقیقت کا علم بعد میں ہو تو اسے خاطر
کہتے ہیں، اور جب یہ چیز نفس ناطقہ کو
وقیع معلوم ہو اور آدمی کے قلب اور
اس کے قوی پر مسلط ہو جائے تو اسے
واقعہ کہتے ہیں، اور جس کے سنے ہوئے ہونے کا
تعلق ظن غالب سے ہو تو اس کو ہاتف کہتے
ہیں عامۃ الناس ظن غالب کی بنا پر اسے
حق خیال کر لیتے ہیں اور جیسا کہ اس کی
ارتقائی خصوصیات کو ملحوظ رکھ کر اولیاء
کاملین اس کی حقانیت کو تسلیم کر لیتے ہیں
اور باعتبار ذوق شم اور لمس کے نیز باعتبار اس کے مراتب کے ان علوم کا القا ہوتا ہے
جن علوم کا واہمہ پر افاضہ ہوتا ہے
ان کو فراست سے تعبیر کیا جاتا ہے
اشراق بھی اسی کی ایک قسم ہے اور یہ
چیز اذہان کی صور منطبعہ کے ساتھ خاص
ہے اور جن علوم غیبیہ کا القاء قوت
مدرکہ پر ہوتا ہے ان کا منبع قوت قدسیہ
ہے جس کو اہل صفا علم لدنی کہتے ہیں اور
جو شخص فنا فی اللہ ہو جائے اور

إِنِّي اللّٰهِ سُبْحَانَهُ فَعِلْمُ مَا عَلِمَ فَهُوَ الْمَعْرِفَةُ، پھر اس پر علم کا افاضہ ہو تو اسے معرفت کہتے ہیں،

وَأَمَّا الْعُلُومُ النَّازِلَةُ عَلَيْهِ مِنْ حَيْثُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ سِرُّ وُجُودِهِ فَهُوَ الذَّوْقُ وَالْحِكْمَةُ وَالْعُلُومُ الْمُفَاضَةُ بِوَسَاطَةِ قُرْبِ الْفَرَائِضِ وَالْمَلَكِ هِيَ الْوَحْيُ وَاعْلَمْ أَنَّ لِلنَّفْسِ نَشَآتٍ وَتُسَمَّى كُلُّ نَشْأَةٍ بِاسْمٍ فَمِنْ حَيْثُ تَلَبُّسِهِ بِالْخَيَالِ وَالْوَهْمِ وَالْإِدْرَاكِ تُسَمَّى نَسَمَةً وَنَفْسًا بِحَسَبِ اصْطِلَاحِ الْقَوْمِ وَمِنْ حَيْثُ تَجَرُّدِهِ مَعَ تَرَقِّيهِ تُسَمَّى نَفْسًا فِي اصْطِلَاحِ الْفَلْسَفَةِ وَرُوحَانِي اصْطِلَاحِ الْقَوْمِ

اور وہ علوم نازلہ کہ جنکا مبدا اُس کا وجود ہے انہیں ذوق اور حکمت سے تعبیر کیا جاتا ہے اور جن علوم کا افاضہ قرب فرائض کے اور فرشتہ کے ذریعے ہوتا ہے اسے وحی کہتے ہیں، یاد رکھو نفس کو مختلف ارتقائی حالتیں لاحق ہوتی ہیں اور ہر ایک نشاۃ کا اسم جدا ہوتا ہے چنانچہ اگر اس کا تعلق وہم و خیال اور ادراک سے ہو تو اسے نسمہ کہتے ہیں اور قوم کی اصطلاح میں نفس کہتے ہیں اور اگر اس کے تجرد اور ترقی کی حیثیت کو ملحوظ رکھا جائے تو فلاسفہ اس کو نفس کہتے ہیں اور قوم کی اصطلاح میں وہ روح ہے،

نشاۃ اخرویہ کی مخلوق

وَاعْلَمْ أَنَّ مَا خَلَقَ اللّٰهُ

یاد رکھو کہ نشاۃ اخرویہ کی مخلوق

سُبْحَانَهٗ فِی النَّشْأَةِ الْاٰخِرَةِ
اَعْنِیْ نَشْأَةَ الْاَجْسَامِ وَ
الْاَعْرَاضِ عَلٰی صِنْفَیْنِ صِنْفٌ
تَأَکَّدَ فِیْهِ اٰثَارُهُ الظَّاهِرَةُ وَ
اَحْکَامُهَا بِحَیْثُ تَنْسَدُّ سَبِیْلُهٗ
اِلٰی حَقِیْقَتِهِ الَّتِیْ کُلُّ کَمَالٍ
عِلْمِیٍّ اَوْ عَمَلِیٍّ اِنَّمَا مُفَاضٌ مِنْهَا
فَلَا یَظْهَرُ عَلٰی حَسَبِ الْفِطْرَةِ اِلَّا
شِرْذِمَةٌ مُخْرَجَةٌ مَعَ نَکَارَةٍ
تَلْبِیْسِیَّةٍ فِیْهَا اَیْضًا اَمَا تَدْرِیْ
اَنَّ مِنَ الْمُتَحَقِّقِ لِاُولِی الْاَلْبَابِ
اِنَّ الْمَرَارَةَ الصَّفْرَاءَ حِکَایَةٌ
عَنِ النَّارِ وَالْمَرَارَةَ السَّوْدَاءَ حِکَایَةٌ
عَنِ الْاَرْضِ وَالدَّمَ عَنِ الْهَوَاءِ
وَالْبَلْغَمَ عَنِ الْمَاءِ نَنْعَمُ الْفَرْقَ
بَیْنَ الْحَاکِیْ وَالْمَحْکِیِّ اَلَیْسَ حَرَارَةُ
الصَّفْرَاءِ وَیُبُوْسَتُهَا بُرُوْدَةٌ وَرُطُوْبَةٌ
فِیْ جَنْبِ النَّارِ عَلٰی اَنَّهَا تَمَاثِیْلُهَا
فِیْ عَالَمِ الْخَلْطِ فَافْهَمْ فِیْ هٰذَا

یعنی اجسام اور اعراض کی نشاۃ اخرویہ
کو ملحوظ رکھا جائے تو وہاں کی مخلوق
دو قسم کی ہے ایک تو وہ ہے کہ جسمیں
آثار ظاہرہ اور انکے احکام اسقدر مستحکم
ہیں کہ حقیقت تک پہنچنے کا راستہ مسدود
ہے کہ جس سے ہر ایک کمال علمی اور عملی
فائض ہوتا ہے اسلئے فطرت کے مطابق
ایک ناقص جماعت ظہور میں آتی ہے
جسمیں کہ تلبیسی اجنبیت پائی جاتی ہے،
کیا تم یہ نہیں جانتے کہ ارباب تحقیق
کے نزدیک یہ امر محقق ہے کہ صفراء
آگ کی نقل ہے سودا خاک کی خون
ہوا کی اور بلغم پانی کی حکایت کرتا ہے
حاکی اور محکی عنہ کے درمیان فرق محسوس
کر لو کہ کیا تمہیں صفراء کی حرارت اور
یبوست حقیقی آگ کے مقابلہ میں برودت
اور رطوبت معلوم نہیں ہوتی، حالانکہ
عالم تخلیط میں یہ اس کا تمثل ہے یہ تلبیسی
نکارت کی جو مثال ہم نے بیان کی ہے

المثل الذي ضربناه للتجارة التلبيسية تُرشد إن شاء الله تعالى.

اس ایک وقت نظر سے کام لو انشاء اللہ تعالیٰ یہ تمہارے لئے رشد و ہدایت کا موجب ہوگا،

وصنف لم يتأكّد فيه آثارها ولم ينسدّ سبيله إلى حقيقته وقد ظهر لي على سبيل الفطرة أحكام ظاهرة الشأن باهرة البرهان كأنه لم يتعلق فيها صورة أجنبية قطّ ولا تزاحم بين الجسم الأخروي والدنياوي إلا أن هذا مبني على الاستعدادات الأزلية وهو مبني على الكمالات المكتسبة في الدنيا فالفرق واضح وهو وسيع الأطراف عريض الأكناف

اور دوسری قسم کی مخلوق کے آثار ظاہرہ اس قدر مستحکم نہیں کہ حقیقت تک رسائی کا راستہ مسدود ہو میرے سامنے فطری طور پر اس کے شاندار احکام واضح ہو چکے ہیں کہ جن کی تائید براہین سے ہوتی ہے اسمیں صورت اجنبیہ کا مطلق دخل نہیں اور گویا کہ یہ جسم دنیاوی اور جسم اخروی کے درمیان برزخ ہے موخر الذکر کی بنا ازلی استعدادات پر ہے اور اول الذکر کی بنیاد دنیا میں حاصل کردہ کمالات پر ہے پر ایک واضح فرق ہے جس میں بہت زیادہ وسعت اور کشادگی ہے،

انبیاء کرام اور حکماء ربانیین

فالصدر الأول منهم الأنبياء وبعدهم الحكماء

سب سے بڑا درجہ انبیاء کرام علیہم السلام کا ہے اور ان کے بعد حکماء

وَكَمَا لَهُمُ الْانْسِلَاخُ عَنِ الْاَلْبِسَةِ
الْغَيْرِ الْمُتَاَكِّدَةِ وَلَا كَسْبَ لَهُمْ
وَاِنَّمَا هُوَ فِطْرَةٌ وَالْاَوَّلُ
اَيْضًا عَرِيْضُ الْاَطْرَافِ
لٰكِنْ لَكَ وَالَّذِيْنَ تَجَشَّمُوْا
عَمَلًا نَيِّرَ نُجِيًّا اَعْنِيْ الْفَنَاءَ
فِي الْمُؤَثِّرِ الْحَقِيْقِيِّ هُمُ
الْاَوْلِيَاءُ وَالَّذِيْنَ اَلْقَهَرَتْ
اَجْسَامُهُمْ تَحْتَ نُفُوْسِهِمُ
الصَّافِيَةِ هُمُ الْبَرَرَةُ
الْاَتْقِيَاءُ وَالَّذِيْنَ تَقَاعَدُوْا
عَنْ كَسْبِ الْكَمَالِ رَأْسًا
هُمُ الْاَشْقِيَاءُ عَلٰى تَفَاضُلٍ
فِيْهِ وَيَنْبَغِيْ لَكَ اَنْ
تَسْتَيْقِنَ اَنَّهُ لَا كَمَالَ
اِلَّا مَا حَوَاهُ الْعَيْنُ كَيْفَ
وَهِيَ الَّتِيْ تَمَثَّلَتْ جِسْمًا
وَاَنَّهُ لَا يَخْلُوْ الْجِسْمُ
الدُّنْيَاوِيُّ عَنْ صُوْرَةٍ

ربانیین کا اور ان کا کمال اس میں ہے
کہ انہیں انسلاخ حاصل ہے، جو کہ غیر
متاکد لباسوں سے معرا ہے اور انکا کمال
اکتسابی نہیں بلکہ فطری اور وہبی ہے اور
یہ سب سے پہلا مقام بھی بڑا وسیع
الاطراف ہے اور جن لوگوں نے اپنے
آپ کو موثر حقیقی کی معرفت میں فنا کر
دیا ہے تو وہ اولیاء کرام ہیں اور جنہوں
نے اپنے اجسام کو اپنے نفوس صافیہ میں
مقہور کر رکھا ہے وہ بررۃ اتقیاء ہیں اور
جن لوگوں نے سرے سے اکتساب کمال
کی طرف توجہ ہی نہیں کی وہ اشقیاء ہیں
جن کے مراتب مختلف ہیں اور اس بات
کا بھی یقین کر لو کہ سوائے اس کمال کے
کہ جس پر عین ثابتہ مشتمل ہے، اور کوئی
کمال نہیں کیونکہ اسی کو جسم کی صورت
میں تمثل حاصل ہوا ہے نیز جسم دنیاوی اس
سے مبرا نہیں ہو سکتا کہ کوئی صورت اسکا
مظہر ہو اور یہ ظہور بڑے استحکام کیساتھ

مَظَاهِرَ تِرَاكِيْبَاتِهِ عَلَى فَصْلٍ وَالْأُوْلَى حِجْرِيَّةٌ وَالثَّانِيَةُ مِزَاجِيَّةٌ.

ہو اس میں بھی بمثل سابق فصل پایا جا ہے اول الذکر کو حجریہ اور دوسرے مزاجیہ کہتے ہیں،

انسلاخ فنا اور صفا

وَلَعَلَّكَ تَشْتَهِي أَنْ نُفَسِّرَ لَكَ مَعْنَى الْاِنْسِلَاخِ وَالْفَنَاءِ وَالصَّفَاءِ وَالْفَرْقِ بَيْنَهُمَا وَتَمَيُّزِ الْفَنَاءِ الْمَقْبُوْلِ وَالصَّفَاءِ الْحَسَنِ عَنْ غَيْرِهِمَا فَاعْلَمْ أَنَّ الْاِنْسِلَاخَ عِنْدَنَا عِبَارَةٌ عَنْ قَهْرِ النَّفْسِ الْعَيْنِ عَلَى تَمَثُّلِهِ بِحَيْثُ تَصِيْرُ كَالْمَعْدُوْمِ وَيَكُوْنُ لِمَا كَانَ فِي الْأَزَلِ وَلَا يَكُوْنُ لَهُ كَمَالٌ دُوْنَ فَيْضَانِ وُجُوْدِهِ فَلَا سَمْعَ دُوْنَهُ وَلَا بَصَرَ دُوْنَهُ حَتّٰى يَبْلُغَ ذٰلِكَ نِصَابَهُ وَيَتَوَلَّدُ لَكَ

شاید تم اس بات کے منتظ گے کہ تمہیں انسلاخ فنا اور صفا معانی بتلاؤں اور انکے درمیان فرق اور فناء مقبول اور صفاء حسن دوسروں سے ممتاز ہونا بیان کردوں جان لو کہ ہمارے نزدیک انسلاخ کا مفہوم یہ ہے کہ نفس ناطقہ عین ثابتہ مقہور کرکے اسکے تمثلات کو کالعدم کر دیتا ہے جس کی بنا پر پھر وہ ازل والی ہی حالت اختیار کرلیتی ہے اور سوائے فیضان وجود کے اس کا کوئی کمال باقی نہیں رہتا سوا اسکے علاوہ سمع اور بصر کچھ نہیں رہتا، حتی کہ وہ اپنے نصاب کو پہنچ جاتا ہے اور اسکی صلوت

الصُّوْرَةُ المُتَجَدِّدَةُ فَتَكُوْنُ كَاَنَّهٗ جِسْمٌ اُخْرَوِيٌّ ۔

وَالْفَنَاءُ عِبَارَةٌ عَنْ عِرْفَانِ اللهِ تَعَالٰى مِنْ حَيْثُ اَنَّهٗ سِنْخٌ لِكُلِّ مَوْجُوْدٍ ثُمَّ رُجُوْعُ الْكُلِّ اِلَيْهِ فَلَا يَبْقٰى اِلَّا الْوَاحِدُ الْاَحَدُ وَهَلَكَ كُلُّ مَنْ سِوَاهُ فِيْ سُبُحَاتِ وَجْهِهٖ فَيُوْجَدُ نَفْسُهٗ بِنَفْسِهٖ حَتّٰى يَتَمَلَّكَ ذٰلِكَ الْمَعْنٰى وَيُؤَثِّرَ بِعَلَاقَةِ اَنَّ الْعِلْمَ وَالْوُجُوْدَ بَيْنَهُمَا رَبْطٌ اَزَلِيٌّ نَشَاَ مِنَ الْعِلْمِ الْفِعْلِيِّ فَيَنْصَبِغُ بِصِبْغِ اللهِ تَعَالٰى كَمَا يَنْصَبِغُ الْمِرْاٰةُ الْمُتَّخَذَةُ مِنَ الْحَدِيْدِ بِصِبْغِ الشَّمْسِ بِعَلَاقَةِ الْاِنْصِبَاغِ الْاِنْطِبَاعِيِّ فَيَصْدُرُ مِنْهَا الْاِحْرَاقُ مَعَ بَقَاءِ الصُّوْرَةِ الْمِرْاٰتِيَّةِ

حادثہ میں ایک قسم کا تاکد ہے گویا کہ وہ جسم اخروی ہو جاتا ہے

اور فنا کے معنیٰ اللہ تعالےٰ کو اس حیثیت سے پہچاننا ہے کہ وہ ہر ایک موجود کی اصل ہے اور سب کا رجوع اسی کیطرف ہے چنانچہ ماسوا اسکی عظمت اور کبریائی کے ہر چیز مضمحل ہوکر ایک ہی ذات اقدس واحد احد جل شانہٗ باقی رہ جاتی ہے یہ مشاہدہ سالک اور عارف کی رگ و پے میں سرایت کرجاتا اور اپنا اثر دکھاتا ہے اور علم اور وجود میں ایک ربط ازلی ہے جسکا نشوونما علم فعلی سے ہے تو ایسا شخص اللہ تعالےٰ کے رنگ میں رنگا جاتا ہے جس طرح وہ لوہا کہ جسے صیقل کرکے آئینہ بنا لیا جائے کہ آفتاب کا نور اس میں منعکس ہوکر اسے نورانی بنا دیتا ہے حتیٰ کہ آفتاب کی صفت احراق بھی اس میں پیدا ہو جاتی ہے باوجودیکہ آئینہ کی صورت اس کی باقی رہتی ہے

وَيَتَلَبَّسُ الاِحْرَاقُ الْمُفَاضُ عَلَيْهَا بِلِبَاسِ النَّكَارَةِ ۔ أَمَّا الصَّفَاءُ فَهُوَ انْعِكَاسٌ بِلَا تَبَدُّلِ الشَّاكِلَةِ الَّتِي هُوَ عَلَيْهَا بِشَاكِلَتِهِ فِي نَفْسِهِ إِلَّا فِي مَوْطِنِ الْعِلْمِ فَحَسْبُ وَيُقَالُ مِثْلُهُمَا مَثَلُ الْخَمْرِ إِذَا صَفَا وَلَوْ مِرَارًا كَانَتْ خَمْرِيَّتُهَا بَاقِيَةً بِحَالِهَا وَإِذَا أُلْقِيَ فِيهَا الْمِلْحُ كَانَتْ خَلًّا لَا خَمْرِيَّةَ فِيهَا أَصْلًا وَالْفَنَاءُ الْمَقْبُولُ هُوَ الَّذِي اقْتَرَنَ بِنُورِ النُّبُوَّةِ وَالْمَرْدُودُ مَا لَمْ يَقْتَرِنْ ۔

اور اس میں صفت احراق کا پیدا ہونا ایک تلبیسی نکارت ہے، صفا کے معنی یہ ہیں کہ انعکاس نور تو حاصل ہو لیکن پہلی ہیئت نفسانی میں کوئی تغیر و تبدل نہ واقع ہو اور اگر کوئی تبدل ہو تو صرف موطن علم تک محدود ہو۔ کہا جاتا ہے کہ اسکی مثال شراب کے طریقہ یہ ہے کہ ہر چند اسے صاف کرلیں اور برابر اسکا تجربہ کرلیں مگر اسکی حقیقت خمریہ بحال خود باقی رہتی ہے لیکن نمک ڈالنے سے وہ سرکہ بن جاتا ہے اور شراب کی حقیقت قطعی طور پر ختم ہوجاتی ہے اور فنا مقبول وہ ہے جو نور نبوت کیساتھ مقترن ہو اور جس کا یہ اقتران نہ ہو، تو وہ مردود ہے،

نورِ نبوت کے طبقات

وَلِنُورِ النُّبُوَّةِ عِنْدَنَا

ہمارے نزدیک نور نبوت کے

اَرْبَعُ طَبَقَاتٍ اَلْاُوْلٰی هِیَ
اَلَّتِیْ تَیَسَّرَ لِلْحُکَمَاءِ مِنْ حَیْثُ
فِطْرَتِهِمْ اَیْ اِنْقِهَارِ
التَّمَثُّلَاتِ تَحْتَ الْعَیْنِ
وَکَوْنِهِمْ خَیْرًا بَحْتًا فِیْ عُلُوْمِهِمْ
وَعَادَاتِهِمْ وَعِبَادَاتِهِمْ
اَلثَّانِیَةُ اِنْصِبَاغُ النَّفْسِ
بِصِبْغِ نَاطِقَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِمَا عَلِمْتَ
اَنَّ التَّامَّ فِیْ مَعْرِفَتِهٖ یَرٰی
شُمُوْلَ هِدَایَتِهٖ فِطْرِیًّا اَوْ
کَسْبِیًّا عَلَی الْخَلِیْقَةِ کُلِّهَا
فَمَا مِنْ تَامٍّ اِلَّا انْعَکَسَ
عَلَیْهِ اَنْوَارُهٗ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ وَمِنْ هٰذِهِ الْقَبِیْلَةِ
اَوْسَعُ الْاَوْلِیَاءِ عِلْمًا الشَّیْخُ
الْاَکْبَرُ
اَلثَّالِثَةُ اِنْصِبَاغُهَا
بِصِبْغِ الطَّاعَاتِ وَ

چار مختلف طبقے ہیں، پہلا تو وہ جو باعتبار
فطرت کے حکماء امت کے حصہ میں
آیا ہے یعنی تمثلات عین ثانیہ کے ماتحت
مقہور ہو گئے ان کے علوم عبادات اور
عادات سب خیر محض ہیں، دوسرے
یہ کہ نفس پر ناطقہ رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کا رنگ چڑھ جائے، کیونکہ
تم جان چکے ہو کہ جیسے معرفت میں کمال
حاصل ہو جاتا ہے تو اسے فطری یا
اکتسابی طور پر یہ کیفیت پیدا ہو جاتی
ہے کہ وہ تمام مخلوق کو اپنے دائرہ ہدایت
میں شامل سمجھتا ہے، اب جو بھی تام
المعرفت ہو گا اس پر رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کے انوار نمایاں ہونگے شیخ اکبر
(امام محی الدین ابن عربی رح) جن کا علم
سب اولیاء کرام سے وسیع ہے اسی
قسم میں داخل ہے،
تیسرے یہ کہ کسی کو سنن نبوی اور
طاعات شرعیہ کی پابندی نے اس

السُّنَنِ لِمَا عَلِمْتَ اَنَّ
لِلْفَرَائِضِ اِنْسِلَاخًا فِطْرِيًّا
وَلِلسُّنَنِ تَحَقُّقًا حَيْثُ
تَلَبَّسَ بِجُزْئِيٍّ مِنْهَا
مَعْصُوْمٌ اَحَقُّ الْعِبَادِ
عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ فَانْصَبَغَ
الْكُلِّيُّ بِصِبْغِهٖ وَمِنْ
هٰذِهِ الْقَبِيْلَةِ اَصْحَابُ
الطُّرُقِ كَالْغَوْثِ الْاَعْظَمِ
وَالشَّيْخِ السُّهْرَوَرْدِيِّ وَالنَّجْمِ
الْكُبْرٰى وَالشَّيْخِ بَهَاءِ الْحَقِّ
وَالدِّيْنِ بَلِ الشَّيْخِ الْهَرَوِيِّ
وَالْمَهَائِمِيِّ وَالْجَامِيِّ رَضِيَ اللهُ
تَعَالٰى عَنْهُمْ الرَّابِعَةُ مَا
لِلصَّحَابَةِ وَسَيَاْتِيْ تَفْصِيْلُهٗ
وَاِنَّمَا قُلْنَا اِنَّ الَّذِيْ لَمْ
يَقْتَرِنْ بِهٖ فَنَاءٌ مَا لِمَا عَلِمْتَ
مِنْ اَنَّ لِكُلِّ مَوْجُوْدٍ
حَقٍّ اَوْ بَاطِلٍ نِسْبَةً

رنگ میں رنگ دیا ہو کیونکہ تم جانتے
ہو کہ فرائض میں فطری طور پر انسلاخ
ہوتا ہے اور سنن کو تحقق حاصل ہوتا ہے
کیونکہ ایک عبد معصوم جو سب سے زیادہ
اس مقام کا مستحق ہے ایک جزئی کو
عمل میں لایا اور اسکی پابندی فرمائی
(صلی اللہ علیہ وسلم) تو اسکا کلی بھی اسی رنگ
میں رنگا گیا، چنانچہ اصحاب طریقت
میں سے غوث اعظم، شیخ سہروردی،
شیخ نجم الدین کبریٰ، شیخ بہاء الحق والدین
بلکہ شیخ ہروی مخدوم علی مہائمی اور مولانا
جامیؒ اس طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور
چوتھا وہ نور جو کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ
تعالےٰ علیہم اجمعین کو حاصل ہوا اسکی
تفصیل آگے آتی ہے،

اور جو کچھ ہم نے بیان کر دیا کہ ان کو
فنا کے کسی بھی جزء سے اقتران حاصل
نہیں باوجودیکہ تمہیں معلوم ہے، کہ ہر
ایک موجود حق اور باطل کو بارگاہ

خَاصَّةً اِلیٰ حَضَرَاتِ الْوُجُوْبِ	وجوب کیساتھ ایک نسبت خاصہ
وَ اِنَّمَا الْفَنَاءُ مِنْ تَمَثُّلَاتِ	حاصل ہے، اسی نسبت کے تمثلات
تِلْکَ النِّسْبَۃِ ۔	کا نام فنا ہے،
وَاَمَّا الصَّفَاءُ الْحَسَنُ	اور صفاء حسن سے ہماری مراد یہ ہے
فَصِفَتُہُ الْمُطِیْعُ الْجَامِعُ	کہ جس شخص کو یہ مقام حاصل ہوتا ہے
بِشَرَاشِرِہٖ عَلیٰ تَقْلِیْدِ	وہ دل وجان سے صاحب شریعت کا
صَاحِبِ الشَّرِیْعَۃِ الْمُتَنَوِّرِ	مطیع اور متبع اور اسی کے نور سے منور
بِنُوْرِہٖ وَجَرَتِ الْعَادَۃُ	ہوگا، عام طور پر شرائع میں ظاہری
التَّشْرِیْعِیَّۃُ بِاِکْتِفَاءِ الصَّفَاءِ	محسوس صفائی اور طہارت کی تاکید
الْمَشَاعِرِیْ وَتَقْنِیْنِ قَوَانِیْنِہٖ	کی جاتی ہے اور اسی کے قوانین کو نافذ
فَحَسْبُ وَاِلْغَاءِ الصَّفَاءِ	کیا جاتا ہے اور صفاء مجردی کو نظر انداز
الْمُجَرَّدِیِّ لِمَا اَنَّہٗ لَیْسَ لَہٗ	کر دیا جاتا ہے کیونکہ اسکے تحقق میں پائداری
تَثَبُّتُ التَّحْقِیْقِ فَاِنْ شِئْتَ	نہیں ہوتی اسکا ثبوت مطلوب ہو، تو
فَعَلَیْکَ بِمُطَالَعَۃِ خَبْطِ	ان سفہاء قوم کے خبطی اقوال کو بنظر
السُّفَہَاءِ الْمُسْلِمِیْنَ الْحُکَمَاءِ ۔	امعان دیکھو جو اپنے کو حکماء کہتے ہیں،

قرب اور اس کے اقسام

اِعْلَمْ اَنَّ قُرْبَ اللّٰہِ	یاد رکھو اللہ تعالےٰ کا قرب یہ ہے
سُبْحَانَہٗ ھُوَ اِرْتِفَاعُ غَفْلَۃٍ	کہ غفلت کا پردہ درمیان سے اٹھ جائے

وَاَعْنِی بِذٰلِکَ الْعِلْمَ بِکُنْہِ
ذَاتِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَلَوْ فِی
الْحَاجِزِ وَمَعَ عَدَمِ الْاِحَاطَۃِ
وَلَا اُرِیْدُ کُلَّ عِلْمٍ بَلِ
النَّظَرُ النَّافِذُ اِلَیْہِ مِنْ
حَیْثُ اَنَّہٗ نَافِذٌ اِلَیْہِ
فَعَلَیْکَ بِالْمَثَلِ الَّذِیْ
ضَرَبْنَا فِی الْخِزَانَۃِ التَّاسِعَۃِ
مِنَ الْفَصِّ الْاَحْمَرِ وَالْجِسْمِ
الْمَخْرُوْطِیِّ وَتَنَبَّہِ النَّظَرِ اِلَیْھِمَا
وَانْعِکَاسِ اَمْرٍ یَّخْتَصُّ بِالْوَاجِبِ
فِیْہِ فَھٰذَانِ ذَاتِیَّانِ لِلْقُرْبِ
وَالْقُرْبُ التَّامُّ الْکَامِلُ مُنْحَصِرٌ
فِیْ صُنُوْفٍ ثَلٰثَۃٍ وَذٰلِکَ
لِاَنَّ الرَّجُلَ اِمَّا اَنْ یَّعْلَمَ
بِنَفْسِہٖ عِلْمًا حُضُوْرِیًّا فَیَعْلَمُ
فِیْ ضِمْنِہٖ کُنْہَ ذَاتِ اللّٰہِ تَعَالٰی
وَیَنْعَکِسُ اِلَیْہِ الْاَمْرُ الْمُخْتَصُّ
بِالْوَاجِبِ مِنْ ھٰذَا السَّبِیْلِ وَ

اس سے میرا مقصود یہ ہے کہ انسان کو
اللہ تعالیٰ کی کنہ ذات کا علم حاصل ہو
گویا علم کسی آڑ میں ہو اور اسمیں احاطہ
نہ ہو اور علم سے بھی ہر ایک علم مراد
نہیں بلکہ وہ جو نظر نافذ کا نتیجہ ہو، بایں
طور کہ وہ اسکی جانب نفوذ کر رہا ہے
اور ہم نے خزانہ نہم میں سرخ نگینہ اور
جسم مخروطی کی مثال بیان کی ہے توضیح
مقصد کے لئے اس کا استحضار مناسب ہے
اور انعکاس کسی امر کا اس میں وجوب
کیساتھ مختص ہے سو یہ دونوں قرب
کے ذاتی امور ہیں،
اور قرب تام تین قسموں میں منحصر ہے
کیونکہ انسان کو یا تو اپنے نفس کا علم
حضوری حاصل ہو گا کہ جسکے ضمن میں اسے
اللہ تعالیٰ کی کنہ ذات کا بھی علم ہو
جائے گا، اور اسی طرح وہ امر جو واجب
تعالیٰ کی ذات اقدس کیساتھ مخصوص
ہے وہ اس پر منعکس ہو گا اور اسی کا

هٰذا هو قرب النوافل وانما يسمى بقرب النوافل لان الاشياء المورثة لهذا القرب من التوجه التام وغير ذلك امور ليست من جنس الفرائض وهي عبادات لايصالها الى القرب فلا جرم انها نوافل.

واما ان يعلم بالله سبحانه ولا يمكن ان يعلم بكنه ذاته الصرفة لانه محال فلا جرم انه يعلمه في ضمن امر مجرد تجردا اسميا كانه من تماثيل الذات الصرفة في عالم و لا جرم انه منا يعطيه العين فلا بد ان يكون متلونا بلون العين التي هي كالمرأة والواقع لكل منهما ظاهر فيها فانها تجمع كل ما في عالم التحقق

نام قرب نوافل ہے اور وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اسکے قرب کا حصول کامل توجہ اور امور کلیہ کے بعد ہوتا ہے جو فرائض کی قسم سے نہیں بلکہ ایسی عبادات ہیں جو فقط قرب حاصل کرنے کے لئے عمل میں لائی جاتی ہیں اور جب وہ فرائض نہیں تو پھر وہ نوافل ہیں،

(۲) اور یا یہ کہ کسی کو اللہ تعالے کا علم اور اسکی معرفت حاصل ہو مگر یہ تو ممکن نہیں کہ کوئی اسکی ذات صرفہ کی کنہ کو معلوم کر سکے لہذا اسکو جاننے کے یہ معنیٰ ہیں کہ کسی ایسے امر مجرد کے ضمن میں یہ علم حاصل ہو جسکا تجرد صرف اسمی ہو گویا کہ وہ اس عالم میں ذات بحت کا تمثل ہے اور چونکہ اس علم کا منبع عین ثابتہ ہے اس لئے ضروری ہے کہ وہ اس عین کے رنگ کے مطابق ہو جو مثل آئینہ کے ہے، اور واقعات اس میں جلوہ گر ہوتے ہیں اور عالم تحقق کے تمام امور کی

بِمَا عَلِمْتَ مِنْ اَنَّهَا ظِلٌّ لِاسْمٍ مُطْلَقٍ لَا مُحَالَةَ وَ هٰذَا هُوَ قُرْبُ الْفَرَائِضِ وَ اِنَّمَا سُمِّيَ بِقُرْبِ الْفَرَائِضِ لِاَنَّهٗ يُعْطِيْ اُمُوْرًا هِيَ مِنْ جِنْسِ الْفَرَائِضِ الَّتِيْ اَمَرَ اللّٰهُ بِهَا وَاِذَا تَمَّ هٰذَا الْقُرْبُ وَتَمَامُهٗ اِنَّمَا يَكُوْنُ بِالتَّجَرُّدِ التَّامِّ بِهٰذَا التَّجَلِّيْ وَالتَّحَقُّقِ الْكَامِلِ لَهٗ ثُمَّ تُصَادِفُهٗ بِاَسْمَاءِ الْمَلٰئِكَةِ ثُمَّ اَنْشَاَ كَمَالَهٗ نَشْاَةً اُخْرٰى ثُمَّ صَيْرُوْرَةُ الرَّجُلِ مِنَ النِّظَامِ الْمُرَتَّبِ الْمُبْتَنِيْ عَلَى الْخَيْرَاتِ فَهُوَ النُّبُوَّةُ ۔

وہ جامع ہے کیونکہ تم اس سے پہلے جان چکے ہو کہ وہ اسم مطلق کیلئے بمنزلہ سایہ کے ہے اور یہی قرب فرائض ہے اور یہ اس نام کیساتھ اس وجہ سے موسوم کیا گیا کہ جو امور اس پر متفرع ہوتے ہیں وہ از قسم فرائض ہیں جنکا اللہ تعالیٰ نے حکم دے رکھا ہے اور جس وقت یہ قرب کامل ہو جائے اور اسکے آخری کمال کے بعد انسان کو نبوت حاصل ہوتی ہے اور یہ کمال اس تجلی کے لئے تجرد تام اور تحقق کامل کے بعد ہوتا ہے پھر اس کو اسماء ملائکہ کا تقابل حاصل ہوتا ہے پھر اس کے بعد اس کا ارتقاء اور دوسری نشات کے کمال حاصل کر لیتا ہے اور وہ نظام کلی کا ایک رکن بن جاتا ہے کہ جس کی بنا سراسر خیر و برکت پر ہے

وَاِمَّا اَنْ يَعْلَمَ بِكُنْهِ ذَاتِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ فِيْ ضِمْنِ فَيَضَانِ وُجُوْدِهٖ مِنْ غَيْرِ تَخْلِيْطٍ فَيَكُوْنُ قَدْ اَحَاطَتْ لِوُجُوْدِهٖ

(۳) اور یا یہ کہ آدمی کو اللہ تعالے کی کنہ ذات کا علم فیضان وجود کے ضمن میں بغیر کسی تخلیط کے حاصل ہو۔ چنانچہ اسکی عین ثابتہ کو اسکے وجود پر

عَيْنُهٗ مِنْ قِبَلِ الْعِلْمِ الْحُضُوْرِيِّ وَغَيْرِهٖ وَبِعَيْنِهِ الْاِسْمِ الَّذِيْ هُوَ سِنْخُهَا بِهٰذَا الْاِسْمِ ذَاتِ اللّٰهِ الْمَجِيْدِ الْعَلِيْمِ وَهٰذَا قُرْبُ الْوُجُوْدِ وَلَيْسَ مُنْحَصِرًا فِي الْعِلْمِ بِذَاتِهٖ تَعَالٰى بَلْ يَعُمُّهٗ وَغَيْرَهٗ وَلْنُفَصِّلْ كُلًّا مِّنْ هٰذِهٖ .

علم حضوری وغیرہ کے ذریعہ احاطہ حاصل ہوتا ہے اور وہ اسم پاک جو اس عین ثابتہ کی اصل ہے مجید و علیم خدا کی ذات اقدس سے مل کر اس بارے میں اس کی مدد کرتا ہے اس قسم کے قرب کا نام قربِ وجود ہے اور یہ قرب اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کے علم تک محدود نہیں بلکہ دوسروں کو بھی شامل ہے اب ہم ان اقسام ثلثہ کی قدرے تفصیل کرتے ہیں

قرب وجود

اَمَّا قُرْبُ الْوُجُوْدِ فَانْقِهَارُ الرَّجُلِ تَحْتَ الْعَيْنِ وَبَقَاؤُهٗ كَمَا كَانَ فِي الْاَزَلِ فِيْ غَايَةٍ مِّنَ الْقُرْبِ الذَّاتِيِّ وَكَانَتْ اِقْتِرَابَاتُ الْفَرَائِضِ ثُمَّ نَشَأَتْ طَرِيْقَةُ الصَّحَابَةِ بَعْدَ انْقِضَاءِ عَهْدِهِمْ بَقِيَتْ اَرْضُ الْكَمَالِ شَاغِرَةً

قرب وجود کا مفہوم یہ ہے، کہ آدمی اپنی عین ثابتہ کے ماتحت مقہور رہے اور وہ قرب ذاتی کے اسی درجہ پر قائم رہے جو ازل میں اسے حاصل تھا، قرب فرائض کے میدان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ان کا دور گزر جانیکے بعد کمال کی سرزمین بنجر پڑی رہی، مگر ہاں اہل صفا کی

لَيْسَ فِيْهَا اِلَّا اَهْلُ الصَّفَاءِ
ثُمَّ مَالَ اَذْكِيَاءُ هُمْ اِلٰى
قُرْبِ النَّوَافِلِ فَاَكْمَلُوْا
طَرِيْقَتَهٗ وَبَعْدَ مُضِيِّ اَلْفٍ،
وَمِائَةٍ مِنَ الْهِجْرَةِ مَالَ
رَجُلٌ مِنْهُمْ اِلٰى هٰذَا النَّوْعِ
مِنَ الْكَمَالِ فَكَانَ اِمَامَ
الْمُتَّقِيْنَ وَعِصَامَ الْحُكَمَاءِ
وَتَرَجّٰى مِنَ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ
اَنْ يَجْعَلَهٗ خَاتَمَ الْحُكَمَاءِ
الْمَعْصُوْمِيْنَ وَلَعَلَّ
دَعْوَتَهٗ قَدْ اُجِيْبَتْ اِنَّ
الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَ
ذٰلِكَ لِاَنَّهٗ كَانَ شَدِيْدَ
الْجَذْبِ قَوِيَّ الْاِنْسِلَاخِ
سَرِيْعَ السَّيْرِ صَحِيْحَ النَّظَرِ
فَلَمَّا تَفَطَّنَ بِالْعَيْنِ وَضَحَ
لَهٗ طَرِيْقُ الْاِنْقِهَارِ فِيْهَا
وَقِيْلَ لَهٗ مِنْ بَاطِنِهٖ خُذْ هٰذَا

جماعت موجود تھی پھر ان کے بعد ان
کے اذکیاء کا دور آیا،
جو قرب نوافل کی طرف مائل ہوئے اور
اس کو درجۂ کمال تک پہونچایا، ہجرت
کی گیارہ صدیاں گزر جانے کے بعد
ایک مرد خدا نے قرب وجود کے کمال کو
حاصل کرنے پر خاص توجہ دی، اور خدائے
پاک نے اسے امام المتقین اور حکماء
ربانیین کیلئے جائے پناہ بنا دیا، اللہ
تعالےٰ کے فضل وکرم سے اس نے یہ
التجاء کی کہ اس کو حکماء معصومین کا خاتم
الحکماء بنائے شاید کہ اس کی یہ دعاء
قبول ہوئی، والفضل بید اللہ سبحانہ وتعالےٰ
کیونکہ وہ قوی الجذب شدید الانسلاخ
صحیح النظر اور سریع السیر تھا جب اسے
عین ثابتہ کا علم حاصل ہوا تو اس کے
لئے مقہور ہونے کا طریقہ خود بخود اس
کی سمجھ میں آگیا اس کے باطن سے ایک
ندا آئی کہ اس کو لے لو کیونکہ اس زمانہ

فَاِنَّهَا اَقْصٰى مَا يُمْكِنُ
فِيْ هٰذَا الزَّمَانِ مِنَ
الْكَمَالِ وَاَصَحُّ وَاَوْفَقُ
لِمَا هُوَ الْمُطَابِقُ لِلْوَاقِعِ
فَكَانَتْ لَهٗ اَوْقَاتٌ
تَبْقٰى عَيْنُهٗ كَمَا كَانَتْ فِي
الْاَزَلِ فَرُزِقَ بِذٰلِكَ
السِّيَادَةُ الْبَاطِنِيَّةُ وَالْعِصْمَةُ
وَالْحِكْمَةُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ
رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ٭
وَمَبْنَاهُ الْعِلْمُ الَّذِيْ
اَسْلَفْنَاهُ فِيْ وَحْدَةِ الْوُجُوْدِ
مِنَ الْخُصُوْصِيَّاتِ اللَّازِمَةِ
مَرَّةً بَعْدَ اُخْرٰى وَمِنْ
خَصَائِصِهٖ اَنْ يَعْلَمَ اللّٰهَ
سُبْحَانَهٗ قَرِيْبًا مِنْهُ مِنْ
جِهَةِ الْعَيْنِ الَّتِيْ يَعْلَمُ بِهَا
سُبْحَانَهٗ اِيَّاهُ فَيَنْظُرُ اِلٰى عَيْنِهٖ
فَيَنْفُذُ نَظَرُهٗ اِلَى اللّٰهِ

ہیں اس سے بالاتر کوئی کمال نہیں
اور یہ وہ کمال ہے جو بہت درست
اور واقع کے بہت مطابق ہے چنانچہ
اس کو بعض ایسے اوقات نصیب ہوئے
کہ اسکی عین ثابتہ بعینہٖ اسحالت پر ہوتی
تھی، جیسے کہ ازل میں تھی، جس کی بناء
پر اسے سیادت باطنی اور حکمت کے
ساتھ عصمت بھی حاصل ہوئی (یہ
شاہ صاحب اپنا حال بیان کر رہے
ہیں) والحمد للہ رب العالمین،
اور اس کی بنا اس علم پر ہے جس کی
خصوصیات لازمہ کا تذکرہ ہم نے مسئلہ
وحدت الوجود میں بار بار کیا ہے،
من جملہ ان خصائل کے ایک یہ ہے
کہ وہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بہت قریب
جانتا ہے اس عین ثابتہ کے ذریعہ جس
کا علم اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسے عطا
کیا ہے چنانچہ جب وہ اپنی اس عین پر
نظر ڈالتا ہے تو اسکی نظر پار گذر کر اللہ

سُبْحَانَہٗ وَتَكُوْنُ لَہٗ عِصْمَۃً وَوَجَاھَۃً وَسَیَرِدُ عَلَیْكَ تَمَامُ الْكَلَامِ فِی الْخِزَانَۃِ السَّابِعَۃِ ۔

تعالیٰ پر جا پڑتی ہے اور یہ اس کیلئے عصمت اور وجاہت کا باعث ہوتی ہے اور ساتویں خزانہ میں اسکی تمام تفصیل تیرے سامنے آجائے گی،

قرب نوافل اور اس کی توضیح

وَاَمَّا قُرْبُ النَّوَافِلِ فَرُؤْیَتُكَ نَفْسَكَ فِی مِرْاٰۃِ الْحَقِّ فَتَتَلَوَّنُ بِلَوْنِ الْمِرْاٰۃِ اَعْنِی سَطْوَۃَ الْوُجُوْبِ وَمَبْنَاہُ اَنَّ تَقَرُّرَ الْمُمْكِنِ رَاجِعٌ اِلٰی تَقَرُّرِ الْوَاجِبِ وَالْعِلْمُ الْحُضُوْرِیُّ الْبَسِیْطُ مِنْ تَمَاثِیْلِ التَّقَرُّرِ فَلِھٰذَا یَعْلَمُ نَفْسَہٗ عِلْمًا حُضُوْرِیًّا وَیَعْلَمُ مُنْدَرِجًا فِی عِلْمِہٖ ذٰلِكَ بِاللّٰہِ سُبْحَانَہٗ كَمَا یَنْفُذُ النَّظَرُ مِنَ الزُّجَاجِ اِلٰی شَیْءٍ مَا ۔

قرب نوافل کا مفہوم یہ ہے کہ تم اپنے نفس کو حق تعالیٰ کے آئینہ میں دیکھ لو اور اسی آئینہ کا رنگ تم پر چڑھ جائے اس رنگ سے ہماری مراد مرتبہ وجوب کی سطوت ہے اور اسکی بناء اس پر ہے کہ ممکن کے تقرر اور تحقق کا مرجع واجب الوجود کا تقرر ہے، چنانچہ بسیط علم حضوری اسی تقرر کا تمثل ہے جسکی بناء پر اسے اپنے نفس کا علم حضوری حاصل ہو جاتا ہے، اور اسکے ضمن میں ایسے علم باللہ تعالیٰ حاصل ہوتا ہے جیسا کہ نظر شیشہ سے پار ہو کر کسی بھی چیز تک پہنچ جاتی ہے،

وَقَدْ يَعْلَمُ هٰذَا الْمُقْتَرِبُ
أَنَّهُ اكْتَنَهَ كُنْهَ اللّٰهِ وَذٰلِكَ
لِأَنَّهُ يَكْتَنِهُ كُنْهَ نَفْسِهِ
مَغْمُورًا فِي الْحَقِّ فَيَشْتَبِهُ
عَلَيْهِ الْأَمْرُ وَلَهُ حَالَتَانِ أَمَّا
فِي حَالَةِ الْوُصُولِ التَّامِّ فَلَا
يَكُونُ لَهُ إِلَّا عِلْمٌ بَسِيطٌ
بِنَفْسِهِ وَهُوَ بِعَيْنِهِ عِلْمٌ
بَسِيطٌ بِاللّٰهِ سُبْحَانَهُ بِحَيْثُ
لَا تَعَدُّدَ وَلَا تَكَثُّرَ وَأَمَّا فِي
حَالَةِ الْهُبُوطِ مِنْ ذٰلِكَ
فَيَعْلَمُ نَفْسَهُ مَغْمُورًا فِي
الْحَقِّ وَيَعْلَمُ الْحَقَّ مَغْمُورًا
فِيهِ نَفْسُهُ فَحِينَئِذٍ
تَعَدَّدَتِ الْجِهَاتُ وَلِهٰذَا
الْقُرْبِ حَقِيقَةٌ وَأَشْبَاحٌ ۔

اور جس کو اس قسم کا قرب حاصل ہو اسے
بعض اوقات یہ دھوکہ ہوتا ہے کہ میں
نے کنہ ذات کو پا لیا اس اشتباہ کا سبب
یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے نفس کی کنہ پر نظر
ڈالتے وقت اسے حق تعالیٰ سے ڈھانپا
ہوا پاتا ہے اور اس پر یہ امر مشتبہ ہو
جاتا ہے چنانچہ ایسے شخص کو دو حالتیں
پیش آیا کرتی ہیں (۱) جب اس کو کامل
وصول کا مقام حاصل ہو تو اسے اپنے
نفس کا بسیط سا علم حاصل ہوتا ہے اور
یہی علم بعینہٖ بسیط علم باللہ ہوتا ہے کہ
جس میں کسی قسم کا تعدد اور تکثر نہیں ہوتا
اور اس ہبوط اور نزول کی جانب میں
وہ اپنے نفس کو حق تعالیٰ سے ڈھانپا
ہوا دیکھتا ہے اور وہ یہی جانتا ہے کہ میرے
نفس نے بھی اسے گھیر لیا ہے تو اس وقت دو
جہتیں پیدا ہو جاتی ہیں اس قرب کی ایک تو حقیقت ہے اور دیگر اس کے نظائر ہیں

أَمَّا الْحَقِيقَةُ فَهٰذَا الْعِلْمُ
الْحُضُورِيُّ الَّذِي ذَكَرْنَاهُ

چنانچہ اس کی حقیقت تو یہی علم حضوری
ہے جس کا ہم نے تذکرہ کیا ہے اشباح

وَالْاَشْبَاحُ اَنْ يَتَمَثَّلَ هٰذَا الْعِلْمُ فِي الْوَاقِعِ بِضَرْبٍ مِنَ التَّمْثِيْلِ وَمِنَ الْاَشْبَاحِ اَنْ يُدْرِكَ الرَّجُلُ مَعْرِفَةَ التَّوْحِيْدِ بِضَرْبٍ مِنْ جَوَلَانِ الْفِكْرِ فَمَنْ رُزِقَ الْحَقِيْقَةَ فَقَدْ فَازَ بِدَخْلَةِ السِّرِّ وَمَنْ رُزِقَ شَيْئًا مِنَ الْاَشْبَاحِ فَلْيَشْكُرِ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ عَلٰى مَا رَزَقَهٗ وَمِنْ حُكْمِ هٰذَا الْقُرْبِ الْعُجْبُ وَالْفَخْرُ وَالرُّبُوْبِيَّةُ وَسَيُسَاقُ اِلَيْكَ فِيْمَا يَاْتِيْ تَفْصِيْلٌ لِهٰذَا۔

سے ہم یہ مراد لیتے ہیں کہ واقع میں اس علم کو کسی نہ کسی طرح تمثل حاصل ہو، اور اشباح میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انسان کو اپنی فکر کا گھوڑا دوڑانے سے توحید کی معرفت حاصل ہو جائے اب جسے اسکی حقیقت نصیب ہو گئی تو وہ تو فائز المرام ہو گیا اور جسکو اشباح میں سے کچھ حصہ مل گیا وہ بھی ملی ہوئی چیز پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور اس قرب کے نتائج میں سے خود بینی فخر اور ربوبیت ہے اور اس کی تفصیل تمہارے سامنے آتی ہے،

قرب فرائض

وَاَمَّا قُرْبُ الْفَرَائِضِ فَتَجَلِّي الْحَقِّ سُبْحَانَهٗ فِيْ مِرْاٰةِ عَيْنِكَ الثَّابِتَةِ فَيَتَلَوَّنُ بِلَوْنِ الْمِرْاٰةِ اَعْنِيْ نَحْوًا مِنْ مُلَابَسَةِ التَّجَدُّدِ وَالتَّقَضِّيْ

اور قرب فرائض یہ ہے کہ حق تعالیٰ تمہاری عین ثابتہ کے آئینہ میں تجلی فرمائے اور تم اسے اسی آئینہ کے رنگ میں مشاہدہ کرو، چنانچہ اس پر تجدد اور عدم ثبات کا گمان ہونے

وَمِنْهُ مَا نَشَاءُ قَالَ وَ
سَيَقُوْلُ وَكَانَ وَسَيَكُوْنَ
فِيْ مَوَاطِنِ الْوَحْيِ وَمَبْنَاهُ
اَنَّ الْمُمْكِنَ اِنَّمَا نَشَأَ مِنْ
تَجَلِّي اللهِ سُبْحَانَهٗ بِاَنْحَاءِ
التَّجَلِّيَاتِ فَلَيْسَ لَهٗ اِلَّا كَمَالٌ
اَعْطَاهُ الْعَيْنُ فَلَا رَبْطَ لَهٗ
اِلَّا مَا اَعْطَاهُ الْعَيْنُ فَلِمَا
يَكُوْنُ مَبْلَغُ مَعْرِفَتِهٖ بِاللهِ
سُبْحَانَهٗ مَا اَعْطَاهُ الْعَيْنُ
نَتَدَبَّرْ وَيَعْلَمُ هٰذَا
الْمُقْتَرِبُ اَنَّهٗ مُسَامِتٌ
لِلّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى وَ
ذٰلِكَ لِاَنَّ اللهَ سُبْحَانَهٗ
لَيْسَ مَغْمُوْرًا فِيْ نَفْسِهٖ
مِنْ قِبَلِ سَطْوَةِ وُجُوْبِهٖ
وَلَا يَنْفُذُ النَّظَرُ مِنْهُمْ
اِلٰى غَيْرِهٖ بَلْ هُوَ غَايَةُ
الْاَبْصَارِ

لگے وحی کے مقام میں اللہ تعالٰے نے
مضارع کے صیغے اسی بنا پر استعمال کئے
ہیں مثلاً ما نشاءُ۔ سیقول۔ سیکون
اس کی اصلیت یہ ہے کہ ممکن کا معرض
وجود میں آنا اللہ تعالٰے کی مختلف
تجلیات کا نتیجہ ہے اسلئے اسکا کمال
صرف وہی ہے جو عین ثابتہ اسے
عطا کرے کیونکہ اسکا ربطہ
عین ثابتہ کے عطیات ہی میں سے ہے
چنانچہ اسکا علم باللہ اور معرفت کی مقدار
بھی عین ثابتہ ہی پر موقوف ہے،
خوب اچھی طرح اس چیز کو سمجھ لو اور اس
قسم کا قرب رکھنے والا اپنے کو اللہ تعالٰے
کا مدمقابل سمجھتا ہے کیونکہ اللہ تعالٰے
اپنے مرتبہ وجوب کی سطوت کی بنا پر
اسکے نفس کے احاطہ میں نہیں آسکتا
اور نظر کا اس پار نافذ ہونا
غیر ممکن ہے کیونکہ اس کی ذات ہی
غایۃ الابصار ہے،

وَلَہٗ حَالَتَانِ اَمَّا فِیْ	اور ایسے شخص کو بھی دو حالتیں پیش آتی
حَالَۃِ الْعُرُوْجِ التَّامِّ فَیَضْمَحِلُّ	ہیں جب اسکو کامل عروج حاصل ہو
صُوْرَۃُ الْجُزْئِیَّۃِ وَیَحْکُمُ	تو اسکی صورت جزئیہ مضمحل ہو جاتی ہے
اللّٰہُ بِمَا شَاءَ فَلَا یَکُوْنُ لَہٗ	اور پھر اللہ تعالےٰ جو چاہتا ہے اسکے
اِدْرَاکُ عِلْمٍ بِاللّٰہِ بَلْ یَتَکَلَّمُ	حق میں فیصلہ فرماتا ہے سو اس وقت
اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ عَلٰی لِسَانِہٖ بِمَا	اسے علم باللہ کا ادراک بھی باقی نہیں
یَشَاءُ کَمَا یُحْکٰی عَنْ شُعَیْبٍ	رہتا، حالت یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالےٰ
عَلَیْہِ السَّلَامُ وَقَالَ رَسُوْلُ	اسکی زبان سے کلام فرماتا ہے جیسا کہ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	شعیب علیہ السلام سے منقول ہے اور
قَالَ اللّٰہُ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّہٖ	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ وَ	قال اللہ علٰی لسان نبیہ سمع اللہ
اَمَّا فِیْ حَالَۃِ الْھُبُوْطِ	لمن حمدہٗ۔ اور حالت ہبوط اور نزول
فَغَایَۃُ مَعْرِفَتِہِ الْحُضُوْرُ	میں تو اس کی معرفت کی انتہا
بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ وَ	اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضر رہنا ہے
لَہٗ حَقِیْقَۃٌ وَاَشْبَاحٌ وَاَمَّا	اسکی بھی حقیقت ہے اور پرچھائیاں
الْحَقِیْقَۃُ فَمِنَ الْعُرُوْجُ الَّذِیْ	یعنی اشباح حقیقت سے تو وہی عروج
بَیَّنَّاہُ وَمِنَ الْاَشْبَاحِ	مراد ہے جو کہ ہم بیان کر چکے اور من جملہ
الْوَاقِعَاتُ الَّتِیْ تَدُلُّ عَلٰی	اشباح کے وہ واقعات ہیں جو اس مقام
ذٰلِکَ وَمِنَ الْاَشْبَاحِ	پر دلالت کرتے ہیں دوسرے اس قرب

مَعَارِفُ هٰذَا الْقُرْبِ وَمِنْ حُكْمِهِ الْعَجْزُ وَالْعُبُودِيَّةُ وَالضُّعْفُ فِي تَاثِيرَاتِهِ ۔	کے معارف ہیں ضعف اور عجز کا احساس اور عبودیت کا اعتراف اس مقام کے آثار ہیں،
اِعْلَمْ اَنَّ قُرْبَ الْوُجُودِ وَقُرْبَ الْفَرَائِضِ وَقُرْبَ النَّوَافِلِ كُلُّهَا مُتَلَازِمَةٌ بِمَعْنٰى اَنَّ صَاحِبَ كُلِّ قُرْبٍ مِنْهَا يَجْمَعُ الْاٰخَرِيْنَ اَيْضًا اِذَا كَانَ مُتَمَيِّزًا وَلٰكِنِ الْحُكْمُ الَّذِي اضْمَحَلَّ فِيهِ نَتَعَرَّفُ ۔	قرب وجود۔ قرب فرائض اور قرب نوافل یہ تینوں اقسام ایک دوسرے کیساتھ متلازم ہیں مقصود یہ ہے کہ ایک قرب والا دوسرے دونوں قربوں کا بھی جامع ہوتا ہے بشرطیکہ وہ صاحب تمیز ہو لیکن اسے اسی قرب کیجانب منسوب کیا جاتا ہے کہ جس میں اسے اضمحلال حاصل ہو،
وَاعْلَمْ اَنَّا اِذَا قُلْنَا اَنَّ الْاَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ يَحْصُلُ لَهُمْ قُرْبُ الْفَرَائِضِ بَعْدَ قُرْبِ الْوُجُودِ وَاَنَّ الْحُكَمَاءَ يَحْصُلُ لَهُمْ قُرْبُ الْوُجُودِ بَعْدَ قُرْبِ النَّوَافِلِ وَاَمْثَالُ هٰذَا نَغَرَضُنَا مِنْ ذٰلِكَ هٰذَا الَّذِي لَا اضْمِحْلَالَ فِيهِ وَاِنَّمَا انْطَوَى الْكَمَالُ عَلَيْهِ بِضَرُورَةِ التَّجَدُّدِ وَالْاِطْلَاقِ ۔	اور یہ بھی جان لو کہ ہم جو کہتے ہیں، کہ انبیاء کو قرب وجود کے بعد قرب فرائض حاصل ہوتا ہے اور حکماء کو قرب نوافل کے بعد قرب وجود حاصل ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ تو اس سے ہماری مراد وہی امور ہیں کہ جن میں کسی قسم کا اضمحلال نہیں اور کمال کا اس پر مشتمل ہونا تجدد اور اطلاق کا تقاضہ ہے

وَاعْلَمْ اَنَّ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَغْلِبُ عَلَيْهِ اللَّطِيْفَةُ الْخَيَالِيَّةُ وَالْاِدْرَاكِيَّةُ اَوْ يَغْلِبُ عَلَيْهِ التَّمْيِيْزُ وَيَكُوْنُ لَهُمَا الْاَمْرُ وَالْحُكْمُ وَهٰذَا الرَّجُلُ مَايُوْسٌ عَنِ الْفَنَاءِ بَلْ غَايَتُهُ مَا يَتَرَقَّبُ لَهُ الصَّفَاءُ ؕ	اور یہ بھی سمجھ لو کہ بعض حضرات پر لطیفہ خیالیہ یا ادراکیہ یا قوت تمیز غالب ہو جایا کرتی ہے اور وہ ان ہی کے احکام اور اشارات پہ چلا کرتا ہے تو ایسا شخص مقام فنا سے مایوس ہو جاتا ہے زائد سے زائد وہ مقام صفا کا امیدوار رہتا ہے
وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَغْلِبُ عَلَيْهِ سِرُّ كَوْنِهٖ فِي النَّشْاَةِ الدُّنْيَاوِيَّةِ اَعْنِيْ بِهٖ التَّشَخُّصَ فَيَكُوْنُ لَهُ الْحُكْمُ وَاللَّطِيْفَتَانِ مِنْ رَعَايَاهُ فَهٰذَا الَّذِيْ يَقْتَضِي الْوَلَايَةَ بِحَسْبِ اِسْتِعْدَادِهٖ	اور بعض حضرات پر ان کے جہان فانی میں آنے کا راز منکشف ہو کر غالب ہو جاتا ہے میری مراد اس سے اسکی ذات کا تشخص ہے تو اسی انکشاف کا حکم چلتا ہے اور دونوں لطیفے باعتبار رعیت کے اسکے ماتحت رہتے ہیں اور یہ مقام حسب استعداد ولایت کا مقتضی ہے،
وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَكُوْنُ وَاسِعَ الْعَيْنِ مُهَلْهَلَ الصُّوْرَةِ فَاِنْ حُكْمُ لَهَا مَعَ الْفَطَانَةِ التَّامَّةِ فَهُوَ الْحَكِيْمُ وَاِنْ	بعض لوگ فراخ چشم لاغر بدن ہوتے ہیں، اور وہ اسی کے تقاضوں کے محکوم ہوتے ہیں ایسا شخص حکیم ہوتا ہے بشرطیکہ اسے فہم کامل حاصل ہو اور اگر

لَمْ يَكُنِ الْحُكْمُ لَهَا بَلْ لِلّٰهِ الْمَجِيدِ بِلَا شَرِيكٍ فَهُوَ النَّبِيُّ وَالْكَامِلُ عَلَى طَرِيقِهِمْ ۔	وہ ان جسمی تقاضوں کا محکوم نہیں بلکہ خدائے بزرگ و برتر کے احکام کا منتظر اور ان کا متبع رہتا ہے تو پھر وہ نبی ہے یا قوم کی اصطلاح میں کامل ہے
وَاعْلَمْ اَنَّ مَقْصُودَنَا مِنْ هٰذَا الْكَلَامِ تَحْدِيدُ الْاَمْزِجَةِ الْمُتَاصِلَةِ فِي الْكَمَالِ وَاَمَّا الَّتِي هِيَ عِيَالٌ عَلَى اٰخَرِيْ فَلَا تَفْصِيلَ فِيهَا بَلْ كُلُّ مِزَاجٍ قَابِلٌ لِكُلِّ كَمَالٍ اِنْعِكَاسًا ۔	اور یہ بھی یاد رکھو کہ اس تمام تقریر سے ہماری مراد ان مزاجوں کی تحدید کرنا ہے جن کا کمال میں قدم راسخ ہے، برخلاف ان کے جو دوسروں پر بوجھ ہوتے ہیں تو ان کی تفصیل ہم نہیں بیان کرتے بس یہ سمجھو کہ ہر ایک ذی استعداد کا مزاج انعکاس کے طور پر ہر ایک کمال کو قبول کر سکتا ہے،
وَاعْلَمْ اَنَّ السَّلَفَ اِنَّمَا لَمْ يَذْكُرُوا قُرْبَ الْوُجُودِ لِاَنَّهُمْ زَعَمُوهُ قُرْبَ الْفَرَائِضِ لِاَنَّ الْحَكِيمَ فِي اٰخِرِ الْاَمْرِ يَصِيرُ مُتَقَرِّبًا بِقُرْبِ الْفَرَائِضِ وَلٰكِنْ لَا يَخْفٰى اَنَّهُ اِهْمَالٌ فِي تَفْتِيشِ الْحَقَائِقِ اَللّٰهُمَّ اَرِنَا حَقَائِقَ الْاَشْيَاءِ كَمَا هِيَ ۔	اور یہ بھی یاد رکھو کہ اسلاف نے قرب وجود کا تذکرہ نہیں کیا کیونکہ وہ اسے قرب فرائض کے مرادف سمجھتے ہیں کیونکہ حکیم ربانی کو بالآخر قرب فرائض ہی حاصل ہوتا ہے مگر تحقیق حق میں ان سے فروگذاشت ہوئی ہے اللھم ارنا حقائق الاشیاء کما ہی،

فضیلت کلی قرب فرائض کو حاصل ہے

اِعْلَمْ اَنَّ الْفَضْلَ الْکُلِّیَّ مِنْ هٰؤُلَاءِ الْاِقْتِرَابَاتِ لِقُرْبِ الْفَرَائِضِ لَا سِیَّمَا لِلنُّبُوَّةِ وَذٰلِكَ بِوَجْهَیْنِ الْاَوَّلُ اَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ لَهُ الْحُكْمُ فِی الْاَنْبِیَاءِ وَاَمَّا الْحُكَمَاءُ فَتَحْجُبُ اَعْیَانُهُمْ وَالْاَوْلِیَاءُ تَحْجُبُ سِرُّ وُجُوْدِهِمُ الدُّنْیَاوِیْ فَهٰذَا مِنْ حَیْثُ الْمَبْدَاءِ وَالثَّانِیْ اَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ تَجَلّٰی فِیْ صُدُوْرِ الْاَنْبِیَاءِ بِالْاِسْمِ الْحَادِثِ فَسَاسَ اِسْمُهٗ ذٰلِكَ قَاطِبَةً اُمُوْرَهُمْ وَاَمَّا الْحُكَمَاءُ فَیَسُوْسُهُمُ الْقُرْبُ الْاَزَلِیُّ وَالْاَوْلِیَاءُ یَسُوْسُهُمْ فَنَاءُ سِرِّ وُجُوْدِهِمُ الدُّنْیَاوِیِّ فِی اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ ۔

یاد رکھو کہ ان تینوں اقترابات میں فضیلت کلیہ صرف قرب فرائض ہی کو حاصل ہے خصوصیت کیساتھ مقام نبوت، اور اس کی دو وجہیں ہیں پہلی یہ کہ انبیاء کرام کے احکام براہ راست اللہ تعالےٰ سے ماخوذ ہوتے ہیں، بر خلاف اسکے حکماء کے احکام کا منبع انکی عین ثابتہ اور اولیاء کیلئے ان کے دنیاوی وجود کا سرّ وجود ہوتا ہے اور یہ چیز صرف مبداء کے لحاظ سے ہے، دوسرے یہ کہ اللہ تعالےٰ نے انبیاء علیہم السلام کے سینوں میں اسم حادث کیساتھ تجلی فرمائی ہے اور یہی اسم پاک انکے تمام امور کا والی ہے اور حکماء پر قرب ازلی حکمران ہے اور اولیاء کرام پر اس امر کا تصرف ہے کہ انہوں نے اپنے وجود دنیاوی کی حقیقت کو اللہ تعالےٰ کی ذات اقدس میں فنا کر دیا۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْعِجْلَ مَعْنَاہُ عِنْدَنَا اَنَّھُمْ فَنَوْا فِی التَّجَلِّی الَّذِیْ نُسَمِّیْ التَّشْبِیْھِیَّ وَکَانَ اَنَّ مَنَاطَ فَنَائِھِمْ ذٰلِکَ لَطِیْفَتُھُمُ الْعُنْصُرِیَّۃُ فَلِذٰلِکَ اُمِرُوْا بِفَکِّ ھٰذَا النِّظَامِ الْعُنْصُرِیِّ حَتّٰی یَتِمَّ لَھُمُ التَّخَلُّصُ اِلٰی حَقِیْقَۃِ الْکَمَالِ وَقَدْ اَعْطَیْنَاکَ مَرَّۃً بَعْدَ اُخْرٰی اَنَّ کُلَّ فَانٍ لَا بُدَّ لَہٗ مِنْ تَحَقُّقٍ مَّا حَتّٰی اَنَّ النَّفْسَ اِذَا فَنِیَتْ قَبْلَ اِنْکِسَارِھَا کَانَ لَھَا رُبُوْبِیَّۃٌ۔

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے متعلق فرمایا ہے ان کے دلوں میں بچھڑے کی محبت سرایت کر گئی ہے اس کے معنی ہمارے نزدیک یہ ہیں کہ مظاہر حادیہ میں ذات اقدس کی جو تجلی ہوتی ہے گوسالہ پرستوں نے اسمیں اپنے کو فنا کر دیا اور اس فنا کا مدار انکے لطیفۂ عنصریہ پر ہے اسی بنا پر انہیں حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے نظام عنصری کو توڑ دیں تاکہ حقیقت کمال تک ان کیلئے پہونچنا آسان ہوجائے اور ہم بار بار تمہیں بتا چکے ہیں کہ ہر ایک فانی کے لئے کسی نہ کسی قسم کا تحقق ضرور ہوتا ہے حتی کہ نفس کیلئے اگر اسکو کو منکسر ہونے سے پیشتر فنا کا مرحلہ پیش آ جائے تو وہ ربوبیت کا اظہار کرنے لگتا ہے،

شیطان اور شیطنت

اِعْلَمْ اَنَّ الشَّیْطَانَ لَمَّا طَغٰی وَبَغٰی لُعِنَ لَعْنًا مُسْتَطِیْرًا فَمَا زَالَ یَلْحَقُ بِهِ الشُّرُوْرُ حَتّٰی صَارَتِ الشُّرُوْرُ رُوْحًا کَمَا لَهٗ فَتَجَلَّتْ فِیْ صَدْرِهٖ تَجَلِّی الْاِسْمِ فِیْ صَدْرِ الْمُقَرَّبِیْنَ مِنَ الْمَلَائِکَةِ وَ ذٰلِكَ لِسِرٍّ عَمِیْقٍ وَهُوَ اَنَّ کُلَّ مَعْنًی مُتَوَحِّدٍ فَاِنَّ لَهٗ ضَرْبَ اِقْتِرَابٍ فِیْ سِلْسِلَةِ الْاِنْبِجَاسِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی فَمَا مِنْ مُتَوَحِّدٍ تَوَحُّدًا مَعْنَوِیًّا اِلَّا اَنَّهٗ تَرَتَّبَ حَقًّا کَانَ اَوْ بَاطِلًا وَلِذٰلِكَ صَدَرَتْ مِنْهُ اُمُوْرٌ تُسَمّٰی بِالشَّیَاطِیْنِ الْجُزْئِیَّةِ مِنْهَا

یاد رکھو کہ جب شیطان نے اللہ تعالیٰ کے فرمان سے سرتابی کر کے سرکشی اختیار کی تو اس پر بہت بڑی لعنت نازل ہوئی اور اسکے بعد جتنے شرور معرض ظہور میں آئے وہ سب اسی کیساتھ لاحق ہوتے رہے، چنانچہ شرور کا سرچشمہ ہونا ہی اس کا کمال ہوگیا اسکے سینہ میں یہ شرور بعینہ اسیطرح تجلی افگن ہیں، جیسا کہ ملائکہ مقربین کے سینوں میں اسم پاک کی تجلی ہوتی ہے، اور یہ عمیق راز ہے خلاصہ یہ کہ ہر ایک معنًی وحدانی کو سلسلہ انجاس میں اللہ تعالیٰ سے ایکگونہ قرب حاصل ہے کیونکہ ہر ایک وہ چیز کہ جسے معنوی طور پر وحدانیت حاصل ہو خواہ وہ حق ہو یا باطل، وہ ربوبیت کا مظاہرہ کرتی ہے اور اسی واسطے شیاطین جزئیہ اور

الاسم الشیطانیۃ یسخرھا و	القاءات شیطانیہ ظہور میں آئے اور
یدبرھا تسخیر الکلی والجزئی	یہ شیاطین کیلئے اسی طرح مسخر رہتے ہیں
وکان للشیطان سریان فی	جیساکہ کلی کو جزئی پر تسلط حاصل ہے اور
العالم التخلیطی سریانا کلیا	شیطان کا سریان اس عالم تخلیطی
فتدبر فان المسئلۃ عمیقۃ۔	میں سریان کلی ہے خوب سمجھ لو،
واعلم ان خاتم الاولیاء	یاد رکھو کہ خاتم الاولیاء وہ شخص ہے
بحذاء خاتم الانبیاء	جو صورت مزاجیہ کی تخلیطات میں
فی تخالیط الصور	خاتم الانبیاء کے مقابل ہو اور یہ
المزاجیۃ ویجب ان	بھی ضروری ہے کہ وہ خاتم الانبیاء کے
یکون متنورا بنور	نور سے منور ہو اور صاحب علم ہو اگر
خاتم الانبیاء وان یکون	وہ سخت ذکی الطبع نہ ہوتا باوجود ان
علمیا ولولا شدۃ ذکائہ	تخلیطات مادیہ کے تو وہ ذات اقدس
لما بلغ قاموس اللذات	کے بحر معرفت میں غوطہ زن ہو سکنے
مع ما بہ من التخلیط۔	کیونکہ قابل ہوتا،

جنابت اور امیت

واعلم انا نعنی	یاد رکھو کہ جس مقام پر بھی ہم
بالجنابۃ حیث ما ذکرناہ	نے جنابت کا لفظ ذکر کیا ہے اس
تقدم العلم	سے ہماری مراد یہ ہے، کہ حال پر

عَلَى الْحَالِ وَاَعْنِي بِالْحَالِ وُجُوْدَهُ فِي نَفْسِهِ مَعَ قَطْعِ النَّظْرِ عَنْ نَشْاَةِ الْعِلْمِيَّةِ وَنَعْنِي بِالْاَمْنِيَّةِ تَقَدُّمَ الْحَالِ عَلَى الْعِلْمِ وَلْنَضْرِبْ لِنَ لَكَ مَثَلًا الْبَدَوِيُّ الْعَرَبِيُّ الْقُحُّ بِحَسَبِ سَلِيْقَتِهِ يَعْمَلُ النَّحْوَ وَالْمَعَانِيَ فِي كَلَامِهِ لَا يَغْلَطُ فِي شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ ثُمَّ اِذَا سُئِلَ لِمَ نَصَبْتَ الْمَفْعُوْلَ وَرَفَعْتَ الْفَاعِلَ لَمْ يَدْرِ الْجَوَابَ مَعَ اَنَّهُ مَرْكُوْزٌ فِي صَمِيْمِ طَبْعِهِ وَاَمَّا النَّحْوِيُّ فَبِالْقُوَّةِ الْمُمَيِّزَةِ لَا يَسْرُدُ كَسَرْدِهِ اِلَّا اِذَا انْحَلَّتْ عُقْدَةُ التَّمْيِيْزِ وَصَارَ عَرَبِيًّا قُحًّا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَقَلْبًا خَاشِعًا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

کسی کا علم مقدم ہو، حال کا مفہوم اس کا وجود فی نفسہ ہے، جس وقت کہ اسکے ارتقاء علمی سے قطع نظر کر لی جائے اور امینت سے ہماری مراد یہ ہے کہ علم پر حال مقدم ہو، اور اسے ہم تمہیں ایک مثال سے سمجھائے دیتے ہیں، وہ یہ کہ ایک خالص عرب عربی بولتے وقت تمام قواعد صرف ونحو کا بالطبع اس میں اجراء کرتا ہے اور اس میں کسی قسم کی غلطی نہیں کرتا لیکن اگر اس سے دریافت کیا جائے کہ مثلاً تو نے مفعول کو منصوب اور فاعل کو مرفوع کیوں کیا تو وہ اس کا جواب نہیں دے سکے گا کیونکہ یہ چیز اسے طبعاً حاصل ہے لیکن جس کا عربی بولنا اکتسابی ہے وہ کبھی اس خالص عرب کی روانی کی طرح عربی نہیں بول سکتا مگر یہ کہ اس میں زبان دانی کا ملکہ اس قدر قوی ہو جائے اور وہ خالص عرب کی طرح گفتگو کرنے لگے۔ اللہم انی اسألک علماً نافعاً وقلباً خاشعاً یا ارحم الراحمین۔

الخزانة الخامسة — پانچواں خزانہ

فی بیان مبادی تعینات الانبیاء وشرح کمالاتھم الفطریۃ والکسبیۃ وذکر طریقتھم فی سلوکھم

انبیاء کرام کے تعینات کے مبادی اور انکے فطری وکسبی کمالات کی شرح اور ان کا طریقہ سلوک

(نبی کی حقیقت)

ماھیۃ النبی وشرح	نبی کی حقیقت اور اس کے اسم
اسمہ بحسب متفاھم الحکماء	کی تشریح جیسا کہ حکماء ربانیین سمجھتے ہیں
ھی انہ الرجل الذی عینہ	یہ ہے کہ اس شخص کی عین ثابتہ کو بہ نسبت
الثابتۃ اقرب الاعیان	دوسری اعیان ثابتہ کے اس اسم پاک
الثابتۃ من اسم ھو منہ	سے زیادہ قرب حاصل ہو جو اسکا منشاء وجود
اجمعھا واسبغھا للوجوہ و	ہے اسکی عین ثابتہ ان وجوہ اور اعتبارات
الاعتبارات الذی فطرتہ	کی جامع اور کامل ہو کہ جن سے اس کی
منسلخۃ عن الصورۃ المزاجیۃ	فطرت بنی ہے صورت مزاجیہ سے اسے
مقترنۃ بالاقتراب الثلث	انسلاخ حاصل ہو اقترابات ثلثہ قرب
قرب النوافل وقرب	نوافل قرب فرائض اور قرب وجود
الفرائض وقرب الوجود اعنی	سے قرب حاصل ہو مقصود یہ کہ اس اجمال

الْحَاصِلُ مِنْهَا وَاِجْمَالُهَا
الَّذِي كَانَ كُلٌّ مِنْ تَمَاثِيلِ
وُجُودِهِ الْعَيْنُ وَالتَّشَخُّصُ
وَالْخَيَالُ أُمِّيًّا لَا جِنَايَةَ
فِيْهِ وَلَا حُكْمَ لَهُ وَإِنَّمَا
الْحُكْمُ لِلّٰهِ الْمَجِيدِ فَبِذٰلِكَ
تَجَلّٰى فِي عَيْنِهِ الَّذِي
لَحِقَ بِالْمَلَكُوتِ وَتَصَادَقَ
اِسْمُهُ بِأَسْمَائِهِمْ ثُمَّ
أَنْشَأَ نَشْأَةً أُخْرٰى
اِجْمَالُ الْكَمَالَاتِ
كُلِّهَا الَّذِي اكْتَسَبَ
الْكَمَالَاتِ وَرَغِبَ
إِلَى اللّٰهِ حَتّٰى أَوْحَى اللّٰهُ
إِلَيْهِ الشَّرَائِعَ وَالزُّهْدَ
وَغَيْرَهُمَا الَّذِي عُدَّ
كَمَالُهُ مِنْ نِظَامِ
الْعَالَمِ الْمُبْتَنِي عَلَى
الْخَيْرَاتِ الْمُتَرَتِّبِ

اور ما حصل کا جامع ہو جو کہ اعیان ثابتہ
تشخص اور خیال کے تماثیل سے ہے
اور اسکے اوصاف میں یہ ہے کہ وہ امی
ہو جنایت سے مبرا اور اپنے کسی حکم
کا تابع نہ ہو بلکہ خدائے بزرگ و برتر
کے احکام کی تعمیل کرتا ہو، اسی بنا پر
اللہ تعالٰے نے اس کی عین ثابتہ میں جو
ملکوت سے ملحق ہے تجلی فرمائی ہے اور
اس کے اسم اور دیگر اسماء میں تصادق
پیدا ہوا اس کے بعد اسے ایک اور
ارتقاء حاصل ہوا جو ان تمام کمالات
کا اجمال ہے وہ کمالات جو کہ اس
نے اکتسابی طور پر حاصل کیے تھے اور
وہ اللہ تعالٰے کی بارگاہ میں کامل توجہ
کیساتھ راغب ہوا حتی کہ اللہ تعالٰے
نے اس پر اپنی شریعت اور زہد وغیرہ نازل
فرمایا اور ان احکام کی تعلیم دی جن میں
کمال حاصل کرنا اس نظام عالم کا جزء
ہے جس کی بناء خیر و برکت پر ہے جن

الْمُتَوَرِّعِ فَأَرَادَ اللّٰهُ أَنْ	ہیں ایک خاص حکیمانہ ترتیب پائی جاتی
يَقْمَعَ بِهٖ مَادَّةَ الشُّرُورِ وَ	ہے چونکہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ تھا، کہ وہ
يُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ	نبی کے ذریعہ برائیوں کا استیصال کر دے اور
إِلَى النُّوْرِ، فَأَعْطَاهُ شَرْعًا	لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لے
مُلْزِمًا وَأَمَرَهٗ بِهِدَايَةِ النَّاسِ	آئے چنانچہ اس کو ایسی شریعت عطا کی جو لوگوں کے
وَأَدْنَاهُ أَنْ يُوْمَرَ بِهِدَايَةِ كُلِّ	لئے ہدایت کا باعث ہو اور اس کی پابندی
مَنْ يَقَعُ إِلَيْهِ وَيَسْقُطُ عَلَيْهِ	کرنا ان پر فرض ہو، نبی کا ادنیٰ فرض یہ ہے کہ جو اس

کے سامنے آئے اس کی رشد و ہدایت میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرے ـ

انبیاء کے اقسام

وَالرَّسُوْلُ مِنْهُ مَنْ	اور انبیاء میں سے رسول وہ ہے
أُمِرَ بِمُخَاصَمَةِ الْكُفَّارِ	جو کافروں سے بحث مناظرہ اور انکے
وَمُجَادَلَتِهِمْ وَتَقْنِيْنِ	قتال پر مامور ہو اور احکام شرعیہ کے
الشَّرْعِ عَلَيْهِمْ سَوَاءٌ	ان پر قانون نافذ کرنے پر عام ازیں کہ یہ احکام
كَانَ جَدِيْدًا أَوْ لَا وَ	جدید ہوں یا نہ ہوں، چنانچہ اس نبی کی
لَابُدَّ أَنَّهٗ أَقْرَبُ مِنْ	عین ثابتہ کو بہ نسبت دوسرے انبیاء
سَائِرِ الْأَنْبِيَاءِ عَيْنًا	کی عین ثابتہ کے زیادہ قرب حاصل ہونا
وَأَوْثَقُ عَقْلًا وَأُولُوا	ہے اور اسکا تعلق بہت زیادہ مستحکم ہے،
الْعَزْمِ مِنْهُمْ مَنْ كَانَ	اور اولو العزم وہ رسول ہیں، کہ جنہیں

صَاحِبَ شَرْعٍ جَدِيْدٍ وَ	نئی شریعت دی گئی ہو اور ایک مستقل
كِتَابٍ مُوْحًى بِوَحْيٍ اَمْلَسَ	کتاب ان پر بذریعہ وحی نازل کی گئی ہو
وَاَصْلُ طَرِيْقَتِهِمُ التَّجَلِّي	ان کے طریقہ کی اصل وہ تجلی ہے جو انکے
الَّذِيْ هُوَ بِحَسَبِ الْاِيْجَادِ	ایجاد کے مطابق ہوتی ہے اور ایسے
وَقَدْ كَانَ كُلٌّ مِنْ دَعَائِمِ	انبیاء کرام میں سے ہر ایک کا امی ہونا
وُجُوْدِهِ اُمِّيًّا وَكَانَ الْحُكْمُ	نہایت ضروری ہے کہ اسکے اوپر سراسر
لِلّٰهِ بِلَا شَرِيْكٍ فَتَجَلّٰى فِيْ	خدائے وحدہٗ لاشریک لہ کے احکام
صُدُوْرِهِمْ بِاسْمٍ هُوَ مُتَلَوِّنٌ	نافذ ہوں چنانچہ اللہ تعالیٰ ان کے
بِلَوْنِ الْعَيْنِ مُتَلَبِّسٌ بِاَحْكَامِ	سینوں میں اس اسم پاک کے ساتھ جلوہ
الْحُدُوْثِ بِهٖ يَنْتَظِمُ اَمْرُ	گر ہوا جو ان کی عین ثابتہ کے رنگ میں
التَّشْرِيْعِ وَغَيْرِهٖ وَلَا كَسْبَ	رنگا ہوا اور احکام کے ساتھ موصوف ہے
لَهُمْ وَاِنَّمَا الْكَسْبُ اَنْ يَّرْكُدُوْا	تشریعی امور وغیرہ کا انتظام اسی کیساتھ
عَلٰى مَا هُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى	وابستہ ہے کہ جن میں کسب واکتساب کو
يَتَبَيَّنَ وَيَتَّسِعَ مَا انْطَوٰى	کوئی دخل نہیں اور ان کا کسب یہی
تَحْتَ الْاِجْمَالِ وَهٰذَا مَا	ہے کہ وہ جس حالت میں ہو، اسی پر
اَشَارَ اِلَيْهِ اِمَامُ اَهْلِ السُّنَّةِ	ٹھہرے رہیں، حتیٰ کہ جو چیز اجمال کے
فِيْ مَذْهَبِ الْبَطْنِ الثَّالِثِ	پردہ میں مستور تھی، وہ ظاہر اور منکشف
حَيْثُ قَالَ النُّبُوَّةُ غَيْرُ	ہو جائے، امام اہل سنتہ نے مذہب
مُكْتَسَبَةٍ فَهٰذِهٖ مَاهِيَّةٌ	بطن ثالث میں اسی چیز کی جانب اشارہ

الأنبياء وطريقتهم

گیا ہے کہ نبوت غیر اکتسابی ہے بغرض کہ یہ انبیاء کرام کی حقیقت اور ان کا طریقہ ہے۔

واعلم أنهم قد تقتضي
عينهم كمالا آخر وراء
النبوة أيضا فيحصلونه
كالاقتراب الملكي بالنسبة
إلى نبينا عليه السلام أي
بحسب الضرورة من النظام
الترتيب وتمثل الكمالات
في عالم الملك لا بالتبوغ
الفطري والاقتراب بالكائنات
العلوية إلى ادريس عليه السلام
والاقتراب بالكائنات السفلية
لنوح عليه السلام والتسخير
للجن والرياح وغيرهما بالنسبة
إلى سليمان عليه السلام و
كل منهم خاتم بالنسبة إلى
كماله واقترابه واعني بهذا
الاقتراب مناسبة تنبيه بهذه

یاد رکھو ان انبیاء کی عین ثابتہ کبھی کبھی
نبوت کے علاوہ کسی دوسرے کمال کی
بھی مقتضی ہے مثلاً اقتراب ملکی جس کی
بدولت ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کو حسب ضرورت حکیمانہ نظام کلی سے
بہرہ ور فرمایا، یا مثلاً عالم ملک میں ان
کے کمالات متمثل ہوں، لیکن یہ تمثل
فطری نہ ہو اور ادریس علیہ السلام کو
باعتبار کائنات علویہ کے اقتراب حاصل
ہونا اور ایسے ہی نوح علیہ السلام کو باعتبار
کائنات سفلیہ کے اقتراب حاصل ہونا اور
سلیمان علیہ السلام کو تسخیر جن اور تسخیر
ریح وغیرہ کے ذریعہ سے قرب حاصل ہوا
اور ان میں سے ہر ایک اپنے کمال اور
اقتراب کی بنا پر خاتم ہے قرب سے میری
مراد یہ ہے کہ ان کی عین ثابتہ کو ان اشیاء
کے ساتھ مناسبت باطنی، اسلئے تمثلات

الاشیاء بِهٖ من مناسبۃ التمثلات الی نسبیۃ ۔	اشیاء مادی کی مناسبت کو نظرانداز کیا گیا ،

مزاج نبوت کے اقسام

وامزجۃ النبوۃ منحصرۃ فی خمسۃ اصناف احدھما التراکم وھو عبارۃ عن صورۃ جوّیۃ تشبہ صورۃ المزاج ویتوقف علیہ کمالات الولایۃ وامامہ نوح علیہ السلام ولم یکن ازید ان الا یسطوع الاسماء الحادثۃ من افق صدور الانبیاء مرۃ بعد اخری ۔	مزاج نبوت پانچ قسموں میں منحصر ہے (۱) تراکم جس سے مراد یہ ہے ، کہ صورت جویہ اور صورت مزاجیہ میں مشابہت ہو ، اور کمالات ولایت کا انحصار اسی پر ہے اور نوح علیہ السلام اس قسم کے مزاج رکھنے والوں کے امام ہیں انکے انداز کی بناء ان اسماء حادثہ کی روشنی پر تھی جو کبھی کبھی انبیاء کے سینوں سے ظہور پذیر ہوتی ہے ،
وثانیھما القربیۃ واعنی بھا کون الصورۃ الجویۃ منقادۃ غایۃ الانقیاد لحکم العین والعین فی غایۃ القرب و امامہ ابراھیم علیہ السلام	(۲) اقربیت جس سے یہ مراد ہے کہ صورت جویہ اس کی عین ثابتہ کے احکام کی بدرجۂ غایت تابع ہو اور اسکی عین ثابتہ کو غایت درجہ کا قرب حاصل ہو اس مقام کے امام ابراہیم علیہ السلام

وَعَلَيْهَا يَتَوَقَّفُ كَمَالَاتُ الْفِطْرَةِ وَلِهٰذِهِ النُّكْتَةِ نُسِبَتِ الْفِطْرَةُ إِلَيْهِ وَصَحِيفَةُ أَطْفَالِ النَّاسِ كَمَا جَاءَ فِي حَدِيثِ الْمِعْرَاجِ الْمَنَامِيِّ فَتَذَكَّرْهُ

ہیں اور اسی پر کمالات فطریہ موقوف ہیں، فطرت کو ان کی طرف منسوب کرنے اور شب معراج میں انکے اس حالت پر متمثل ہونے ہیں گویا کہ وہ معلم صبیان ہیں، یہی نکتہ ہے،

وَثَالِثُهَا الصَّلَابَةُ وَهِيَ صِفَةٌ بِإِزَائِهَا النِّسْبَةُ إِلَى قَاطِبَةِ الصِّفَاتِ بِإِزَاءِ الْإِذْعَانِ بِالنِّسْبَةِ إِلَى الْهَيْئَةِ الْجَامِعَةِ مِنَ الْقَضِيَّةِ وَهِيَ أَقْرَبُ التَّمَاثِيلِ لِلذَّاتِ الْوَاجِبَةِ لِمَا أَنَّهَا وَحْدَةٌ الْبَتَّةَ وَإِمَامُهَا مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَعَلَيْهَا يَتَوَقَّفُ التَّبَحُّرُ فِي الْكَمَالَاتِ وَقَدْ يُقَالُ فِي مَذْهَبِ الْأَوْلِيَاءِ لِصُلْبِ الْمِزَاجِ أَنَّهُ مُوسَوِيُّ الْمَشْرَبِ مَجَازًا وَشَتَّانَ بَيْنَ صَلَابَتِهِمَا

(۳) صلابت یہ اس صفت کا نام ہے کہ جیسے تمام دیگر صفات سے ہی نسبت ہے جو اذعان کو کسی قضیہ کی ہیئت جامعہ سے ہوتی ہے یہ واجب تعالے کی ذات اقدس کا قریب ترین تمثل ہے کیونکہ اس میں وحدت پائی جاتی ہے، اور اسکے امام موسیٰ علیہ السلام ہیں اور تبحر فی الکمالات اسی پر موقوف ہے چنانچہ اہل ولایت اس شخص کو کہ جسکے مزاج میں صلابت ہو مجازاً موسوی المشرب کہتے ہیں حالانکہ ان دونوں صلابتوں میں بڑا فرق ہے،

وَرَابِعُهَا السُّبُوغُ وَهُوَ خُلُقٌ بِإِزَائِهِ فِي الْأُمُورِ الْخَيْرِ الْمَحْسُوسَةِ بِإِزَاءِ الْجَمَالِ الشَّبَابِيِّ الَّذِي

(۴) سبوغ کو خیر محسوسہ میں ا سے، وہ ہی رتبہ حاصل ہے جو عالم شباب میں تنومندی اور تناسب اعضاء کا ہے،

يلا يسه الزحل إذا انشأ خروزا
ضخما لطيفا وهو في المقرب
مثل الصلابة وعليها يتوقف
كمالات الانصباغ وامامه
عيسى عليه السلام وقد ورثه من
نفخ جبرئيل عليه السلام ولذلك
تعين للنزول لقتل الدجال
وخامسها الامية وهي هيئة
وزانها مع سائر الامزجة وزان
الصورة الجوية بالنسبة إلى الصورة
المزاجية ولذلك يجب ان يكون
الاسم الطالع في صدره مطلقا
شديد الاطلاق قريبا شديد
المقرب وامامها وخاتمها سيد
المرسلين وشفيع المذنبين و
وسيلة المقربين سكينة السالكين
المظهر الاعظم والاسم الافخم
سيدنا ومولانا محمد رسول الله
صلى الله عليه وسلم وعليها

قرب کے لحاظ سے یہ صلابت کے طریقہ
پر ہے انصباغ کے کمالات اسی پر موقوف
ہیں اور اسکے امام حضرت عیسیٰ علیہ السلام
ہیں اس مقام کو انہوں نے جبرئیل علیہ
السلام کے نفخ کی بدولت پایا اور انکے
نزول کو قتل دجال کے لئے مخصوص
کرنے میں یہی نکتہ ہے

(۵) امیت یہ ایک ہیئت مخصوصہ
ہے کہ جیسے دیگر امزجہ سے وہی نسبت
ہے جو صورت جویہ کو صورت مزاجیہ
سے ہے اسی بنا پر یہ نہایت ضروری
ہے کہ جسکا مزاج اس قسم کا ہو تو وہ اسم
مقدس جسکا مظہر اس کا سینہ مبارک ہے
شدید الاطلاق ہوگا اور اسے غایت
درجہ کا قرب حاصل ہوگا چنانچہ اس درجہ
کے امام اور خاتم سید المرسلین، شفیع
المذنبین وسیلۃ المقربین سکینۃ السالکین
مظہر اعظم، اسم افخم سیدنا و مولانا حضرت
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں،

بِمَوْقُوْفٌ الْخَاتِمِیَّةُ لِلنُّبُوَّةِ وَلَیْسَ	ختم نبوت کا انحصار اسی پر ہے،
لَهٗ کَمَالٌ وَلَا مِزَاجٌ اِلَّا مِنَ الْاِسْمِ	اور آپ کا مزاج اور کمال وہی اسم
الْمُطْلَقِ وَلِذٰلِكَ سَمَّیْنَاهُ بِالْاِسْمِ	مطلق ہے اور اسی بنا پر آپ کو اسم
الْاَفْخَمِ وَلِذٰلِكَ	افخم کیساتھ موسوم کرتے ہیں ؎
فَاقَ النَّبِیِّیْنَ فِیْ خَلْقٍ وَفِیْ خُلُقٍ	فَاقَ النَّبِیِّیْنَ فِیْ خَلْقٍ وَفِیْ خُلُقٍ
وَلَمْ یُدَانُوْهُ فِیْ عِلْمٍ وَلَا کَرَمٍ	وَلَمْ یُدَانُوْهُ فِیْ عِلْمٍ وَلَا کَرَمٍ

انبیاء کرام کی اعیان

وَاعْلَمْ اَنَّ اَعْیَانَ	اور یہ بھی یاد رکھو کہ انبیاء کرام کی
الْاَنْبِیَاءِ بِاَسْرِهَا مُنْحَصِرَةٌ	اعیان ثابتہ سب کی سب پانچ قسموں
فِیْ صُنُوْفٍ خَمْسَةٍ ؕ	میں منحصر ہے،
اَلْاَوَّلُ تِمْثَالُ الْعِلْمِ	(۱) جس کو اولیاء کرام کی زبان
الْفِعْلِیِّ بِلِسَانِ الْاَوْلِیَاءِ وَاِنَّمَا	میں علم فعلی کا تمثل کہتے ہیں اور اسکی
سَمَّوْهُ بِهٖ لِاَنَّهُمْ اِنَّمَا وَجَدُوْهُ	وجہ تسمیہ یہ ہے کہ انہوں نے اسے اپنے
مِنْ قِبَلِ عِلْمِهِمُ الْفِعْلِیِّ وَ	علم فعلی کے ذریعہ پایا لیکن ہماری
بِلِسَانِنَا الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ طِبَاقًا	اصطلاح میں ان کے قرب کے مقتضی
بِاِصْطِلَاحِ النَّبِیِّیْنَ مِنْ	میں سے جو قرب انبیاء کی نوعیت کے
مُقْتَضٰی قُرْبِهِمْ وَقَدْ فَازَ	مطابق ہے اس کو الحی القیوم کا تمثل
بِهٖ اِبْرَاهِیْمُ عَلَیْهِ السَّلَامُ	کہنا چاہیئے حضرت ابراہیم علیہ السلام

مِنْ حَيْثُ الْاِجْمَالِ وَسَيِّدُ الْمُرْسَلِيْنَ مِنْ حَيْثُ التَّفْصِيْلِ وَلِذٰلِكَ قِيْلَ لِاُمَّتِهٖ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ وَلِذٰلِكَ دَعَا اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى فَقَالَ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا الاٰيَةَ وَلِذٰلِكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَا اَشْبَهُ الْاَنْبِيَاءِ بِاِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ ۔

نے بطور اجمال اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے باعتبار تفصیل کے اس کمال کو پایا ہے اسی بنا پر آپ کی اُمّت کو مِلَّتَ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ کیساتھ خطاب کیا گیا ہے اور اسی لئے ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں یہ دعا کی کہ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا الخ اور یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تمام انبیاء میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ مشابہ ہوں ،

اَلثَّانِيْ تِمْثَالُ الشُّيُوْنِ وَهِيَ الْاَصْنَافُ الْاِجْمَالِيَّةُ مِنَ الْاَسْمَاءِ وَقَدْ فَازَ بِهٖ يَعْقُوْبُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ حَيْثُ الْاِجْمَالِ وَمُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ حَيْثُ التَّفْصِيْلِ وَلِذٰلِكَ عُدَّ مِنْ شَرْحِهٖ وَكَانَ فِيْ مِلَّتِهٖ وَحُرِّمَ فِي التَّوْرَاتِ مَا حَرَّمَ

(۲) دوسری قسم شئون کا تمثل ہے جس سے مراد اسماء پاک کی اجمالی قسمیں ہیں اس مقام پر یعقوب علیہ السلام اجمالاً اور موسٰی علیہ السلام تفصیلاً فائز ہوئے اور اسی لئے موخر الذکر شریعت کو یعقوب علیہ السلام کی شریعت کی شرح شمار کر لیا گیا اور یعقوبؑ نے اپنے اوپر جو حرام کیا تھا اسی کو توراۃ

إسْرَائِيلَ عَلٰى نَفْسِهٖ	میں بھی حرام کر دیا گیا ،
اَلثَّالِثُ تَمْثَالُ الْإِرَادَةِ	(۳) تیسری قسم ارادہ کا تمثل ہے کہ جسکے
وَهِيَ الْإِفَاضَةُ بِالْفِعْلِ وَقَدْ	معنیٰ افاضہ بالفعل کے ہیں یہ مقام
فَازَ بِهٖ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلِذٰلِكَ	حضرت آدم علیہ السلام کو حاصل ہوا
كَانَ أَبُو الْبَشَرِ وَهٰذِهِ الْأَصْنَافُ	اور وہ ابو البشر ہوئے ، یہ تینوں
الثَّلٰثَةُ فِي سِلْسِلَةِ الْبَدَاءِ ۔	اقسام ابداء کے سلسلہ سے وابستہ ہیں
اَلرَّابِعُ الثُّبُوتِيَّاتُ وَقَدْ	(۴) چوتھی قسم ثبوتیات ہیں ، جو تمام
فَازَ بِهَا جَمَاهِيرُ الْأَنْبِيَاءِ مِثْلَ	انبیاء کرام مثلاً یوسف علیہ السلام
يُوسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَغَيْرِهٖ	کے حصہ میں آئیں ،
اَلْخَامِسُ التَّنْزِيهَاتُ	(۵) پانچویں قسم سلبیات ہیں ، ادریس
وَقَدْ فَازَ بِهَا إِدْرِيسُ وَنُوحٌ	اور نوح علیہما السلام کو یہ مقام حاصل
عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَغَيْرُهُمَا وَاعْلَمْ	ہوا یہ دو مقام جن کا ہم نے تذکرہ کیا
أَنَّ هٰذَيْنِ الصِّنْفَيْنِ	ہے ، اصول کی حیثیت سے ہیں ،
بِاعْتِبَارِ الْأُصُولِ وَإِلَّا فَمِنَ	ورنہ انبیاء کرام میں ایسے بھی اصحاب
الْأَنْبِيَاءِ مَنْ لَيْسَ بِمَحْضِ	ہیں کہ جن کا مبدأ خالص نہیں اور نہ
الْبَدْءِ وَلَا بِمَحْضِ الْمِزَاجِ	ہی ان کا مزاج خالص ہے کامل افراد
وَمِنَ الْكُمَّلِ مَنْ يَكُونُ	میں بعض ایسے بھی ہوتے ہیں ، جو
إِمَامَ كَمَالٍ وَخَاتِمَهٗ أَيْضًا	اپنے کمال کے امام اور اسکے خاتم
فَتَعَرَّفْ ۔	ہوتے ہیں ،

آدم علیہ السلام اور ان کا مبدءِ تعین

آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَبْدَأُ
تَعَيُّنِهِ الْمُرِيْدُ الَّذِيْ يَقْتَضِيْ
بِنَفْسِهٖ صُدُوْرَ الْكَائِنَاتِ
وَلِذٰلِكَ كَانَ اَبَا الْبَشَرِ وَالْاَبُ
كَالْخَالِقِ فِيْ عَالَمِ الصُّوَرِ
وَكَانَ اَكْبَرُ هِمَّتِهٖ
الْاِسْتِيْلَادُ وَالزَّرْعُ وَ
الْاِنْتَاجُ وَكُلُّهَا تَمَاثِيْلُ
الْخَلْقِ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى
وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاءَ
كُلَّهَا سَبِيْلُ تَعْلِيْمِهٖ
عِنْدَنَا اَنَّهٗ تَعَالٰى كَشَفَ
لَهٗ عَنْ حَقِيْقَةِ الْاَسْمَاءِ
الَّتِيْ مِنْ تَخَالِيْطِهَا
يَحْدُثُ الْعَالَمُ وَكَشَفَ
لَهٗ عَنْ سَعَةِ عَالَمِ
الصُّوَرِ وَاَنَّهٗ

آدم علیہ السلام کے تعین کا مبدء
اسم پاک اَلْمُرِیْدُ ہے جس کا اقتضاءِ ذاتی
کائنات کا معرض وجود میں آنا ہے
اسی بنا پر وہ ابو البشر قرار پائے،
کیونکہ باپ (آپ) اور خالق کی حیثیت
عالم مادی میں ایک جیسی ہوتی ہے
اور حضرت آدم کی زیادہ تر توجہ نسل
افزائی اور زمین کی پیداوار بڑھانے
پر مبذول رہتی تھی، اور یہ سب امور
تخلیق کے تمثلات ہیں، اللہ تعالے
نے فرمایا کہ اس نے آدم علیہ السلام
کو سب کے سب نام بتا دیئے، اس
تعلیم کی کیفیت ہمارے نزدیک یہ
ہے کہ اللہ تعالی نے اس پر ان اسماء
پاک کی حقیقت ظاہر فرمائی کہ جن
کی تخلیطات سے حوادث عالم ظہور میں
آتے ہیں اور عالم صورت کی وسعت

إِنَّ كُلَّ جُزْئِيٍّ مُتَقَدِّسٍ وَمُتَدَنِّسٍ مَوْجُودٍ وَمَعْدُومٍ فَلَهُ صُورَةٌ فَقُطِعَ عَلَيْهِ السَّلَامُ صَوْتَ حُرُوفًا مَوْضُوعَةً لِأُصُولِ التَّكْوِينِ ثُمَّ ضَمَّ بَعْضَهَا إِلَى بَعْضٍ لِيَحْصُلَ التَّخْلِيطُ وَلِهٰذَا كَانَ أَوَّلُ صَحِيفَةٍ مِنْ صُحُفِهِ حُرُوفَ التَّهَجِّي ٭

کا اس پر انکشاف ہوا اور اس بات کا بھی انہیں علم دیا گیا کہ ہر ایک جزئی خواہ وہ مقدس ہو یا متدنس موجود ہو یا معدوم اسکی ایک مخصوص صورت ہوتی ہے چنانچہ آدم علیہ السلام نے اصوات میں تقطیع پیدا کر کے اصول تکوین کے لئے حروف وضع کئے اور پھر انہیں آپس میں ترکیب دی تاکہ تخلیط نمایاں ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا سب سے پہلا صحیفہ حروف تہجی پر مشتمل تھا،

وَلَمَّا كَانَ كَثِيرَ السُّبُوغِ لَا سِيَّمَا فِي جَانِبِ أُبُوَّةِ الْبَشَرِ اقْتَضَى قُوَّةُ حَالِهِ أَنْ يَخْرُجَ مِنْهُ فِي غَلَبَاتِ حَالِهِ ذُرِّيَّتُهُ وَيَكُونَ أَيُّ وَاقِعٍ حَاذَاهُ وَاقِعَاتُهَا وَالْوَلَدُ مُنْدَرِجٌ فِي عَيْنِ وَالِدِهِ ٭

اور چونکہ اس کا سبوغ کامل تھا خصوصاً اس کا وہ کمال جو ابوالبشر ہونے کی حیثیت سے اسے حاصل تھا، اس لئے قوت حال کا تقاضا یہ ہوا کہ غلبہ حال کے اوقات میں اس سے اسکی نسل ظاہر ہو اس حالت میں جو واقعات انکے سامنے تھے وہی بعینہ ان کی نسل کو پیش آئے اور لڑکا والد کی عین ثابتہ میں مندرج ہوا کرتا ہے،

حضرت شیث وادریس علیہما السلام

شِيْثُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
مَبْدَأُ تَعَيُّنِهِ الْوَهَّابُ
وَكَانَ اَوَّلُ جُزْئِيٍّ مِنْ
جُزْئِيَّاتِ الْاِرَادَةِ وَكَانَ
اَيْضًا اَكْبَرُ هِمَّتِهِ الْاِسْتِيْلَادُ
وَالزَّرْعُ وَالْاِنْتَاجُ وَكَانَ
وَصِيُّ اَبِيْهِ وَمِنْ تَمَاثِيْلِ
كَمَالِهِ وَمِزَاجُ اَبِيْهِ
مُتَرَاكِمٌ وَكَانَ مِنْ كَمَالَاتِهِ
الْمُكْتَسَبَةِ التَّجَلِّيْ السَّلْبِيُّ
وَبِهِ كَسْرُ التَّرَاكُمِ وَكَانَ
شِيْثُ وَرِثَ جِبِلَّةً وَكَسْبًا
وَلَمَّا تَحَقَّقَ الْكَمَالُ
السَّلْبِيُّ وَتَقَرَّرَ بِوَاسِطَتِهِمَا
حَقَّ لَهُ اَنْ يَتَجَسَّدَ اِدْرِيْسُ
عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
مَبْدَأُهُ السُّبُّوْحُ اَرْفَعُ

شیث علیہ السلام کے تعین کا مبداء
الوھاب ہے جو ارادہ کی اول ترین
جزئی کا مظہر ہے آدم علیہ السلام کی طرح
ان کی بھی زیادہ توجہ نسل افزائی اور
زمین کی پیداوار بڑھانے پر مبذول ہوتی
ہے وہ اپنے باپ کا وصی اور اس کے
کمالات کا آئینہ تھا، اور اسکے باپ
کا مزاج متراکم تھا اور اسکے اکتسابی
کمالات میں سے تجلی سلبی تھی جس کے
ذریعہ تراکم میں اضافہ ہوا اور شیث
علیہ السلام فطری اور کسبی طور پر اپنے
اپنے باپ کے وارث تھے،

جب کمال سلبی کو تحقق حاصل ہوا، اور
فطرت اور اکتساب دونوں حیثیتوں سے
اس کا تقرر ثابت ہوا تو اس میں تمثل
کی قابلیت پیدا ہو گئی اور ادریس
علیہ السلام کا مبدأ تعین السبوح تھا،

مِنَ الْقُدُّوْسِ وَالْفَرْقُ بَيْنَهُمَا	جسکا درجہ القدوس سے بلند تر ہے ان
كَالْفَرْقِ بَيْنَ مَفْهُوْمَيِ الْعَدَمِ	دونوں میں وہ فرق ہے جو عدم اور سلب
وَسَلْبِ الْوُجُوْدِ وَلِهٰذَا لَمْ	وجود کے درمیان فرق ہے یہی وجہ ہے
يُهْلِكْ قَوْمَهٗ كَمَا اَهْلَكَ نُوْحٌ	کہ اسکی قوم نوح علیہ السلام کی قوم کی
عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمِزَاجُهٗ مُتَرَاكِمٌ	طرح مہلک عذاب نازل نہیں ہوئے
اَيْضًا اِلَّا اَنَّهٗ فِيْهِ ضَعْفٌ	ان کا مزاج بھی متراکم تھا مگر سلبیت
بِالسَّلْبِيِّ فَمِنْ كَمَالِ تِرَاكُمْنَيْتِهٖ	کی بنا پر اس میں ضعف پیدا ہو گیا اور
الْاِقْتِرَابُ بِالْكَائِنَاتِ الْعُلْوِيَّةِ	ان کا اکتسابی قرب کائنات علویہ
وَكَانَ لَهٗ فِيْ ذٰلِكَ شَانٌ عَظِيْمٌ	کے ذریعہ تھا اس چیز میں ان کی بہت
وَكَانَ خَاتَمُ هٰذَا الْاِقْتِرَابِ	بڑی شان ہے اور آپ اس قسم کے
فَلَمَّا تَوَحَّدَ لَهٗ شَتَاتُهَا اسْتَوْطَنَ	قرب کے خاتم تھے جب ان کے متفرقات
قَلْبَهَا وَهُوَ الشَّمْسُ ۔	میں وحدت پیدا ہوئی تو انہوں نے

کائنات علویہ کے عین وسط یعنی آفتاب کو اپنا وطن بنا لیا،

نوح علیہ السلام

وَنُوْحٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَبْدَؤُهٗ	نوح علیہ السلام کا مبدا تعین القدوس ہے
الْقُدُّوْسُ وَهُوَ تَفْصِيْلُ السُّبُّوْحِ	جو السبوح کی شرح اور تفصیل ہے اس
وَشَرْحٌ لَهٗ وَفِيْهِ الْاِضَافَةُ	سلسلہ میں ان مندنسات اور ملوث
اِلَى التَّدَنُّسَاتِ الَّتِيْ	بادہ اشیاء کا بھی ذکر آتا ہے جن

يتقدس عنها ومزاجه متراكم فكسر صورة التراكم لسلبيته ومن كمالاته المكتسبة التجلي الارادي كما كان لادم عليه السلام فطرة والاقتراب بالكائنات السفلية كما كان لادريس عليه السلام في العلويات وذلك لان السبوح يناسب العلويات والقدوس يناسب السفليات ولهذا اهلك قومه ثم اخذ في الاستيلاد والزرع والانتاج وغيرها وكان آدما ثانيا

کے اوصاف سے اسکی ذات اقدس کو منزہ کرنا لازم ہے اور انکا مزاج بھی متراکم تھا لیکن سلبیت نے اس کی شدت کو کم کر دیا اس کے کمالات مکتسبہ میں سے تجلی ارادی ہے جیسا کہ آدم علیہ السلام کو یہ کمال فطرۃ حاصل تھا کہ ان کا قرب کائنات سفلیہ کے ذریعہ تھا جیسا کہ ادریسؑ کو کائنات علویہ کے ذریعہ قرب حاصل ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اسم پاک سبوح کے مفہوم کو علویات سے خاص مناسبت ہے اور ایسے ہی قدوس کو سفلیات سے خاص مناسبت ہے اور اسی بنا پر انکی قوم کو ہلاک کیا گیا، اور ہلاکت کے بعد وہ نسل افزائی اور زمین کی پیداوار بڑھانے میں مصروف رہے اور آدم ثانی کا لقب پایا

ہود علیہ السلام

هود عليه السلام مبركة

نوح علیہ السلام کی طرح ہود علیہ

تَعَيُّنُهُ السَّلْبِيَّاتِ كَنُوحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَدِ اكْتَسَبَ كَمَالًا مِنَ الْكَمَالَاتِ الْمَبْدَءِ وَمِنْهُ عِلْمُ التَّوْحِيْدِ فَقَالَ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ وَلَيْسَ بِمَحُوْضِ الْمَبْدَءِ فِيْمَا نَعْلَمُ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَرَاتِبِ اَنْبِيَائِهٖ وَهُوَ مُتَرَاكِمُ الْمِزَاجِ ۔

السلام کے تعین کا مبدأ سلبیات ہیں
ہے اور کمالات مبدأ میں سے ان کا
ایک کمال اکتسابی ہے اور ان کے
فروع میں سے علم توحید ہے اور اسی بنا
پر قرآن کریم میں ان کا یہ قول منقول ہے
کہ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ جہاں
تک ہم جانتے ہیں، ہود علیہ السلام کا
مبدأ تعین خالص نہیں تھا، اور اللہ
رب العزت اپنے انبیاء کرام کے مراتب
کو بخوبی جانتا ہے اور وہ متراکم المزاج تھے

صالح علیہ السلام

صَالِحٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِثْلُ هُوْدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الْمَبْدَاِ وَالْكَمَالِ الْمُكْتَسَبِ وَلَهُ التَّجَلِّي الْاِضَافِيُّ حَالًا وَلِذٰلِكَ اَظْهَرَ شُرُوْرَ قَوْمِهٖ فِيْ صُوْرَةِ النَّاقَةِ كَمَا مَرَّتْ اِلَيْهِ الْاِشَارَةُ وَمِنَ الْقَوَاعِدِ

صالح علیہ السلام کا مبدأ تعین اور
ان کا کمال مکتسب ہود علیہ السلام کی
طرح تھا، اور انہیں تجلی اضافی حالی
کی خصوصیت حاصل تھی اسی بنا پر ان کی
قوم کی شرارتیں اونٹنی کی شکل میں نمودار
ہوئیں جیسا کہ یہ چیز بطور اشارہ کے ذکر
ہو چکی ہے اور یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جن

لمُطّرِدة اَنَّ کُلَّ نَبِیٍّ
سَلْبِیٍّ یَهْلِكُ قَوْمُهٗ وَلَا
یَتَغَلْغَلُ فِیْهِمْ دَعْوَتُهٗ
وَلَا عَکْسَ وَانْقَطَعَتْ سِلْسِلَةُ
التَّرَاکُمِ وَالسَّلْبِ بِصَالِحٍ
عَلَیْهِ السَّلَامُ وَهُوَ خَاتَمُ
السَّلْبِیِّیْنَ الْمُتَرَاکِمِیْنَ زَمَانًا

انبیاء کرام کا مبدأ تعین سلبی ہے ان کی
قوم پر عذاب استیصال نازل ہوتا ہے
اور ان کی دعا ان کے حق میں زیادہ مؤثر
ہوتی ہے اور اس کا خلاف قطعاً نہیں
ہوتا تراکم اور سلبیات کا سلسلہ صالح علیہ
السلام پر ختم ہو گیا چنانچہ آپ اپنے
زمانہ کے خاتم السلبیین والمتراکمین ہیں،

ابراہیم واسماعیل علیہما السّلام

اِبْرَاهِیْمُ عَلَیْهِ السَّلَامُ
وَلَهٗ شَانٌ عَظِیْمٌ وَمِنْهُ
شُرِعَ سِلْسِلَةُ التَّعَرِّیْ
وَسِلْسِلَةُ الْاِیْجَابِ وَمَبْدَءُ
تَعَیُّنِهٖ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ مِنْ
حَیْثُ الْاِجْمَالِ وَمِزَاجُهٗ
فِیْهِ نَوْعُ صَلَابَةٍ وَنَوْعُ
سُبُوْغٍ وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَمْ یَکْمُلْ
کَمَالُهُ التَّامُّ وَلَوْ کَمُلَا فِیْهِ
لَمْ یَکُنْ مِنْ تَمَاثِیْلِ

ابراہیم علیہ السلام کی شان بہت
بلند ہے تعری اور ایجاب کا سلسلہ ان
ہی سے شروع ہوا اور انکے تعین کا مبدأ
اجمالی الحی القیوم ہے ان کے مزاج میں
سبوغ اور صلابت دونوں شامل ہیں،
ورنہ انہیں یہ انتہائی کمال نہ حاصل ہوتا
اور اگر یہ دونوں چیزیں ان میں نہ پائی
جائیں تو ان کا کمال تام نہ ہوتا اور اگر
یہ دونوں چیزیں ان میں بدرجہ کمال
ہوتیں تو ان میں اجمال کا تمثل نہ ہوتا

الاجمالِ فانقبضَ قلبُہٗ	اس سے انکے دل میں انقباض پیدا ہوا
فطلبَ ولدًا مُفصِّلًا	اور انہوں نے بارگاہ الٰہی میں بیٹے کی
لثقلہٖ وتفصیلًا لشدّۃِ	درخواست کی جو بوجھ اٹھانے میں ان کا
اجمالہٖ فرُزِقَ ۔	معاون ثابت ہو اور ان کے مرتبہ

اجمال کی تفصیل کرے چنانچہ انہیں ولد صالح عطا کیا گیا ۔

اسمٰعیل علیہ السلام

اِسمٰعیلُ علیہِ السّلامُ	اسماعیل علیہ السلام اسم پاک العلی
وھُوَ مِن تماثیلِ العلیِّ	کا تمثل تھے جس سے انکو تسکین اور شرح
تَسکّنَ بہٖ قلبُہٗ وانشرحَ	صدر حاصل ہوا اسکے بعد وجدانی غلبہ کی
فاُمِرَ فی غلباتِ وجدِہٖ	حالت میں جو آپ کی استعداد کا تقاضا
بالضّرورۃِ الاستعدادیّۃِ	تھا اس بات پر مامور ہوئے کہ ان سے
اَن یَصدُرَ مِن نفسِہٖ	اس کمال مطلق کا تمثال صادر ہو اور اس
تِمثالًا لِھٰذا الکمالِ	چیز میں ابراہیم علیہ السلام کیساتھ اسماعیل
المُطلقِ ویُشارِکُ فیہِ اسمٰعیلُ	علیہ السلام بھی شریک تھے چنانچہ آپ کو
علیہِ السّلامُ فانسلخَ	سخت انسلاخ کی حالت پیش آئی ، اور
انسلاخًا قویًّا فاَصدرَ	آپ سے بیت اللہ کا ظہور ہوا ، جو عالم
مِن نفسِہٖ بیتَ اللہِ اِذ ھُوَ	حس میں مظہر ذات کا جامع ہے پھر لوگوں
فی عالَمِ الحِسِّ بازاءِ الجامعِ	کے دلوں میں محبت ڈالی گئی کہ وہ اس کا

لِلشَّتَاتِ، وَجُعِلَتْ أَفْئِدَةٌ مِنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِ مَيْلَ التَّفْصِيلِ إِلَى الْإِجْمَالِ بِالْأَمْرِ التَّشْرِيعِيِّ لِلْعَامَّةِ وَالْأَمْرِ الْاِسْتِعْدَادِيِّ لِلْخَاصَّةِ.

ثُمَّ هَبَطَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى التَّفْصِيلِ فَانْقَبَضَ قَلْبُهُ ثَانِيًا لِمَا لَمْ يَكُنْ هُنَالِكَ ضَابِطَةٌ لِكَمَالِهِ التَّفْصِيلِيِّ فَبُشِّرَ بِإِسْحَاقَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَكَانَ مِنْ تَمَاثِيلِ الْعَظِيمِ فَانْشَرَحَ بِهِ قَلْبُهُ ثُمَّ أُمِرَ فِي غَلَبَاتِ وَجْدِهِ أَنْ يُصَوِّرَ رَمْزَ نَفْسِهِ بَيْتًا جَامِعًا آخَرَ فَبَنَى بَيْتَ الْمَقْدِسِ وَهٰذَا ذَوْقُنَا وَهُوَ الْمُرَادُ بِالْحَدِيثِ الصَّحِيحِ كَانَ بَيْنَ بِنَائِهِمَا أَرْبَعُونَ سَنَةً

خانۂ خدا کی طرف کھنچ کر آئیں، عوام کو تو تشریع نے اس پر مامور کیا، اور خواص نے اپنی استعداد کے مطابق اس پر مائل کیا اسی کا نام اجمال کی جانب تفصیل کا مائل ہونا ہے،

پھر آپ تفصیل کی طرف مائل ہوئے اور پھر دوبارہ ابراہیم علیہ السلام کا قلب منقبض ہوا کیونکہ آپ کے کمال تفصیلی کا کوئی ضابطہ نہیں تھا، چنانچہ آپ کو اسحٰق علیہ السلام کی بشارت دی گئی جو اسم پاک العظیم کا تمثل تھے اس سے آپ کی طبع مبارک میں شگفتگی پیدا ہوئی اسکے بعد وجدانی غلبہ کی حالت میں پھر دوبارہ آپ کو حکم دیا گیا کہ ایک دوسرا گھر عبادت کا تعمیر کریں جو تفرقات کا جامع ہو اور انہوں نے بیت المقدس کو تعمیر کیا ہمارا ذوق سلیم یہی کہتا ہے اور اس حدیث کے کہ کعبہ اور بیت المقدس کے درمیان چالیس سال کا وقفہ ہے یہی معنی سمجھتے ہیں۔

وَالْمَذْبُوحُ عِنْدَنَا اِسْمٰعِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِاَنَّهُ اَشَدُّ اِجْمَالًا وَ اِسْحٰقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَسَيُتْلٰى عَلَيْكَ تَتِمَّةُ الْكَلَامِ فِيْ سِرِّ الذَّبْحِ وَبِالْجُمْلَةِ فَاِسْحٰقُ مَنْبَعُ الْكَمَالِ التَّفْصِيْلِيِّ وَاِسْمٰعِيْلُ مَنْبَعُ الْكَمَالِ الْاِجْمَالِيِّ ؞	ہمارے نزدیک اسماعیل علیہ السلام مذبوح تھے کیونکہ اسحٰق علیہ السلام کی ذات میں بہ نسبت انکے اجمال زائد تھا اس کی کچھ تفصیل بعد میں آئے گی خلاصہ یہ کہ اسحٰق علیہ السلام کمال تفصیلی اور یہ اسماعیل علیہ السلام کمال اجمالی کا منبع تھے

یعقوب اور یوسف علیہما السلام

وَيَعْقُوْبُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَبْدَأُ الشُّئُوْنِ وَلِذٰلِكَ كَانَ اَبَا الْاَنْبِيَاءِ وَسِنْخُهُمْ وَاِلَيْهِ يُعْزٰى حُكْمُ اِجْمَالِهِمْ وَهُوَ بِالنِّسْبَةِ اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ كَاِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالنِّسْبَةِ اِلٰى نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُوْسُفُ عَلَيْهِ السَّلَامُ سِنْخُهُ الْوَلِيُّ وَقَدْ كَانَ تَغَلْغَلَ فِيْهِ الْجَمَالُ كُلَّ التَّغَلْغُلِ وَلِذٰلِكَ	یعقوب علیہ السلام مبدء شئون تھے اس لئے وہ ابو الانبیاء بنی اسرائیل کے مقتدا قرار پائے چنانچہ تمام بنی اسرائیل کے اجمال کے احکام انہیں کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور آپ کو موسےٰ علیہ السلام وہی نسبت ہے جو کہ ابراہیم علیہ السلام کو ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ حاصل ہے، یوسف علیہ السلام کا مبدء تعین الولی تھا اور صفت جمالی نے انتہائی درجہ تک اس میں سرایت کی تھی، یہاں تک

ظَهَرَ الْجَمَالُ فِي بَدَنِهِ وَ	کہ ان کا ظاہری جسم بھی جمال ظاہر کا
لَمْ يَكُنْ شَرْحًا لِيَعْقُوبَ عَلَيْهِ	اعلیٰ نزین نمونہ تھا، آپ اس وقت
السَّلَامُ وَلَا مُرْسَلًا حَتّٰى	تک یعقوب علیہ السلام کے کمال کی
تَأَيَّدَ بِفَيْضِهِ وَذٰلِكَ	شرح اور تفصیل نہیں تھے اور نہ ہی وہ
لِشِدَّةِ شَفَّافِيَّتِهِ ۔	نبی مرسل تھے یہاں تک کہ ان کے فیض

سے مؤید ہوئے۔ اور یہ ان کے کمال شفافیت کی بنا پر تھا۔

وَالْعَامَّةُ زَعَمُوا أَنَّ	عوام کا خیال ہے کہ اَلْوَلِي کے
الْوَلِيَّ لَهُ ثَلٰثَةُ مَعَانٍ بِالْاِشْتِرَاكِ	تین معنیٰ ہیں، اور ان معانی ثلاثہ پر
أَحَدُهَا الْقُرْبُ يُقَالُ وَلِيَ	علی سبیل الاشتراک اسکا اطلاق ہوتا
يَلِي أَيْ قَرُبَ يَقْرُبُ وَثَانِيهَا	ہے ایک ان میں قرب ولی یلی کے
وَلِيَ أَيْ تَوَلَّى الْأَمْرَ وَمِنْهُ	معنی قرب کے ہیں، دوسرے سرپرست
الْوَلِيُّ لِلْوَصِيِّ وَلِلْوَالِي	اسی معنی کے لحاظ سے وصی حاکم اور
وَلِلسُّلْطَانِ وَثَالِثُهَا وَلِيَ	بادشاہ کو ولی کہا جاتا ہے، تیسرے
أَيْ أَحَبَّ وَنَحْنُ نَقُولُ	محبت اور محبوب لیکن ہمارے نزدیک
لَهُ مَعْنًى وَاحِدٌ وَهُوَ الْقُرْبُ	اس کے ایک ہی معنیٰ ہیں، وہ یہ کہ اس
الذَّاتِي الْأَزَلِي وَيَلْزَمُهُ الْحُبُّ	(اللہ تعالےٰ) کو اپنے بندوں سے قرب
وَالْقُرْبُ وَيَتَفَرَّعُ عَلَيْهِ التَّوَلِّي	ذاتی ازلی حاصل ہے محبت اور سرپرستی
الَّذِي قَدْ يُعَبَّرُ عَنْهُ بِالسِّيَادَةِ	کے معنیٰ اسی کے ضمن میں آجاتے ہیں
وَفَرْقٌ بَيْنَ مُطْلَقِ الْقُرْبِ الذَّاتِي	مطلق قرب ذاتی ازلی اور اَلْوَلِي کی

الازلی وبین الولی الذی منه
یوسف فانه جمال فی جمال
ویختص بالهیئة الجمالیة
الممخصوصة کما ذکرنا الفرق بین
الکفر والایمان فی بعض التاویل
الشرعیة فهذا هو الولی الذی
هو یوسف اما الولی الذی هو
من تماثیله فشیٔ احد الطف
من هذا واعلی وابهی وقال
علیه السلام انت ولی فی الدنیا
والاخرة یعنی بذلك فی البطن
الرابع انك انت الذی ولیتنی
ای خلقتنی ولیا فی الدنیا و
الاخرة وانت الذی ظهرت
من قبل اسمك الولی حتی کنت
ووجدت وصدرت معنی
الولایة فی الدنیا والاخرة وقد
طلب من البطن الخامس من
هذا الدعاء ان یظهر الله

مفہوم میں جو یوسف علیہ السلام کا مبدءِ
تعین ہے بڑا فرق ہے موخر الذکر جمال
در جمال ہے اور خالص ہیئت جمالیہ کے
ساتھ مخصوص ہے یہ فرق بعینہٖ ایسا ہے
جو ہم نے اپنی بعض تصانیف شرعیہ میں
الفت اور ایمان کے معنی کے درمیان
بیان کیا ہے یہ وہ ولی ہے جو عین
یوسف ہے لیکن وہ ولی جسکے وہ تمثل
تھے وہ اس سے لطیف تر اعلےٰ اور
زیادہ شاندار ہے اور آپ کا فرمان ہے
انت ولی فی الدنیا والاخرۃ
بطن رابع میں اس کے یہ معنیٰ ہیں کہ تو
ہی میرا ولی ہے کہ مجھے پیدا کیا، تو ہی
دنیا و آخرت میں میرا سرپرست ہے
اور تیرے ہی اسم پاک الولی سے میرا
ظہور ہوا چنانچہ میں معرض وجود میں آیا
اور دنیا و آخرت میں ولایت کا مظہر ہوا
اور بطن خامس میں انہوں نے اس دعا
سے یہ درخواست کی کہ اللہ سبحانہٗ و

سُبحانہٗ بِاسْمِ المولیٰ تارۃً أخری عند قرب القیامۃ لینصبغ ذٰلک الرجل بالاسم الجامع المحمدی ثم الاسم الجامع العیسوی بعد أن کان حکیماً معصوماً وجیہاً محیطاً للنشآت متغلغلاً فی الجمال لا ید لہ إلا الجمال ولا رجل لہ إلا الجمال ولا لسان لہ إلا الجمال ولا فؤاد لہ إلا الجمال فیکون شرحاً لیوسف علیہ السلام ووَدّیا لحقوق شفافیتہ وفتاحاً لأقفال قلاع الغوامض ومسخراً لہ أقالیم العلوم فیسکن بہ جأشہ وتقر بہ عینہ ولعل اللہ سبحانہ قد أجاب دعاءہ والحمد للہ رب العالمین ۔

تعالے قرب قیامت پر ایک دفعہ پھر وہ اسم پاک المولیٰ کے لباس میں ظہور فرمائے تاکہ وہ شخص اسم جامع محمدی کا اور پھر اسم جامع عیسوی کے رنگ میں رنگا جائے جو کہ بعد ازیں حکیم معصوم اور ذی وجاہت تھا تمام انواع ارتقاء پر احاطہ کئے ہوئے تھا جمال اس کے تمام اجزاء میں سرایت کئے ہوئے تھا چنانچہ اس کے ہاتھ پاؤں اور اس کی زبان اور دل سب ہی مجسم اور پیکر جمال تھے تاکہ یہ شخص یوسف علیہ السلام کیلئے بمنزلہ شرح کے ہو اور اس کے شفافیت کے حقوق بجالائے غوامض اسرار کے قلعے اسکے لئے فتح کرے اور اقالیم علوم کو اسکے لئے مسخر کر دے کہ جس سے اس کی آنکھ کو نور اور دل کو سرور پہونچے گا (اس مقام پر بھی شاہ صاحب نے اپنا حال بیان فرمایا ہے) اور شاید اللہ تعالے نے یوسف علیہ السلام کی اس دعا کو شرف اجابت بخشا، والحمد للہ رب العالمین،

ولعل الشفافیۃ قد لجّ بھا

اور غالباً یوسف علیہ السلام کو شفافیت

يُوسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
فَاخْتُصَّ بِهَا مِنْ بَيْنِ
الْأَنْبِيَاءِ وَإِنَّهَا تَقْتَضِيْ
بِبَدَاهَتِهَا اللُّحُوْقَ بِالصّٰلِحِيْنَ
كَمَا سَأَلَ وَأَيُّ صَالِحٍ
أَتَمُّ شَأْنًا وَأَعْظَمُ بُرْهَانًا
مِنْ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَلَوْ لَمْ يَكُنْ لَهُ خَلِيْفَةٌ
يَلْحَقُ بِهِ فَأَيْنَ دُعَاؤُهُ.

سے گہرا تعلق تھا اسلئے تمام انبیاء کرام
میں اس صفت کی بنا پر انہوں نے
خصوصیت حاصل کی اور اسکا اقتضاء
لحوق بالصالحین ہے کہ جسکی انہوں نے
اپنی دعا میں درخواست کی ہے، اور
سیدنا و مولانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے بڑھکر کس کی صلاح کامل اور کس کی
برہان عظیم تر ہو سکتی ہے اور اگر آپکا کوئی
خلیفہ نہ ہو کہ جسکو آپ سے لحوق حاصل ہو تو
پھر آپکی دعا کی کیا حقیقت باقی رہ سکتی ہے

ایوب اور شعیب علیہما السلام

أَيُّوْبُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَيْسَ
بِمَمْحُوْضِ الْمَبْدَأِ وَالَّذِيْ يَتَرَاءَى
أَنَّهُ مِنْ تَمَاثِيْلِ الشُّئُوْنِ عَلَى
غِرَّةٍ وَلِذٰلِكَ ابْتُلِيَ بِالْبَلَاءِ
الْعَظِيْمِ ثُمَّ ابْتُلِيَ بِالْبَلَاءِ الْجَسِيْمِ.
وَكَذٰلِكَ شُعَيْبٌ عَلَيْهِ
السَّلَامُ لَيْسَ مَمْحُوْضًا وَلَهُ

ایوب علیہ السلام کا مبدء تعین
خالص نہیں تھا معلوم ہوتا ہے، کہ
بعض شئون کے وہ تمثل تھے جس سے
وہ بے خبر تھے اس لئے وہ بلاء عظیم
اور پھر بلاء جسیم میں مبتلا ہوئے،
اور اسی طرح شعیب علیہ السلام کا
مبدء تعین خالص نہیں تھا، اس میں

مَشُوبٌ مِنَ السَّلْبِ	سلب کی آمیزش تھی اور میرا خیال ہے
وَاَرٰى اَنَّهٗ لَمْ يُهْلِكْ	کہ وہ قوم کی ہلاکت کا باعث نہ تھے
قَوْمَهٗ اِلَّا اَنَّهُمْ اَهْلَكُوْا	انہوں نے خود اپنے آپ کو ہلاک کیا
اَنْفُسَهُمْ فَصَارَ مُهْلِكًا	تو آپ کو ان کا مہلک قرار دیا گیا کیونکہ
لِشِدَّةِ اِقْتِرَابِهٖ بِقُرْبِ	ان کو قرب فرائض کا کمال بدرجۂ اتم
الْفَرَائِضِ ثُمَّ جُعِلَ	حاصل تھا، اس کے بعد ان کو امیت
اٰمِنًا بَعْدُ ۔	بھی حاصل ہوئی،
وَاَمَّا لُوْطٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ	اور لوط علیہ السلام کا مبدء تعین بھی
فَاِنَّهٗ اَيْضًا لَيْسَ مَمْحُوْضًا	خالص نہیں تھا، وہ ابراہیم علیہ السلام
وَهُوَ مِنْ تَخَالِيْطِ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ	کی طرح تخلیطات سے تھے، جیسا کہ
السَّلَامُ كَمَا شُعَيْبٌ عَلَيْهِ	شعیب علیہ السلام یعقوب علیہ السلام
السَّلَامُ مِنْ تَخَالِيْطِ يَعْقُوْبَ	کی تخلیطات سے تھے وہ بھی قوم کی ہلاکت
عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَمْ يُهْلِكْ قَوْمَهٗ	کا باعث نہیں ہوئے، بلکہ انہوں نے
وَاِنَّمَا اَهْلَكُوْا اَنْفُسَهُمْ فَانْعَكَسَ	خود اپنے آپ کو ہلاک کر دیا، نتیجہ یہ
الْاِهْلَاكُ فِيْهِ لِشِدَّةِ اِقْتِرَابِهٖ	ہوا کہ اہلاک منعکس ہو گیا کیونکہ قرب
بِقُرْبِ الْفَرَائِضِ ۔	فرائض میں آپ کو کامل درجہ کا اقتراب حاصل تھا

حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام

مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ مَبْدَءُهٗ	موسیٰ علیہ السلام کا مبدء تعین ثبوتیات

النُّبُوَّاتُ وَلِذٰلِكَ كَانَ	تھا، لہذا آپ کی کتاب سب سے
اَطْوَلَهُمْ كِتَابًا وَاَوْسَعَهُمْ	بڑی اور آپ کا علم بہت وسیع اور
عِلْمًا وَاَشْرَفَهُمْ اِرْشَادًا	ارشاد کے اعتبار سے آپ سب سے
وَاَكْثَرَهُمْ اُمَّةً وَ	زیادہ اشرف تھے اور آپ کی امت بھی
اَصْلَبَهُمْ فِي الْمَقَامَاتِ	بہت زائد تھی، مقامات میں آپ کو
وَاَكْسَبَهُمْ لِلْكَمَالَاتِ	قدم راسخ اور کمالات میں اعلیٰ درجہ کا اکتساب
وَلِذٰلِكَ اُمِرَ بِالْجِهَادِ وَ	حاصل تھا اور اسی لیے آپ مامور بہ
سَاسَ الْاُمَّةَ سِيَاسَةً عَظِيْمَةً	جہاد ہوئے اور بڑی حسن تدبیر کیا تھا
وَهُوَ اَشْبَهُ الْاَنْبِيَاءِ بِرَسُوْلِنَا	اپنی امت کے انتظام انجام دیے انواع
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّبَحُّرِ	کمالات میں آپ تبحر کے لحاظ سے ہمارے
فِي فُنُوْنِ الْكَمَالَاتِ اِلَّا اَنَّهٗ	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ مشابہ
لَيْسَ بِخَاتِمِ الْاَنْبِيَاءِ ۔	تھے مگر آپ خاتم الانبیاء نہیں تھے،
وَهَارُوْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ	اور ہارون علیہ السلام کی نبوت حکمی تھی
حُكْمِيُّ النُّبُوَّةِ وَاِنَّمَا هُوَ	وہ تو اپنے بھائی کے معاون اور مددگار
رِدْءٌ لِاَخِيْهِ وَعَضُدٌ لَهٗ	تھے جب موسیٰ علیہ السلام شدت
يُلِيْنُ اِذَا صَلُبَ وَمِزَاجُ	فرماتے تو وہ نرمی کرتے کیونکہ حضرت
مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ صُلْبٌ	موسیٰ علیہ السلام کے مزاج میں شدت
اَشَدُّ الصَّلَابَةِ ۔	اور صلابت بہت زائد تھی،
وَعَلَّمَهُ الْخِضْرُ اَنَّ فِي	اور خضر علیہ السلام نے آپ کو یہ بتلایا

قُرْبِ النَّوَافِلِ مَقَامَاتٌ بِإِزَاءِ	کہ قرب نوافل میں بھی ایسے مقامات ہیں
مَقَامَاتِ قُرْبِ الْفَرَائِضِ	جو قرب فرائض کے بہ مقابل ہیں چنانچہ
فَقَتَلَ الصَّبِيَّ كَمَا أَغْرَقَ	انہوں نے لڑکے کو قتل کیا، جیسا کہ
فِرْعَوْنَ وَأَقَامَ الْجِدَارَ بِلَا	موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو غرق کیا
أَجْرٍ كَمَا سَقَى لِشُعَيْبٍ عَلَيْهِ	اور دیوار کو بلا اجرت سیدھا کرنا ایسا
السَّلَامُ وَخَرَقَ السَّفِينَةَ	تھا جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے شعیب
كَمَا أَلْقَتْهُ فِي الْيَمِّ أُمُّهُ	علیہ السلام کی بکریوں کو پانی پلایا اور
وَتَجَلَّى اللهُ سُبْحَانَهُ عَلَيْهِ	کشتی میں شگاف کرنا ایسا تھا جیسا کہ
فِي صُورَةِ النَّارِ لِنَارِيَّةِ	موسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ نے
مِزَاجِهِ وَصَلَابَةِ أَخْلَاقِهِ	تابوت میں بند کر کے دریا میں ڈالدیا
وَكَلَّمَهُ شِفَاهًا لِشِدَّةِ اقْتِرَابِهِ	تھا اور کیونکہ آپ آتشیں مزاج تھے اور
بِقُرْبِ الْفَرَائِضِ وَلَمْ يَذْكُرِ	آپ کے اخلاق میں صلابت تھی اسلئے
اللهُ سُبْحَانَهُ شُعَيْبًا عَلَيْهِ	اللہ تعالےٰ نے آگ کی صورت میں
السَّلَامُ فِي قِصَّةِ مُوسَى	انکے سامنے تجلی فرمائی، اور قرب
عَلَيْهِ السَّلَامُ لِأَنَّهُ لَيْسَ	فرائض میں کمال حاصل تھا اسلئے اللہ
بِمَحْضُوضٍ مِنْ حَيْثُ الْبَدَنِ	تعالےٰ نے بلا واسطہ کلام فرمایا اور
وَإِنَّمَا سَطَعَ سُطُوعًا	موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں اللہ سبحانہ وتعالےٰ
فِي قُرْبِ الْفَرَائِضِ عِنْدَ	نے شعیب علیہ السلام کا تذکرہ نہیں کیا کیونکہ
الْأَهْلَالِ	ان کا تعین بدن سے خالص نہ تھا ان کی قوم

کی ہلاکت کے وقت ہی انہیں قریب فرائض میں کماز حاصل ہوا۔

وَيُوشَعُ وَشَمُوئِيلُ	اور یوشع اور شموئیل علیہما السلام
عَلَيْهِمَا السَّلَامُ لَيْسَا مِنَ	کا مبداء بھی خالص نہیں تھا، اور
الْمَمْحُوضِينَ وَإِلْيَاسُ	الیاس علیہ السلام کے مزاج میں موسٰی
عَلَيْهِ السَّلَامُ صُلْبٌ مِثْلُ	علیہ السلام کے مزاج کی طرح صلابت
مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلِذَلِكَ	تھی اسی واسطے ان کا معجزہ آگ کو
كَانَ خَرْقُهُ تَسْخِيرَ النَّارِ وَكَانَ	مسخر کرنا تھا اور وہ جنگلوں اور بیابانوں
صَاحِبَ الْعَجَائِبِ وَالْقِفَارِ	میں گھومتے تھے،

حضرت داؤد وسلیمان علیہما السلام

دَاوُدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ	داؤد علیہ السلام کا مبدء تعین الملک
مَبْدَأُهُ الْمُلْكُ وَمِزَاجُهُ	تھا اور ان کے مزاج میں سیوغ تھا،
سَابِغٌ وَوَرِثَهُ سُلَيْمَانُ عَلَيْهِ	سلیمان علیہ السلام انکے وارث اور
السَّلَامُ وَكَانَ خَاتَمَ التَّسْخِيرِ	تسخیر و بادشاہت کے خاتم تھے میری
وَالْمُلْكِ وَعِنْدِي أَنَّهُ خَاتَمٌ	رائے میں ان کا یہ خاتم ہونا بالفعل اور
بِالْفِعْلِ وَالْقُوَّةِ جَمِيعًا وَأُوتِيَ	بالقوۃ دونوں اعتبار سے تھا، دَاوُدُ
مِنْ كُلِّ شَيْءٍ أَيْ مِنَ الْحُسْنِ	تیہتُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ اس سے مراد
وَالْجَمَالِ وَالْكِتَابِ مَعَارِفِ	حسن وجمال اور معارف حکمت کا
الْحِكْمَةِ وَمَعَارِجِ الْعَجَائِبِ	الکتاب وغیرہ کمالات ہیں لیسعیاؑ اور

وَيَسْعِيَاهُ وَيُونُسُ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ لَيْسَا بِمَحْوضَيْنِ وَلَوْ لَا طُغْيَانُ قَوْمِ يُونُسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَا جُعِلَ رَسُولًا فِي غَلَبَاتِ قُرْبِ الْفَرَائِضِ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ أَيْضًا لَيْسَا بِمَحْوضَيْنِ ۔

یونس علیہما السلام کا مبدأ خالص نہیں تھا، یونس علیہ السلام پر قرب فرائض اسقدر غالب تھا، کہ اگر ان کی قوم کا تمرد اور طغیان ملحوظ نہ ہوتا تو ان کو رسالت سے سرفراز نہ کیا جاتا، اسی طرح یحیٰی اور زکریا علیہما السلام کا مبدأ تعین بھی خالص نہیں تھا،

حضرت عیسٰی علیہ السلام

وَعِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ هُوَ مِنْ أَتَمِّ الْأَنْبِيَاءِ شَأْنًا وَأَجَلِّهِمْ بُرْهَانًا وَمِزَاجُهُ السُّبُوحُ وَلِذَلِكَ كَانَتْ مُعْجِزَاتُهُ سُبُوحِيَّةً كُلُّهَا وَكَانَ وُجُودُهُ مِنْ طَرِيقِ السُّبُوحِ وَلِذَلِكَ حَقَّ لَهُ أَنْ يَنْعَكِسَ فِيهِ أَنْوَارُ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَزْعُمُ الْعَامَّةُ

عیسٰی علیہ السلام کی شان بہت بلند تھی اور ان کو زبردست دلائل اور کھلی نشانیاں دیکر رسول بنایا گیا تھا انکے مزاج میں سبوح تھا، چنانچہ انکے معجزات بھی تمامتر سبوح ہی کے طور پہ تھے اور انکے معرض وجود میں آنے کا نتیجہ بھی سبوح ہی تھا، اور اسی واسطے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار کا ان کی ذات میں منعکس ہونا ضروری ہے، عوام کا خیال ہے، کہ

اِنَّ اِذَا نَزَلَ فِی الْاَرْضِ	جس وقت وہ دوبارہ زمین پر اتریں گے
کَانَ وَاحِدًا مِنَ الْاُمَّۃِ کَلَّا	تو ان کی نوعیت ایک امتی کے طرز پر
بَلْ ھُوَ شَرْحٌ لِلْاِسْمِ الْجَامِعِ	ہوگی ایسا نہیں بلکہ ان کا نزول اسم
الْمُحَمَّدِیِّ وَنُسْخَۃٌ مُّنْتَسَخَۃٌ	جامع محمدی کی شرح اور تفصیل ہے اور
مِنْہُ فَشَتَّانَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ	اسکی نقل اور خاکہ ہے اسلئے انکے اور ایک
اَحَدٍ مِنَ الْاُمَّۃِ اِلَّا اَنْ	امتی کے درمیان بہت بڑا فرق ہے اتنی
یَتَّبِعَ الْقُرْاٰنَ وَیَأْتَمَّ بِخَاتَمِ	بات ضرور ہے کہ وہ قرآن کریم کے متبع
الْاَنْبِیَاءِ وَذٰلِکَ لَا یَقْدَحُ	ہونگے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے
فِیْ کَمَالِہٖ بَلْ یُؤَیِّدُہٗ	نقش قدم پر چلیں گے لیکن اس سے انکے
تَتِمَّۃٌ وَھُوَ بِمَنْزِلَۃِ مُحَاقٍ	کمال میں کسی قسم کا فرق نہیں آتا، بلکہ
لِشُرُوْرِ الْیَہُوْدِ وَلِذٰلِکَ نَزَلَ	اور تائید ہوتی ہے وہ باعتبار اپنی ذات
بَیْنَ یَدَیِ الْقِیَامَۃِ وَسَیَاْتِیْکَ	کے یہود کی شرارتوں کے لئے محاق
تَمَامُ الْکَلَامِ ۔	تھے اور اسی بنا پر وہ پھر دوبارہ قیامت کے

قریب دنیا میں نزول فرمائیں گے۔ اس کی مزید تفصیل آگے آئے گی۔

(فائدہ) مہینہ کی آخری تاریخوں میں جبکہ چاند بالکل بے نور ہو کر آنکھوں سے اوجھل ہو جاتا ہے تو اسے محاق کہتے ہیں،

سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْنَ کی	ہمارے نبی اکرم سید المرسلین

اللّٰہ علیہ وسلم ھو تمثال للحی القیوم من حیث التفصیل وھو جامع لجمیع الوجوہ مع سبوغ وسعۃ ولذلک تبحر فی الکمالات وختم النبوۃ و فضلہ علی سائر الانبیاء کلھم بوجوہ ھیئتہ عینہ امیۃ اجمعیۃ اسمہ الطالع من قواعدہ ھذا و اما قولہ علیہ السلام لا تفضلونی علی یونس بن متی فمعناہ عندنا عمیق ۔

صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس الحی القیوم کا تمثل ہے جو سبوغ اور وسعت کیساتھ تمام وجوہ مختلفہ کا جامع ہے جس کی بنا پر آپکے تمام کمالات انتہائی درجہ تک پہونچے ہوئے تھے اور آپ خاتم النبیین قرار پائے اور آپکو تمام انبیاء کرام پر فضیلت بخشی گئی، جس کی کئی وجوہ ہیں آپ کی ہیت عینیہ ایک جامع امیت تھی اور جو اسم پاک آپکا تعین مبدا آپکے قلب سے طلوع کئے رہتا تھا، اور آپ کا فرمان کہ مجھے یونس بن متی سے افضل نہ کہو اس کے معنی عمیق ہیں

وکشف سرہ ان اللّٰہ سبحانہ لما تجلی فی اعیان الرسل وانتظام بتجلیہ ذلک امر الشرع استوت الشرائع فی الحقیقۃ والثبات ولیس ھناک فضل الا

اور اس کہنے کا راز یہ ہے کہ

اللہ کی ذات اقدس نے اعیان رسل میں تجلی فرمائی کہ جسکی بنا پر نظام تشریعی مکمل ہوا چنانچہ حقیقت اور ثبوت کے لحاظ سے تمام شریعتیں برابر ہیں کمالات ازلیہ کے علاوہ اور کسی

فِي الْكَمَالَاتِ الْاَزَلِيَّةِ فَكُلُّ نَبِيٍّ اَمِرِيًّا وَاَمِرَ حَقِيْقَةً لَا رَيْبَ فِي حَقِيْقَتِهَا وَاِنِ اخْتَلَفَ تَلَقِّيْهَا مِنَ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ عَلٰى حَسَبِ اخْتِلَافِ الْاَعْيَانِ وَبِالْجُمْلَةِ فَالتَّفَاضُلُ مُنْتَفٍ مِنْ حَيْثِيَّةِ حَقِيْقَةِ الشَّرَائِعِ وَاَحَقِّيَّتِهَا مِنْ قَبْلِ التَّلَقِّي مِنَ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَاِنَّمَا التَّفَاضُلُ بِحَسَبِ اِسْتِعْدَادَاتِ الْاَعْيَانِ ۔

قسم کا تفاضل نہیں اور انبیاء کرام نے جو احکام خداوندی لوگوں تک پہنچائے ہیں ان کی سچائی میں کسی قسم کا شبہ نہیں البتہ طریق تلقی اور اخذ عن اللہ کی نوعیت اعیان کے مختلف ہونے کے لحاظ سے ہر ایک پیغمبر کے حق میں مختلف ہے، خلاصہ یہ کہ تفاضل کی نفی اس وجہ سے کی گئی ہے کہ تمام انبیاء کرام کی شریعتیں دوسری حیثیات سے قطع نظر کرکے نفس سچائی کے لحاظ سے بالکل برابر ہیں کیونکہ تفاضل صرف اس حیثیت سے ہے کہ انکے اعیان کی استعدادات مختلف ہیں،

وَمِثْلُ ذٰلِكَ زَيْدٌ وَعَمْرٌو وَبَكْرٌ مُتَّفِقُوْنَ فِي الْاِنْسَانِيَّةِ وَالْاِنْسَانُ مُتَوَاطِئٌ فِيْهِمْ وَاِنِ اخْتَلَفُوْا فِي الْاَعْيَانِ اَوَّلًا وَفِي الصِّفَاتِ بِحِذَاءِ اِخْتِلَافِهِمْ فِيْهَا فَالْاِنْسَانِيَّةُ نَشْاَةٌ قَرِيْبَةٌ وَالْاَعْيَانُ نَشْاَةٌ بَعِيْدَةٌ

اس کی مثال یہ ہے کہ زید عمرو بکر نفس انسانیت کے لحاظ سے ایک ہیں اور لفظ انسان ان پر صادق آتا ہے اگرچہ اعیان میں اولاً اور صفات میں انکے اختلاف کے مقابلہ میں ثانیاً مختلف ہوں چنانچہ انسانیت نشأۃ قریبہ ہے اور اعیان نشأۃ بعیدہ

وَكَذٰلِكَ نَشْأَةُ الْأَوَامِرِ مِنْ	ہے اور اسی طرح انکے سینوں میں باعتبار
قِبَلِ الْأَسْمَاءِ الطَّالِعَةِ فِي	اسماء طالعہ کے اوامر کا ارتقاء نشأۃ
صُدُوْرِهِمْ نَشْأَةٌ قَرِيْبَةٌ وَالْأَعْيَانِ	قریبہ ہے اور اعیان نشأۃ بعیدہ ہیں
نَشْأَةٌ بَعِيْدَةٌ وَاَمَّا فِيْ هٰذَا	اور اس تفاضل کی بنا پر یہ حدیث اور
التَّفَاضُلِ لَا غَيْرَ فَاسْتَلْهَمَ هٰذَا	دوسری تفاضل کی حدیثیں منطبق ہوگئیں
الْحَدِيْثُ وَاَحَادِيْثُ التَّفَاضُلِ	جیسا کہ آپ نے فرمایا نہ بیماری اڑکر لگتی ہے
اِبْتِلَاءً قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا	اور نہ بدفالی کوئی چیز ہے اور ایسے ہی ایک
عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَقَوْلُهٗ عَلَيْهِ	مقام پر آپ نے فرمایا سو پہلے کو
السَّلَامُ فَمَنْ اَعْدَى الْاَوَّلَ	بیماری کہاں سے آئی اور اسی بیان
وَلِهٰذَا السِّرِّ الْعَمِيْقِ حَمَلْنَا	کردہ معنی پر ہم نے اللہ تعالےٰ کے اس
قَوْلَهٗ تَعَالٰى مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ	فرمان کو محمول کیا ہے کہ مَا نَنْسَخْ مِنْ
اَوْ نُنْسِهَا الْاٰيَةَ عَلٰى مَا حَمَلْنَاهُ	آیۃٍ اَوْ نُنْسِهَا الخ اس کی تفصیل
وَسَيَرِدُ عَلَيْكَ فِي الْاَقَاوِيْلِ	اقاویل شرع میں تمہارے سامنے آئے
الشَّرْعِيَّةِ وَيَجِبُ عَلَيْكَ اَنْ	گی اور یہ بات بھی تمہیں معلوم کرنا ضروری
تَعْلَمَ اَنَّ لِلْحَكِيْمِ سَعَةً فِيْ	ہے کہ حکیم ربانی کو قرب الوجود اور ولی
جَانِبِ قُرْبِ الْوُجُوْدِ وَلِلْوَلِيِّ سَعَةً	کو قرب نوافل اور نبی کو قرب فرائض
فِيْ جَانِبِ النَّوَافِلِ وَلِلنَّبِيِّ سَعَةً	میں کمال اور وسعت حاصل ہے اور
فِيْ جَانِبِ قُرْبِ الْفَرَائِضِ وَمِنَ	بعض انبیاء ایسے ہیں کہ انہیں ان کے
الْاَنْبِيَاءِ مَنْ كَانَ نَبِيًّا بِنَفْسِهٖ	اقتضاء ذاتی کی بنا پر نبوت ملی اور

وَ بِمُقْتَضٰی عَیْنِہٖ وَمِنْهُمْ مَنْ کَانَ نَبِیًّا لِطُغْیَانِ قَوْمِہٖ وَذٰلِکَ لِاَنَّ اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ لَمَّا تَجَلّٰی فِیْ عَیْنِہٖ وَقَدْ اَدْرَکَهُمْ اَعْمَالُهُمْ عَلٰی شَرَفِ الْعَذَابِ اَمَرَہٗ بِسَطْوَۃِ الْوُجُوْبِ تَبْلِیْغَ الْحُکْمِ وَالدُّعَاءِ عَلَیْهِمْ وَالْمُجَادَلَۃِ مَعَهُمْ۔

بعض کو اس بنا پر نبوت سے سرفراز کیا گیا کہ ان کی قوم نے طغیانی اور سرکشی کی اور وجہ یہ ہے کہ جس وقت کوئی قوم اپنے اعمال کی بنا پر عذاب کی مستحق ہوتی ہے اور ذات اقدس کی تجلی کے لئے کوئی شخصیت موجود ہو تو مقام وجوب اور سطوت کا تقاضا ہوتا ہے کہ اسے تبلیغ پر مامور کیا جائے اور ان کے ساتھ مجادلہ کریں ورنہ پھر ان کے لئے بددعا کریں۔

نبوت کس وقت مل سکتی ہے؟

وَقَدِ اشْتُهِرَ اَنَّہٗ لَمْ یُبْعَثْ نَبِیٌّ اِلَّا بَعْدَ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً وَلَا یَقَعُ عِنْدَنَا بِمَوْقِعٍ۔ وَقَدِ اشْتُهِرَ اَنَّ النَّبِیَّ مَقْرُوْنٌ بِالْمُعْجِزَۃِ الْبَتَّۃَ وَلَیْسَ عِنْدَنَا مُطَّرِدًا بَلِ الْوَاجِبُ مَا مَثَّلَہٗ اَمَنَ عَلَیْہِ الْبَشَرُ سَوَاءٌ کَانَ بُرْهَانًا اَوْ مُعْجِزَۃً اَوْ کِتَابًا اَوْ سَمْتًا مُبَایِنًا

عوام میں یہ مشہور ہے کہ کسی نبی کو چالیس سال سے قبل نبوت نہیں ملتی اور ہمارے دل کو یہ بات نہیں لگتی، اور یہ بھی مشہور ہے کہ نبی کے لئے معجزہ کا ہونا ضروری ہے مگر ہمارے نزدیک یہ بھی قاعدہ کلیہ نہیں البتہ یہ ضروری ہے کہ اسے ایسی کھلی نشانیاں دی جائیں کہ جن پر لوگ ایمان لے آئیں عام ہے

لِسَمتِ سَائِرِ النَّاسِ وَقَد تَمَسَّكَ النَّبِيُّ فِي اِظهَارِ المُعجِزَاتِ بِالدَّعوَةِ بِالاَسمَاءِ ۔

کہ وہ کوئی عقلی دلائل ہوں یا کوئی خارق عادات چیز ہو یا کتاب معجز ہو یا اس کے اخلاق عالیہ تمام دوسرے لوگوں سے اعلیٰ تر ہوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار معجزات میں عموماً اسماء کیساتھ دعا کرنیکا طریقہ اختیار کیا ہے،

وَهُهُنَا اِشكَالٌ مُشكِلٌ وَهُوَ اَنَّ الاَنبِيَاءَ يُوحَى اِلَيهِم فِي كُلِّ زَمَانٍ بِشَرعٍ جَدِيدٍ وَاللّٰهُ سُبحَانَهُ اٰمِرٌ بِهِ وَيَستَحِيلُ عَلَى اللّٰهِ التَّجَدُّدُ وَالتَّقَضِّي وَطُرُوقُ التَّقَضِّي عَنهُ وَفِي مَذهَبِ الحِكمَةِ اَنَّ الاٰمِرَ لَهُم بِالشَّرعِ الجَدِيدِ هُوَ الاِسمُ الحَادِثُ اَعنِي اللّٰهَ المُتَجَلِّيَ فِي عَينِ الرَّسُولِ كَمَا تَرَكتَ اَدرَكتَ تَفسِيرَ الفَرَائِضِ وَهُوَ مُتَلَبِّسٌ بِصُورَةٍ اِمكَانِيَّةٍ يَصِحُّ التَّجَدُّدُ وَالتَّقَضِّي لِذٰلِكَ ۔

اور یہاں پر ایک اشکال وارد ہوتا ہے وہ یہ کہ ہر ایک عہد میں انبیاء کرام کو نئی شریعت عطا کی جاتی ہے جس کا حکم دینے والا اللہ تعالےٰ ہے لیکن تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالےٰ کے حق میں تجدد اور زوال ناممکن ہے، اہل حکمت کے مسلک پر اسکا جواب یہ ہے کہ شریعت جدیدہ کا حکم دینا خدائے بزرگ و برتر کے اسم حادث سے تعلق رکھتا ہے جس سے ہماری مراد اللہ تعالےٰ کی ذات ہے کہ جس نے اس رسول کے عین میں تجلی فرمائی ہے جیسا کہ اس کی تفسیر تم قرب فرائض کی بحث میں معلوم کر چکے اس قسم کی تجلی کے ساتھ صورت امکانیہ شامل ہوتی ہے جس کی بنا پر اسے تجدد اور زوال سے منسوب کیا جاتا ہے۔

کلام اللہ کی قسمیں

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَہُ اللّٰہُ اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا فَیُوْحِیَ بِاِذْنِہٖ مَا یَشَآءُ اِنَّہٗ عَلِیٌّ حَکِیْمٌ بَیَّنَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ فِیْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ اَنَّ تَکْلِیْمَ اللّٰہِ تَعَالٰی یَنْحَصِرُ فِیْ وُجُوْہٍ ثَلَاثَۃٍ۔

قرآن کریم میں اللہ تعالے فرماتا ہے مَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَہُ اللّٰہُ الآیۃ، یعنی کسی بشر کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ اللہ تعالے اسکے ساتھ کلام کرے مگر وحی کے ذریعہ یا حجاب اور پردہ کے پیچھے یا یہ کہ اپنا رسول بھیجے جو اس کے ارادہ عالیہ کے مطابق اس کی اجازت سے اس کو وحی پہنچا دے بیشک وہی علی وحلیم ہے اس آیت میں اللہ تعالے نے اس بات کی توضیح فرمائی کہ اللہ تعالے کا کلام فرمانا تین شکلوں میں منحصر ہے،

اَلْاَوَّلُ اَنْ یَّنْکَشِفَ لَہٗ اَسْمَآءُ اللّٰہِ تَعَالٰی فَیَتَفَطَّنَ مِنْھَا لِاُمُوْرٍ وَھُوَ الْوَحْیُ اَیِ الْاِشَارَۃُ الْخَفِیَّۃُ وَالثَّانِیْ اَنْ یَّتَمَثَّلَ اللّٰہُ لَہٗ کَلَامًا سَوِیًّا فِیْ مُدْرِکَتِہٖ وَھِیَ الْحِجَابُ وَالثَّالِثُ اَنْ یَّتَمَثَّلَ لَہُ الْمَلَکُ بَشَرًا سَوِیًّا۔

پہلی یہ کہ اسکے سامنے اسماء پاک کی حقیقت منکشف ہو جائے کہ جس کی بنا پر کچھ امور اس پر واضح ہو جائیں اسے وحی یعنی اشارہ خفیہ کہتے ہیں، دوسری قسم اللہ تعالے اپنے کلام کو اس کے مدرکہ میں تمثل فرمائے اسی کو من وراء حجاب سے تعبیر فرمایا ہے تیسری قسم

یہ کہ فرشتہ ایک زندہ انسان کی شکل میں متمثل ہو جائے اور پیغام الٰہی پہنچا دے

اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ اَلْاٰيَةَ اَلشَّيْطَانُ كِنَايَةٌ بِهٖ عَنْ شُرُوْرِ عَالَمِ التَّخْلِيْطِ وَلِكُلِّ مُقْتَرِبٍ تَخْلِيْطٌ مَا فِيْ جِسْمَانِيَّتِهٖ فَقَدْ يَنْبَجِسُ فِيْ صَدْرِهٖ وَسْوَاسٌ يُشَابِهُ الذَّوْقَ وَلٰكِنْ عَنْ قَرِيْبٍ اِضْمَحَلَّ لَهٗ وَالنَّسْخُ هُوَ اِزَالَةُ الْوَسْوَاسِ۔

قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ہم نے تم سے پہلے جتنے بھی رسول اور نبی بھیجے تو جب وہ کوئی آرزو کرتے تو شیطان ان کی آرزو میں دخل دیتا پھر اللہ تعالےٰ شیطانی القاء کو توڑ دیتا اور اپنی آیات کو پائیداری اور استحکام بخشتا اور اللہ رب العزت تو علیم وحکیم ہے" شیطان سے مراد عالم تخلیط کی برائیاں ہیں اور ہر ایک مقرب کو اسکی جسمانیت کے لحاظ سے تخلیط حاصل ہوتی ہے چنانچہ اسکے سینہ میں اس قسم کا وسوسہ پیدا ہوتا ہے کہ جس پر ذوق کا شبہ ہوتا ہے لیکن جلد وہ مضمحل ہوتا ہے اور وسوسہ اس کے دل سے دور ہو جاتا ہے نسخ سے یہی مراد ہے

وَقَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ رض وَلَا مُحَدَّثٍ وَمَثَلُهٗ بِمُؤْمِنِ اٰلِ فِرْعَوْنَ

حضرت ابن عباس رض نے اس آیت میں نبی کے لفظ کے بعد مُحَدَّثٍ کا لفظ اور پڑھا ہے اور مثال کے طور پر آل

وَشَیْخُ الطَّائِفَۃِ الَّذِیْ قَالَ	فرعون کے مومن اور شیخ الطائفہ کا نام
وَمَالِیَ لَا اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ	لیا ہے جسکا یہ قول قرآن مجید میں منقول
وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ	ہے کہ کیا وجہ ہے کہ میں اس خدائے
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقَدْ کَانَ فِیْمَا	قدوس کی عبادت نہ کروں کہ جس نے
قَبْلَکُمْ مِنَ الْاُمَمِ نَاسٌ مُحَدَّثُوْنَ	مجھے پیدا کیا ہے" اور رسول کریم صلی اللہ
مِنْ غَیْرِ اَنْ یَکُوْنُوْا اَنْبِیَاءَ	علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم سے سابقہ
فَاِنْ یَکُنْ فِیْ اُمَّتِیْ اَحَدٌ فَاِنَّہٗ	امتوں میں محدث لوگ ہوا کرتے تھے
عُمَرُ اَخْرَجَہُ الشَّیْخَانِ ۔	بغیر اس کے کہ وہ نبی ہوں، سو اگر

میری امت میں کوئی ایسا شخص موجود ہے تو وہ عمر فاروق رضؓ ہیں ۔ (بخاری و مسلم)

محدث کے اقسام

اَقُوْلُ الْمُحَدَّثُ یُطْلَقُ	میں کہتا ہوں کہ محدث کے دو معنیٰ
عَلٰی مَعْنَیَیْنِ اَوَّلُهُمَا رَجُلٌ	ہیں، پہلے یہ کہ وہ شخص کہ جسے صحابہ جیسا
مُقْتَرِبٌ بِقُرْبِ الصَّحَابَۃِ	قرب حاصل ہوا اور وہ اس اسم متجدد کے
یَکُوْنُ بِالْاِسْمِ الْمُتَجَدِّدِ لِتَطَابُعِ	رنگ میں رنگا ہوا ہو جس کا مظہر نبی
فِیْ صَدْرِ النَّبِیِّ عَیْنُہٗ وَجَمِیْعُ	اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عین سینہ مبارک
تَمَثُّلَاتِہٖ وَکَانَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ	تھا اور جس میں اسکے تمام تمثلات
عَنْہُ مِنْ ھٰذَا الْقَبِیْلِ وَثَانِیْهِمَا	موجود ہوں اور حضرت عمرؓ اسی قسم
رَجُلٌ حَکِیْمٌ وَاسِعُ الْحِکْمَۃِ	سے تھے، دوسرے یہ کہ جسکی حکمت وسیع

وَاضْمَحَلَّ أَجْزَاءٌ فِي قُرْبِ	ہوا اور جیسے بالآخر قرب فرائض کا مقام
الْفَرَائِضِ وَكَانَتْ مَقَامَاتُهُ	حاصل ہوگیا ہو اور اسکے مقامات انبیا
كَمَقَامَاتِ الْأَنْبِيَاءِ عِصْمَةً	کرام کے مقامات کے مشابہ ہوں مثلاً
وَحِكْمَةً وَدَعْوَةً وَتَبْلِيغًا	یہ کہ اس کی حکمت عصمت، دعوت الی اللہ
وَمُزَاحِمَةً لِشُرُورِ الْأَعْمَالِ	تبلیغ وارشاد برائیوں کی مزاحمت کرنا
وَالْعَقَائِدِ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يُوحَ	اور پاکیزہ عقائد، فرق صرف اتنا ہے
إِلَيْهِ وَلَمْ يَقْتَرِبْ بِالْمَلٰئِكَةِ	کہ اس پر وحی نہیں آتی اور ملائکہ سے
إِلَّا ضَعِيفًا ۔	انبیاء والا قرب حاصل نہیں ہوتا،
وَاعْلَمْ أَنَّ الْحَدِيثَ الَّذِي	اور یہ بھی یاد رکھو کہ جس حدیث میں
حَكَمَ فِيهِ بِكَثْرَةِ الْأَنْبِيَاءِ جِدًّا	کثرت انبیاء کا تذکرہ کیا گیا، وہاں
إِنَّمَا يُرِيدُ بِهِ مَا يَعُمُّ الْمُحَدَّثَ وَغَيْرَهُ	محدث وغیرہ کو بھی شامل کیا ہے اور
وَالْمُرْسَلُ فِيهِ يُرَادِفُ النَّبِيَّ ۔	مرسل بھی نبی ہی کے مرادف ہے،
وَأَنَّ كُلَّ حَكِيمٍ مُتَبَحِّرٍ	اور جس حکیم ربانی کو تبحر حاصل ہو، وہ
لَا بُدَّ أَنْ يَكُونَ مُحَدَّثًا	محدث ہوگا مقامات کا شمار کرتے
وَإِنَّمَا عَدَدْنَا قُرْبَ الْوُجُودِ	ہوئے ہم نے قرب وجود کا اسلئے علیحدہ
وَمُنْفَرِدًا تَأْدِيَةً لِحُقُوقِ	تذکرہ کیا ہے تاکہ ان تمام مقامات کے
مَقَامَاتٍ تَكُونُ لَهُ فِي أَوْقَاتِ	حقوق کو پورا کر لیا جائے، جو کبھی
خُلُوِّ غَيْبِهِ ۔	کبھی خلو عین کے وقت پیش آتے ہیں
قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن

سلم رؤيا المؤمن جزء من	کا سچا) خواب نبوت کا چھیالیسواں
ستة وأربعين جزءا من النبوة	حصہ ہے، اس حدیث کو بخاری و مسلم
أخرجه الشيخان وكذلك عد	نے روایت کیا ہے چنانچہ سمت صالح
من أجزائها السمت الصالح	انہیں اجزاء میں سے ہے،
أقول كل شيء واحد جامع	میں کہتا ہوں، کہ ہر ایک شئی واحد جو کہ
له شعوب وتمثلات فإن	مختلف شعبوں اور مختلف تمثلات کی
من سنة الشارع أن يجعلها	جامع ہو تو شارع کی سنت یہ ہے کہ ان
أجزاءه كما قال الإيمان	کو بھی اسکے اجزاء قرار دیتا ہے، جیسا کہ
بضع وسبعون شعبة	فرمایا کہ ایمان کے ستر سے اوپر شعبہ ہیں
الحديث فالذي يتم به	بہر حال مطلب یہ ہے کہ سچا خواب
أن الرؤيا الحقة من تفاريع	قرب فرائض کی تفریعات میں سے ہے
قرب الفرائض وأن الهدى	اور اسی طرح حکمت صالح آثار عصمت
الصالح من آثار العصمة +	میں سے ہے،
واعلم أن القدر	اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء
الذي بعث له الأنبياء	کو مبعوث فرمایا کہ قرب کی جو مقدار بیان
البتة من القرب هو	کی ہے وہی ایمان حقیقی ہے اور اسکی
الإيمان الحقيقي وتفسيره	توضیح یہ ہے کہ جن امور پر اللہ تعالیٰ نے
ظهور الفطرة التي	اپنے بندوں کو اصل فطرت کے لحاظ سے
فطر الله عليها عباده	پیدا فرمایا ہے وہ معرض ظہور میں آجائیں

وَبِعِبَارَةٍ اُخْرٰی بُرُوْزُ مَا اَلْهَمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی بِهٖ اِلْهَامًا مِزَاجِيًّا اِجْمَالِيًّا ۔	یا با الفاظ دیگر جن باتوں کو اللہ تعالٰی نے بطور الہام کے القا فرمایا اور الہام اجمالی کے طریقہ پر اسکے مزاج میں موجود ہیں ان کا ظہور ہو جائے ،
اَلْخِضْرُ هُوَ مِنَ الْاَوْلِيَآءِ وَالْمُقَرَّبِيْنَ بِقُرْبِ النَّوَافِلِ	خضر علیہ السلام اولیائے کرام کے زمرہ میں سے ہیں اور انہیں قرب نوافل حاصل ہے
لُقْمَانُ هُوَ حَكِيْمٌ سَبِيْلُهٗ سَبِيْلُ الْحِكْمَةِ وَالْوَجَاهَةِ وَالْعِصْمَةِ ۔	لقمان علیہ السلام حکیم ربانی ہیں حکمت کے طریقہ پر چلتے رہے ، اللہ تعالٰی نے وجاہت اور عصمت انہیں عطا کی ہے ،

اَللّٰهُمَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصَّالِحِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَرَثَةِ النَّبِيِّيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

اَلْخِزَانَۃُ السَّادِسَۃُ چھٹا خزانہ

فِیْ کَمَالَاتِ رَسُوْلِنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات

اِعْلَمْ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ قَبْلَ اَنْ یُّبْعَثَ حَکِیْمًا مَعْصُوْمًا قُطْبًا بَاطِنِیًّا وَاَعْنِیْ بِالْحِکْمَۃِ مَا یُفْضِیْ اِلَیْہِ التَّجَلِّیْ الذَّاتِیُّ الَّذِیْ ھُوَ فَرْعُ اِنْعِدَامِ الْجَنَابَۃِ مُطْلَقًا فِی الْعَیْنِ وَلَا فِی التَّشَخُّصِ مِنَ الْاِشْرَافِ عَلٰی حَقَائِقِ الْعِلْوِیَّاتِ وَدَقَائِقِ الْعَمَلِیَّاتِ وَکُنْہِ الْمَعَادِ وَغَیْرِھَا مِنَ الْعُلُوْمِ الَّتِیْ اَتَی الْقُرْاٰنُ الْعَظِیْمُ بِھَا وَالَّتِیْ عَنَاھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقَوْلِہٖ۔

یاد رکھو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعثت سے قبل حکیم معصوم اور قطب باطنی تھے اور حکیم کے معنی ہمارے نزدیک یہ ہیں کہ وہ اس تجلی ذاتی کا مورد ہو جو کہ جنابت باطنیہ کا معدوم ہونا ہے جسکا اثر اس کی عین ثابتہ اور تشخص جزئی کچھ نہ ہوا اور جسکی بنا پر اسکے لئے حقائق علویہ اور دقائق عملیہ کے دروازے کھول دے جائیں اور وہ معاد کی حقیقت کو سمجھنے لگتا ہے اور اسے وہ علوم حاصل ہوتے ہیں کہ جنکا تذکرہ اللہ تعالٰے نے قرآن مجید میں کیا ہے یا جسکی جانب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس فرمان میں اشارہ فرمایا ہے، کہ

أُوتِيتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ فَالَّتِي	مجھے قرآن کریم اور اسکے ساتھ اسی جیسے اور علوم
أَشَارَ إِلَيْهَا اللّٰهُ تَعَالٰى بِقَوْلِهٖ وَ	عطا کئے گئے اور نیز جن کی جانب اللہ
يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَأَعْنِيْ	تعالے نے اپنے اس فرمان میں اشارہ
بِالْعِصْمَةِ مَا يُفْضِي إِلَيْهِ ذٰلِكَ	فرمایا ہے وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ
التَّجَلِّيْ مِنْ نَفْيِ الرَّذَائِلِ وَ	وَالْحِكْمَةَ اور عصمت سے ہماری مراد
إِثْبَاتِ الْمَحَامِدِ خُلْقًا وَعِلْمًا وَ	تجلی مذکور کے وہ احکام ہیں، جو رذائل
الْوَاجِبَاتُ وَالْمُحَرَّمَاتُ الْقَطْعِيَّةُ	اعمال واخلاق کو اپنے سے دور رکھنے
فَحَتْمًا وَأَمَّا غَيْرُهُمَا فَاسْتِحْسَانًا	اور اخلاق محمودہ اور اعمال صالحہ اختیار
وَسِرُّ الْعِصْمَةِ مَا أَشَرْنَا إِلَيْهِ	کرنے کی شکل میں نمودار ہوتے ہیں چنانچہ
فِيْ سَالِفِ الْقَوْلِ مِنْ أَنَّ	واجبات کی پابندی اور محرمات سے پرہیز
الْأَعْمَالَ وَالْأَخْلَاقَ مِنْ	ان کی لازمی صفت ہے اور انکے علاوہ احتیاط
تَمَاثِيْلِ الْوُجُوْهِ الْمُنْطَوِيَةِ	بھی ان کے شایان شان ہوتی ہے عصمت کا راز وہی ہے
تَحْتَ إِجْمَالِ الْعَيْنِ الثَّابِتَةِ	جسے اشارۃً ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اعمال و اخلاق ان
لِيَظْهَرَ تَرْجِيْحُ الْمُرَجِّحَاتِ ۔	جہات مختلفہ کا تمثل ہے جو کسی کی عین

ثابتہ کے ضمن میں اجمالاً موجود ہو اور وجوہ ترجیح پر ان کا ظہور ہو،

فَاعْلَمْ أَنَّ الْمُقْتَرِبَ بِالرُّتْبَةِ	یاد رکھو کہ جو شخص خیر کامل یعنی ذات
الذَّاتِيَّةِ مِنَ الْخَيْرِ التَّامِّ جَلَّ	اقدس جل وعلا سے جو کہ سرچشمہ خیرات
وَتَقَدَّسَ الَّتِيْ هِيَ مَنْبَعُ	ہے مرتبہ ذاتیہ کے ذریعہ قرب حاصل
الْخَيْرَاتِ لَا سِيَّمَا اخْتِرَابًا فِطْرِيًّا	کرتا ہے خصوصًا جبکہ اولاً و بالذات

فِیْ سِلْسِلَۃِ الْاُصُوْلِ مِنَ الْاَسْمَاءِ	اصول یعنی اسماء مقدسہ کے سلسلہ میں اور
اَوَّلًا بِالذَّاتِ وَفِیْ سِلْسِلَۃِ الْحَقَائِقِ	ثانیاً و بالعرض حقائق امکانیہ عالیہ
الْاِمْکَانِیَّۃِ الْعَالِیَۃِ ثَانِیًا وَبِالْعَرْضِ	کے سلسلہ میں اس کا یہ اقتراب فطری
یَتَجَنَّبُ مِنْ جِھَۃِ مَا خُلِقَ عَلَیْہِ	ہو تو وہ فطرۃً ہر ایک ایسے خلق اور عمل
عَنْ کُلِّ فِعْلٍ وَخُلُقٍ ھُمَا شَرَانِ	سے اجتناب کرتا ہے جو تراکم عدمات
مِنْ حَیْثُ تَرَاکُمِ الْعَدَمَاتِ ۔	کی بنا پر مفہوم شر میں داخل ہے،

قطب باطنی

وَاَعْنِیْ بِالْقُطْبِیَّۃِ الْبَاطِنِیَّۃِ	قطب باطنی کا مفہوم یہ ہے، کہ
مَا یُفْضِیْ اِلَیْہِ ذٰلِکَ التَّجَلِّیْ	جس شخص کو تجلی مذکور نصیب ہو اسکے
مِنْ اِقْتِرَابٍ وَلُحُوْقٍ بِاَسْمَاءِ	نتیجہ کے طور پر اسکو اسماء مقدسہ کا قرب
اللّٰہِ تَعَالٰی بَلْ بِمَرْتَبَۃِ الذَّاتِ	اور لحوق بلکہ مرتبہ ذات کا لحوق و قرب
وَھِیَ عَیْنُ الرِّیَاسَۃِ الْمُجَرَّدَۃِ	حاصل ہو اسی کو ریاست مجردہ کہتے ہیں
الْمُسَمَّاۃِ بِالْوَجَاھَۃِ عِنْدَ اللّٰہِ	اور وجاہت عند اللہ تعالےٰ کا بھی
تَعَالٰی وَسِرُّ الْوَجَاھَۃِ ھُوَ	یہی مفہوم ہے وجاہت کا راز فطری
التَّجَلِّی الْخَاصُّ الْفِطْرِیُّ	تجلی خاص میں مضمر ہے
فَاعْلَمْ اَنْ لَا مَعْنٰی	یہ بھی یاد رکھو کہ جس وقت ہم ممکنات
لِقَوْلِنَا اَلْمُمْکِنُ الْفُلَانِیُّ	میں اپنے اس قول کے ساتھ تفاضل
اَشْرَفُ مِنَ الْمُمْکِنِ الْفُلَانِیِّ	بیان کرتے ہیں کہ فلاں ممکن فلاں سے

لَا اَنَّهٗ اَقْرَبُ فِیْ
سِلْسِلَةِ الْاَنْجَاسِ مِنَ
الْمَرْتَبَةِ الثَّانِيَةِ اَوَّلًا
وَثَانِيًا كَمَا فَصَّلْنَاهُ
وَالشَّرَفُ بِهٰذَا الْمَعْنٰى
هُوَ الْوَجَاهَةُ بِعَيْنِهَا ۔
وَلَا تَظُنَّنَّ هٰذِهِ الثَّلٰثَ
بِعَيْنِهَا صِفَاتِ الْحُكَمَاءِ وَلٰكِنَّهَا
اُمُوْرٌ اشْتَرَكَ فِيْهَا الْاَنْبِيَاءُ
وَالْحُكَمَاءُ بَعْدَ امْتِيَازِ كُلٍّ
مِنْهُمْ بِمَا اَسْلَفْنَا ۔
ثُمَّ اِنَّهٗ لَمَّا كَانَ عَيْنُهٗ
وَاسِعَةً لَا جِنَايَةَ لَهَا وَاَعْنِیْ
بِذٰلِكَ اَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ لِهٰذِهِ
النَّشْاَةِ حُكْمٌ بَلْ كَانَتْ
مُنْهَمِكَةً ضَعِيْفَةَ التَّسْخِيْرِ
مُنْقَادَةً لِحُكْمِ اللّٰهِ تَعَالٰى
سُبْحَانَهٗ تَجَلَّى اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ
فِیْ عَيْنِهٖ اَتَمَّ تَجَلٍّ وَاَعْظَمَهٗ

افضل ہے تو اس کا یہ مطلب ہونا
ہے کہ اسے اولاً اور ثانیاً سلسلہ انجاس
میں مرتبہ ذاتیہ سے قرب حاصل ہے،
جیسا کہ پہلے اس کی تفصیل بیان ہو
چکی اس لحاظ سے جو کسی کو فضیلت
حاصل ہو وہ بعینہ وجاہت ہے
اور یہ خیال مت کرو کہ یہ تینوں صفتیں
حکماء کی خصوصی صفات ہیں، بلکہ ان
صفات میں انبیاء اور حکماء دونوں
شریک ہیں ان وجوہ امتیاز کے بعد جو کہ
ہم پہلے بیان کر چکے ہیں
اور پھر چونکہ آپ کی عین ثابتہ میں وسعت
تھی اور عالم مادی کی تلوثیات سے
آپ کو نجات حاصل تھی، مقصود یہ کہ
آپ عالم مادی کے کسی تقاضا کے سامنے
نہیں جھکتے تھے بلکہ اللہ تعالےٰ ہی
کے حکم کے مطیع رہتے تھے اللہ تعالےٰ
نے اسکی عین ثابتہ میں کامل ترین اور
عظیم ترین تجلی فرمائی، چنانچہ قرب

فَتَمَّ لَهٗ قُرْبُ الْفَرَائِضِ عَلٰى شُعَبٍ ثَلٰثٍ مِثْلَ مَا بَيَّنَّا آنِفًا ۔	فرائض کے مقام عالی اور اسکی تینوں فروع میں جیسا کہ ابھی ہم نے بیان کیا آپ کو پورا کمال حاصل ہوا ،
وَاعْلَمْ اَنَّ الْاَنْبِيَاءَ فِيْ بَدْءِ فِطْرَتِهِمْ يَجْمَعُوْنَ كُلَّ كَمَالٍ عَلٰى سَبِيْلِ الْاِجْمَالِ ثُمَّ تَتَبَّعُ كَمَالَاتُهُمْ تِلْكَ بِالْمُعِدَّاتِ اللَّاحِقَةِ مَرَّةً بَعْدَ اُخْرٰى فَجَمَعَ سَيِّدُ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَدْءِ فِطْرَتِهٖ قُرْبًا ذَاتِيًّا وَقُرْبًا فَرَائِضِيًّا وَاقْتِرَابًا بِالْمَلَائِكَةِ وَقَوْلُنَا جِرْثُمَةُ الْحِكْمَةِ نَمَا فَخٌ بِزِبْرِبِهٖ بَاطِنُ الْكَلَامِ ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِرْثُمَ الْحِكْمَةِ خُصُوْصًا وَهٰؤُلَاءِ الْخِصَالُ الثَّلٰثُ كُلُّهَا عُمُوْمًا اِلَى التَّوَجُّهِ تِلْقَاءَ الْوَسَائِطِ طَبَقَةً بَعْدَ طَبَقَةٍ حَتّٰى تَلَقَّى الْمُنْتَهٰى	یاد رکھو کہ انبیاء کرام ابتداء فطرت سے اجمال کے طور پر ہر ایک کمال کے جامع ہوتے ہیں ، بعد میں معدات لاحقہ یکے بعد دیگرے ظہور میں آکر ان کے ان کمالات کو بالتفصیل منظر عام پر لاتے ہیں ، چنانچہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء فطرت سے قرب ذاتی قرب فرائض اور اقتراب بالملائکہ کے جامع تھے اور پھر جو حکمت آپ کو قبل از بعثت حاصل تھی اور وہ خصال ثلٰثہ گانہ جو آپ کے لوازم صفات تھے ، موخر الذکر نے عموماً اور اول الذکر نے خصوصاً آپ کو اس بات پر آمادہ کیا کہ آپ یکے بعد دیگرے وسائط کیجانب اپنی توجہ مبذول فرمائیں یہاں تک کہ آپ انتہائے مقصود تک پہنچ گئے

ألا إلى الله المصير ثم لما تألفت الوسائط له عليه السلام وتوحدت في الهيئة الاجتماعية اشتد اعتلاقه بالملائكة الرسل خصوصا بعد ما كان مندرجا تحت العموم إذ هم أقطاب الفائضات العلوية الإمكانية كما أن الإنسان قطب الفائضات السفلية من حيث أمشاج جسده فكان الاعتلاق يتزايد حينا فحينا حتى بلغ نصابه واهتزت له الملائكة المقربون فصاروا يتجسدون له تارة وينفثون في روعه أخرى وامتزجت اللطيفة الروحية باللطيفة القلبية هنالك وتداخل بعضها في بعض من شدة ترشح الحقيقة العليا عند الاعتلاق

الا الی اللہ المصیر، پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان وسائط سے مجتمع ہو گئے اور ہیئت اجتماعیہ کو اختیار کیا تو رسل ملائکہ کیساتھ آپ کو خصوصاً شدت کیساتھ تعلق پیدا ہو گیا جو عمومی شکل میں پہلے موجود تھا، اس قسم کے ملائکہ فائضات علویہ امکانیہ کے اقطاب ہیں جیسا کہ انسان باعتبار اختلاط اپنے جسم کے فائضات سفلیہ کا قطب ہے اور یہ تعلق اس کا وقتاً فوقتاً بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے انتہائے کمال کو پہنچ جاتا ہے اور ملائکہ مقربین بھی اس کیلئے بیدار ہو جاتے ہیں چنانچہ بسا اوقات وہ مجسم ہو کر آپکو دکھائی دیتے اور بعض اوقات آپ کے قلب مبارک پر القاءات کرتے ہیں جیسے نفث فی الروع کہتے ہیں اور اسی وقت آپکے لطیفہ روحیہ کو لطیفہ قلبیہ کیساتھ امتزاج پیدا ہو گیا اور ملاء اعلیٰ سے

بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰی فَصَحَّ لَہٗ رُؤْیَتُہُمْ بِعَیْنِہٖ تَارَۃً وَبِحِسِّہِ الْمُشْتَرِکِ اُخْرٰی فَبِہٰذِہِ الْاَسْبَابِ الْفِطْرِیَّۃِ الْکَسْبِیَّۃِ یَحِقُّ لَہٗ اَنْ یَّنْزِلَ عَلَیْہِ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ بِالْوَحْیِ

تعلق پیدا کر نیکی بنا پر حقیقت علیار کی شدت میں بعض بعض کے ساتھ داخل ہو گئے جس کی بنا پر آپ کبھی اپنی چشم مبارک سے اور کبھی حسّ مشترک سے ان ملائکہ کو دیکھتے تھے چنانچہ ان ہی اسباب فطریہ اور کسبیہ کی بنا پر یہ وقت آگیا کہ جبریل علیہ السلام آپ پر وحی لے کر نازل ہوں

آفتاب نبوت

وَھُنَالِکَ تَمَّ لَہٗ ثَلٰثَۃُ کَوَاکِبَ مِنَ الشُّمُوْسِ الثَّلَاثَۃِ الَّتِیْ کَانَتْ لَہٗ مِنْ قَبْلُ ۔

چنانچہ آپ کی ذات میں ان تین آفتابوں کے مقابلہ میں جو پہلے سے آپ کی ذات میں موجود تھے، تین ستاروں کا ظہور ہوا،

اَلْاَوَّلُ کَوْکَبُ الْوَحْیِ الظَّاہِرِیِّ وَاَعْنِیْ بِہٖ عِلْمًا کَانَ فِیْ اِفْضَائِہٖ اِلَیْہِ وَسَاطَۃُ الْمَلَکِ بِالْکَلَامِ اَوْ بِالنَّفْثِ وَسِرُّ الْوَحْیِ مَا تَلَوْنَاہُ وَاَمَّا النَّفْثُ فَلِکَیْسَتِ النُّفُوْسُ کَالْمَرَایَا

پہلا ستارہ وہ وحی ظاہری ہے جو آپ پر نازل ہوئی وحی سے مراد وہ علم الٰہی ہے جو فرشتہ کے ذریعہ کلام کی شکل میں آپ تک پہنچا ہو یا نفث فی الروع کا نتیجہ ہو، وحی کے اسرار کا تو علم پہلے ہو چکا اور نفث فی الروع کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی صورت ایک

يَنْطَبِعُ صُوْرَةُ الْبَعْضِ مِنْهَا فِي الْأُخْرَى.

اَلثَّانِيْ كَوْكَبُ الْحِفْظِ أَعْنِيْ بِهٖ مَا يُؤَدِّيْ إِلَيْهِ اِعْتِلَاقُهٗ بِالْمَلَاءِ الْأَعْلٰى مِنْ نَفْيِ الرَّذَائِلِ وَإِثْبَاتِ الْمَحَامِدِ

أَلَيْسَتِ النُّفُوْسُ شَاكِلَتُهَا شَاكِلَةَ الْأَجْسَادِ وَأَجْسَادُ الْمَلَائِكَةِ الْعُلْوِيَّةِ مِنْ مِنْ أَمْشَاجٍ أَلْطَفَ مِنَ الْعَنَاصِرِ فَلَا جَرَمَ أَنَّ نُفُوْسَهُمْ أَقْرَبُ إِلَى الْحَقِيْقَةِ الْوَاجِبِيَّةِ فِيْ مَرَاتِبِ السِّلْسِلَةِ وَأَبْعَدُ مِنَ الْعَدَمَاتِ الْمُتَرَاكِمَةِ فِيْ تَخَابِيْطِ عَالَمِ الْكَوْنِ وَالْفَسَادِ أَوَمَا أَمْعَنْتَ فِيْ كُنْهِ تَمَثُّلِ النُّفُوْسِ بِالْمَرَايَا وَحَقِيْقَتِهَا.

شیشہ میں نقوش ہو کہ جو دوسرے شیشہ میں نظر آنے لگے،

دوسرا ستارہ آپ کی محفوظیت ہے، ملاء اعلیٰ کے ساتھ تعلق رکھنے کی بنا پر قدرت نے آپ کو تمام اعمال رذیلہ اور اخلاق سیئہ خبیثہ سے محفوظ رکھا اور حمائد اخلاق آپ کیلئے ثابت ہے

کیا نفوس اور انکے اجسام میں مطابقت نہیں پائی جاتی (ضرور ایسا ہوتا ہے یہ دلیل ہے) اور تمہیں معلوم ہے کہ ملائکہ علویہ کے اجسام اجسام عنصریہ سے لطیف تر ہوتے ہیں تو پھر کوئی مضائقہ نہیں کہ اس سلسلہ وجود کے مراتب ہیں کہ ان کے نفوس حقیقت واجب تعالےٰ کے قریب تر ہوں اور عالم کون و فساد میں وہ عدمات متراکمہ سے دور رہتے ہوں نفوس کی حقیقت اور انکے عالم مادی کے آئینوں میں متمثل ہونے پر تم نے خوب اچھی طرح غور کر لیا ہوگا

فاعلمن ان الاعتلاء المعنوي
بهم نورث تجنبا من الاخلاق
الخسيسة والاعمال
الدنية يعني ترجح الخارجات
القدسية من تماثيل
الوجوه الدنسية ۔
الثالث كوكب القطبية
الارشادية واعني بها ما
يؤدي اليه هذا الاعتلاق
من مالكية باطنية للخلق
بحيث لو وجد في العالم
لانصف الناس بنوره وان
لم يعلموا بظهوره وسرها
ان الله تعالى لما اقتضى
حقائقهم السبق والشرف
كما قلنا جعلهم في عالم
الوجود وسائط الايجاد
ووضع العالم في قبضة
اقتدارهم اعني جعل

تو یہ بات بھی سمجھ لو کہ ملائکہ مقربین کیساتھ
شدید وابستگی پیدا کرنا اسکا باعث ہے
کہ آدمی اخلاق خسیسہ اور اعمال دنیہ سے
دور رہے اور ان بالذل کو وجوہ دنسیہ
کے مقابلہ میں اختیار کرے کہ جن کیلئے
وجہ ترجیح کوئی امر قدسی ہو،
تیسرا ستارہ قطبیت ارشاد ہے اور اس
کا تعلق بھی اسی مفہوم کیساتھ وابستہ ہے
کہ وہ تمام مخلوق کے باطنی امور کا بادشاہ
ہو بایں طور کہ اگر اس قسم کا کوئی شخص
موجود ہو تو انسان اسکے نور سے مستفیض
ہوتے اگرچہ وہ اس کے ظہور کو نہ محسوس
کر سکیں اس کا راز یہ ہے کہ جو کامل افراد
اس مرتبہ جلیلہ پر فائض ہوں تو انکے
حقائق کا تقاضا فضیلت اور سبقت
ہوتی ہے جیسا کہ ہم نے کہا ہے تو اللہ
تعالے انہیں اس عالم وجود میں ایجاد کا
واسطہ مقرر فرما دیتا ہے اور عالم کون و
فساد کو انکے اقتدار میں دیدیا ہے وسائط

الْوَسَائِطِ تَجَلِّيَاتِهِ فِي صُدُورِهِمْ وَإِعْلَاءِ هِمْ بِعَيْنِهِ انْعِكَاسُ هٰذِهِ الصِّفَةِ وَأَحْسَنُ الْأَمْثَالِ أَنَّهَا كَمِالِكِ بِبَيْعِ السَّلَمِ مَعَ غَيْبَةِ الْمَبِيعِ ۔	کردینے کا مطلب یہ ہے کہ ان ہی کے سینوں میں ذات اقدس کی تجلیات ہوتی ہیں اور ملاء اعلیٰ سے انہیں جو تعلق حاصل ہوتا ہے وہ اس صفت کے دوسروں پر سایہ افگن ہونیکا باعث ہوتا ہے اور اس کی بہترین مثال یہ ہے کہ

بیع سلم میں باوجود مبیع کے غائب ہونے کے آدمی اس کا مالک ہو جاتا ہے۔

وَاعْلَمْ أَنَّ هٰذِهِ الثَّلَاثَةَ الْكَوَاكِبَ تَمَاثِيلُ الشُّمُوسِ الثَّلَاثَةِ وَتَجَسُّدَاتُهَا فِي عَالَمِ الْوَسَائِطِ وَأَنَّ الْمَعْصُومَ لَهُ صُورَةٌ حَوِيَّةٌ مِنْ حَيْثُ التَّمَثُّلِ وَالتَّجَسُّدِ فِي عَالَمِ الْكَوْنِ وَأَنَّهَا تَضْمَحِلُّ بِالْحِفْظِ وَأَنَّ الْحَكِيمَ بِطَبِيعَةِ الْبَشَرِيَّةِ الْبَعِيدَةِ مِنْ حَضْرَةِ اللَّاهُوتِ حَيْرَةٌ جِبِلِّيَّةٌ تَضْمَحِلُّ بِالْوَحْيِ الظَّاهِرِيِّ وَأَنَّ لِلْوَجِيهِ لِوَجَاهَتِهِ أَنْ مَا جَاءَ تَحْتَ	یاد رکھو کہ یہ تین ستارے ان تین آفتابوں کے تمثلات اور عالم اسباب میں ان ہی کا تجسم ہیں اور اس عالم کون وفساد ہیں متمثل اور متجسم ہونیکے لحاظ سے معصوم کی ایک صورت جویہ ہوتی ہے، لیکن محفوظیت کی صفت اسے مضمحل کر دیتی ہے حکیم کو اسکی طبیعت بشریہ کے بموجب جو حضرت لاہوت سے بہت دور واقع ہے فطری طور پر حیرانی حاصل ہوتی ہے جو وحی ظاہری نازل ہونے پر زائل ہو جاتی ہے اسی طرح وجیہ کی وجاہت اجمالی صورت میں ہوتی ہے جس سے

الأجمال ينبغي أن تكون كمالاته
تضمحل بالقطبية الارشادية
فلما سطعت له عليه السلام
هذه الكواكب مع
شموس الثلاثة أمر لا محالة
بدعوة الخلق وصار
حينئذ نبيا۔

کمالات کا ظہور میں آنا ممکن نہیں ہوتا
لیکن قطب ارشاد کا مقام حاصل ہونیکے
بعد وہ اجمال باقی نہیں رہتا جب آپکے
یہ تینوں ستارے اچھی طرح درخشاں ہوئے
جو پہلے سے تین آفتابوں کے نور سے
منور تھے تو آپ کو دعوت الی اللہ پر
مامور کیا گیا اور آپ نبی ہو گئے،

اسرار دعوت الی اللہ

وسر الدعوة انبجاس
الرياسة المعنوية من
الوجاهة والقطبية الارشادية
ويعبر عنه بانه عليه السلام
صار حينئذ هاديا أفلا
تعلم أن الله تعالى جواد
لا يرد سؤال سائل بلسان
الاستعداد وان استعداده
عليه السلام حينئذ يسأل
جهرة هداية خلق الله من

دعوت کا راز اس میں مضمر ہے، کہ
وجاہت اور قطبیت ارشاد کی ریاست
معنویہ ظہور میں آتی ہے اور اسکو اسطرح
تعبیر کیا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
اسوقت ہادی بن گئے کیا تمہیں معلوم
نہیں کہ اللہ تعالیٰ جواد کریم ہے، جو
بھی زبان استعداد سے اس سے سوال
کرے وہ رد نہیں کرتا اور آپ صلی اللہ
علیہ وسلم کی استعداد باواز بلند یہ پکار
رہی تھی کہ وہ جن وانس کی ہدایت و

الْبَشَرِ وَالْجِنِّ فَلَمْ يَكُنْ لَهُ	ارشاد کا رتبہ جلیلہ سنبھالنے پر مامور ہوں
عَلَيْهِ السَّلَامُ يَوْمَئِذٍ إِلَّا إِرْشَادُ	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی یہ کیفیت
مَنِ الْتَفَتَ إِلَيْهِ لَفْتَةً مِنْ	تھی کہ جو کوئی آپکے احباء اور مخلصین میں
أَحِبَّائِهِ وَمُخْلِصِيهِ فَمَضَى عَلَى	سے ذرا بھی آپ کی طرف توجہ کرتا تو
ذٰلِكَ بُرْهَةً مِنَ الزَّمَانِ وَ	آپ اس کی ہدایت میں دریغ نہ فرماتے
اعْتِلَاقُهُ يَتَزَايَدُ حِيْنًا فَحِيْنًا	اسی حالت پر ایک عرصہ گزر گیا اور اس
وَفِطْرَتُهُ الْعُلْيَا يَتَصَقَّلُ	اثنا میں آپکا (عالم ملائکہ مقربین سے)
وَقْتًا فَوَقْتًا وَالْكَوَاكِبُ	تعلق رفتہ رفتہ بڑھتا گیا اور آپ کی
تَتَّسِعُ دَوَائِرُهَا حَتّٰى بَلَغَ	فطرت علیا زائد سے زائد صیقل ہوتی
ذٰلِكَ نِصَابَهُ وَصَارَتِ	گئی اور ان کواکب کے دائرہ میں وسعت
الْكَوَاكِبُ بُدُوْرًا سَافِرَةً	ہوتی گئی یہاں تک یہ نورانیت انتہا
فَقِيْلَ لَهُ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ	تک پہنچ گئی اور وہ کواکب بدر کامل نظر آنے لگے
وَأُمِرَ بِمُعَارَضَةِ الْكُفَّارِ	تب آپ کو اللہ تعالےٰ کی جانب سے حکم ہوا کہ
وَمُجَادَلَتِهِمْ.	جس بات کا تمہیں حکم دیا گیا ہے اسے کھلے طور پر بیان

کردو اور کافروں سے معارضہ اور مجادلہ کرنے پر بھی آپ مامور کیے گئے،

وَسِرُّ الْمُعَارَضَةِ أَنَّ	اور معارضہ کا راز یہ ہے کہ ارشاد کا
الْإِرْشَادَ بِالذَّاتِ يَسْتَدْعِي	تقاضائے ذاتی یہ ہے کہ دوسروں کو
الرُّشْدَ وَرَفْعَ مَا	رشد و ہدایت حاصل ہو اور جو چیز اس
يُنَاقِضُهُ وَأَنَّ	مقصد میں مزاحمت کرے اسے راستہ سے

فِی الْعَالَمِ الْعُلْوِیِّ اَمْرًا مَا قُدُسِیًّا یَکُوْنُ مَظْهَرُهٗ فِیْ هٰذَا الْعَالَمِ الْعَدَاوَةِ لَیْسَ اِلَّا وَذٰلِكَ الْاَمْرُ یُفَاضُ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ مِنْ حَیْثُ الْاِقْتِرَابَاتِ الْمَذْکُوْرَةِ فَیُتَصَوَّرُ بَعْدَ النُّزُوْلِ بِصُوْرَةِ الْعَدَاوَةِ فِی الْحَدِیْثِ سَعْدٌ غَیُوْرٌ وَاَنَا اَغْیَرُ مِنْهُ وَاللّٰهُ اَغْیَرُ مِنِّیْ وَمِنْ غَیْرَتِهٖ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۔	ہٹا دیا جائے اور اس عالم علوی میں ایک امر قدسی ہے کہ جسکا ظہور اس عالم عداوت میں ہوتا ہے انبیاء پر اقترابات مذکورہ کی وجہ سے اس امر قدسی کا افاضہ ہوتا ہے تو اسکا تصور نزول کے بعد عداوت ہی کی شکل میں ہوتا ہے حدیث شریف میں ہے کہ (آپ نے فرمایا) سعدؓ ایک غیور شخص ہے، لیکن میری غیرت اس سے زائد ہے تو اللہ تعالیٰ تو مجھ سے بھی زائد غیور ہے، اور اسی کی غیرت کا یہ تقاضا ہے۔ کہ تمام ظاہری اور پوشیدہ بے حیائیوں کو اس نے حرام قرار دیا ۔

آغاز جہاد

فَصَارَ حِیْنَئِذٍ رَسُوْلًا اِلٰی قَوْمِهٖ کَمَا کَانَ هُوْدٌ وَصَالِحٌ وَلُوْطٌ وَشُعَیْبٌ مُرْسَلًا اِلٰی اَقْوَامِهِمْ فَمَضٰی عَلٰی ذٰلِكَ بُرْهَةٌ مِنَ الزَّمَانِ	اسی حالت پر پہنچ کر آپ کو اپنی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا، جیسا کہ ہودؑ صالح لوط اور شعیب علیہم السلام کو ان کی قوموں کی طرف بھیجا گیا اس پر بھی کچھ مدت گزری

ثُمَّ صَارَتْ هٰذِهِ الْبُدُوْرُ شُمُوْسًا لِقُوَّةِ الْاِعْتِلَاقِ كَمَا كَانَتِ الشُّمُوْسُ الْبَاطِنَةُ فَقِيْلَ لَهُ إِذْ ذَاكَ أُذِنَ لِلَّذِيْنَ ظُلِمُوا الْآيَةَ وَأُمِرَ بِالْهِجْرَةِ الَّتِيْ هِيَ مُبَايَنَةٌ كُلِّيَّةٌ وَالْجِهَادُ الَّذِيْ هُوَ عَدَاوَةٌ كُلِّيَّةٌ وَسِرُّ ذٰلِكَ اِتِّسَاعُ دَائِرَةِ الْاِرْشَادِ وَشُرُوْقُ وَانْعِكَاسُ سَخَطِ اللّٰهِ وَغَيْرَتِهِ۔

اور ملاءِ اعلیٰ کیساتھ شدید تعلق کی بنا پر یہ بدور کاملہ شموس باطنی بن گئے، تو اسی وقت یہ حکم نازل کیا گیا، کہ جن مومنوں پر ظلم کیا گیا اور کافران سے لڑتے رہے انکو بھی اب اجازت ہے کہ وہ کفار سے قتال کریں اور آپ کو ہجرت کا حکم دیا گیا جو کلی طور پر جدائی ڈالے اور جہاد کا حکم دیا گیا جو سراسر عداوت ہے اس وقت آپکے ارشاد کا دائرہ وسعت پذیر ہونے لگا اور اللہ تعالےٰ کی غیرت اور اس کے سخط وغضب کے مظاہر وقوع میں آنے لگے۔

وَاعْلَمَنْ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى هُوَ خَيْرٌ تَامٌّ بَيَانِي الشُّرُوْرَ وَالْخِدَاجِ اِذِ الشُّرُوْرُ اُمُوْرٌ مِنْ بِدْعَاتِ عَالَمِ التَّخْلِيْطِ وَمِنْ مُخْرِجَاتِ الصُّوْرَةِ الْمِزَاجِيَّةِ فَاَيْقِنْ بِمَا تَلَوْنَا عَلَيْكَ وَصَارِحَيْنِ مِنْ اُوْلِي الْعَزْمِ وَبِهٰذَا

اور یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ کی ذات اقدس تمام خیرات کا سرچشمہ ہے اور شرور اور نقائص کو اس کی جانب منسوب کرنا یہ اسکی قدوسیت کے منافی ہے کیونکہ شرور کا منبع تو اس عالم مادی کی تخلیطات ہیں، اور صورت مزاجیہ ہی نقائص کے ظہور میں آنیکا باعث ہوتی ہیں، ہماری اس بیان

فَتَمَّ لَہُ الْکَمَالُ الْمُطْلَقُ ۔	کردہ بات پر یقین کرو غرضیکہ آپ اس وقت اولو العزم

پیغمبروں کی جماعت میں شامل ہو گئے اور آپ کا کمال مطلق پورے طریقہ پر جلوہ گر ہوا۔

ثُمَّ اِنَّ لَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ	آپ کا کمال چونکہ انتہا تک پہنچا
وَسَلَّمَ نَمَاءً اٰخَرَ مِنْ حَیْثُ	ہوا تھا آپ کی شان بہت بڑی اور
سُبُوْغِہٖ اِلاَّ تَمِّ جَلِیْلَ الشَّاْنِ	اسکے براہین دقیق تھے لہذا آپ کو
دَقِیْقَ الْبُرْہَانِ وَتَفْصِیْلُ خِطَابِنَا	ایک اور ارتقاء حاصل ہوا اسکے متعلق
فِیْہِ اَنَّہٗ لَمَّا اتَّسَعَ الْاِسْمُ السَّاطِعُ	کلام مفصل یہ ہے کہ جب بعض وجوہ فطریہ
فِیْ صَدْرِہٖ اِتِّسَاعًا مُسْتَطِیْرًا	اور اکتسابیہ کی بنا پر آپ کی استعداد
بَعْدَ صَیْقَلَتِہٖ اِسْتِعْدَادِہٖ بِاُمُوْرٍ	صیقل ہو کر اس میں کامل جلا اور نورانیت
فِطْرِیَّۃٍ وَکَسْبِیَّۃٍ کَمَا تَلَوْنَا	پیدا ہو گئی تو اس اسم پاک نے جو آپ
کَانَ الْاِسْمُ حَاکِمًا عَلَیْہِ مُبِلًّا	کے سینۂ مبارک میں تجلی فرما تھا بڑی
شَرِیْکٍ حَکْمًا بَلِیْغًا وَتَسَلُّطًا	وسعت پیدا کی اور آپ پر اسی اسم
سُلْطَانًا عَظِیْمًا وَصَارَ مُطْلَقًا	مقدس کی حکومت قائم ہو گئی کہ جس
بِحِذَاءِ اِطْلَاقِ الْاَسْمَاءِ	میں آپ کا کوئی دوسرا شریک نہ تھا
الْقَدِیْمَۃِ فَلَمَّا تَوَحَّدَتْ	اور اس کو آپ پر عظیم تسلط حاصل ہوا
کَمَالَاتُہُ الْمُتَنَوِّعَۃُ کَمَالًا	چنانچہ اسماء مطلقہ قدیمہ کی طرح اسمیں
وَاحِدًا وَجَعَلَ یَتَّسِعُ	صفت اطلاق پیدا ہو گئی جب آپکے
اِتِّسَاعًا مِثْلَ اِتِّسَاعِ	کمالات مختلفہ ایک ہی کمال کی صورت
الْاَسْمَاءِ الْقَدِیْمَۃِ الْمُطْلَقَۃِ	میں نمایاں ہوئے اور اسماء قدیمہ

لَمْ يَبْقَ فِي عَالَمِ التَّفَرُّدِ وَأَرْضِ التَّحْقِيقِ شَرْجَةٌ مِنَ الشَّرَائِجِ إِلَّا دَخَلَ فِيهِ ذَلِكَ النُّورُ الْمُقَدَّسُ بِأَتَمِّ وَجْهٍ وَأَكْمَلِهِ فَلَيْسَ هُنَاكَ كَمَالٌ وَلَا مَقَامٌ إِلَّا وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ إِمَامُ النَّاحِيَةِ وَنَاظُورَةُ الدِّيوَانِ كُلُّ ذَلِكَ ثَانِيًا مِنْ حَيْثُ الْإِفَاضَةِ الْإِيجَادِيَّةِ لِمَا هُوَ جَامِعٌ لِجِهَاتِ الْمَوْجُودَاتِ عَلَى حِذَاءِ مَا كَانَ أَوَّلًا مِنْ حَيْثُ انْجِمَاسِ الْقُدْسِ فِي عَالَمِ الْأَسْمَاءِ وَظِلَالِهَا مِنْ وِسَاطَةٍ وَتَرْجُمَانِيَّةٍ بَيْنَ اللهِ تَعَالَى وَخَلِيقَتِهِ ۔

مطلقہ کی طرح اس میں انسباغ آ گیا تو عالم وجود کے کونے کونے تک یہ نور مقدس کامل طور پہ پہنچ گیا اہذا کمال کا کوئی مرتبہ اور مقام باقی نہیں مگر یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں امام الناحیہ اور ناظورۃ الدیوان ہو گئے،
ہر ایک چیز باعتبار افادہ ایجادیہ کے ثانوی حیثیت رکھتی تھی اسلئے کہ آپ کی ذات تمام جہات موجودات کی جامع تھی اور یہ تمام باتیں اس چیز کا نتیجہ تھیں کہ اسماء مقدسہ کے عالم عکوس اور ظلال میں ایک انجماس قدسی ظہور میں آیا کہ جسکا محرک یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان واسطہ بنے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ترجمان ہونے کا منصب ظہور میں لانا ضروری تھا

فَاعْلَمَنْ إِذَنْ أَنَّهُ كَمَا امْتَنَعَ قَبْلَ تَمَثُّلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ انْجِمَاسُ حَقِيقَتِهِ

یاد رکھو کہ جس طرح آپکے اس دنیا میں تشریف لانے سے پیشتر کسی الہی حقیقت کا انجماس ممکن نہیں تھا جو کہ

أَقْرَبَ وَأَسْبَغَ مِنْ حَقِيقَتِهِ وَ
مَا هٰذَا ذٰلِكَ لِانْطِمَاسِ
حَقِيقَتِهِ الْعُلْيَا وَعَدَمِ تَمَثُّلِهَا
عَنْ اِتِّصَافِ النَّاسِ بِالنُّبُوَّةِ
الْمُشْعِرَةِ بِرُسُوخِ الْقَدَمِ فِي
مَوْطِنِ التَّلَقِّي وَعَدَمِ التَّقْلِيدِ
فِيهِ فَكَذٰلِكَ بَعْدَ تَمَثُّلِهِ
فِي مَوْطِنِ الْوُجُودِ الْحَادِثِ
اِمْتَنَعَ تَلَقِّي حَقِيقَةٍ مَا مِنَ
الْحَقَائِقِ كَمَالًا مِنْ قِبَلِ
نَفْسِهَا بَلْ تَرْجَمَانٌ ۔

آپ کی حقیقت سے اقرب اور کامل نہ ہو لیکن حقیقت علیا کا عدم تمثل اس بات سے مانع نہ ہو کہ بعض افراد کو منصب نبوت سے سرفراز کیا جائے جسکا مفہوم یہ ہے کہ انہیں اخذ عن اللہ میں قدم راسخ حاصل ہو اور کسی دوسرے کی وہ تقلید نہ کریں اسی طرح آپ کا عالم حادث میں ظہور ہوا تو کسی کمال کی حقیقت کو بغیر اس کے کہ آپ کو ذریعہ اور واسطہ بنایا جائے اور آپ کو جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے ترجمان حقائق ہیں اپنا ہمبر متعین کیا جائے کوئی شخص بھی کسی طرح اس کی حقیقت کا ادراک نہیں کر سکتا۔

وَمِنْ ذٰلِكَ بَابُ
النُّبُوَّةِ فَمَا طَارَ طَائِرٌ مِنْ
أُولِي أَجْنِحَةِ اسْتِعْدَادِهِ إِلَّا
وَقَعَ فِي شَبَكَةِ تَرْبِيَتِهِ
وَجَذَبَ بِهِ إِلٰى نَفْسِهِ
كَجَذْبِ الْمِقْنَاطِيسِ
بِالْحَدِيدِ فَلَمَّا

البتہ یہ منصب کسی دوسرے کو باب نبوت میں داخل ہونے سے مانع ہے اگر بالفرض کوئی اس آسمان رفعت پر بلند پروازی کرنا چاہے تو آپ اس کو اپنی طرف جذب کرتے ہیں اور وہ آپکی تربیت کے جال میں اسطرح پھنس جاتا ہے جس طرح مقناطیس لوہے

تظاهرت جهة القدسانية
والتمثالية غير المنطمسة
امتنع ان يكون بعده نبي
مستقل بالتلقي فمن هذا
السبيل من المعرفة نعلم
بان موسى عليه السلام لو
كان بعد رسول الله صلى
الله عليه وسلم لما وسعه
الا الاتباع ونجزم بان هذا
النوع من اخذ الفيض ليس
معدودا في الفناء في الرسول
هذا على انه بين يدي
الساعة واقرب الانبياء
اليها ومتمم لمكارم
الاخلاق عميق الماخذ
لاصول الشرع وفروعه
فهذه الاسباب ايضا
تتقاضى خاتميته فتعرف.

کو پکڑ کر اپنے سے چمٹا لیتا ہے جب
جہت قدسیہ اور ہیئت تمثلی ہر دو نے
ایک دوسری کی معاونت کی اور انطماس
کے کچھ بھی آثار نہیں تھے اسلئے آپ کے
بعد مستقل نبی کا مبعوث ہونا ممتنع ٹھہرا
اسی معرفت کی بنا پر ہم جانتے ہیں کہ
اگر موسیٰ علیہ السلام ہمارے رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوتے تو آپ کے
اتباع کے بغیر ان کے لئے اور کوئی
چارہ کار نہ ہوتا اور یہ بھی ہم علانیہ کہتے
ہیں کہ اس موقع پر اخذ فیض فنا فی
الرسول نہیں سمجھا جاتا۔ علاوہ ازیں آپ
قرب قیامت میں تشریف لائے اور
آپ کا ظہور بہ نسبت تمام انبیاء کرام
کے قیامت سے زیادہ قریب تھا آپ
کی بعثت مکارم اخلاق کی تکمیل کے
لئے تھی اور آپ کے اصول شرع و
فروع کا ماخذ بڑا عمیق اور دقیق تھا چنانچہ یہ تمام
باتیں آپ کی خاتمیت کی مقتضی ہیں اچھی طرح سمجھ لو۔

آفتاب نبوت کے باطنی ستارے

فَهُنَاكَ كَانَ شَمْسًا	جلالت قدر کے لحاظ سے ہم آپ
وَاحِدًا فِي جَلَالَتِهِ وَابْتَدَأَتْ	کو ایک آفتاب کہتے ہیں کہ جس سے
مِنْهُ كَوَاكِبُ سِتَّةٌ فِي بَادِي	بادی النظر میں چھ ستارے ظہور میں آئے
النَّظَرِ وَإِلَّا فَقَدْ كَلَّ ايصادُ	مگر ہم آپ کی کنہ تک نہیں پہنچ سکے اور
بَصَائِرِنَا فِي اكْتِنَاهِ كُنْهِهَا وَ	اسے دیکھ کر ہماری نگاہیں خیرہ ہوجاتی
تَبَيَّنَ أَعْدَادُهَا فِي أَطْوَارِهَا	ہیں جو ستارے آپکے نور سے ظاہر ہوئے
وَقَدْ أَفْصَحَ عَنْ كَثْرَتِهَا جِدًّا	ان کا بھی شمار مشکل ہے آنحضرت صلی
صَاحِبُهَا عَلَيْهَا الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِيمَاتُ	اللہ علیہ وسلم نے خود انکی کثرت تعداد
حَيْثُ حَكَمَ بِأَنَّ آنِيَةَ الْحَوْضِ	کو بتلادیا جس مقام پر آپ فرماتے ہیں
الْكَوْثَرِ الَّذِي هُوَ مِنْ تَمَثُّلَاتِ	کہ حوض کوثر پہ جو برتن رکھے ہونگے
كَمَالِهِ الْأَقْصَى أَكْثَرُ مِنْ نُجُومِ	انکی تعداد آسمان کے تاروں سے زائد
السَّمَاءِ ثَلَاثَةٌ مِنْهَا بَاطِنِيَّةٌ كَأَنَّهَا	ہے یہ ستارے آپکے انتہائی کمالات کے متمثل
مِنْ تَمَثُّلَاتِ الْاقْتِرَابَيْنِ	ہیں ظاہری تین ستاروں کے علاوہ
الْأَوَّلَيْنِ فِي شُعَبِهِمَا الثَّلَاثِ ۔	تین اور باطنی ستارے ہیں جو پہلے دو

اقترابات (قرب فرائض ونوافل) کے فروع سہ گانہ کے تمثل ہیں

الْأَوَّلُ التَّقْوَى خُلُقًا وَعَمَلًا	پہلا اعمال اور اخلاق میں کمال تقوی
عَلَى حِذَاءِ الْعِصْمَةِ	کا التزام یہ عصمت کے مقابلہ میں ہے

اَلثَّانِی اَلاِجْتِهَادُ الْفِقْهِیُّ وَ الْفِرَاسَۃُ التَّجَارِبِیَّۃُ عَلٰی حِذَاءِ الْحِکْمَۃِ وَالثَّالِثُ الْعِنَایَاتُ الْجُزْئِیَّۃُ وَاَعْنِیْ بِهَا اَنَّ اَحَدًا اِذَا نَظَرَ فِیْ هَیْکَلِہِ الْجُسْمَانِیِّ اَقْصٰی نَظْرَۃٍ اِلَی التَّجَلِّی الذَّاتِیِّ عَلٰی حِذَاءِ الْقُطْبِیَّۃِ الْبَاطِنِیَّۃِ وَثَلٰثَۃٌ اُخْرٰی کَانَّهَا مِنْ تَمَثُّلَاتِ الْاِقْتِرَابِ الثَّالِثِ فِیْ شُعَبِهَا الثَّلَاثِ ۔	دوسرا اجتہاد فقہی اور تجربی فراست یہ حکمت کے مقابلہ میں ہے تیسرا عنایات جزئیہ اس سے ہماری مراد یہ ہے کہ جب کوئی آپ کے جسم ظاہر پر نظر ڈالتا تو اس کی نظر جا کر تجلی ذاتی پر پڑتی یہ قطبیت ارشاد کے مقابلہ میں ہے اور علاوہ اس کے تین ستارے ہیں جو گویا اقتراب ثالث (قرب وجود) کے فروع سہ گانہ کے تمثلات ہیں
اَلْاَوَّلُ الْمُلْکُ الْمُشَارُ اِلَیْهِ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰی اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا الْاٰیَۃَ عَلٰی حِذَاءِ الْقُطْبِیَّۃِ الْاِرْشَادِیَّۃِ اَلثَّانِیْ نَصْبُ الْمِزَاجِ الْمَدَنِیَّۃِ مِنَ الْمُجَازَاتِ وَالْمُخَاصَمَاتِ عَلٰی حِذَاءِ الْحِفْظِ اَلثَّالِثُ سَکِیْنَۃٌ وَعِظَۃٌ عَلٰی فَصَاحَۃٍ وَنَصَاحَۃٍ عَلٰی حِذَاءِ الْوَحْیِ الظَّاهِرِیِّ ثُمَّ اِنَّ تِلْکَ الْکَوَاکِبَ صَارَتْ	پہلا ملک اور بادشاہت جس کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے کہ ہم نے تمہیں کھلی فتح عنایت کی ہے جو کہ قطبیت ارشاد کے مقابل ہے دوسرا مزاج مدنیت کے اعتدال کا قائم رکھنا، یعنی سزائیں دے کر اور مخاصمات کو فیصل کر کے یہ محفوظیت کے مقابل ہے تیسرا خوش بیانی اور خلوص کیساتھ وعظ فرمانا یہ وحی ظاہری کے بالمقابل ہے پھر یہ ستارے بھی بدر کامل بنے اور پھر

بَدُوْرًا ثُمَّ شُمُوْسًا۔	شموس ہو گئے،
ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَجَعَ مِنْ غَزْوَۃِ تَبُوْکَ قَالَ رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَی الْجِهَادِ الْاَکْبَرِ یَعْنِیْ بِالرُّجُوْعِ عَنِ الْکَثْرَۃِ اِلَی الْوَحْدَۃِ وَعَنْ عَالَمِ التَّمَثُّلِ اِلٰی عَالَمِ التَّجَرُّدِ وَعَنْ حَضْرَۃِ تَفْصِیْلِ الْعِلْمِ اِلٰی حَضْرَۃِ اِجْمَالِہٖ کَمَا فَصَّلْنَا فِیْ حَقِیْقَۃِ اِبْرَاهِیْمَ وَهُوَ اَصْعَبُ الْاَسْفَارِ وَاَدَعَّرُ الْاَخْطَارِ حَیْثُ تَفَوَّقَ مَبْدَءُ نَفْسِہٖ عَنْ مَوْطِنِ جُبِلَ فِیْہِ وَبِذٰلِکَ نَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلَّ کَمَالٍ اِجْمَالِیٍّ وَتَفْصِیْلِیٍّ وَهُنَالِکَ بَلَغَ الْکَمَالُ اَقْصَاہُ وَقِیْلَ لَہٗ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔	جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس ہوئے تو آپ نے فرمایا ہم چھوٹے جہاد کو پورا کر کے جہاد اکبر کی طرف واپس آئے ہیں، یعنی ہم کثرت سے وحدت کی جانب آئے ہیں اور عالم تمثل سے عالم تجرد کیطرف لوٹ آئے اور تفصیل علم کی بارگاہ کو ترک کر کے بارگاہ اجمال کو اختیار کیا جیسا کہ ہم نے اسکی تفصیل حقیقت ابراہیم علیہ السلام میں بیان کی ہے اور یہ مشکل ترین سفر ہے اور بہت ہی شاق مقام ہے، کیونکہ اس کا مبدءِ تعین موطن فطرت سے بالاتر ہے اس سے آپ کو ہر ایک اجمالی اور تفصیلی کمال حاصل ہوا، اور یہ انتہائی کمال کا کوئی درجہ باقی نہیں رہا اور اسی واسطے آپ سے کہا گیا اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا

وَهُنَالِكَ حَجَّ الْكَعْبَةَ وَصَدَعَ	اور اسی اثناء میں آپ نے حج کیا اور یہ
بِقَوْلِهِ اَلَا اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اتَّخَذَنِي	فرمایا کہ بیشک اللہ تعالےٰ نے مجھے اپنا
خَلِيْلًا كَمَا اتَّخَذَ اِبْرَاهِيْمَ	خلیل بنا لیا جیسا کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ
خَلِيْلًا وَنَزَلَ سُوْرَةُ النَّصْرِ	والسلام کو اپنا خلیل بنایا تھا، اور
فَهٰذَا ذَوْقُنَا وَاَمَّا ذَوْقُ	سورۂ نصر نازل ہوئی ہمارا ذوق تو یہی
مَنْ قَالَ اِنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ	ہے لیکن جس نے اپنے ذوق کی بنا پر
اِكْتَسَبَ الْخُلَّةَ بَعْدَ اَلْفِ سَنَةٍ	یہ کہا ہے کہ آپکو امت مرحومہ کے ایک
بِوَاسِطَةِ بَعْضِ اُمَّتِهٖ فَمَعَ	فرد کے ذریعہ ہجرت کے ہزار سال کے
اَنَّهٗ حُكْمٌ بِمَا يُنَاقِضُ اَمْرَ النُّبُوَّةِ	بعد خلت کا مرتبہ حاصل ہوا اس کا یہ
مُعَارِضٌ بِالنَّصِّ الصَّرِيْحِ	کہنا نبوت کے منافی ہے اور نص صریح
الصَّحِيْحِ فَلَا يُعَوَّلُ عَلَيْهِ ‌.	کے مخالف ہے اسلئے یہ قول مستند نہیں،
وَهٰذِهِ الْكَمَالَاتُ الْفِطْرِيَّةُ	اور ان ہی کمالات فطریہ اور
وَالْمُكْتَسَبَةُ صَدَرَتْ مِنْهُ	اکتسابیہ کی بدولت آپ سے انواع
الْمُعْجِزَاتُ فَمِنْهَا الْاِخْبَارُ عَنِ	واقسام کے معجزات صادر ہوئے، (۱)
الْمُغَيَّبَاتِ وَسِرُّهٗ اَنَّ الْمُقْتَرِبَ	غیب کی خبریں بتلانا اسکا راز یہ ہے
بِاَيِّ اقْتِرَابٍ كَانَ يَنْفَتِحُ لَهٗ	کہ جسکو قرب حاصل ہو خواہ اسکی نوعیت
بَابَانِ بَابٌ اِلَى الْعِلْمِ الْفِعْلِيِّ	کچھ ہو اس کے سامنے دو دروازے کھل
وَبَابٌ اِلَى الْعِلْمِ الْاِنْفِعَالِيِّ	جاتے ہیں ایک علم فعلی اور دوسرا علم
وَاَمَّا الْمُقْتَرِبُ بِقُرْبِ النَّوَافِلِ	انفعالی کیطرف اور جسے قرب نوافل

فَلِاضْمِحْلَالِهٖ فِیْ ذَاتِ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ
وَاَمَّا الْمُقْتَرِبُ بِقُرْبِ الْفَرَائِضِ
فَتَجَلّٰی اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ فِیْ عَیْنِہٖ
بِاَحْکَامٍ تُنَاسِبُ عَیْنَہَا
وَاَمَّا الْمُقْتَرِبُ بِقُرْبِ الْوُجُوْدِ
فَلِانْقِہَارِہٖ تَحْتَ حُکْمِ الْعَیْنِ
الَّتِیْ ہِیَ خَیْرٌ کُلُّہٗ اَیْ لَا حَقِیْقَۃَ
لَہَا اِلَّا اَنَّہَا تَمَثُّلٌ لِلْخَیْرِ حَیْثِیَّۃً
مِنَ الْحَیْثِیَّاتِ فَلَا جَرَمَ اَنَّہٗ
یَعْلَمُ کُلَّ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ
اَوْ بَعْضَہَا ثُمَّ اِنَّ الصَّفَا
الْمُکْتَسَبَ اَیْضًا
یُفِیْدُ کَشْفًا لِکَائِنَاتِ
الدَّنِیَّۃِ وَمِنْہَا اِجَابَۃُ
الدَّعْوَاتِ فِیْ اَسْرَعِ
الْاَوْقَاتِ وَسِرُّہَا مَا کُنَّا
اَشَرْنَا اِلَیْہِ مِنْ اَنَّ الْاَفْعَالَ
وَالْاَقْوَالَ تُثْبَتُ فِی
الصُّحُفِ وَ

حاصل ہو اسکے سامنے تو اسلئے کہ اس
نے اپنی ہستی کو ذات اقدس جل شانہٗ
میں مضمحل کر دیا ہے قرب فرائض
والے کے سامنے اسلئے اسکی عین ثابتہ
اللہ تعالےٰ کی تجلی گاہ ہوتی ہے جس
سے اسکے مناسب احکام ظہور میں آتے
ہیں اور قرب وجود والے کے سامنے
اس لئے کہ وہ عین ثابتہ کا مقہور ہوتا
ہے اور اسکے حکم کے ماتحت رہتا ہے
اور عین ثابتہ سراسر خیر ہی خیر ہے اور
کسی نہ کسی حیثیت سے وہ خیر ہی
کا متمثل ہوتا ہے اسی بنا پر اسے اولین اور
آخرین کا حال کلاً یا جزءً معلوم ہوجاتا ہے
اور جو صفائی قلب کی اکتسابی ہوتی ہے
وہ بھی کائنات دنیہ کے کشف کا
فائدہ دیتی ہے (۲) دعاؤں کا بہت
جلد قبول ہوجانا اس کا راز وہی ہے
جو ہم لکھ چکے ہیں کہ اقوال اور اعمال
کو صحف میں ثبت کیا جاتا ہے اور

تخرج على حسب المتبوع	مرتبہ متبوع کے تعلق انکا ظہور ہوتا ہے
وانی اری ان اکثرها	میری رائے میں اسماء حسنیٰ کی تلاوت
مؤیدٌ بتلاوة الاسماء وکذا	اس کا بڑا سبب ہے اور دیگر انواع
ما بعدها من انواع	معجزات کیلئے بھی یہ ایک تائیدی
المعجزات ومنها زیادة	سبب ہے اور انہیں انواع میں سے
الطعام والشراب وسرها	کھانے پینے کی اشیاء کی خارق از عادت
انفتاح الباب الی التجلی	زیادتی کا ظاہر ہونا ہے اس کا راز
الایجابی فی الربوبیة المرجوة	تجلی ایجابی کے دروازہ کھلنے میں مضمر
من حیث الاقترابات و	ہے جو اقترابات مذکورہ کا نتیجہ ہے اور
منها تکلم الجمادات و	جس کا ظہور ربوبیت کمالیہ میں ہوتا ہے
العجماوات وانقیادها وسرها	اور ایسے ہی بے زبان جانوروں اور
انفتاح التجلی الایجادی	جمادات کا کلام کرنا اور مطیع و فرمانبردار
فی الربوبیة الکمالیة ومنها	ہونا اس کا راز بھی اس ایجادی تجلی
کف الاعداء وتعذیب	میں مضمر ہے جس کا ظہور ربوبیت کمالیہ
منکریه وسر الاول	میں ہوتا ہے اور اسی طرح دشمنوں کے
حمایة المتبوع والثانی	شر کو اس سے روکتا ہے اور اس کے
ان معارضة المقترب	منکروں پر عذاب نازل کرنا اور راز اول کا
یورث حزنا۔	رمز تبہ متبوع کی حمایت ہے اور رمز آخر الذکر

میں اہل قرب کی مخالفت کرنا جو ان کی ذات کا باعث ہے

اقسام وحی

وَالوَحيُ عَلىٰ اَنوَاعٍ مِنهَا
مَاكَانَ فِي المِعرَاجِ وَ هُوَ
عِندَ حِزبِ الحِكمَةِ فِي اليَقظَةِ
بِبَدَنٍ مِن تَجَسُّدِ الكَمَالَاتِ
لَا مِن تَجَوهُرِ العَنَاصِرِ
سِرُّهٗ، تُقضَاءُ العَينِ التَّبَحُّرُ
فِي المَعَارِفِ فِي جَانِبِ
الاِقتِرَابِ الفَرَائِضِي
وَالاِقتِرَابِ المَلَكِيِّ مَعًا
وَمِن هٰذَا لَسَبِيلٍ يَنفَكُّ
العُقدَةُ فِي شَقِّ الصَّدرِ وَ
تَحقِيقُ تَجَسُّدِ الكَمَالَاتِ
عَمِيقٌ جِدًّا وَكَشفُ السِّرِّ
اَنَّ الكَمَالَاتِ المُتَوَحِّدَةَ كَمَالًا
وَاحِدًا شَئٌ مُقتَرِبٌ بِاللهِ
سُبحَانَهٗ بِضَربٍ مَا مِنَ القُربِ
فَلَابُدَّ اَنَّ لَهٗ صُورَةً حَقَّةً

وحی کے متعدد اقسام ہیں معراج
کی حالت میں جو وحی ہوئی تو اہل حکمت
کے نزدیک معراج بحالت بیداری اسی
جسم کیساتھ ہوئی ہے جو کہ کمالات کا
تجسم تھا اس بدن کیساتھ نہیں ہوئی جو کہ
عناصر سے مرکب شدہ ہے اسکا راز یہ
ہے کہ عین ثابتہ کا تقاضا قرب فرائض
اور قرب الملائکہ دونوں لحاظ سے عالم
معارف میں تبحر حاصل کرنا ہے اور اسی
راز سے شق صدر کا عقدہ حل ہوجاتا ہے،
تجسم کمالات کی حقیقت کا مسئلہ ایک
عمیق راز ہے جو تمام جدا گانہ کمالات
ایک وحدانی صورت اختیار کرلیتے ہیں
تو وہ ایک ایسی چیز ہوتی ہے کہ جسے
اللہ تعالے کی ساتھ ایک گونہ قرب
حاصل ہوتا ہے لہذا یہ ضروری ہے کہ
ارتقاء کی ہر ایک منزل میں ایک

تَتَبَّهُ فِي كُلِّ نَشْأَةٍ وَ
قَدْ تَكُونُ جَوِّيَّةً وَقَدْ تَكُونُ
مِثَالِيَّةً وَسَيَأْتِيكَ تَجَسُّدُ
الشُّرُورِ فِي حَدِيثِ الدَّجَّالِ
فَقِسْهُ عَلَى هٰذَا ۔
وَمِنْهُ الرُّؤْيَا كَحَدِيثِ
الْكَفَّارَاتِ وَالدَّرَجَاتِ
وَحَدِيثُ الْمُعَادِيَاتِ
وَسِرُّهَا مَا قُلْنَا فِي الْمِعْرَاجِ
وَمِنْهَا تَمَثُّلُ جِبْرَئِيلَ لَهُ
بِحَيْثُ يَرَاهُ النَّاسُ كَمَا
فِي حَدِيثِ سُؤَالِهِ عَنِ
الْإِسْلَامِ وَالْإِيمَانِ وَ
الْإِحْسَانِ وَأَشْرَاطِ
السَّاعَةِ وَسِرُّهُ مَا أَشَرْنَا
إِلَيْهِ مِنْ أَنَّ الْمَلَائِكَةَ
بَعْدَ أَنْ تَهْتَزَّ
بِالتَّلَقِّي الْاِسْتِعْدَادِيِّ
قَدْ تَتَمَثَّلُ بِالْبَدَنِ

صورت خفیفیہ ہو جو بعض اوقات
صورت جویہ ہوتی ہے اور بعض اوقات
مثالیہ آگے حقیقت دجال کی بحث میں
یہ آ جائے گا کہ وہ شرور کا تمثل ہے تو
اس کو بھی اسی پہ قیاس کر لینا
وحی کی ایک قسم رویائے صادقہ ہے
مثلاً کفارات اور درجات کی حدیث
اور معادیات کی حدیث اس کا بھی
راز وہی ہے جو معراج میں مذکور ہوا
اور ایک قسم وحی کی یہ ہے، کہ جبریل
آدمی کی صورت میں متمثل ہوں اور تمام
حاضرین انہیں دیکھ لیں، مثلاً وہ حدیث
کہ جبریل امین نے آدمی کی شکل میں آکر
ایمان اور اسلام اور احسان کی حقیقت
دریافت کی اور علامات قیامت کو
معلوم کیا اس کا راز بھی ہم پہلے اشارۃً
بیان کر چکے ہیں، کہ ملائکہ میں جس وقت
تعلق استعدادی کی بنا پر اہتزاز پیدا
ہوتا ہے تو اسکے بعد وہ کبھی کبھی بدن

المثالی ومنها النفث فی
الروع کحدیث الا الدین
فی الجهاد وحدیث یعلی
بن امیة وحدیث ابی سعید
فی جواب من قال او یاتی
الشر بالخیر وقد کان
یذهب عن حسه وذلك
لشدة مالکیة الاقتراب
الملکوتی او الاقتراب
الفرائضی واستغراقه
فیهما ومنها الاشراف
والکشف کحدیث بائع
الحنطة وکحدیث
الناقة فی التبوك وقد
مهدنا بعض تبیانه
ومنها الوحی الباطنی
وهو الحکمة او مقتضی
الاسم الطالع من خواده
وقد ذکرنا شیئا ومنها

مثالی میں متجسد ہوتے ہیں اور وحی کی
ایک قسم نفث فی الروع ہے جیسا کہ
اس حدیث کا استثنائی فقرہ کہ شہید کے
تمام گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں مگر
قرضہ اسی طرح یعلی بن امیہ کی حدیث
اور ابو سعید کی وہ حدیث کہ جس میں
مذکور ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا،
کیا خیر سے بھی شر پیدا ہوتا ہے اس
حالت میں آپ اپنے حواس ظاہری سے
غائب ہو جاتے ہیں، کیونکہ قرب فرائض
اور قرب ملکوتی میں آپکو استغراق حاصل
ہوتا ہے اور ان کا اثر آپ پر اس طرح
غالب آ جاتا ہے کہ گویا کہ آپ انکے
قبضہ میں ہیں ایک قسم وحی کی اشراف اور کشف ہے
جیسا کہ گندم بیچنے والے کی حدیث یا اونٹنی والا
واقعہ جو جنگ تبوک میں پیش آیا جس کے متعلق ہم کچھ
تذکرہ کر چکے ہیں اور ایک قسم کو وحی باطنی کہا جاتا ہے،
یہ وہی چیز ہے کہ جسے قرآن کریم میں حکمت کے ساتھ موسوم
کیا گیا ہے نیز اس کی ایک قسم یہ بھی ہے جو اس اسم پاک کا

الْقُرْآنُ وَهُوَ أَعْظَمُهَا وَأَكْرَمُهَا
وَلَنْ يَتَفَسَّرَ لَكَ إِجْمَالُ الْقُرْآنِ حَتَّى
تُمَهِّدَ وُجُوهًا مِنَ التَّحْقِيقِ
فَاسْتَمِعْ لِمَا يُتْلَى عَلَيْكَ ؛

مقتضا ہے جس کا آپ کے قلب مبارک سے طلوع ہوا ان دونوں قسموں کو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں سب سے بڑی وحی اور اس کی افضل ترین قسم قرآن مجید ہے لیکن قرآن مجید کا اجمال اس وقت تک واضح نہیں ہو سکتا جب تک تحقیق کے طور پر تفصیل کی تمہید نہ پڑھو

قرآن مجید کے منازل ارتقاء

لِلْقُرْآنِ نَشَآتٌ خَمْسٌ
النَّشَأَةُ الْقَدِيمَةُ الْإِفَاضِيَّةُ
نَشْأَةُ الْكَلَامِ الْقَدِيمِ الَّذِي
هُوَ مِنْ جُزْئِيَّاتِ الْإِرَادَةِ
وَلَا نَعْنِي بِذَلِكَ إِلَّا الْإِفَاضَةَ
بِالْفِعْلِ لِلتَّرْبِيَةِ الْكَمَالِيَّةِ
الْعِلْمِيَّةِ النَّشَأَةُ الْمُتَجَدِّدَةُ
مِنْ قَبِيلِ الْاسْمِ الْمُتَجَدِّدِ
نَشْأَةُ نَسَمَتِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ وَقَدِ اسْتَوْطَنَ ذُرْوَةَ سَنَامِ
كُلٍّ مِنْ هٰذِهِ النَّشْآتِ مُرْتَقِيًا كَمَالُهُ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا النَّشْآتُ

قرآن مجید کے منازل ارتقاء پانچ ہیں (۱) ارتقاء قدیمہ یعنی افاضہ بالفعل (۲) کلام قدیم کا وہ ارتقاء جو صفت ارادہ کی جزئیات سے ہے اس سے ہماری مراد افاضہ بالفعل ہے جسکا تعلق علمی تربیت کمالیہ سے ہے (۳) متجدد ارتقاء جسکی مثال اسم حادث متجدد سے ہے (۴) نسمہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارتقاء یاد رکھو کہ ان تمام ارتقاءات میں انتہا تک پہنچ جانے کا منبع آپ کا اپنا کمال ہے صلی اللہ علیہ وسلم پہلے تین قسم کے ارتقاءات میں آپکو جو درجہ عالیہ حاصل

لثالث الأول فتمثل إعتلائه	تھا وہ اس طرح متمثل ہوا کہ آپ کو
فيها احاطة لأصول العلوم	اصول علوم پر احاطہ حاصل ہوا جیسا کہ
لما سيأتيك وأما الرابعة	اسکا بیان عنقریب آئیگا، ارتقاء چہارم
فتمثل اعتلائه فيها فصاحة	میں آپکا درجہ عالیہ فصاحت و بلاغت
وبلاغة وأسلوبا والسر	اور حسن ادا و اسلوب کیصورت میں متمثل ہوا
فيها هو أتم الأمور	اسکا راز یہ ہے کہ ظہور کی بہترین قسم یہ
بأسرها في تلك النشأة	ہے کہ اسمیں کامل ترین امور نمایاں ہوں
وأما الخامسة نشأة	جسکا تعلق اس نشاہ سے ہے اور پانچواں
المدركة فكان له نور	مدرکہ کا ارتقاء ہے چنانچہ ایک نور تو
من قبل أصله ونور من	آپ کو اپنی اصلی حالت کے لحاظ سے
قبل ملابسة السابقين	حاصل تھا اور ایک نور آپ کو سابقین
إياه فقرض في النشأة	کے ساتھ تعلق رکھنے کی بنا پر
الشرعية .	حاصل ہوا ارتقاء تشریعی کا تعلق اسی سے ہے،

علوم قرآن

وعلوم القرآن برمتها	قرآن پاک جن علوم پہ مشتمل ہے
تنحصر في كليات سبع	وہ سات قسموں میں منحصر ہیں (۱) الہیات
الالهيات من الذات والأسماء	یعنی ذات اقدس اسماء ذاتیہ، اسماء
الذاتية والفعلية والمتجددة	فعلیہ اور اسماء متجددہ کا بیان

التکوینیات وتسمّی بالآیات
وعمدتها أمور نجوم السماء
والأرض آیات السماء آیات
النجوم آیات العناصر آیات
المعادن آیات النبات آیات
الحیوان آیات الإنسان
عجائب مقامات الأنبیاء
الوعظ وتفسیره قهر المدارك
الظلمانیة بالأنوار المعارف القدسانیة
وعمدة وجوه الترغیب والترهیب
بوقائع الآخرة والدنیا والقصص
التي تنکسر بسماعها سورة النفس
والتمثیل بأمثال یقع في النفس
بوقعه والتشنیع والتنویه والتسلیة
الشرع وفیه أبواب العبادات و
الکبائر والعادات والأخلاق والمعاملات
وتدبیر المنزل وسیاسة المدینة
المعاد وفیه أربعة منازل القبر
والحشر ویوم الحساب والجنة و

تکوینیات انکو آیات بھی کہتے ہیں
مثلاً زمین و آسمان کی تخلیق مظاہر جویہ
عناصر اور موالید ثلاثہ یعنی جمادات اور
نباتات اور حیوانات تخلیق انسان کا
بیان اور مقامات انبیاء کے عجائبات
(۳) وعظ و ارشاد یعنی جہالت کی تاریکیوں
کو معارف قدسیہ سے منور کیا جائے ترغیب
و ترہیب کی بہترین صورت یہ ہے کہ دنیا
و آخرت کے عبرت آموز واقعات اور
قصص جن کو سنکر نفس کی سرکشی کم ہو اور
وہ تمثیلات جن کا پیرایہ بیان بہت
موثر ہو اسی طرح برائیوں کی مذمت
اور خوبیوں کو سراہنا اور تسلی آمیز
چیزیں بیان کرنا
(۴) شرعیات اور اس میں جملہ عبادات
اعمال اور عادات اخلاق معاملات
تدابیر منزل سیاست مدنیہ داخل ہیں
(۵) معادیہ آخرت کی چار بڑی منزلیں
ہیں قبر حشر روز قیامت جنت اور

النار ومحاجة الكفار وفيها مسائل
التوحيد عبارةً وإثبات المعاد
وإثبات النبوة وإثبات تنزيه
الله تعالى عن الولد ورد
تحريفاتهم القصص والمذكور
منها قصص الأنبياء وقصة
إسكندر ذي القرنين وغيرها
وسر هؤلاء العلوم انقلاب الحكمة
وحيا وكان المحاجة هي وعظ
مالان أصلهما واحد وهو
الإرشاد أو التربية العلمية .

دوزخ (۶) مجادلہ یعنی کفار کو دلائل سے
قائل کرنا، اثبات توحید، اثبات
نبوت، اثبات معاد اور منکروں کی
تحریفات کا ابطال یہ سب امور اسی
قسم سے ہیں (۷) قصص انبیاء کرام
کے واقعات اور ذوالقرنین وغیرہ کے
واقعات ان علوم کا راز یہ ہے کہ حکمت
وحی کی شکل میں تبدیل ہو جائے، اور
مجادلہ بھی وعظ تذکیر کی ایک قسم ہے
دونوں کا مقصد ہدایت وارشاد اور
تربیت علمیہ ہے

حروف مقطعات

ومن فنون الحكمة
فن الحروف وما يتعلق به هذا
الفن أن الم معناه غيب
متعين في المتدنس كفي به
عن الآيات والعادات في الأعمال
وبدعات الأخلاق من حيث

فنون حکمت میں سے ایک فن
حروف کا ہے اس فن کے اصول پر
ہمارے نزدیک الٓمٓ کے یہ معنی ہیں
وہ غیب جس نے عالم متدنس میں تعین
قبول کیا اسکا مفہوم یہ ہے کہ عادات
اور اعمال اور اخلاق کی بدعات کے

مَا تَعَيَّنَ فِيهَا تَشْرِيعٌ أَوْ تَحْقِيقٌ قُدُسِيٌّ ۔	ضمن میں تشریع اور تحقیق مقدس کو تعین حاصل ہے
الٓرٰ مَعْنَاهُ غَيْبٌ تَعَيَّنَ فِي التَّخْلِيطِ تَعَيُّنًا مُتَرَدِّدًا غَيْرَ مُتَحَجِّرٍ كُنِّيَ بِهِ عَنْ مَقَامَاتِ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ حَيْثُ أَنَّهَا مُصَادِمَةٌ لِلشُّرُورِ الَّتِي نَسِيَتْ مَرَّةً بَعْدَ أُخْرَىٰ ۔	الٓرٰ کے یہ معنیٰ ہیں کہ غیب کو عالم تخلیط میں تعین حاصل ہوا، لیکن یہ تعین مستحکم اور برقرار نہیں اس سے مراد انبیاء علیہم السلام کے مقامات ہیں اس حیثیت سے کہ وہ شرور دنیا سے بار بار ٹکراتے رہتے ہیں،
طٰهٰ مَعْنَاهُ تَنَزُّهٌ كُلُّ التَّنَزُّهِ نَزَلَ فِي غَيْبِ هٰذَا الْعَالَمِ التَّخْلِيطِيِّ كُنِّيَ بِهِ عَنْ أَحْكَامِ الْأَسْمَاءِ الْمُتَجَدِّدَةِ مِنْ حَيْثُ أَنَّهَا كَيْفَ نَزَلَتْ فِي الْمَدَارِكِ الْإِنْسَانِيَّةِ ۔	طٰهٰ کے معنیٰ یہ ہیں کہ ذات اقدس کو کامل تنزیہ حاصل ہے کہ جس نے اس عالم تخلیط کے غیب میں نزول فرمایا اس کا مفہوم یہ ہے کہ اسماء متجددہ کے احکام نے کس طرح مدارک انسانیہ میں ظہور فرمایا،
طٰسٓمٓ مَعْنَاهُ تَنَزُّهٌ حَقُّ التَّنَزُّهِ سَرَىٰ سَرَيَانًا تَنَزُّهِيًّا فِي عَالَمِ التَّخْلِيطِ كُنِّيَ بِهِ عَنِ الْأَسْمَاءِ الْمُتَجَدِّدَةِ وَأَحْكَامِهَا الَّتِي هِيَ بِحَسَبِ سَرَيَانِهَا	طٰسٓمٓ کے معنیٰ یہ ہیں کہ ذات اقدس کما حقہٗ منزہ ہے جس کا سریان عالم تخلیط میں تنزیہی ہے، اس سے مراد اسماء متجددہ اور انکے احکام کا ظہور ہے جسکا یہ مفہوم ہے عالم متدنس میں ان کا

القدسی فی العالم القدسی وعلومها التی تعیدها بحسب سریانها القدسی ٭

سریان مقدس ہے اور اس کے علوم باعتبار اس کے سریان مقدس کے فائدہ دیتے ہیں،

حٰمٓ معناہ غیب ظہر فی المتدنس کنی بہ عن قوال الکفرۃ وعقائدھم متصعدۃ الی التحقیق فی موطن الوحی والوعظ بالترھیب والترغیب والتشنیع والتشویہ من حیث انہ حق نزل فی التغلیظ وقامع لہ وفاتکا لنظامہ

حمٓ کے یہ معنی ہیں کہ غیب نے عالم متدنس میں ظہور کیا اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب کافروں کے عقائد باطلہ اور اعمال و اخلاق خبیثہ نے عالم غیب کی طرف صعود کیا تو ان کا قلع قمع کرنے کے لئے حق کا نزول ہوا، وحی اترتی رہی اور آپ ترغیب و ترہیب کے ذریعہ ان کی ہدایت کا حق ادا کرتے رہے بالآخر ان کے نظام فاسد کو توڑ دینے کا باعث ہوئے،

عٓسٓقٓ معناہ الظہور المتجسم الساری فی ھذا العالم المتدنس المتحجر

عسق کے معنی اس ظہور پر نور کے ہیں، جو اس عالم متدنس میں جاری و ساری ہے،

قٓ معناہ قباحات متحجرۃ مقابلتھا قوۃ قدسیۃ کفوئہ عن الوعظ والآیات النصائح ٭

قٓ کے معنی قباحات کا مجسم ہے جس کا مقابلہ قوت قدسیہ کے ساتھ ہوا اس کا مفہوم وعظ و نصیحت ہے۔

ن معناه نور في الظلمة كنى به ايضا عن الوعظ ۔	ن کے معنی تاریکی کے اندر نور اس کا بھی مفہوم وعظ ونصیحت ہے،
ص مقام قدسي اقترب بالله تعالى قربا قدسيا من حيث انه عائد اليه كنى به عن مقامات الانبياء وعلومهم التي هي بحسب وجاهتهم ۔	ص: کوئی صاحب مقام قدسی جس نے ذات اقدس کا قرب قدسی حاصل کیا ہو اور اس کے اثرات اس پر فائض ہو رہے ہوں، اس سے مراد انبیاء کرام کے علوم اور ان کے مقامات ہیں، جو باعتبار وجاہت کے انکو عطا کئے گئے ہیں،
يس معناه شئ متردد بين الظهور والخفاء سار في العالم كنى به عن احكام الاسم المتجدد علومه واعلمن ان الطاء عندنا يشابه الحيوان بشرط لا والحاء بشرط شئ والانسان لا بشرط شئ وان هذه المقطعات اسماء محلية للسور بحيث	يس کے معنی وہ چیز جو ظہور اور خفاء میں متردد ہو، اور اس عالم میں وہ ساری ہو اس میں احکام اسم متجدد اور اس کے علوم کی طرف اشارہ ہے یاد رکھو کہ ط کا مفہوم ہمارے نزدیک اس طرح ہے جسطرح منطق میں حیوان بشرط لاشئ ح کا مفہوم اس طرح ہے جیسے حیوان بشرط شئ اور یا لفظ کا مفہوم مثل حیوان لابشرط شئ اور یہ حروف مقطعات ان سورتوں کے نام ہیں کہ جنکے شروع میں آگئے اور

مَضَامِينِهَا وَمَعْنَى أَنْ يَجِيئَا
مَفْهُومَانِ فِي أَمْرٍ وَيَتَغَايَرَانِ
بِالْاِعْتِبَارِ كَقِصَّةِ الْأَنْبِيَاءِ
يَدْخُلُ تَارَةً فِي الْوَعْظِ وَ
تَارَةً فِي مَقَامَاتِهِمْ وَتَارَةً
فِي الْآيَاتِ وَكَذٰلِكَ الْمَعَادُ
وَغَيْرُهُ وَإِنَّ سَلِيقَةَ الْإِسْمِ
الْمُتَجَدِّدِ فِي إِبْدَاعِ الْمَضَامِينِ
وَالْأَسَالِيبِ كَرِشْبَهَانِ شِبْهٌ
بِالْاِتِّفَاقِيَّاتِ وَهٰذَا طَبَائِعُ
الْمَقَامَاتِ الْفَرَائِضِيَّةِ بَاطِنَةٌ
وَشِبْهٌ بِسَلِيقَةِ الْكَاتِبِ
حَيْثُ تَعَيَّنَ فِي نَفْسِهِ سَالِكُهُ
مِنْ جِهَةٍ مَثَلًا قَافِيَتُهُ كَذَا
وَكَذَا وَأُسْلُوبُهُ كَذَا وَكَذَا وَ
ذٰلِكَ لِمَا أَشَرْنَا إِلَيْهِ مِنْ أَنَّ
الْقُرْآنَ اسْتَوْطَنَ ذُرْوَةَ السَّنَامِ
فِي الْمَوَاطِنِ التَّسْمِيَةِ فَتَدَبَّرْهُ

باعتبار مضامین کے انکا خاکہ ہیں، اور یہ
ممکن ہے کہ کلام مجید کی دو جگہیں بلحاظ
مفہوم ایک جیسی ہوں لیکن دونوں سے
مختلف نتائج اخذ کئے جائیں جیسا کہ
انبیاء کرام کے واقعات کہ کبھی ان کا
مقصد وعظ وارشاد ہوتا ہے اور کبھی
انکے مراتب کا اظہار مقصود ہوتا ہے اور
کبھی وہ آیات قدرت پر توجہ دلانے
کیلئے آتے ہیں معاد وغیرہ کی آیات کو
بھی اسی پر قیاس کیجئے مضامین اور
ابداع کے اسالیب میں طرز تجدد کو دو
طریقوں سے مشابہت دی جاسکتی ہے
ایک اتفاقیات چنانچہ تمام مقامات
فرائضیہ کی یہی نوعیت ہے دوسرے یہ
کہ انشاء پردازی کا اصول اختیار کیا
جائے مثلاً ایک انشاء پرداز پہلے
اپنے ذہن میں ان مضامین کا خاکہ
باندھتا ہے کہ اس کا قافیہ کیا ہوگا اور اسلوب
بیان کیا ہوگا وغیرہ وغیرہ کیونکہ مواطن تسمیہ میں قرآن مجید کا مقام اعلیٰ ترین ہے

اسالیب سُوَر

وَجُمْلَةُ الْقَوْلِ فِي اَسَالِيْبِ السُّوَرِ هُنَاكَ مَوَاطِنُ ثَلٰثَةٌ

اَلْاَوَّلُ الْمَطْلَعُ وَلَهُ عِدَّةٌ مِنَ الْاَسَالِيْبِ الْقَسَمِ بِالْاٰيَاتِ الْعِظَامِ وَاعْلَمْ اَنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ لَا يُرِيْدُ بِالْقَسَمِ اِلَّا التَّنْوِيْهَ بِشَانِهَا وَاِعْظَامَ اَمْرِهَا وَتَذْكِيْرَهَا لِلْمَدَارِكِ الْاِنْسَانِيَّةِ وَعَسٰى اَنْ لَا يَكُوْنَ لَهُ جَوَابٌ كَمَا لَا يَكُوْنُ جَوَابٌ لِاِنِ الْمُتَّصِلَةِ وَلَوْ لِلتَّمَنِّيْ وَفَكُّ الْعُقْدَةِ مِنْ هٰذِهِ السَّبِيْلِ قَوْلُهُ تَعَالٰى وَالْكِتَابِ الْمُبِيْنِ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ الْاٰيَةَ وَقَوْلُهُ وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ وَالصّٰفّٰتِ وَغَيْرِهَا ۔

وَمِنْ كَثِيْرًا اَوْقَاتٍ هَائِلَةٍ تَنْصَعُ

اسالیب سور کے متعلق مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہر ایک صورت کے تین حصے ہوتے ہیں

پہلا حصہ مطلع ۔ اور یہ اس کے عمدہ اسالیب ہیں کہ آیات عظام سے قسم کھا کر سورت کو شروع کرنا اسکا مقصد مقسم بہ کی جلالت قدر کا اظہار ہوتا ہے اور عقول انسانیہ کو ان کی جانب متوجہ کرنا مقصود ہوتا ہے بسا اوقات یہ قسمیں جواب قسم سے بے نیاز ہوتی ہیں جیسا کہ ان متصلہ اور لو حرف تمنی کو جواب کی حاجت نہیں ہوتی اس سے عقدہ حل ہو جاتا ہے اور آیات ذیل اسی قبیل سے ہیں والکتاب المبین انا انزلنہ والفجر و لیال عشر والصافات وغیرہ

(۲) ابتداء سورت میں ہولناک واقعات

لِذِكْرِهَا القُلُوبُ وَتَقْشَعِرُّ
الجُلُودُ وَهٰذِهٖ بَرَاعَةُ
الاِسْتِهْلَالِ لِاَنْوَاعِ المَوْعِظِ
وَلَهٗ صِيغَتَانِ الاُوْلٰى صِيغَةُ
الشَّرْطِ كَقَوْلِهٖ اِذَا وَقَعَتِ
الوَاقِعَةُ وَاِذَا السَّمَاءُ
انْشَقَّتْ وَهٰذَا الشَّرْطُ
لَيْسَ لَهٗ جَزَاءٌ عِنْدَنَا
كَمَا عَلِمْتَ فِي القَسَمِ
الثَّانِيَةُ مِثْلُ قَوْلِهٖ
تَعَالٰى اَلْحَاقَّةُ وَمَا الْحَاقَّةُ
اَلْقَارِعَةُ مَا الْقَارِعَةُ
اَلْعُنْوَانُ كَمَا يَكْتُبُ
الكَاتِبُ فِي مُفْتَتَحِ رِسَالَتِهٖ
مِنْ فُلَانٍ اِلٰى فُلَانٍ فَكَذٰلِكَ
قَوْلُهٗ تَعَالٰى تَنْزِيْلُ الكِتَابِ
مِنَ اللّٰهِ العَزِيْزِ الحَكِيْمِ وَكَمَا يَكْتُبُ
فِي مُفْتَتَحِ السِّجِلَّاتِ هٰذَا كِتَابُ
البَيْعِ وَالشِّرَاءِ اَوْ كِتَابُ النِّكَاحِ

کا تذکرہ کرنا جسکو سن کر دل پگھل
جائیں اور بدن کے رونگٹے کھڑے
ہو جائیں اور یہ وعظ کیلئے براعت
استہلال کے درجہ میں ہے اسکے استعمال
کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ اسکو
جملہ شرطیہ کی صورت میں لایا جائے جیسا
کہ اذا وقعت الواقعۃ اور اذا السماء
انشقت اور اس قسم کی شرط کو جزا کی
ضرورت نہیں ہوتی جیسا کہ ابھی قسم کے
بارے میں مذکور ہوا اور دوسرا طریق
اور اس قسم کے الفاظ ہیں الحاقۃ ما
الحاقۃ اور القارعۃ ما القارعۃ
(۳) وہ عنوان کے طریقہ پر ہو جیسا کہ
کاتب اپنے رسالہ اور خط کی ابتداء میں
من فلاں الی فلاں لکھا کرتا ہے تو اسی
طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے تنزیل
الکتاب من اللہ العزیز الحکیم اور
جیسا کہ دستاویزوں میں لکھا جاتا ہے
کہ یہ بیعنامہ اور نکاح نامہ ہے تو اسی

فَكَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ اِنَّ لِلْعُنْوَانِ صِيْغَتَيْنِ.	طرح اللہ تعالے کا فرمان ہے ذلك الکتاب لا ریب فیہ الخ غرضکہ عنوان کے دو طریقہ ہیں،
اَلْاِبْتِدَاءُ بِالْحَمْدِ اَوِ التَّسْبِيْحِ اَوِ التَّبَارُكِ يُكْتَبُ فِيْ مُفْتَتَحِ الرِّسَالَةِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالشُّكْرُ لَهٗ *	(۴) حمد و تسبیح اور شکر کے کلمات کیساتھ شروع کرنا جیسا کہ کاتبوں کا بھی اِن ہی الفاظ حمد و شکر کے ساتھ اپنے رسائل کو شروع کرنیکا دستور ہے،
اُسْلُوْبٌ سَاذِجٌ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى اَتٰى اَمْرُ اللّٰهِ وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى سَاَلَ سَائِلٌ وَلَا يَخْلُوْ عَنْ اِبْدَاعٍ مَّا *	(۵) بغیر کسی عنوان کے شروع کر دینا جیسا کہ اتی امر اللہ، سأل سائل وغیرہ لیکن اس افتتاح میں بھی ایک قسم کا ابداع ہوتا ہے،
اَلْمَوْطِنُ الثَّانِيْ اَلْحَشْوُ وَقَدْ رُوْعِيَ فِيْهِ التَّغْلِيْبُ وَاَعْنِيْ بِهٖ ذِكْرَ الْقَصَصِ مَرَّةً وَذِكْرَ الْمَعَادِ مَرَّةً وَالتَّخْوِيْفَ بِعَذَابِ الدُّنْيَا اُخْرٰى وَمُحَاجَّةَ الْكُفَّارِ اُخْرٰى ثُمَّ يَعُوْدُ وَيَذْكُرُ الْقَصَصَ عَلٰى هٰذَا	اور دوسرا مقام حشو ہے (یعنی مطلع اور مقطع کا درمیانی حصہ) اور اسمیں تغلیب کی رعایت کی گئی ہے مقصود یہ کہ واقعات کا تذکرہ کرتے ہوئے معاد کا ذکر شروع ہو گیا اور کبھی عذاب نار سے ڈرانا شروع کر دیا اور کبھی منکروں کی رد و قدح کا جواب دیا جاتا ہے ان سب انواع کے بعد پھر اصل واقعہ بیان ہونے لگتا

التَّرْتِيبِ فَيَكُونُ أَوْقَعَ فِي	ہے اور وہی ترتیب ملحوظ ہوتی ہے
الْأَذْهَانِ وَأَبْعَدَ مِنَ الْمَلَالِ	یہ طرز بیان بہت ذہن نشین ہوتا ہے
وَهٰذَا بِحَسَبِ الشَّبَهِ الثَّانِي	اور ملال کو دور کر دیتا ہے یہ اصول
مِنَ الشَّبَهَيْنِ وَأَمَّا الشَّبَهُ	بیان قسم ثانی ہے جس کو ہم نے
الْأَوَّلُ فَذٰلِكَ ضَرُورَةٌ	طرز انشار پردازی سے تشبیہ دی ہے لیکن
بِحَسَبِهِ وَالْمَوْطِنُ الثَّالِثُ	قسم اول حد ضرورت تک محدود رہتی ہے
الْمَقْطَعُ وَقَدْ رُوعِيَ فِيهِ	اور تفسیر امقام مقطع ہے کہ جس میں
أَنْوَاعُ النُّصْحِ وَالتَّسْلِيَةِ وَ	نصیحت اور تسلی اور تخویف کے انواع
التَّخْوِيفِ بِالْإِجْمَالِ فَهٰذِهِ	کو اجمالی طور پہ ملحوظ رکھا جاتا ہے
وُجُوهٌ مِنْ عِلْمِ التَّفْسِيرِ فَعَسٰى	یہ علم تفسیر کے اصول ہیں اور ممکن ہے
أَنْ نُحِيطَ وُجُوهَ التَّفْسِيرِ	اگر اللہ تعالےٰ نے توفیق عطا کی تو ہم
إِنْ وَفَّقَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ.	ان اصول تفسیر کو مفصل بیان کر دینگے

کلام نفسی

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ	عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت
اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ	ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُنْزِلَ	ارشاد فرمایا قرآن مجید سات حروف
الْقُرْآنُ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ	پر نازل ہوا ہر ایک آیت کیلئے ظہر
لِكُلِّ آيَةٍ مِنْهَا ظَهْرٌ وَبَطْنٌ	اور بطن ہے اور ہر ایک حد کیلئے مطلع

وَلِكُلٍّ حَدٍّ مَطْلَعٌ اَخْرَجَهُ الْبَغَوِيُّ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ .	ہے اس حدیث کو بغوی نے شرح السنۃ میں بیان کیا ہے ،
وَلْنُفَصِّلِ الْاَحْرُفَ وَالظَّهْرَ وَالْبَطْنَ وَالْحَدَّ وَالْمَطْلَعَ تَقُوْلُ الْاَحْرُفُ تَمَثُّلَاتُ الْكَلَامِ النَّفْسِيِّ مِنَ الْاَلْفَاظِ الْمُتَرَادِفَةِ وَالْمُتَقَارِبَةِ وَتَحْقِيْقُ ذٰلِكَ اَنَّ لِلنَّفْسِ الْاِنْسَانِيِّ وَقْفًا قَبْلَ التَّكَلُّمِ هُوَ اِجْمَالُ الْكَلَامِ كَمَا يُوْجَدُ فِي اَرْوَاحِ الْمَوْتٰى حَيْثُ لَمْ يَبْقَ فِيْهِمْ اِلَّا النَّفْسُ الْقَابِلَةُ لِلْاَوْصَافِ ثُمَّ التَّفْصِيْلُ مَفْقُوْدٌ فِيْهِمْ وَهُوَ الَّذِيْ يُدْرِكُهُ اَهْلُ الْاِشْرَاقِ قَبْلَ التَّكَلُّمِ وَهٰذَا هُوَ الْكَلَامُ النَّفْسِيُّ ثُمَّ اِنَّ فِي الْوَحْيِ كَلَامًا مِنْ قِبَلِ الْاِسْمِ الْحَادِثِ	اب ہم تمہارے سامنے ان حروف اور ظہر و بطن اور حد و مطلع کی تفصیل بیان کرتے ہیں ، کلام نفسی کو الفاظ مترادفہ اور متقاربہ کی شکل میں جو تمثلات حاصل ہوتے ہیں انہیں احرف کہتے ہیں اور اس کی تحقیق یہ ہے کہ پیشتر اس سے کہ انسان اپنے منہ سے کوئی بات نکالے اسکا مجمل خاکہ اسکے دل و دماغ میں موجود ہوتا ہے جیسا کہ یہ کلام نفسی ارواح موتی میں پایا جاتا ہے کیونکہ ان میں نفس قابلۃ الاوصاف کے علاوہ اور کچھ باقی نہیں رہتا اس میں تفصیل مشکل ہے اہل اشراق نطق ظاہری سے قبل اسکا ادراک کیا کرتے ہیں اور یہی وہ کلام نفسی ہے اور پھر وحی میں اسم حادث کی جانب سے ایک کلام ہے ،

يَتَشَبَّهُ هٰذَا الْكَلَامُ
فَسُمِّيَ بِهٖ وَلَمَّا أُوْرِدَ عَلٰى
إِمَامِ أَهْلِ السُّنَّةِ أَنَّ
صِفَاتِ اللّٰهِ قَدِيْمَةٌ
فَلِمَ حَدَثَ الْكَلَامُ
تَفَصّٰى عَنْهُ بِأَنَّ الصِّفَةَ
قَدِيْمَةٌ وَتَعَلُّقُهَا حَادِثٌ
يَعْنِيْ بِالصِّفَةِ مَا فِي الْأَزَلِ
وَيَعْنِيْ بِالْحُدُوْثِ هُوَ الَّذِيْ
نَحْنُ فِيْهِ ثُمَّ إِنَّ لِهٰذِهِ
الصِّفَةِ تَجَلِّيْ مَا فِيْ
عَالَمِ الْخَيَالِ بِصُوْرَةِ
الْأَلْفَاظِ وَتَجَلِّيْ مَا فِيْ
عَالَمِ التَّلَفُّظِ أَمَا أَفْصَحْنَا
عَنْ تَحَاذِي الْعَوَالِمِ وَأَنَّ
النَّفَسَ الرَّحْمَانِيَّ بَاقٍ وَمِنْ بَقَايَا
الْخُصُوْصِيَّاتِ مَا هِيَ مُسْتَزَادَةٌ
وَأَنَّ الْعَالَمَ النَّازِلَ مُتَوَلِّدٌ
مِنَ الْعَالَمِ الْأَعْلٰى فَتَذَكَّرْ

چونکہ اسی کلام نفسی کیساتھ مشابہ ہوتا
ہے لہذا اسے بھی اسی کیساتھ موسوم کر
دیتے ہیں اور امام اہل سنت پر جسوقت
یہ اعتراض کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات
تو قدیم ہیں
تو پھر کلام کے حادث ہونیکے کیا معنیٰ
انہوں نے فرمایا کہ صفت قدیم ہے لیکن
اسکا تعلق حادث ہے صفت سے ان
کی مراد حالت ازلیہ ہے اور حادث
ہونے سے انکی مراد عالم مادی ہے اسکا
ظاہر ہوتا ہے پہلے صفت عالم خیال
میں بصورت الفاظ متجلی ہوتی ہے اور
دوسری تجلی اسکی عالم تلفظ میں ہوتی ہے
یہ چیز ہم بیان کر چکے کہ تمام عوالم
متحاذی ہیں اور نفس رحمانی کو بقاء
حاصل ہے اور خصوصیات کے بقایا کہ
جن میں بعض ایسی بھی ہیں جو بڑھتی
رہتی ہیں اور عالم اسفل کا تولد عالم بالا
سے ہوا ہے ان باتوں کو یاد رکھو جب

فَاِذَا تَنَزَّلَتِ التَّجَلِّيَاتُ وَتَشَعَّبَتِ الْاَلْبِسَةُ فَهِيَ الْحُرُوْفُ ،

تجلیات متعدد ہوں اور کلام نفسی کو مختلف لباس پہنائے جائیں تو بھی وہ حروف ہیں ،

وَاَمَّا الظَّهْرُ فَظَاهِرٌ مَا يُفْهَمُ مِنَ الْكَلَامِ مِنَ الْمَعْرِفَةِ الْمُتَلَوِّنَةِ بِلَوْنِ الْحُدُوْثِ وَاَعْنِيْ مَا يُعْطِيْهِ الْاِسْمُ الْحَادِثُ وَاَمَّا الْبَطْنُ فَمَنْبَعُ هٰذَا الْاِسْمِ فِيْ عَالَمِ الْغَيْبِ الْقَدِيْمِ وَالَّتِيْ هِيَ مَعْنُوْنٌ بِعُنْوَانِ هٰذَا الْاِسْمِ مِنْ اَنْحَاءِ التَّجَلِّيَاتِ فَهٰذَا الظَّهْرُ وَالْبَطْنُ بِحَسَبِ الْوُجُوْدِ وَاَمَّا بِحَسَبِ الدَّلَالَةِ فَاللَّازِمُ ظَهْرٌ وَالْمَلْزُوْمُ بَطْنٌ وَالْمَعْلُوْلُ ظَهْرٌ وَالْعِلَّةُ بَطْنٌ وَلَعَلَّكَ قَدْ اَحَطْتَ بِبَعْضِ الْبُطُوْنِ خَبَرًا حَيْثُ انْتَهٰى اِلَيْهَا سَوْقُ الْكَلَامِ فِيْ كِتَابِنَا هٰذَا

ظہر کے معنیٰ وہ مفہوم ہے جو ظاہر کلام سے سمجھا جائے یعنی وہ معرفت کہ جس پر حدوث کا رنگ آچکا ہو اس سے مراد وہ علم ہے جسکا منبع اسم حادث ہے بطن کا مفہوم اس اسم کی وہ اصل ہے جو عالم غیب قدیم میں ہے اور جس نے کہ اس اسم پر تجلی فرمائی ہے ، ظہر اور بطن کے یہ معنیٰ وجود کے موافق ہیں لیکن دلالت کے اعتبار سے تو لازم ظہر اور اس کا ملزوم بطن ہے معلول ظہر اور علت بطن ہے اور اسی ہماری کتاب میں متعدد جگہ تمہیں بطون کی مثالیں ملیں گی ، کہ جن پر کلام منتہی ہو جائے گا ،

وَاَمَّا الْحَدُّ فَمِقْدَارٌ مِّنْ مَقَادِيْرِ الْغُمُوْضِ وَدَرَجَةٌ مِّنْ دَرَجَاتِ

حد سے مراد مقادیر غموض میں سے ایک مقدار اور درجات بطون میں سے ایک

البُطُوْنِ نَیْسْتَعِقُ لِادْرَاکِہٖ مَنْ رُزِقَ شَاْنًا مِنْ شُئُوْنِ الْکَلَامِ وَھُوَ الْمُطَّلِعُ ؕ	درجہ ہے اسے وہی شخص سمجھ سکتا ہے کہ جسے کلام کے احوال سمجھنے کی توفیق عطا کی گئی ہے اور اسی کا نام مطلع ہے

انبیاء کرام کی ذات شعر وشاعری سے منزہ ہے

وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ حَرَّمَ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ قَاطِبَۃً لَاسِیَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَلِیْقَۃَ الشِّعْرِ وَسَلِیْقَۃَ الْمُوْسِیْقِیْ لِاَنَّھُمَا لَیْسَا مِنْ کَمَالَاتِ الْحُسْنِ الْبَاطِنِیْ نَشَأَ مِنْ رَسِیْتِیَارِ مَاتِجِیَالِھَا وَقَدْ عَلِمْتَ اَنَّھُمْ مُنْسَلِخُوْنَ مُھَلْھِلُوا الْعَیْنِ فَتَعَرَّفْ وَمِنْ عُلُوْمِ الْحَدِیْثِ الْاِلٰھِیَّاتُ وَعِلْمُ الْاَخْلَاقِ وَعِلْمُ التَّکْوِیْنِ وَعِلْمُ الْاَحْکَامِ وَعِلْمُ الْمَعَادِ وَعِلْمُ الْقَصَصِ کَمَا ذَکَرْنَا وَقَدْ ذَکَرْنَا اَسْرَارَھَا	یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام اور خصوصاً ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر شعر وشاعری اور موسیقی وغیرہ تمام چیزوں کو حرام کر دیا ہے کیونکہ یہ چیزیں حسن باطن کے کسی کمال کی مظہر نہیں ان کا ارتقاء جدا گانہ طور پر مستقل ہستی کی حیثیت سے ظہور میں آیا ہے اور تم جانتے ہو کہ انہیں انسلاخ حاصل ہے اور انکے اعیان لاغر اور کمزور ہوتے ہیں، اور علم حدیث کی فروع الٰہیات اخلاق علم تکوین، احکام شرعیہ، احوال معاد اور قصص ہیں جنکا ہم نے تذکرہ کیا ہے اور انکے اسرار بھی بیان کئے ہیں علاوہ

وَمِنْ عُلُوْمِہٖ عِلْمُ الدُّعَاءِ وَ	ازیں منجملہ انکے ایک علم دعا ہے تاثیر
سِرُّہٗ اِنْفِتَاحُ تَاْثِیْرِ الدُّعَاءِ	دعا کا واضح ہونا اور صحف اعمال میں
وَسَبِیْلُ تَمَثُّلِہٖ فِی الصُّحُفِ	اس کا تمثل بھی اس کا راز ہے، اور من
وَمِنْ عُلُوْمِہٖ عِلْمُ فَضَائِلِ	جملہ ان علوم کے علم فضائل خلاق ہے
الْاَخْلَاقِ وَیَنْبَجِسُ مِنَ	صحف پر اطلاع پانا اطراف اعمال
الْاِشْرَافِ عَلَی الصُّحُفِ وَیَتَبَیَّنُ	کا پیش نظر ہو جانا اور صحف ہیأت
اَطْرَافُ الْاَعْمَالِ وَھَیْئَاتُہَا فِی	اعمال کا مشاہدہ کرنا اس علم کا منبع ہے
الصُّحُفِ وَعِلْمُ الْمَنَاقِبِ وَ	اور من جملہ انکے علم مناقب ہے حکمت
یَنْبَجِسُ مِنَ الْفِرَاسَۃِ الْمُنْبَجِسَۃِ	سے جو فراست ظہور میں آتی ہے یہ
مِنَ الْحِکْمَۃِ وَمِنْ عُلُوْمِہٖ	علم اس کا نتیجہ ہے اور من جملہ انکے
تَفْسِیْرُ الْکَلَامِ وَالْاِسْتِنْبَاطُ	علوم متعلق تفسیر قرآن اور متعلق استنباط
مِنْہُ وَھُوَ اَعْظَمُ الْعُلُوْمِ وَ	احکام ہیں ان علوم کا درجہ سب سے بڑھکر
سَنُوْرِدُ عَلَیْکَ مِنْہُ کَفَافًا ۔	ہے اسکے متعلق ہم بقدر ضرورت بیان کرینگے
اَمَرَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ بِاَشْیَاءَ	اللہ تعالیٰ نے جن اشیاء کا حکم
مُطْلَقَۃٍ کَالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ	دیا ہے وہ بسا اوقات مطلق ہوتا ہے
وَکَقَوْلِہٖ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی	جیسا کہ نماز اور زکوٰۃ یا سبح اسم ربک
وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَغَیْرِ ذٰلِکَ	الاعلیٰ اور وسبح بحمد ربک وغیرہ چنانچہ
فَوَقَّتَہَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاَوْقَاتٍ مُتَعَیَّنَۃٍ	لئے اوقات متعینہ کی تعیین کی ہے اور

وَاَمَرَ اللّٰهُ بِاُمُوْرٍ كَقُوْمُوْا وَكَبِّرُوْا وَاتْلُ مَا اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا فَبَيَّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا اَرْكَانُ الصَّلٰوةِ ۔

اللہ تعالےٰ نے بھی اسی طرح حکم فرمایا ہے جیسا کہ قوموا ۔ وکبروا ۔ اتل ما اوحی الیک ۔ وارکعو ۔ واسجدوا ۔ سو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تصریح فرما دی کہ یہ ارکان نماز ہیں،

وَاَقْسَمَ بِاُمُوْرٍ كَالْفَجْرِ وَالضُّحٰى وَاللَّيْلِ اِذَا سَجٰى وَالشَّفَقِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ فَاسْتَنْبَطَ مِنْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا اَوْقَاتُ الْعِبَادَاتِ عَلٰى تَفْصِيْلٍ ذُكِرَ فِيْ كُتُبِ الْاَحَادِيْثِ ۔

اسی طرح بعض مقامات پر قرآن کریم میں قسم کھائی گئی ہے، جیسا کہ والفجر والضحیٰ ۔ واللیل اذا سجیٰ اور والشفق ولیالٍ عشر ۔ اس سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ استنباط کیا کہ یہ عبادات کے اوقات ہیں اس تفصیل کے مطابق جو کہ کتب حدیث میں مذکور ہے،

وَسَبَّحَ نَفْسَهٗ فِيْ اَوْقَاتٍ وَحَمِدَ نَفْسَهٗ فِيْ اَوْقَاتٍ فَذَكَرَ اَنَّ الْمُرَادَ الصَّلٰوةُ السِّرِّيَّةُ وَالْجَهْرِيَّةُ بِالْجُمْلَةِ فَهٰذَا طَرِيْقُ اِسْتِنْبَاطِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ قَدْ تَتَبَّعْنَا جَمِيْعَ مَا وَصَلَ اِلَيْنَا مِنَ الْاَحَادِيْثِ الْوَارِدَةِ فِيْ كِتَابِ الصَّلٰوةِ

اور آپ نے بذات خود مختلف اوقات میں اللہ تعالےٰ کی تسبیح اور تحمید کی چنانچہ آپ نے معلوم کر لیا صلوۃ سریہ اور جہریہ سے یہی مراد ہے اور یہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ استنباط ہے ہم نے ان تمام احادیث کا تتبع کیا جو نماز کے بیان میں ہم تک

فَوَضَحَ لَنَا اَنَّهَا مُسْتَنْبَطَةٌ كُلُّهَا مِنْ كِتَابِ اللهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى اِسْتِنْبَاطًا حَثِيْثًا وَعَسٰى اَنْ نُحِيْطَهُ فِيْ رِسَالَةٍ مُنْفَرِدَةٍ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ الْاَعْمَالِ اِنَّ الْمَلَائِكَةَ يَتَحَيَّرُوْنَ كَيْفَ يَكْتُبُوْنَهَا فَيُوْحِيْ اِلَيْهِمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ اُكْتُبُوْهَا كَمَا قَالَ مَعْنَاهُ عِنْدَنَا حَيْرَةُ الْمَلَائِكَةِ فِيْ اِبْدَاءِ هَيْئَاتِهَا بِحَيْثُ يَتَّضِحُ مِنْهُ الثَّوَابُ وَوَحْيُ اللهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى اَنْ يُحِيْطُوْا بِالْعَمَلِ نَفْسِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُبْدُوْا هَيْئَاتِهَا حَتّٰى يَسْبُغَ فِيْ دَارِ السُّبُوْغِ ۔

پہنچی ہیں تو ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہ سب کی سب کتاب اللہ سبحانہٗ وتعالے سے استنباط حکم کیطرح مستنبط کی ہوئی ہیں اور شاید کہ ہمیں اس بیان میں ایک مستقل رسالہ لکھنے کی توفیق حاصل ہو، رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے بعض اعمال کے متعلق فرمایا کہ فرشتوں کو تحیر ہوتا ہے کہ انہیں کس طریقہ پر لکھیں تو اللہ تعالے ان کی جانب وحی کرتا ہے کہ ان کو اسی طرح لکھو جیسا کہ اس نے کہا ہے ہماری رائے میں اس کا مفہوم یہ ہے کہ ملائکہ کو اس چیز میں تردد اور حیرت ہوتی ہے کہ اس عمل کو کس ہیئت کے ساتھ ظاہر کیا جائے تاکہ اس کا ثواب واضح ہو سکے اور اللہ سبحانہ وتعالی کے وحی کرنے کا یہ مفہوم ہے کہ نفس عمل کا احاطہ کریں بغیر اس کے کہ کسی خاص ہیئت میں اس کا اظہار کریں دار السبوغ میں جو اس کو کمال حاصل ہے وہ خود بخود ظاہر ہوگا۔

وَكَانَ بِرَسُوْلِ اللهِ

اور جو علوم زمانہ بعثت میں قریش میں

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَظًّا مَّامِنْ عُلُوْمٍ مَارَسَتْ الْعَرَبُ اِيَّاهَا كَعِلْمِ الْاَنْسَابِ وَغَيْرِهٖ فَهٰذَا شَرْحُ كَمَالَاتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى سَبِيْلِ التَّفْصِيْلِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِكَمَالَاتِ اَنْبِيَائِهٖ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ ۔	رائج تھے جیسا کہ علم انساب وغیرہ ان میں بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کمال کلی حاصل تھا جہاں تک کہ ممکن تھا ہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کی شرح کو بالتفصیل بیان کر دیا مگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کمالات سے اللہ تعالٰی ہی بخوبی واقف ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)
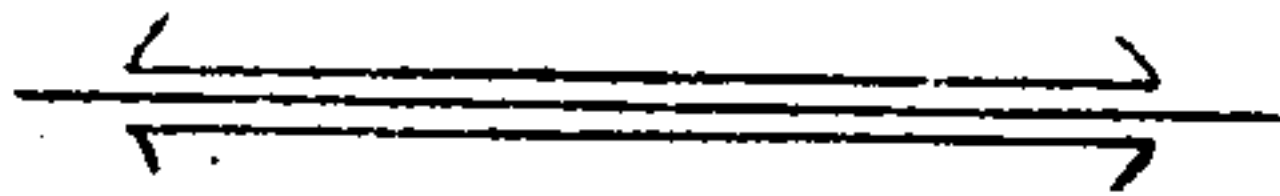
اَلْخِزَانَةُ السَّابِعَةُ　ساتواں خزانہ

فِیْ اَحْکَامِ نَشْاَۃِ الْوِلَایَۃِ

عالم ولایت کے احکام

وَلَهَا اَرْبَعُ طُرُقٍ　ولایت کے چار مختلف طریقے ہیں

اَلْاَوَّلُ طَرِیْقُ الصَّحَابَۃِ وَ اَصْلُ مَنْ هَبِهِمْ اَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ لَمَّا تَجَلّٰی فِیْ عَیْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِصُوْرَۃِ عَیْنِهٖ تَحَقَّقَ وَتَقَرَّرَ کَتَحَقُّقِ الْاِسْمِ وَتَقَرُّرِهٖ وَنَحْنُ نُسَمِّیْ اَمْثَالَ هٰذَا اَسْمَاءً حَادِثَۃً وَقَدْ تَتَلَبَّسُ صُوْرَۃً اِمْکَانِیَّۃً کَمَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِی التَّوْرَاۃِ سُبْحَانَ الَّذِیْ ظَهَرَ فِیْ طُوْرِ سَیْنَاءَ وَاَشْرَفَ عَلٰی سَاعِیْرَ وَاسْتَعْلَنَ مِنْ جَبَلِ فَارَانَ وَقَالَ فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ

پہلا صحابہ کرام کا طریقہ اور انکے مسلک کی اصلیت یہ ہے کہ جب ذات اقدس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عین ثابتہ میں تجلی فرمائی، تو اسکو اسم کی طرح تقرر اور تحقق حاصل ہوا، اس قسم کے تقررات کو ہم اسمائے حادثہ کیسا تھ موسوم کرتے ہیں اور انکے ساتھ کبھی صورت امکانیہ بھی متلبس ہوجاتی ہے جیساکہ توراۃ میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے پاک ہے وہ جس نے طور سینا میں ظہور فرمایا ساعیر پر جلوہ افگن ہوا اور جبل فاران سے اسکا ظہور ہوا اور اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے،

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ ۔	کافران بنی اسرائیل کو داؤد علیہ السلام کی زبان پر ملعون قرار دیا گیا،
فَالْاِقْتِرَابُ بِهٰذِهِ الْاَسْمَاءِ الْحَادِثِ مِنْ اَقْرَبِ الطُّرُقِ وَهُوَ طَرِيْقَةُ الْاَصْحَابِ فِيْهِ فَنَاءُ هُمْ وَبِهٖ بَقَاءُهُمْ وَمِنْهُمْ مَنْ جَاءَ اِلَى الْاَسْمَاءِ الْحَادِثَةِ اِلَى الْقِدَمِ يَمُرُّ فِيْ ضِمْنِهَا وَمِنْ طَرِيْقِهَا ،	اس اسم حادث کو قرب کا ذریعہ قرار دینا اللہ تعالےٰ تک رسائی حاصل کرنیکا نزدیک ترین راستہ ہے، صحابہ کرام کا یہی طریقہ تھا اور ان کی فنا اور بقا اسی طریقہ پر تھی بعض ان میں سے ایسے بھی تھے جو اسماء حادثہ کے راستہ سے اسماء قدیمہ تک پہنچ گئے،
وَيَجِبُ عَلَيْكَ اَنْ تَتَبَيَّنَ بِالْبَيَانِ الْيَقِيْنِيِّ اَنَّ الصَّحَابَةَ كَانَتْ اُمَّةً اُمِّيَّةً بِحَسَبِ الْفِطْرَةِ ثُمَّ بِحَسَبِ الْكَسْبِ ثُمَّ بِحَسَبِ الْكَمَالِ سَبِيْلُ تَحْقِيْقِهٖ اَنَّ الْمُرَادَ اَقْرَبُهُمْ مَنْ كَانَ مُقَلِّدًا صِرْفًا وَاَعْنِيْ بِالتَّقْلِيْدِ الْفِطْرِيِّ مِنْهُ وَهُوَ انْصِبَاغُهُمْ بَاطِنَ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ	یہ تم کو واضح طور پر سمجھ لینا چاہیے کہ صحابہ کرام فطرۃً ایک امی قوم تھے پھر ان کی حالت اکتساب اور مقام کمال میں بھی یہ وصف نمایاں رہا اس کی تحقیق یہ ہے کہ صحابہ کا کامل ترین فرد جسکو انتہائی قرب حاصل ہوتا محض مقلد ہونا اس تقلید سے میری مراد تقلید فطری ہے جسکے یہ معنی ہیں کہ باطن رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا رنگ اس پر چڑھا ہوا ہونا، اور جسکی اپنی

لم یكن له قوة ممیزة التي انما تنشاءها من ركاكة الاتصال بین الحقیقة والتمثلات ومن استنباط كل منهما لخیاله في صورة ومن حدة مزاجه وصلابة اطرافه من حیث خصوصیة الموطن ۔

کوئی قوت ممیزہ نہیں ہوتی تھی کیونکہ قوت ممیزہ کے ارتقاء پذیر ہونے کے کچھ اسباب ہیں یا تو حقیقت اور تمثلات کے درمیان جو اتصال ہے وہ بالکل ضعیف ہے یا یہ کہ اسکے استنباط میں سے ہر ایک اس کے خیال میں ایک مستقل صورت ہو یا کسی خصوصیت مقام کے لحاظ سے اس کے مزاج میں حدت اور اطراف میں صلابت پیدا ہو گئی ہو۔

وقد ذكرنا ان الرجل الذي لخیاله قوة ممیزة تامة لا یتاتی له الفناء قط والذي لنفسه قوة كذلك لا یتاتی له الانسلاخ قط الا ان للحكماء قوة قدسیة خرقت امیتهم بحسب الفطرة ۔

اور یہ تو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جس شخص کے تخیل میں کامل طور پر قوت ممیزہ موجود ہو اسکو کبھی فنا نہیں حاصل ہوتا اور اسی طرح جسکا نفس قوی ہو وہ ہرگز انسلاخ قبول نہیں کر سکتا لیکن حکماء ربانیین کو قوت قدسیہ حاصل ہوتی ہے بہرحال صحابہ کی فطری امیت یہی تھی،

ثم انهم طرء علیهم ذلك الكمال المطلق المجرد في تضاعیف امور من ضروریات

اس کے بعد یہ بھی یاد رکھو، کہ یہ فیض مطلق مجرد ضروریات دین کے بدلہ میں انہیں حاصل ہوا انہوں نے

الذین ولم یکونوا اخذوا	امور عامہ سے کوئی بہرہ حصہ حاصل نہیں
قسطا من الامور العامۃ	کیا تھا، اسلئے وہ اپنی حالت کا اسطرح
فلم یستطیعوا ان یخبروا	واضح طور پر اظہار نہ کر سکے کہ جو ان کی
من حالہم خبرا فصلا یبینہ	زبان نہ سمجھتا ہو وہ اچھی طرح اسے
من لم یفہم لسانہم بل	سمجھ لے زیادہ سے زیادہ وہ یہی کہہ سکتے
کان منتہی تفصیلہم ان	ہیں کہ فلاں کو بڑا قرب حاصل ہے یا اللہ
یقولوا ہو اقربہم وسیلۃ	تعالےٰ کے ہاں اسکو عزت کا درجہ حاصل
او ہو عند اللہ بمکان او	ہے یا یہ کہ اللہ تعالےٰ نے اسے توفیق
یقولوا ہو الذی وفقہ اللہ	عطا کی ہے یا اسکی رائے وحی اور کتاب
او رأیہ موافق للوحی والکتاب	کے موافق ہے یا اللہ تعالےٰ نے اسکا
او شرح اللہ صدرہ او یقولوا	سینہ تشرح کر دیا ہے یا یہ کہ اللہ تعالےٰ
اجارہ اللہ من الشیطان او	نے اسکو شیطان سے محفوظ رکھا ہے
تغلغل التقوی فی شراشرہ	اور یا یہ کہ اس کے رگ پے میں تقوی
وعسی ان یکون عندہم	سرایت کئے ہوئے ہے، اور ممکن ہے
ان ھذا العلم لیس من	کہ یہ علم ان کے نزدیک علم کی کوئی خاص
اصناف العلم ولم یوضع لہ	قسم نہ ہو۔ اور اسکے اظہار کیلئے کوئی
لفظ وعسی ان لا یقع	لفظ وضع نہیں کیا گیا یہ بھی ممکن ہے
التفاتہم لغتہما علی سبیل	کہ وہ مقصد کے در پر خاص اراد کر کے
القصد الا بانہ کمال	اس کی جانب متوجہ نہ ہوتے ہوں صرف

الایمان فحسب وقد کانت
انکوا مات فلما تصدد عنهم
کما ستعرف فهذا امیتهم
بحسب الکسب کے لهم امیة
بحسب کمالهم وذلك لان
کمالهم الاقتراب بالاسم
الحادث الذی جمع کل
الاسماء فان وقع لبعضهم
نفوذا الی الاسماء المقرب بمنزلة
فذلك لا یکفی فی دفع امیتهم
لتکونها بما فیه النفوذ واعلم
ان هذا النور الفائض من
باطن النبی قد ینصبغ به
العین وجمیع تمثلاتها فمن
ذلك التمثیل قال علیه السلام
لو کان بعدی نبی لکان عمر
وانما ذلك فی منزری القوم
وسابقیهم فتدبر۔

اتنا جانتے ہوں کہ فقط کمال ایمانی ہے اور صحابۂ کرام سے کرامات کا جو وقت ظہور ہوتا تھا جیسا کہ تمہیں عنقریب معلوم ہو جائیگا اور یہ ان کی الکنسابی امیت تھی اسی طرح ایک ان کی امیت کمال کے لحاظ سے تھی کیونکہ ان کا کمال یہ تھا کہ وہ اسم حادث کے ذریعہ تحصیل قرب کرتے تھے جو کہ تمام اسماء کا جامع ہے اب اگر ان میں سے بعض کی اسماء قدیمہ تک رسائی ہو بھی جاتی ہے تو اسکے یہ معنی نہیں کہ اس سے انکی امیت زائل ہو جاتی ہے یاد رکھو کہ یہ نور جو باطن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فائض ہوتا ہے بعض اوقات آدمی کی عین ثابتہ اور اس کے تمام تمثلات اس کے رنگ میں رنگے جاتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے اس قسم کے کمال پر وہی افراد فائز ہوتے جو قوم میں پیش از پیش سابقین ہوتے ہیں، خوب اچھی طرح سمجھ لو۔

فیض نبوت سے مستفیض ہونیوالوں کے تین طبقے ہیں

ثُمَّ اعْلَمُوْا اَنَّ هٰؤُلَاءِ الْمُسْتَنِيْرِيْنَ بِنُوْرِ النُّبُوَّةِ عَلٰى طَبَقَاتٍ ثَلٰثٍ وَاَمْرٌ يَجْمَعُهُمْ كُلَّهُمْ وَهُوَ اَنَّ الْفَيْضَ مِنَ الْوَاحِدِ الْمُتَوَحِّدِ لَا يَكُوْنُ اِلَّا بِهَيْئَةٍ خِلْطِيَّةٍ وَعَلَيْكَ بِتَذَكُّرِ الْمَثَلِ الَّذِيْ ضَرَبْنَاهُ مِنَ الصَّفْرَاءِ وَالنَّارِ ۔

اس کے بعد یہ سمجھ لو، کہ جو نور نبوت سے منور ہوئے، ان کے تین طبقے ہیں صرف ایک امر جامع ان تمام امور کو جمع کئے ہوئے ہے یعنی جو فیض ذات واحد و متوحد سے نازل ہوتا ہے وہ ہیئت تخلیط میں ہوتا ہے اور ہماری اس مثال کو ملحوظ رکھو جو ہم صفراء اور نار کے تعلق بیان کر چکے ہیں ،

فَاعْلَمُوْا اَنَّ الْحِكْمَةَ الْمُفَاضَةَ لَيْسَتْ حِكْمَةً صِرْفَةً وَلٰكِنَّهَا بِاِزَاءِ الْحِكْمَةِ الصِّرْفَةِ فِيْ عَالَمِ الْخِلْطِ الْاَوَّلِ، وُرَّاثُ الْحِكْمَةِ وَالْعِصْمَةِ وَالْوَجَاهَةِ وَهُمْ اَهْلُ الْبَيْتِ وَخَدَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ جَرَتِ السُّنَّةُ الْاِلٰهِيَّةُ عَلٰى اَنْ يَكُوْنَ اَهْلُ بَيْتِ كُلِّ نَبِيٍّ مِنْ وُرَّاثِ هٰذَا الْفَضْلِ الْجَلِيِّ ۔

یہ بھی معلوم رہے کہ جو حکمت فائض ہوتی ہے وہ خالص نہیں ہوتی، بلکہ اس خالص حکمت کے مقابلہ میں عالم خلط اول میں حکمت عصمت اور وجاہت کے وارث وہ اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام ہیں اور اللہ رب العزت کی سنت یہی ہے کہ اس نمایاں فضیلت کے وارث ہر ایک پیغمبر کے خاندان والے ہی ہوتے ہیں

وَهُؤُلَاءِ عَلٰى صِنْفَيْنِ صِنْفٌ وَرِثُوْهَا لِمَا مَعَهُمْ مِنْ صَفَاءِ الطِّيْنَةِ وَوُسْعَةِ الصَّدْرِ وَالصُّوْرَةِ الْجَوِيَّةِ وَهُمْ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَوْلَادُهٗ وَفَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَحَمْزَةُ وَعَبَّاسٌ وَاَوْلَادُهٗ وَسِرُّ ذٰلِكَ مَا كُنَّا اَشَرْنَا اِلَيْهِ فِي الْخِزَانَةِ الثَّالِثَةِ مِنْ اَنَّ لَطِيْفَ النَّفْسِ يَتَوَلَّدُ مِنْهُ لَطِيْفُ النَّفْسِ وَاَنَّ الْوِلَادَةَ الرُّوْحَانِيَّةَ كَالْوِلَادَةِ الْجِسْمَانِيَّةِ وَهُمْ اَقْطَابُ هٰذِهِ النَّاحِيَةِ وَاَئِمَّتُهُمْ ۔	اور ان کی دو قسمیں ہیں ایک وہ کہ جن کی فطری پاکیزگی وسعت سینہ اور صوت جو یہ کی بنا پر یہ فضیلت حاصل ہوئی ہو، چنانچہ حضرت علیؓ اور انکی اولاد اور حضرت فاطمہؓ اور حضرت حمزہ رضؓ اور حضرت عباسؓ اور انکی اولادیں اسی زمرہ میں داخل ہیں، اور اسکا راز وہی ہے کہ جسکا تذکرہ ہم تیسرے خزانہ میں کر چکے ہیں کہ لطیف نفس سے لطیف النفس ہی کی ولادت ہوتی ہے، اور ولادت روحانیہ ولادت جسمانیہ کے طریقہ پر ہے یہ اصحاب اس طبقہ کے اقطاب اور ائمہ ہیں،
وَصِنْفٌ وَرِثُوْهَا لِاخْتِلَاطِهِمْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِي الْقَبْضِ وَالْبَسْطِ وَالْمُسْتَكْرَهِ وَالْمُنْبَسِطِ شِدَّةَ اِخْتِلَاطٍ	اور دوسری قسم کے وہ حضرات ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ بہت زائد میل جول رکھنے کی وجہ سے ان چیزوں کے وارث بنے مثلاً قبض اور بسط رنج اور خوشی ہر ایک حالت میں آپ کی خدمت میں حاضر رہے، یہ

وَهُمْ اَزْوَاجُهٗ وَخَدَمَهٗ وَسِرُّ	زمرہ آپ کی ازواج مطہرات اور خدام
ذٰلِكَ اَنَّهُمْ اَخَذُوْا نَصِيْبَهُمْ	پر مشتمل ہے اور اسکا راز یہ ہے کہ انہیں
مِنْ حَيْثُ الْفِطْرَةِ وَالْحِكْمَةِ	باعتبار فطرت کے یہ حصہ ملا اور حکمت
فِطْرَةَ فَطَرَ اللّٰهُ عِبَادَهٗ	در اصل وہ فطرت ہے کہ جس پر اللہ
الْمُصْطَفَيْنَ عَلَيْهَا وَحِكْمَةُ	تعالےٰ نے اپنے بندوں کو پیدا فرمایا ہے
هٰذَا الصِّنْفِ كَانَتْ تَلْقِيْنُ	ان لوگوں کی حکمت ایک طرح کی تلقین
مَا فَتَدَبَّرْ ،	ہے اسے خوب اچھی طرح سمجھ لو،
وَدِفَاعُ الْمُنَاقَضَةِ	عام لوگوں کا خیال ہے کہ اس
الْعَامَّةِ بَيْنَ سِيَاقِ اِنَّمَا	آیت کریمہ میں کہ اے اہل بیت بیشک
يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ	اللہ تعالےٰ یہ چاہتا ہے کہ تم سے رجس
الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ	کو دور کر دے اور تمہیں اچھی طرح پاکیزہ
وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا الْمُقْتَضِيْ	بنا دے مقتضا یہ ہے کہ ازواج مطہرات
لِكَوْنِ الْاَزْوَاجِ مِنْهُمْ	اہل بیت میں شامل ہیں، لیکن رسول
وَبَيْنَ قَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ
وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَهْلُ الْبَيْتِ	اہل بیت بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب
بَنُوْ هَاشِمٍ وَبَنُوا الْمُطَّلِبِ	ہیں اور عوام کے پانچ پاکیزہ حضرات
وَبَيْنَ حَصْرِهِمْ فِي	میں منحصر کرنے کیساتھ تو اسلئے انکے
الْخَمْسَةِ الطَّاهِرِيْنَ	خیال میں آیت مذکورہ اور حدیث میں
عَلٰى قَوَانِيْنِ	تناقض ہے تو اسکا دفعیہ یہ ہے،

الحِكْمَةِ تَكُوْنُ بِتَثْلِيْثِ	قوانین حکمت تثلیث قسمت کی بنا پر
الْقِسْمَةِ وَهُوَ سَهْلٌ بَعْدَ	ہوتی ہے تو اصول کے ماتحت جو ہم نے
مَا اَعْطَيْنَاكَ فَتَدَبَّرْ ؕ	تم کو دیا ہے اس کا حل آسان ہے
الثَّانِيَةُ وُرَّاثُ الْحِفْظِ وَالتَّلْقِيْنِ	دوسرا طبقہ حفظ وتلقین اور ارشاد کا
وَالْاِرْشَادِ وَهُمُ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُوْنَ	وارث ہے۔ یہ خلفاء راشدین اور
وَمَا ضَاهَاهُمْ وَالْخِلَافَةُ	دوسرے انکے طرز کے حضرات ہیں خلافت
الْعُظْمٰى اِنَّمَا هِيَ حَقُّهُمْ وَنَحْنُ	عظمی ان ہی کا حق ہے اور ہم علانیہ
نُعْلِنُ بِاَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ	کہتے ہیں، کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو
مَعَ اَنَّهُ مِنْ وُرَّاثِ هٰذَا الْفَضْلِ	اگرچہ یہ فضیلت بھی حاصل ہے، لیکن
الْعَظِيْمِ اَيْضًا لَوْ كَانَ مَكَانَ	اگر شیخین کی جگہ وہ ہوتے تو یہ فتوحات
الشَّيْخَيْنِ لَمَا فُتِحَتِ الْبِلَادُ	نہ ہوتیں اور نہ اسلام کا دائرہ اسقدر وسیع
وَلَمَا شَاعَ الْاِسْلَامُ عَلٰى اَنَّ	ہوتا، علاوہ بریں خلفائے اس فضیلت
الْخُلَفَاءَ تَجَشَّمُوا الْفَضْلَ الْجَلِيَّ	عظمی کو حاصل کیا حتی کہ ان کا قدم راسخ
حَتّٰى تَحَقَّقُوْا بِهَا اَيْضًا	ہوگیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے منقول
قَوْلُ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ	ہے کہ کاش میں رسول اکرم صلے اللہ
يَا لَيْتَنِيْ ذَنْبُ مُحَمَّدٍ فِيْ مَذْهَبِ	علیہ وسلم کا ایک گناہ ہوتا، اہل حکمت
الْحِكْمَةِ يَدُلُّ عَلَيْهِ الثَّالِثَةُ اَنَسٌ	کے مسلک پر یہ قول اسی پر دلالت کرتا ہے
وَاَبُوْ هُرَيْرَةَ وَسَائِرُ الْعُلَمَاءِ	تیسرا طبقہ ابوہریرہ رض انس رض اور تمام
وَالْمُفْتِيْنَ مِنْهُمْ وَهُمْ	علماء ومفتیان صحابہ کرام رضوان اللہ

وَرَّاثُ الشُّعَبِ الثَّلٰثِ الْبَاطِنِيَّةِ وَخَالِدٌ وَمُعَاوِيَةُ وَاَمْثَالُهُمَا وَرَّاثُ الثَّلٰثِ الظَّاهِرَةِ۔

کا ہے یہ لوگ فروع سہ گانہ باطنیہ کے وارث ہیں بالمقابل انکے خالد بن ولید رضی اور معاویہ بن ابی سفیان رضی وغیرہما فروع سہ گانہ ظاہریہ کے وارث تھے

نجباء اور رقباء

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ سَبْعَةَ نُجَبَاءَ رُقَبَاءَ وَاُعْطِيْتُ اَنَا اَرْبَعَةَ عَشَرَ قُلْنَا وَمَنْ هُمْ قَالَ اَنَا وَابْنَايَ وَجَعْفَرٌ وَحَمْزَةُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَمُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَبِلَالٌ وَسَلْمَانُ وَعَمَّارٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَاَبُوْذَرٍّ وَالْمِقْدَادُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَكَشْفُ السِّرِّ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنَّهُ لَابُدَّ لِكُلِّ رَسُوْلٍ مِنْ رِجَالٍ يَاْخُذُوْنَ مِنْهُ قِسْطًا

حضرت علی رضی سے مروی ہے، کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر ایک نبی کے سات نجباء رقباء ہوتے ہیں مگر مجھے چودہ عطا کئے گئے ہیں ہم نے عرض کیا وہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا میں اور میرے دونوں بیٹے جعفر رضی حمزہ رضی ابوبکر رضی عمر رضی مصعب بن عمیر رضی بلال رضی سلمان رضی عمار رضی عبداللہ بن مسعود رضی ابوذر رضی مقداد رضی ترمذی نے اس حدیث کو نقل کیا ہے اور اسکا راز یہ ہے کہ ہر ایک نبی کے حلقہ احباب میں ایسے اشخاص کا ہونا ضروری ہے جو اس سے حکمت حاصل کریں ایسے حضرات بھی

الحِکْمَۃِ وَرِجَالٌ یَاخُذُوْنَ مِنْہُ قِسْطَ التَّلْقِیْنِ وَرِجَالٌ یَتَجَلّٰی فِیْھِمْ عَدَاوَۃُ اَعْدَاءِ اللہِ تَعَالٰی ھِجْرَۃً وَجِھَادًا وَاخْتِصَامًا وَرِجَالٌ یَتَجَلّٰی فِیْھِمُ الْفِقْہُ وَالْمُلْکُ وَغَیْرُھُمَا

ہوں جو تلقین سیکھیں نیز ایسے حضرات بھی ہوں کہ جنکے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کی عداوت بدرجۂ اتم راسخ ہو چکی ہو، باعتبار ہجرت جہاد اور مناظرہ کے اور نیز ایسے حضرات بھی ہوں جو تفقہ اور حکمرانی کے فرائض سبنھال سکیں،

وَذٰلِکَ لِاَنَّہٗ یُحْتَاجُ اِلٰی تَمَاثِیْلِ کُلِّ کَمَالٍ فِیْہِ مُنْفَرِدَۃٌ مُمْتَازَۃٌ عَنْ غَیْرِھَا لِیَتَذَکَّرَھُمْ ذٰلِکَ الْکَمَالَ عَیْنَ مَا ھُوَ مُسْتَغْرِقٌ فِی لُجَّۃِ الْاِخْتِلَاطِ وَالتَّوْحِیْدِ

کیونکہ ہر ایک کمال کیلئے ضروری ہے کہ مستقل اور جداگانہ طور پر اسکا تمثل ہو تاکہ وہ شخص بھی جو دریائے اختلاط میں مستغرق ہے عیاناً اس کا مشاہدہ کر سکے،

وَالرَّاْیُ الْحِکْمِیُّ یَقْضِیْ بِاَنَّ النُّجَبَاءَ ھُمْ وُرَّاثُ الْحِکْمَۃِ وَالْخُلَفَاءُ ھُمْ وُرَّاثُ التَّلْقِیْنِ وَالْاُخُوَّۃِ وَالرُّقَبَاءُ ھُمْ وُرَّاثُ الْھِجْرَۃِ وَالْجِھَادِ وَلَمَّا کَانَ عَلِیٌّ اِمَامَ اُولٰئِکَ الْحُکَمَاءِ وَالرُّقَبَاءِ عَلَّمَہٗ رَسُوْلُ اللہِ

اہل حکمت کی رائے میں نجباء وہ ہیں جو حکمت کے وارث ہوں اور خلفاء وہ ہیں جو تلقین اور اخوت کے وارث ہوں اور رقباء وہ ہیں جو ہجرت اور جہاد کے وارث ہوں اور چونکہ حضرت علیؓ ان حکماء اور نجباء کے امام تھے اسلئے رسول اکرم صلے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَدَدَهُمْ وَنَصَلَ عَلٰى سَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ بِزِيَادَةِ الْعَدَدِ وَلَعَلَّ هٰذِهِ الْكُمَّلَ صَارُوْا بِاَعْيَانِهِمْ نُقَبَاءَ لِطُوْلِ الصُّحْبَةِ وَشُرُوْقِ الْاِرْشَادِ ◦

اللہ علیہ وسلم نے ان ہی کو عدد اور تفصیلاً سے مطلع کیا اور آپکو ان نجباء میں زیادتی کی وجہ سے بھی تمام انبیاء پر فضیلت حاصل ہے اور امید ہے کہ طول صحبت اور انوار ارشاد کی وجہ سے حضرات نقباء ہو گئے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِيْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ◦

حضرت ابن عباس رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت میں سے ستر ہزار بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہونگے یہ وہ حضرات ہیں، جو جھاڑ پھونک نہیں کرواتے اور بدشگون نہیں لیتے اور اپنے ہی پروردگار پر توکل کرتے ہیں (بخاری ومسلم)

اِعْلَمْ اَنَّ الصَّحَابَةَ اَكْمَلُهُمْ مَنْ مُنِحَ التَّجَلِّي الْاَفْعَالِيَّ لِاَنَّ كَمَالَهُمْ هُوَ الْاِقْتِرَابُ بِالْاِسْمِ الْمُتَجَدِّدِ وَمِمَّا يُعْطِيْهِ تَجَدُّدُهُ خَلْقُ الْكَائِنَاتِ الْيَوْمِيَّةِ فَمَتٰى

یاد رکھو کہ صحابہ میں کامل ترین وہی ہیں کہ جنہیں تجلی افعال سے مخصوص کیا گیا کیونکہ ان کا کمال اسم متجدد کے اقتراب کی بنا پر ہوتا ہے اور حوادثات یومیہ کا ظہور میں آنا اسی تجدد کا نتیجہ ہے جس وقت انہیں یہ کمال حاصل ہو

كَمُلُوا تَوَكَّلُوا وَفَوَّضُوا أُمُورَهُمْ إِلَى اللهِ ‌۔

أَمَّا الْأَوْلِيَاءُ فَالْعَلِيمُونَ مِنْهُمْ إِنَّمَا كَمَالُهُمْ عِرْفَانُ النَّشْأَةِ كَمَا هِيَ وَمِمَّا يُعْطِيهِ هٰذَا الْكَمَالُ التَّدْبِيرُ وَالتَّعَلُّقُ بِالْوَسَائِطِ فَمَتَى كَمُلُوا عَرَفُوا الْأَسْبَابَ وَتَعَلَّقُوا بِهَا عَلَى عِلْمٍ بِحَقِيقَةِ التَّوْحِيدِ وَكُنْهِ الْأَمْرِ وَالْحَالِيُّونَ مِنْهُمْ فِي غَفْلَةٍ غَافِلَةٍ إِنَّمَا غَايَةُ جِهَتِهِمْ وَسَمْتِ تَوَجُّهِهِمْ أَنْ يَقْهَرُوا سِرَّ وُجُودِهِمُ الدُّنْيَاوِيِّ تَحْتَ حُكْمِ الْأَزَلِ فَإِنْ كَانَ لَهُمْ تَوَكُّلٌ فَبِالْعَرَضِ وَبِمُقْتَضَى الْغَلَبَةِ لَا بِمَا يُعْطِيهِ قُوَّةُ كَمَالِهِمْ فَتَعَرَّفْ ‌۔

جاتا ہے تو وہ توکل کرتے ہیں اور اپنے کاموں کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتے ہیں،

اولیاء ہیں جو صاحب علم ہیں ان کا کمال یہ ہے کہ وہ اس نشأۃ کی حقیقت اسطرح سمجھ لیں جیسا کہ وہ ہے اس قسم کے کمال سے توسل بہ تدبیر اور اسباب کیساتھ تعلق حاصل ہوتا ہے، جب وہ درجۂ کمال تک پہنچتے ہیں، تو انہیں اسباب کا علم ہو جاتا ہے تو باوجود وہ توحید کی حقیقت جاننے کے تعلق بالاسباب کو ترک نہیں کرتے بہ خلاف ان اولیاء کے جو صاحب حال ہیں وہ ایک گھڑی غفلت میں پڑے ہوئے ہیں ان کا نصب العین یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی دنیاوی ہستی کے ستر باطنی کو حکم ازل کا مقہور کر دیں اور ان لوگوں کو صفت توکل بالعرض اور غلبہ حال کے طور پر حاصل ہوتی ہے ان کی قوت کمال کی بنا پر یہ چیز حاصل نہیں ہوتی ۔

طریقۂ حکماء

اَلثَّانِيَةُ طَرِيقُ الْحُكَمَاءِ وَهِيَ بَرْزَخٌ بَيْنَ طَرِيقَةِ الْاَوْلِيَاءِ وَالْاَنْبِيَاءِ وَكَاَنَّهَا عَقْلٌ هَيُولَانِيٌّ لِلنُّبُوَّةِ الَّتِي هِيَ عَقْلٌ بِالْفِعْلِ وَاَصْلُ مَذْهَبِهِمْ اَنْ نَعْقِلَ بِالْعَقْلِ الْمُضَاعِفِ اَنَّ بَعْدَ التَّجَلِّي الذَّاتِيِّ وُصُولًا اٰخَرَ

دوسرا طریقہ حکماء کا ہے جو اولیاء اور انبیاء کرام کے طریقہ کے درمیان گویا ایک برزخ ہے گویا کہ نبوت عقل بالفعل ہے اور یہ طریقہ اس کا عقل ہیولانی ہے ان کے مذہب کی بنیاد ہے کہ ہم عقل مضاعف کے ساتھ یہ سمجھ لیں کہ تجلی ذاتی کے بعد ایک اور وصول ہے،

سَبِيلُ تَحْقِيقِهِ اَنَّ مِمَّا عَلِمْنَا تَثْنِيَةَ التَّجَلِّيَاتِ بِالْاِشْتِرَاكِ اللَّفْظِيِّ فَمِنْهَا وُجُودِيَّاتٌ اِنَّمَا الْحَاصِلُ بِهَا الْوُجُودُ الْمُفَاضُ وَقَدْ اَحَطْتَ بِهَا عِلْمًا فِي الْخِزَانَةِ الثَّالِثَةِ وَمِنْهَا شُهُودِيَّاتٌ وَاِنَّمَا الْحَاصِلُ بِهَا تَعْرِيفُ الْعَبْدِ وَتَعْلِيمُهُ وَقَدْ تَقَرَّرَ تَثْلِيثُهَا فِي كَلَامِ الْقَوْمِ

اس کی تحقیق یہ ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ اشتراک لفظی کے طور پر تجلیات کے دو معنیٰ ہیں بعض ان میں سے وجودیات ہیں ان سے جو کچھ ظہور میں آتا ہے، وہ وجود مفاض ہے، تیسرے خزانہ میں تم اسکی تفصیل پڑھ چکے ہو، بعض ان میں سے شہودیات ہیں ان سے آدمی کو علم اور معرفت حاصل ہوتی ہے صوفیاء کے کلام میں اس کی تین قسمیں

صُوْرِيَّةٌ وَّمَعْنَوِيَّةٌ وَّذَاتِيَّةٌ وَ
اِنَّ الشُّهُوْدِيَّاتِ ظِلَالُ الْوُجُوْدِيَّاتِ
وَمِنْ تَمَثُّلَاتِهَا اَوْ مِنْ تَمَثُّلَاتِ
الْوُجُوْهِ الْمُنْطَوِيَةِ فِيْهَا فَتَحَقَّقَ
اَنَّ هٰذَا الْوُصُوْلَ عِبَارَةٌ عَنْ
اِنْدِرَاجِ الشُّهُوْدِيَّاتِ تَحْتَ
الْوُجُوْدِيَّاتِ كَانْدِرَاجِ الظِّلَالِ
تَحْتَ الْاَشْبَاحِ فِيْ هَاجِرَةِ
الصَّيْفِ فَيَنْقَطِعُ الْوُصُوْلُ الْعِلْمِيُّ
الَّذِيْ هُوَ تَبَرُّجُ مَا عِنْدَ
اَصْحَابِ التَّدْقِيْقِ وَعَزْمُهُمْ
الْحَقَائِقَ عَنْ تَمَثُّلَاتِهَا حَتّٰى
يَنْسَلِخَ الصُّوْرَةُ الْجُوْبِيَّةُ وَتَصِيْرُ
فِيْ حُكْمِ الْعَدَمِ وَعَنْ اَنْ يَكُوْنَ
غَايَةُ عِرْفَانِهِمْ تِلْكَ النِّسْبَةَ
الْقُدْسِيَّةَ الَّتِيْ هِيَ بَيْنَ اللّٰهِ
وَبَيْنَهٗ اَزَلًا وَّاَبَدًا اَفَذَا الرَّبْطِ
وَاحِدَةٌ وَالْجِهَتَانِ مُخْتَلِفَتَانِ وَ
هِيَ اُمُّ الْوِصَالِ وَسِنْخُ الْكَمَالِ

پائی جاتی ہیں، صوریہ معنویہ۔ ذاتیہ
اور یہ کہ شہودیات وجودیات کیلئے
بمنزلہ انکے سایہ کے ہیں اور انکے تمثلات
ہیں، یا ان وجوہ کے تمثلات ہیں، جو
انکے ضمن میں مخفی ہیں، سو اس سے
یہ ثابت ہوا کہ وصول کے معنی شہودیات
کا وجودیات کے ضمن میں مندرج
ہونا ہے جیسا کہ وسط گرما میں دوپہر
کے وقت صورتوں کا سایہ ان میں مدغم
ہو جاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اصحاب
تدقیق نے بہت تکلیف اٹھا کر وصول
علمی کا جو راستہ نکالا ہے اسکا رشتہ
منقطع ہو جاتا ہے نیز اس وصول کے
یہ معنی ہیں کہ حقائق کو انکے تمثلات
سے علیحدہ کرنے پر مجبور کیا جائے یہاں
تک کہ صورت جوبیہ منسلخ ہو کر کالعدم
ہو جائے نیز یہ کہ ان کی معرفت کا منتہا
وہ نسبت قدسیہ ہو جو ازل سے ابد
تک اللہ تعالے اور اس کے درمیان

فَهٰذَا اٰخِرُ مَقَامِ الْحِكْمَةِ وَلَا يَكُوْنُ بَعْدَهٗ اِلَّا رَفْعُ الْحُجُبِ الْوَاقِعِيَّةِ الْعِلْمِيَّةِ وَهِيَ فَلَمَّا يَتَّضِحُ لِحَكِيْمٍ اِلَّا مَنْ اُوْتِيَ فَضْلًا وَسِيْعًا مِنْ رَبِّهٖ ؁

ہے نفس ربط ایک لیکن دونوں حیثیتیں مختلف ہیں، یہی وصال کی بنیاد کمال کی اصل اور مقام حکمت کا آخری درجہ ہے اس کے بعد جو کچھ ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ حجب واقعیہ علمیہ کو رفع کیا جائے یہ باتیں کسی حکیم پر بہت کم واضح ہوتی ہیں مگر یہ کہ پروردگار کی جانب سے وہ فضل خاص سے نواز دیا جائے

وَاَمَّا طَرِيْقُ وُصُوْلِهِمْ اِلٰى هٰذَا الْكَمَالِ الْمُطْلَقِ فَهُوَ اَنَّهُمْ يَنْجَذِبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ فَيَقْطَعُوْنَ نُوْرَ الْغَيْبِ وَغَيْرَهٗ حَتّٰى يَصِلُوْا اِلٰى مَبَادِئِ الْاَسْمَاءِ فَيَنْفُذُ نَظْرُهُمْ مِنْهَا فِيْ اَسْرَعِ حِيْنٍ ثُمَّ يَضْمَحِلُّوْنَ فِي التَّجَلِّي الذَّاتِيِّ لَا كَاضْمِحْلَالِ الْاَوْلِيَاءِ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ اِلٰى قُرْبِ الْفَرَائِضِ ثُمَّ يَصِلُوْنَ لِيَ الْوُصُوْلِ الَّذِيْ قَرَّرْنَاهٗ

اور اس کمال مطلق تک ان کے پہنچنے کا طریقہ یہ ہے کہ ان کو اللہ سبحانہٗ وتعالےٰ کی طرف سے جذب حاصل ہوتا ہے اور نور غیب وغیرہ مقامات کو طے کرتے ہوئے اسماء پاک کے مبداؤں تک پہنچ جاتے ہیں، چنانچہ ان مقامات پر پہنچ کر بہت جلد ان کی نظر میں نفوذ پیدا ہوتا ہے پھر وہ تجلی ذاتی میں مضمحل ہو جاتے ہیں مگر ان کا یہ اضمحلال اولیاء کرام کی طرح نہیں ہوتا اس کے بعد وہ قرب فرائض کی طرف لوٹتے ہیں اور ان کو وہ وصول نصیب ہوتا ہے جس کا ہم نے اثبات کیا ہے۔

وَاَكْمَلُ الْحُكَمَاءِ لَا بُدَّ لَهٗ

اور کامل ترین حکیم کیلئے یہ ضروری

مِنْ اَنْ یَضْمَحِلَّ اٰخِرًا فِیْ
قُرْبِ الْفَرَائِضِ انْعِکَاسًا
مِنْ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِوُثُوْقِ
عَیْنِہٖ وَسَعَتِہَا وَتَسَلُّطِ اللّٰہِ
سُبْحَانَہٗ مِنْ حَیْثُ بَاطِنِ
کَمَالِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ فَتَعَرَّفْ۔

ہے کہ وہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
کے نور کا عکس قبول کرکے بالآخر وہ
قرب فرائض میں مضمحل ہو جائے کیونکہ
اسکو آپ کی عین اور اسکی وسعت پر
کامل اعتماد ہوتا ہے اور وہ جانتا ہے
کہ اللہ تعالےٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کے کمال باطنی کے راستہ سے اس پر
تجلی فرمائی ہے خوب اچھی طرح سمجھ لو۔

طریقۂ حکماء کی خصوصیات

وَیَنْبَعُ مِنْہُ شُعَبٌ
ثَلٰثٌ اَلْاُوْلٰی اَلْحِکْمَۃُ وَہِیَ عِلْمٌ
فِطْرِیٌّ لَا کَسْبِیٌّ وَاَعْنِیْ بِہٖ
اَنَّہٗ یَنْبَجِسُ عَمَّا یَنْبَجِسُ عَنْہُ
اُصُوْلُ وُجُوْدِہٖ اَیِ الْاِسْمِ یَسَعُ
الْاِلٰہِیَّاتِ وَالتَّکْوِیْنِیَّاتِ وَغَیْرِہِمَا
مِمَّا وَسِعَہٗ ہٰذَا الْکِتَابُ۔
وَسِرُّہَا اَنَّ الْعِلْمَ فِی الْمُجَرَّدَاتِ
عَیْنُ الذَّاتِ وَلَا یَمْتَازُ بِحِیَالِہٖ

اور اس سے تین شاخیں نکلتی
ہیں، پہلا شعبہ حکمت کا ہے یہ فطری
علم ہے اکتسابی نہیں ہے یعنی اس کا
سرچشمہ وہی اسم پاک ہے جو اسکے
وجود کا منبع ہے یہ علم تمام ان الہیات
اور تکوینیات وغیرہ پر مشتمل ہے کہ جن
کا ذکر ہم نے اس کتاب میں کیا ہے،
اس کا راز یہ ہے کہ مجردات میں علم
عین ذات ہوتا ہے جب تک کہ وہ

إلا في التمثلات التحيزية
فإذا ثبت القرب
الوجودي ثبت العلوم في
التمثلات لسعتها ولها
خليفة في عالم الحس في
الفراسة والتيقظ والذكاء
وهي موجودة في عالم يختص
بإثباته الحكماء كما ذكرناه
ويتخيل إلى الناس
أن كل كمالهم
شجاعتهم وسخاوتهم
وذكاءهم أمر ما تنزل
من السماء فدبر الأمر
ثم رجع وعرج
الثانية العصمة وهي تمثل
الوجوه الصالحة دون الطالحة
من وجوه عينه وسرها أن
المقترب بقرب الوجود بالخير
التام يستحيل تمثل الشرور

تمثلات تحیزہ کی شکل نہ اختیار کرے
اس میں امتیاز پیدا نہیں ہوتا جب
قرب وجودی کو ثبوت اور استقرار حاصل
ہوتا ہے تو تمثلات کی وسعت کی بنا
پر ان میں علوم ثبت ہو جاتے ہیں،
حکمت کا خلیفہ اس عالم جس میں فراست
اور تیقظ اور ذکاء ہے ان کا وجود
ایک ایسے عالم میں ہے جسکا اثبات
حکماء کیساتھ مخصوص ہے جیسا کہ ہم
نے بیان کیا ہے، لوگوں کا خیال ہے
کہ ان کا ہر ایک کمال خواہ شجاعت ہو
یا سخاوت اور ذکاء، ایسا امر ہے،
جو آسمان سے نازل ہوا اور تدبیر
امر کر کے واپس ہو گیا،
دوسرا شعبہ عصمت ہے اسکی حقیقت
یہ ہے کہ اسکی عین ثابتہ کا یہ تقاضا ہو
کہ تمام تر اعمال صالحہ اور اخلاق
جمیلہ اس سے صادر ہوں، اور کسی
برے فعل یا عمل کا ظہور اس سے

فيه خلقاً وعملاً وخليفتها العفة وهي صفة عدم الانغماس في اللذات القبقبية واللذيذة واللقلقة .

محال ہے اس کا راز ہے کہ جس شخص کو نہر کمال سے قریب وجود حاصل ہو اس کے اخلاق اور اعمال میں کسی برائی کا تمثل ہونا محال ہے اور اس کا خلیفہ عفت ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ کھانے پینے اور خواہشات نفسانی میں منہمک ہونے سے اپنے آپ کو باز رکھے۔

الثالثة الوجاهة وهي التعلي والترفع على البشر عند الله وفي نفس الامر وان لم يطع له مطيع وسرها الانسلاخ من الصور المزاجية والقرب الى الله في السلسلة الخيرية وخليفتها الوقار والسكينة والتسلط وينبع له منها الارشاد وكل ما زاد وجاهه زاد ارشاده ووسع كماله وقد رخص الله سبحانه لهم التوسل بالاسماء لاظهار الخوارق .

تیسرا شعبہ وجاہت ہے اسکے معنی یہ ہیں کہ کسی کو اللہ تعالے کے ہاں تعلی اور رفعت حاصل ہو اور نفس الامر میں بھی اگرچہ کوئی اسکا مطیع اور فرمانبردار نہ ہو اور اسکا راز صور مزاجیہ سے انسلاخ اور سلسلۂ خیریہ میں اللہ تعالے کا قرب حاصل کرنا ہے اور اس کا خلیفہ وقار اور سکینت اور تسلط ہے اور اسکی فرع ارشاد ہے جوں جوں کسی کی وجاہت میں اضافہ ہوتا ہے اسکا دائرہ ارشاد وسیع ہوتا جاتا ہے اور اور اسکا کمال بڑھتا ہے اللہ تعالے نے ان لوگوں کو اجازت دی ہے کہ وہ اظہار خوارق کیلئے توسل بالاسماء کریں

توسل بالاسماء کا طریقہ

وَسَبِيلُ التَّوَسُّلِ
عِنْدَنَا لَيْسَ بِمُحَافَظَةِ الْأَعْدَادِ
وَالْأَوْقَاتِ كَمَا يَدَّعِيهِ أَهْلُ
الدَّعْوَةِ بَلْ تِلَاوَتُهُ وَ
تَعَرُّفُ حَقِيقَتِهِ وَالْفَنَاءُ
فِيهِ وَالْبَقَاءُ بِهِ ثُمَّ
الدُّعَاءُ وَالْابْتِهَالُ إِلَيْهِ
وَرُخِّصَ لَهُمُ التَّوَسُّلُ إِلَى
الرِّيَاضَةِ مِنَ الصَّلَوَاتِ
وَالصَّدَقَاتِ وَالصِّيَامِ وَ
تَرْكِ الْكَلَامِ لِكَشْفِ
الْكَوْنِ ❖

وَيَجِبُ عَلَى الْحَكِيمِ أَنْ
يَكُونَ وَسِيعَ الصَّدْرِ وَهِيَ
صِفَةٌ تَعْنِي بِهَا أَنْ لَا يُغَادِرَ
وَصْفًا وَلَا حَالًا إِلَّا اسْتَحْقَرَهُ
وَاسْتَصْغَرَهُ وَيَحْرُمُ عَلَيْهِ

ہمارے نزدیک توسل بالاسماء کا
یہ طریقہ نہیں کہ اعداد اور اوقات سے
انکو مقید کیا جائے جیسا کہ اہل دعوت
اور ارباب عزائم اس بات کے قائل ہیں
بلکہ اسماء حسنیٰ کو پڑھو، ان کے معانی
اور حقائق کا علم اور پھر ان میں فنا اور
ان کیساتھ بقاء حاصل کر واسکے بعد
بارگاہ الٰہی سے خشوع اور خضوع کیساتھ
دعا مانگو اور ان لوگوں کو کثرت نوافل
صدقات اور روزے رکھنے اور کلام
کے ترک کرنے پر کشف ما فی الکون
کیلئے رخصت دیدی گئی ہے،

حکیم کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ وسیع
الصدر ہو، اس سے ہماری مراد یہ ہے
کہ کسی وصف اور حال کو اتنا عظیم نہ
سمجھے کہ بس یہی انتہائے کمال ہے اور
وہ شعر گوئی موسیقی جیسی حسی تفریحات کو

كُلَّ سَلِيقَةٍ حَسَنَةٍ تَمَكَّنَتْ فِي مِزَاجِهِ تَمَكُّنَ الْمَلَكَاتِ كَسَلِيقَةِ الْمُوسِيقِيِّ وَالشِّعْرِ وَيُحَرَّمُ عَلَيْهِ أَنْ يَغْشَاهُ مِنَّةُ أَحَدٍ مِنْ خَلِيقَتِهِ دِينًا وَدُنْيَا إِلَّا الْأَنْبِيَاءَ فَهُوَ يُقَلِّدُ هُمْ فِي وَحْيِهِمْ وَيُحَقِّقُ بِنَفْسِهِ مِنْ حَيْثُ مَا عُرِفَ فِي الْحِكْمَةِ.

اَلثَّالِثَةُ طَرِيقَةُ الْأَوْلِيَاءِ مِنْ أَصْحَابِ الْفَنَاءِ اِعْلَمْ أَنَّ الْوِلَايَةَ لَهَا مَعْنَيَانِ عَامٌّ وَخَاصٌّ أَمَّا الْعَامُّ فَكُلُّ قُرْبٍ دُونَ النُّبُوَّةِ وَيَتَنَاوَلُ الْحِكْمَةَ الصَّلَابَةَ وَلِوَلَايَةِ الْخَاصَّةِ وَالصَّفَاءِ وَأَمَّا الْخَاصُّ فَكُلُّ فَنَاءٍ فِي حَضْرَةِ الذَّاتِ كَانَ مَعَ الصُّورَةِ الْمِزَاجِيَّةِ وَلَيْسَ الْمَقْصُودُ تَفْتِيشَ الْأَلْفَاظِ بَلْ تَعْرِيفُ الْحَقَائِقِ وَأَصْلُ

مزاج میں راسخ نہ ہونے دے اور دین دنیا کے امور میں کسی کا منت کش نہ ہو صرف انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مقتدا سمجھے اور انہیں پر جو کچھ وحی نازل ہوئی ہے اسی کی تقلید کرے اور حکمت کے عنوان سے جو کچھ بنایا گیا ہے، ان کو اپنے میں پیدا کرے اور قوت سے فعل میں لائے،

تیسرا طریقہ ان اولیاء کا ہے جو اصحاب فنا ہیں۔ ولایت کے دو معنی ہیں عام اور خاص عام معنی تو یہ ہیں کہ ہر ایک قسم کا قرب جو درجۂ نبوت سے کمتر ہو، حکمت صلابت ولایت خاصہ اور مقام صفا سب اسکے مفہوم میں داخل ہیں اور خاص معنی یعنی صورت مزاجیہ قائم رہنے کے باوجود ذات اقدس میں آدمی کو فنا حاصل ہو، الفاظ کی تحقیق مقصود نہیں صرف حقائق کا جاننا مقصود ہے ان کے مذہب کا اصل اپنے اعمال یا اپنے

وَاَصْلُ مَنْ هِيَمِ اَنْ يَتَجَشَّمُوْا	میں جن کی بدولت ان کے نفس کو تزکیہ
عَمَلًا نَيِّرَ نُجِيًّا وَذٰلِكَ	حاصل ہو کر ایک عظیم الشان راز کا انکشاف
الْعَمَلُ اَنْ يَتَلَطَّفُوْا مِنْ	ہو جاتا ہے کہ جسکے درجات مختلف ہیں
اَنْفُسِهِمْ فَيَنْتَقِلُ لَهُمْ سِرٌّ	سب سے پہلے ان کو یہ حقیقت عیاناً
عَظِيْمُ الشَّانِ عَلٰى دَرَجَاتِهٖ	نظر آنے لگتی ہے کہ اس عالم کون و فساد
فَاَوَّلُ مَا يَنْتَقِلُ لَهُمْ اِسْنَادُ	کے تمام چھوٹے بڑے تصرفات کی باگ
الْاَفْعَالِ اِلَى اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ	اللہ تعالےٰ کے دست قدرت میں ہے
فَهُنَالِكَ يَتَوَكَّلُ عَلَى اللّٰهِ	اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے تمام اعمال
وَلَا يَخَافُ اِلَّا اِيَّاهُ وَهٰذَا	میں اللہ تعالےٰ پر کامل بھروسہ کر لیتے ہیں
اَظْهَرُ السِّرِّ فِي الدَّرَجَةِ	نیز اللہ تعالےٰ کے علاوہ اور کسی کا خوف
الْاُوْلٰى وَاَمَّا بَطْنُهَا فَاَنْ	انکے دل میں نہیں ہوتا اس حقیقت کا
يَرَى اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى	انکشاف پہلے درجہ کا ظاہر ہے اور اسکا
فِيْ عَيْنِ كُلِّ فِعْلٍ	بطن یہ ہے کہ ہر ایک فعل اور تصرف
عَلٰى اَنَّ الْفِعْلَ مِنْ	جو اس عالم میں ہو اس میں اسکو خدائے
اٰثَارِهٖ وَتَقَيُّدَاتِهٖ وَ	بزرگ و برتر نظر آئے اور اس فعل کو
وَجْهُ اَوَّلِيَّتِهَا اَنَّ الْاَفْعَالَ	ایک قسم کا حجاب اور نقاب تصور کرے
عَلٰى شَرَفِ الْعَدَمِ	اس انکشاف کو پہلے درجہ میں اسلئے رکھا
فِيْ نَفْسِ الْاَمْرِ وَاِنَّمَا	گیا کہ نفس الامر میں جو افعال دنیا میں
الْمَوْطِنُ الْعِلْمِيُّ	واقع ہوتے ہیں وہ فنا پذیر ہیں اور

مِنْ تَمَثُّلَاتِ هٰذَا الْمَوْطِنِ وَ
وَهٰذِهٖ هِيَ الْمُحَاضَرَةُ عِنْدَهُمْ وَ
وَثَانِيًا يَنْقَدِحُ لَهُمْ اِسْتِنَادُ
الصِّفَاتِ بِاَجْمَعِهَا اِلَيْهِ فَيَرٰى
اَنَّ كُلَّ بَصَرٍ فَهُوَ مِنْ بَصَرِهٖ وَكُلَّ
سَمْعٍ فَهُوَ مِنْ سَمْعِهٖ اِلٰى غَيْرِ
ذٰلِكَ وَلَعَلَّكَ تَحُوْزُ بِاقْتِنَاصِ
بَطْنِهِمَا وَوَجْهِ ثَانَوِيَّتِهِمَا فَهٰذِهٖ
حَقُّ الْمُكَاشَفَةِ وَثَالِثًا يَنْقَدِحُ
اِسْتِنَادُ الذَّوَاتِ فَيَرٰى اَنَّ
كُلَّ ذَاتٍ فَهُوَ مِنْ ذَاتِهٖ فَاِذَا
اُنْتُقِلَ اِلٰى بَطْنِهِمَا وَهُوَ اَنَّ
الْوَاجِبَ جَلَّ مَجْدُهٗ سِنْخُ كُلِّ
مَوْجُوْدٍ وَاَنَّ كُلَّ مَوْجُوْدٍ مُفَاضٌ
مِنْهُ اِفَاضَةً مُقَدَّسَةً ثُمَّ السَّيْرُ
اِلَى اللّٰهِ وَهٰذِهٖ هِيَ الْمُشَاهَدَةُ
ثُمَّ اِنَّ جَنَابَ اللّٰهِ تَعَالٰى
يَتَجَاذَبُهُمْ حِيْنًا فَحِيْنًا حَتّٰى تَرْتَفِعَ
الْحُجُبُ وَالتَّقْيِيْدَاتُ وَلَا يَبْقٰى اِلَّا

موطن علمی اس موطن کے تمثلات سے ہے
اسکو صوفیا محاضرہ کہتے ہیں، دوسرا درجہ
یہ ہے کہ تمام صفات کو اللہ تعالےٰ
کی طرف منسوب ہوتا ہوا دیکھے اور اسے
صاف نظر آئے کہ ہر ایک آنکھ کی بینائی کا
منبع اس کی بینائی اور ہر ایک کان کی شنوائی
کا منبع اس کی قوت شنوائی ہے وغیرہ
وغیرہ اس کی ثانویت کی وجہ اور اسکے
وہ معنی جو بطن کی قسم سے ہیں تم پر مخفی
نہیں رہیں گے، اس مقام کو اہل معرفت
مکاشفہ کہتے ہیں، تیسرے درجہ میں سب
ذوات اسی کی ذات اقدس کی طرف
منسوب نظر آتی ہیں، سالک کیلئے یہ نظر
ہونا حقیقۃً مشاہدہ کا ہوتا ہے اس کا
بطن یہ ہے کہ واجب تعالےٰ کائنات کی
ہر ایک چیز کی اصل ہے اور ہر ایک
موجود کا نہال اسی کے مقدس افاضہ کا
نتیجہ ہے اسکے بعد سیر الی اللہ کا مقام
ہے اس درجہ کے انکشاف کو مشاہدہ

ذوالجلال والاکرام فی وحدتہ	کہتے ہیں پھر اس کے بعد اللہ کی جانب وقتاً فوقتاً جذب
وکبریائہ ویکون المدرک عین	ہوتا ہے حتی کہ تمام تغیرات اور پردے مرتفع ہو جاتے
المدرک فلا یعلم بالعلم الحضوری	ہیں صرف خدائے ذوالجلال و الاکرام اپنی وحدت
الا اللہ سبحانہ وتعالی ویکون	اور کبریائی کے ساتھ باقی رہ جاتا ہے اور اس وقت مدرک
المرایا فی حکم العدم۔	بالفتح عین مدرک (بالکسر) ہوتا ہے چنانچہ اس کا

علم حضوری اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کسی کیساتھ تعلق نہیں ہوتا اور مرایا کالعدم ہو جاتے ہیں

وقد ضربنا مثل من	اور ہم نے اس کی مثال نویں خزانہ میں
حدق فی المرئی فذهبت	بیان کر دی ہے کہ آدمی جس وقت اس
المراٰۃ فی الخزانۃ التاسعۃ	صورت کو جو کہ شیشہ میں نظر آرہی ہے
فتدبر فمناک تم السیر	بڑے غور کے ساتھ دیکھتا رہے تو شیشہ
فی اللہ وینبغی لمن وقع	کا وجود ختم ہو کر صرف صورت ہی
فی ھذہ البادیۃ ان	رہ جائے گی جب سالک اس مقام پر
یقیم ریثما تثبت احکام	پہنچ جاتا ہے، تو سیر الی اللہ ختم ہو جاتی
الاسماء بعد نورانیتہ	ہے جو شخص کہ اس بیابان میں قدم رکھے
بواسطۃ السیر فی اللہ و	اسکو چاہیئے کہ اتنی دیر تک ٹھہرا رہے
سبوغ ذات الرجل بحسب	کہ سیر فی اللہ کے ذریعہ نورانیت حاصل
الفطرۃ الاولیٰ کما ان	کرنے کے بعد اسماء پاک کے احکام کو
التقابل متکثر من حیث	ثبات و استقرار حاصل ہو۔ انسان کا
تکثر الاسماء فاما ان	سبوغ اس کی پہلی فطرت کے مطابق

يَكُونَ الرَّجُلُ مِنْ ذَوِي الْعِلْمِ الْفِطْرِيِّ فَيَكُونَ أَوَّلَ مَا يَنْتَجُ لَهُ حَقِيقَةُ الْأَسْمَاءِ وَخُصُوصِيَّاتُ الْمَظَاهِرِ وَطَرِيقُ ظُهُورِهَا فِيهَا وَأَمَّا أَنْ يَكُونَ مِنْ ذَوِي التَّقْلِيدِ الْفِطْرِيِّ فَلَا يَكُونُ لَهُ عِلْمٌ بِهَا وَلَكِنْ تَثْبُتُ الْأَحْكَامُ وَهُنَالِكَ يَكُونُ فِي نَشْأَةٍ جَدِيدَةٍ ۔

ہوتا ہے کیونکہ کثرت اسماء کی بنا پر قبول کرنیوالوں کی استعداد بھی مختلف ہیں اگر کوئی شخص علم فطری تجلے اسباب ہے تو سب سے پہلے اس پر اسماء پاک کی حقیقت مظاہر کی خصوصیات اور ظہور کی نوعیت منکشف ہوتی ہے لیکن اگر وہ تقلید فطری کے اہل سے ہے تو پھر اس کو ان باتوں کا علم نہیں ہوتا بلکہ احکام کو ثبات اور استقرار حاصل ہوکر سالک طریقت کو ایک ارتقار جدید حاصل ہوتا ہے۔

حقیقت قبض وبسط

وَالْقَبْضُ وَالْبَسْطُ عِبَارَتَانِ عَنْ ظُهُورِ أَحْكَامِ الْجَلَالِ وَالْجَمَالِ وَهٰذَا هُوَ السَّيْرُ مِنَ اللّٰهِ وَإِذَا رَسَخَ الْإِرْشَادُ لِمَا أَنَّهُ انْصَبَغَ بِصِبْغَةِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ سَابِغٌ مُفِيضٌ بِالذَّاتِ فَلَا أَقَلَّ فِي هٰذِهِ النَّشْأَةِ

قبض وبسط کی حقیقت یہ ہے کہ خدائے بزرگ کے جلال اور جمال کے احکام معرض وجود میں آئیں اور اسی کو سیر من اللہ کہا جاتا ہے، اور اسی مقام پر آدمی ارشاد میں راسخ ہو جاتا ہے کیونکہ وہ خدائے قدوس کے رنگ میں رنگا جا چکا ہے اور اللہ تعالےٰ کامل الصفات مفیض بالذات ہے

مِنْ تَمَثُّلِ الْاِفَاضَةِ بِحَسَبِ	اس لئے اس نشأۃ دنیویہ میں علم ازلیہ
الْمَوْطِنِ الْعِلْمِيِّ فَقَدْ تَمَّ السَّيْرُ	موطن علمی کے مطابق افاضہ کا تمثل ضروری
فِي الْخَلْقِ وَهُنَالِكَ بَلَغَ الْكَمَالُ	ہے کیونکہ اب سیر فی الخلق کے تمام
الْفَنَائِيُّ أَقْصَاهُ وَهُوَ لِلْأُمَمِ	مقامات طے ہو چکے ہیں اور سالک
الْمُتَرَقِّيَةِ كَأَشْبَاهِ هٰذِهِ	طریقت مقام فناء میں انتہائی کمال
الطَّائِفَةِ الْعَلِيَّةِ كَأَبِي يَزِيْدَ	تک پہنچ چکا ہے، طائفہ علیہ میں سے
وَأَبِي الْحَسَنِ وَأَبِي الْعَبَّاسِ وَ	ذیل کے اشخاص اسی مقام کے ممتاز افراد
أَبِي سَعِيْدٍ وَأَبِي إِسْمٰعِيلَ وَأَبِي	ہیں، ابو یزیدؒ ابو الحسنؒ، ابو العباسؒ
عَبْدِ اللّٰهِ وَأَصْحَابِ الطُّرُقِ كَالْغَوْثِ	ابو سعیدؒ ابو اسماعیلؒ ابو عبد اللہؒ اور
الْأَعْظَمِ وَالشَّيْخِ السُّهْرَوَرْدِيِّ	جن کے اسماء گرامی سے اصحاب معرفت کے
وَالنَّجْمِ الْكُبْرٰى وَخَوَاجَهْ نَقْشْبَنْد	طرق مروجہ منسوب ہیں، جیسے کہ
وَالْخَوَاجَهْ الْچِشْتِيِّ ۔	غوث اعظمؒ اور شیخ سہروردیؒ شیخ نجم الدین

کبریؒ خواجہ نقشبندؒ خواجہ معین الدین چشتیؒ

وَتَحْقِيْقُ الْقَوْلِ فِيْ هٰذَا	مضمون بالا کے مطابق پوری تحقیق
التَّاثِيْرِ يَحْتَاجُ إِلٰى مُقَدِّمَةٍ	بتانے سے پہلے مقدمہ کے طور پہ یہ سمجھ
هِيَ أَنَّ بَيْنَ الْوُجُوْدِ الْعِلْمِيِّ وَ	لینا چاہیئے کہ وجود خارجی اور وجود علمی
الْوُجُوْدِ الْخَارِجِيِّ مُنَاسَبَةً الْمُنَاسَبَةُ	کے درمیان مناسبت ہے مناسبت
عِنْدَنَا اِسْمٌ لِاشْتِرَاكِ النَّفَسِ	کا مفہوم ہمارے نزدیک نفس رحمانی
الرَّحْمَانِيِّ وَالْاِمْتِيَازُ بِخُصُوْصِيَّةِ	اور خصوصیت موطن کا اشتراک ہے اسکی

الموطن وذلك لما مهدنا من
أن المجرد لا يمتاز فيه العلم
عن الوجود الخارجي وإنما
الامتياز في التمثلات المتأخرة
ولوجه آخر هو أن النشأت
متحاذية بعضها مع بعض
فالشيء في الخارج هو المتجلي في
نشأة الذهن وبالجملة فرفع الوسائط
وإلغاؤها بضرب ما من التبرع له
عمل في انصباغ الرجل بحقيقة
الوجوب من السبيل الذي فسرناه

وجہ یہ ہے کہ ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں
کہ مجرد عن المادہ میں علم اور وجود خارجی
میں امتیاز نہیں ہوتا موطن امتیاز وہ
تمثلات ہیں جو بعد میں ظہور میں آئے
بالفاظ دیگر ہم اس طرح کہہ سکتے کہ تمام
عوالم ایک دوسرے کے متحاذی ہیں، جو
چیز خارج میں موجود ہوتی ہے وہ پہلے
نشاۃ ذہنیہ میں متجلی ہوتی ہے خلاصہ یہ
کہ اگر کسی نہ کسی ریاضت کے ذریعہ
وسائط کو ختم کر دیا جائے تو اسکا نتیجہ
یہ ہوگا کہ آدمی حقیقت وجوب کے
رنگ میں رنگا جائیگا جس کی نوعیت اور طریقہ ہم بیان کر چکے ہیں،

فنا کی قسمیں

والفناء إما شفاهي وإما
تجلي أما الشفاهي فانصباغ
بحقيقة الذات لا تجلياته
انصباغا قويا تاما
ويختص برجل

فنا کی دو قسمیں ہیں شفاہی اور تجلی
شفاہی کے معنی یہ ہیں کہ تجلیات سے
نہیں بلکہ حقیقت ذات اقدس سے
آدمی رنگ جائے اور یہ انصباغ قوی اور
کامل ہو، ایسے شخص کیلئے مخصوص ہے جو

شَدِيْدُ قَسْوَرَةِ مِزَاجِهِ لَا تَقْهَرُهُ الْاِبْكَارُ التَّجَلِّيَاتِ قَوِيُّ جَنَانِهِ لَا يُغَادِرُ حَالًا وَلَا شَيْئًا اِلَّا غَلَبَهُ وَقَهَرَهُ وَلَا يَدَعُهُ حَتّٰى يَبْلُغَ الدَّرَجَةَ الْقُصْوٰى

قوی المزاج ہو اور اسکے مزاج کی حدت تجلیات کے بغیر مقہور نہ ہوسکے، ایسا شخص کسی حال اور مقام کو مقہور اور مغلوب کئے بغیر نہیں چھوڑتا اور سوقت تک کسی کو نہیں چھوڑتا جب تک اس میں انتہائی کمال نہ حاصل کرے،

وَاعْلَمْ اَنَّ لِلْفَنَاءِ وَزْنًا كَرَجُلٍ غَرِقَ فِي الْبَحْرِ فَمَاتَ ثُمَّ لَفَظَهُ الْبَحْرُ فَاِنَّ الْمَوْتَ وَلَفْظَهُ وَزْنًا وَيَجِبُ اَنْ يَكْسِرَ النَّفْسَ اَوَّلًا وَيَهْضِمَ لَذَّاتِهَا هَضْمًا شَدِيْدًا ثُمَّ يُفْنِيْ وَذٰلِكَ لِاَنَّهُ رُبَّمَا لَمْ يَتَحَقَّقِ الْفَنَاءُ الشِّفَاهِيُّ وَحِيْنَئِذٍ تَظْهَرُ النَّفْسُ فِيْ صُوْرَةِ الرُّبُوْبِيَّةِ فَيَعْسُرُ زَوَالُهُ وَيَعْقُبُ خِذْلَانُهُ خُسْرَانًا شَدِيْدًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا۔

یاد رکھو فناء کا بھی وزن ہوتا ہے جسطرح کہ کوئی دریا میں ڈوب کر مر جائے اور دریا اسے باہر کنارہ پر پھینک دے تو اسکی موت اور پھینکے جانیکا وزن ہوتا ہے یہ ضروری ہے کہ پہلے نفس کی حرمت کو توڑا جائے اور اسکو لذائذ اور خواہشات نفسانی سے باز رکھا جائے اس کے بعد فناء کا مقام حاصل ہوسکتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو ممکن ہے کہ فناء شفاہی حاصل نہ ہو اور نفس ربوبیت کے مظہر میں ظاہر ہو، اندریں صورت اسکی انانیت اور ربوبیت کا مٹانا مشکل ہے اسکا نتیجہ اسی دنیا میں بڑی ذلت اور رسوائی ہے نیز یہ ضروری ہے کہ پہلے دوام حضور حاصل کرے،

وَيَجِبُ اَيْضًا اَنْ يَكْتَسِبَ اَوَّلًا
دَوَامَ الْحُضُوْرِ ثُمَّ يَفْنٰى لِاَنَّهٗ
عَسٰى اَنْ لَا يَتَحَقَّقَ الْفَنَاءُ
الشِّفَاهِيُّ فَيَبْقَى الرَّجُلُ حَيْرَانًا
مَدْهُوْشًا لَا رَبْطَ لَهٗ بِاللّٰهِ
وَلَا حُضُوْرَ فَيَنْتَقِصُ اِرْشَادُهٗ
وَيَنْكَسِرُ قَلْبُهٗ وَيَجِبُ اَنْ
يَفُكَّ رَبْطَ الْحُبِّ الْوَاقِعِ
بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْمَالِ وَالْوَلَدِ وَ
الْجَاهِ وَغَيْرِهَا اَوَّلًا لِاَنَّهٗ
عَسٰى اَنْ لَا يَتَحَقَّقَ الْفَنَاءُ
الشِّفَاهِيُّ فَلَا يَزَالُ الرَّجُلُ طَمُوْعًا
هَلُوْعًا كَمَا قِيْلَ كَمَا تَعِيْشُوْنَ
تَمُوْتُوْنَ وَكَمَا تَمُوْتُوْنَ
تُبْعَثُوْنَ وَلِلْاَوْلِيَاءِ فِيْ
ذٰلِكَ مَذَاهِبُ وَمَنْ يَعْتَمِدُ
فِيْ حُصُوْلِ هٰذِهِ الشَّرَائِطِ
الثَّلٰثِ عَلٰى بَصِيْرَتِهٖ
فَاِذَا اَدْرَكَ مِنَ الْمُرِيْدِ

جس کے بعد وہ فناء کا مقام حاصل کر
سکتا ہے کیونکہ اگر فناء شفاہی حاصل
نہ ہوئی تو آدمی پر ایک حیرت طاری
ہوتی ہے اللہ تعالے کیساتھ اسکا کوئی
رشتہ نہیں ہوتا اور حضور سے وہ محروم
ہوتا ہے اس سے اسکے ارشاد میں نقص
آجاتا ہے اور اسکا دل ٹوٹ جاتا ہے
یہ بھی ضروری ہے کہ مال و اولاد کی محبت
اور حب جاہ کے رشتے توڑ ڈالے ہیں
تو ممکن ہے کہ فناء شفاہی حاصل ہی نہ
ہو جسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہمیشہ وہ طامع اور
حریص رہے گا جیسا کہ کہا گیا ہے کہ
جس نوع کی زندگی بسر کروگے اسی
حالت پر تمہاری موت ہوگی اور جس
حالت پر مروگے اسی حالت پر اٹھائے
جاؤگے اولیاء کا مسلک اس بارے
میں مختلف فیہ ہے بعض تو ان شرائط
ثلاثہ کے حصول میں اپنی بصیرت
پر اعتماد کرتے ہیں جب ان کو یقین

بِبَصِيرَتِهٖ اَنَّهَا حَصَلَتْ لَهٗ اَفْنَاهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَعْتَمِدُ فِيْ ذٰلِكَ عَلٰى وَاقِعَاتِ الْمُرِيْدِ اَوْ وَاقِعَاتِ نَفْسِهٖ فَاِذَا تَحَقَّقَ عِنْدَهٗ مِنْ قِبَلِ الْوَاقِعَاتِ اَوِ الْمَنَامَاتِ اَنْ تَجَرَّدَ عَنِ الْعَلَائِقِ وَدَامَ حُضُوْرُهٗ وَاِنْكَسَرَتْ سَوْرَةُ نَفْسِهٖ اَفْنَاهُ ۔

ہو جاتا ہے کہ مرید نے یہ شرائط پوری کر دیں تو وہ اسکو مقام فناء تک پہنچا دیتے ہیں بعض ان میں سے مرید کے واقعات یا اپنے واقعات پر اعتماد کرتے ہیں جب انکو بذریعہ واقعات یا منامات اسکے کے معلوم ہو جاتا ہے کہ مرید نے علائق کا رشتہ توڑ دیا ہے اسے دوام حضور حاصل ہو گیا ہے اور اس کے نفس کی تیزی ٹوٹ گئی ہے۔ تو وہ اس کو مقام فناء تک پہنچا دیتے ہیں۔

وَمِنْهُمْ مَنْ يَعْتَمِدُ فِيْ ذٰلِكَ عَلَى الْفِرَاسَةِ فَيَمْتَحِنُ الْمُرِيْدَ بِصُنُوْفِ الْبَلَايَا فَاِذَا رَاٰهُ خَالِصًا مُخْلِصًا اَفْنَاهُ وَاَيْضًا لِلْاَوْلِيَاءِ فِيْ تَحْصِيْلِ هٰذِهِ الْاُمُوْرِ طَرَائِقُ وَهِيَ مَحْفُوْظَةٌ عِنْدَهُمْ فَلَا فَائِدَةَ فِيْ ذِكْرِهَا ۔

اور بعض کا اعتماد فراست پر ہوتا ہے اور مرید کو قسم قسم کی آزمائشوں سے آزماتے ہیں جب اس کو خالص اور مخلص جان لیتے ہیں تو اسکو مقام فناء تک پہنچا دیتے ہیں اور ان امور کی تحصیل کیلئے اولیاء کے بھی مختلف طریقے ہیں جو ان کے ہاں محفوظ ہیں اسلئے انکی تفصیل بیان کرنے کی حاجت نہیں

وَبِالْجُمْلَةِ فَهٰذِهٖ ضَوَابِطُ الْاِرْشَادِ وَاٰدَابُهٗ رَتَّبْنَاهَا مِنَ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَهِيَ اَعَزُّ مِنَ الْكِبْرِيْتِ

بہر حال مقام ارشاد کے یہ وہ ضوابط اور آداب ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عنایت فرمائے ہیں اور کبریت احمر سے زیادہ قیمتی

الاٰخر، فعضّوا علیها
بنواجذك.
وامّا حجابی والحجاب امّا في
الفاني بان یفنی في مواطن
العلم وتنقهر بأدنی الجذبات
او اقصر الجذب في حقه و
امّا في المفنی فیه بان یفنی
في اسم من اسمائه لا في
ذاته فقولنا ذوا التقلید
الفطري تفسیره ان ههنا
نشأتین نشأة من المجرد
الذي لم یتمیّز فیه احدهما
عن الاٰخر احدهما العلم
والثانیة الوجود الخارجي
او العمل او الحال فمن کان
علمه اسبق من عمله و
حاله فهو الذکي ومن کان
بالعکس فهو ذو التقلید
واصحاب العلم منهم

ہیں لہذا انہیں خوب اچھی طرح
محفوظ کر لو،
یا فنا حجابی ہے حجاب کی دو صورتیں ہیں
یا تو مواطن میں علم سالک کو فناء حاصل
ہوتی ہے اور وہ ادنی جذبہ سے مغلوب
ہو جاتا ہے یا یہ کہ اس کے حق میں جذب
بہت کم ہوتا ہے یا وہ اسماء پاک میں
سے کسی اسم میں فنا ہوتا ہے لیکن اسکی
یہ فناء ذات قدس میں نہیں ہوتی تقریر
بالا میں ہم نے تقلید فطری کا لفظ استعمال
کیا ہے اسکی تشریح یہ ہے، کہ نشئات
کی دو قسمیں ہیں، یا بالفاظ دیگر ارتقاءات
کی دو منزلیں ہیں ایک مجرد عن المادہ
کا ارتقاء ہے جس میں علم اور وجود خارجی
آپس میں ممیز نہیں ہوتے، دوسرا وجود
خارجی ہے جو عمل یا حال کی شکل میں ظاہر ہو
اب جسکا علم اسکے عمل اور حال سے
کامل تر ہو، وہ ذکی کہلاتا ہے اور جو
بالعکس ہو وہ مقلد ہے اصحاب علم

قَدْ تَيَسَّرَ لَهُمْ اَنْ يَسْتَنْزِلُوْا	کیلئے یہ ممکن ہے کہ وہ ملائکہ اور انبیاء
مَنْ اَرَادُوْا مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَ	میں سے جسکو چاہیں اور جس وقت چاہیں
الْاَنْبِيَاءِ وَغَيْرِهِمْ مَتٰى اَرَادُوْا	بلائیں، ان سے جو چاہیں پوچھ لیں بعض
وَيَعْلَمُوْا اٰرَاءَهُمْ فِي الْمَعَارِفِ	مسائل معرفت کے متعلق انکی رائے
وَيَسْئَلُوْا عَنْهُمْ مَا شَاءُوْا وَ	معلوم کرلیں اصحاب العمل سے از قسم
اَصْحَابُ الْعَمَلِ مِنْهُمْ قَدْ يُحْيُوْنَ	احیاء واماتہ بڑی عجیب اور خارق عادت
وَيُمِيْتُوْنَ وَلَهُمْ اٰثَارٌ عَجِيْبَةٌ	باتیں صادر ہوتی ہیں، مقامات خواجہ نقشبند
اِشْتَمَلَ عَلَيْهَا مَقَامَاتُ خَوَاجَهْ نَقْشَبَنْد	بہجۃ الاسرار اور مقامات شیخ احمد
وَبَهْجَةُ الْاَسْرَارِ وَمَقَامَاتُ	جامی وغیرہ کتابیں ان ہی خوارق کے
الشَّيْخِ الْاَحْمَدِ الْجَامِيْ فَتَذَكَّرْ	بیان پر مشتمل ہیں،

وُجُوْهُ الْفَرْقِ بَيْنَ كَمَالَاتِ النُّبُوَّةِ وَالصَّحَابِيَّةِ وَالْحِكْمَةِ وَالْوِلَايَةِ

کمالات نبوت، صحابیت، حکمت اور ولایت میں وجوہ امتیاز

مِنْهَا اَنَّ الْاَنْبِيَاءَ	من جملہ ان فروع کے ایک یہ
يَعْلَمُوْنَ اللهَ سُبْحَانَهٗ مُوْجِبًا	ہے کہ انبیاء علیہم السلام اللہ تعالے
وَمُرِيْدًا وَنَعْنِيْ بِالْاِرَادَةِ	کو موجب بالارادہ سمجھتے ہیں دراس مقام
هٰهُنَا اِرَادَةً مُتَجَدِّدَةً	پر ہم اس ارادہ سے ارادہ متجددہ مراد
وَيَضْمَحِلُّوْنَ فِي الْاِرَادَةِ	لیتے ہیں یہ لوگ ارادہ میں مضمحل رہتے

فَمِنْهَا اَمْرُهُمْ وَنَهْيُهُمْ وَخَوْفُهُمْ وَطَمَعُهُمْ وَالصَّحَابَةُ لَا يَعْرِفُوْنَ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ اِلَّا مُرِيْدًا وَفِيْهَا اِضْمِحْلَالُهُمْ وَمِنْهَا خَوْفُهُمْ وَطَمَعُهُمْ وَالْحُكَمَاءُ يَعْرِفُوْنَ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ مُوْجِبًا وَمُرِيْدًا وَلَا يَضْمَحِلُّوْنَ فِيْ كُلٍّ مِنْهَا وَالْاَوْلِيَاءُ يَعْرِفُوْنَ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ مُوْجِبًا فَقَطْ وَيَضْمَحِلُّوْنَ۔

ہیں ان کے اوامر و نواہی اور امید و خوف کا تعلق اسی سے ہوتا ہے اور صحابہ کرام اللہ تعالیٰ کو مرید بالارادہ جانتے تھے اور اسی میں انکا اضمحلال حاصل تھا اور ان کے خوف و رجاء کا مرکز اسم پاک المرید تھا حکماء اللہ تعالیٰ کو موجب اور مرید سمجھتے ہیں لیکن ان میں مضمحل نہیں ہوتے برخلاف اسکے اولیاء اللہ تعالیٰ کو صرف موجب جانتے ہیں اور اسی میں مضمحل ہو جاتے ہیں

وَاعْلَمْ اَنَّا لَا نَذْكُرُ اِلَّا مَا كَانَ مِنْ صُلْبِ كَمَالِهِمْ وَلَا نَنْقُلُ الْاَوْلِيَاءُ وَالْاَنْبِيَاءُ فَيَعْرِفُوْنَهٗ مُرِيْدًا اَوْ يَجْهَلُوْنَ سِرًّا فَيَعْرِفُوْنَهٗ مُرِيْدًا وَمِنْ هٰذَا الْوَجْهِ نَشَأَ اخْتِلَافُهُمْ فِيْ طَرَائِقِهِمْ فَعَلِمَ الْاَنْبِيَاءُ سِرَّ الْقَدَرِ وَضَنُّوْا بِهٖ عَلَى الصَّحَابَةِ وَكَذٰلِكَ اللّٰهُ

یاد رکھو جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے ان کے اصل کمال کی حیثیت سے بیان کیا ہے ورنہ بعض اوقات اولیاء بھی انبیاء کی تقلید سے اس کو مرید جانتے ہیں یا جہل اسرار کی بنا پر اسے ایسا سمجھتے ہیں اسی وجہ سے ان کے طریقوں میں اختلاف پیدا ہوا ہے انبیاء کرام قدر کے سر سے واقف تھے لیکن اپنے صحابہ سے اسے مخفی رکھا اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے

سبحانه سر الأهلة وغيره لهم ومن ثم افتراقهم في كلماتهم والسر في هذا الفرق ظهور الاسم المتجدد كما عرفت. ومنها أن تكليم الله سبحانه بأحكام الحدوث في حق الأنبياء صادق وكذلك الصحابة ولا يصح للأولياء يجتمع الطريقان للحكماء وإذا أمر الله سبحانه الأولياء فأتماهم مع الصورة المزاجية وسر هذا الفرق ما أسلفنا من الصورة المزاجية والحجرية ومنها أن الأولياء لا يطيقون ثبوت أحكام الأسماء في موطن العلم والعمل كليهما فمنهم رجل عليم ليس له أن يرشد ورجل مرشد ليس له أن يعلم

انہیں اہلہ وغیرہ کا راز نہیں بتلایا اس لیے انکے کلمات اور اقوال ایک دوسرے سے مختلف ہیں اس فرق کا راز اسم متجدد کے ظہور میں مضمر ہے۔
اور منجملہ ان فرقوں کے ایک یہ ہے کہ احکام حدوث سے اللہ تعالیٰ کا کلام کرنا انبیاء کرام کے حق میں صادق ہے نیز صحابہ کرام کے حق میں بھی درست ہے لیکن اولیاء کرام کے حق میں صحیح نہیں برخلاف اسکے کہ حکماء دونوں طریقوں کے جامع ہیں اللہ تعالیٰ اولیاء کو جب کوئی حکم دیتا ہے تو وہ صورت مزاجیہ کے مطابق ہوتا ہے اس کا راز وہ فرق ہے جو ہم نے صورت مزاجیہ اور صورت حجریہ کے درمیان بیان کیا اور انہیں میں سے ایک فرق یہ ہے کہ اولیاء کو موطن علم اور موطن عمل دونوں میں احکام اسماء کے ثابت اور برقرار رکھنے کی طاقت نہیں چنانچہ بعض ان میں سے عالم ہیں انہیں ارشاد کا حق نہیں اور جو صاحب ارشاد ہیں انہیں علم سے بعد

وَاَمَّا الصَّحَابَۃُ فَلَیْسَ کَمَالُھُمْ
عِلْمِیًّا وَالْاَنْبِیَاءُ وَالْحُکَمَاءُ عِلْمُھُمْ
وَعَمَلُھُمْ سَوِیَّانِ وَھٰذَا الْفَرْقُ
سِرُّہٗ اَنَّ الْاَوْلِیَاءَ فَنَاءُھُمْ
یَخْتَصُّ بِالنَّفْسِ وَلَھَا قُوَّتَانِ
اَلْعَاقِلَۃُ وَالْعَامِلَۃُ وَالرَّجُلُ
اِمَّا اَنْ یَّتَقَدَّمَ قُوَّتُہُ الْعَاقِلَۃُ
اَوِ الْعَامِلَۃُ جِبِلَّۃً

اَمَّا الْحُکَمَاءُ فَکَمَالُھُمْ
قُرْبُ الْوُجُوْدِ وَالْوُجُوْدُ قَبْلَ
تَمَیُّزِ الْعَاقِلَۃِ وَالْعَامِلَۃِ
بِحِیَالِھَا وَالْاَنْبِیَاءُ
کَمَالُھُمْ قُرْبُ الْفَرَائِضِ
وَمِنْھَا اَنَّ الْاَنْبِیَاءَ
اِنَّمَا التَّحْقِیْقُ لَھُمُ
التَّزَوُّجُ وَذٰلِکَ لِاَنَّ
وَجَاھَتَھُمْ تَقْتَضِیْ
مَنْ یَّسُوْسُوْنَھُمْ
وَیَعُوْلُوْنَھُمْ

ہے اور ان کے مقابلہ میں صحابہؓ کا کمال
علمی نہیں اور انبیاء کرام و حکماء کا علم
اور عمل دونوں برابر ہوتے ہیں اس فرق
میں راز یہ ہے کہ اولیاء کی فناء نفس
کے ساتھ خاص ہے اور اس کی دو قوتیں
ہیں ایک عاقلہ اور دوسری عاملہ اور انسان
کو باعتبار فطرت کے یا تو قوت عاقلہ کا تقدم حاصل
ہوگا یا اسکی قوت عاملہ غالب ہوگی،

حکماء کا تو قرب وجود ہی میں کمال
ہے اور یہ وجود اس سے پہلے تھا کہ قوت
عاقلہ اور عاملہ میں امتیاز پیدا ہو کہ ہر
ایک ان میں سے مستقل ہستی تصور کی
جانے لگے برخلاف انبیاء کرام کے کہ
ان کا کمال قرب فرائض میں ہے، اور
ان فرقوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ
انبیاء کرام کے مناسب حال ازدواجی
تعلقات کا پیدا کرنا ہے کیونکہ ان کی
وجاہت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ تدبیر
منزل اور سیاست مدنیہ کے بھی فرائض

وَالْاَوْلِیَاءُ اِنَّمَا الْحَقِیْقُ لَهُمُ الْعُزْلَةُ لِانْصِبَاغِهِمْ بِصِبْغِ الْقُدُّوْسِ الصَّمَدِ وَالْحُکَمَاءُ فِیْ اِشْکَالٍ مُشْکِلٍ فَحَیْثُ اَنَّ عِفَّتَهُمْ خَلِیْفَةٌ لِعِصْمَتِهِمْ یَحِقُّ لَهُمُ الْفَرْدِیَّةُ وَحَیْثُ اَنَّ لَهُمُ الْوَجَاهَةَ یَحِقُّ لَهُمُ التَّزَوُّجُ اِلَّا اَنْ یَاْخُذُوْا بِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَیْثُ تَحَنَّثَ بِغَارِ حِرَاءٍ فَیَتَحَنَّثُ قَبْلَ اَنْ یَّنْزِعَ اِلٰی اَهْلِهٖ؛

انجام دین، اور اولیاء کیلئے تو ہمیشہ مجرد رہنا ہی مناسب ہے تاکہ ان پر صمد و قدوس کا رنگ چڑھ جائے اور حکماء کی حالت مقام مشکل میں ہے، کیونکہ انکی حیثیت میں عصمت کا خلیفہ عفت ہونا اس بات کا مقتضی ہے کہ ان کے لئے فردیت رہے اور ان کو بھی وجاہت حاصل ہے اسلئے ازدواجی تعلقات کا پیدا کرنا ان کے مناسب حال ہے تو ہم اس اشکال سے کس طرح چھٹکارا حاصل ہو سکتا ہے کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کریں کیونکہ آپ غار حرا میں عزلت اختیار کرکے عبادت الٰہی میں مصروف رہتے پھر کچھ ایام کے بعد گھر واپس ہو کر اہل و عیال کے حقوق بجا لاتے

وَالْمُتَزَوِّجُ مِنَ الْاَوْلِیَاءِ ثَلَاثَةٌ رَجُلٌ اسْتَوٰی عَلَیْهِ تَوَقَانُ نَفْسِهٖ بِالشَّهْوَةِ وَرَجُلٌ غَشِیَهُ الْاِجْمَالُ فَانْتَزَعَ اِلَی التَّفْصِیْلِ فَصَکَلَمَتُهٗ

اولیاء کرام میں سے جو حضرات نکاح پر آمادہ ہوتے ہیں ان کی تین قسمیں ہیں ایک تو وہ شخص جس پر خواہشات نفسانی غالب ہو اس کی مثال یہ ہے کہ جس طرح کسی مہلک مرض کی دواء زہر کیساتھ کی جائے دوسرا وہ شخص کہ جسے اجمال نے گھیر لیا ہے اور پھر وہ

مُتَسَبِّرًاءُ دَرَجَةُ الْ تَنَوَّرَ تفصیل کی طرف رجوع کرتا ہے اور
بِنُوْرِ النُّبُوَّةِ فَاخَذَ مِنْ سُنَّتِ النِّكَاحِ ۔ تیسرا اس سے بات چیت کرتی ہے اور تیسرا وہ شخص جو نور نبوت سے منور ہوا اور اس نے آپ کا اتباع کرکے نکاح کرلیا

ابرار کا طریقہ

وَالرَّابِعَةُ طَرِيْقَةُ الْاَبْرَارِ مِنْ اَهْلِ الصَّفَاءِ وَمَعْنَاهُ اِنْقِهَارُ الْبَدَنِ تَحْتَ النَّفْسِ وَفَنَائُهُ فِيْهَا وَاَصْلُ مَذْهَبِهِمْ اَنَّ تَعَلُّمَاتِ لِلْاِنْسَانِ لَطِيْفَةٌ قَالِبِيَّةٌ اِنَّمَا الْحِسُّ شَانُهَا وَلَطِيْفَةٌ خَيَالِيَّةٌ شَانُهَا الْاِنْتِفَاتُ اِلٰى اَمْرٍ مُتَلَوِّنٍ مُتَشَكِّلٍ غَائِبٍ وَلَطِيْفَةٌ وَهْمِيَّةٌ شَانُهَا اِدْرَاكُ مَعَانٍ جُزْئِيَّةٍ حِسِّيَّةٍ وَحِفْظُهَا وَاِبْقَاءُهَا وَلَطِيْفَةٌ اِدْرَاكِيَّةٌ شَانُهَا

چوتھا طریقہ ابرار کا ہے جو اہل صفا سے ہیں اسکی حقیقت جسم کو نفس کا مغلوب اور مقہور کردینا اور اسمیں فنا ہوجانا ہے اور انکے مذہب کا اصل اصول یہ ہے کہ انسان میں کئی لطائف ہیں، ایک لطیفہ قالبیہ ہے جسکا کام محسوسات کا ادراک کرنا ہے دوسرا لطیفہ خیالیہ ہے اسکا کام کسی ذی لون اور ذی شکل کو جو نظر سے غائب ہے قوت خیالیہ میں حاضر کردینا ہے تیسرا لطیفہ وہمیہ ہے اس کا کام یہ ہے کہ معانی جزئیہ محسوسہ کا ادراک کرکے انکو اپنے پاس محفوظ رکھے اور

إدراك الكليات الطبيعية والأمور
المجردة في خاطر من الحس و
هذا خليفة النفس في عالم
التجرد وأقرب الجسمانيات إليها
ثم يحتشمون حيلة يقهرون
بها هذه اللطائف تحت النفس
ويتشبه بها كل التشبه والحيلة
هي التخلية والتجلية .

ایک لطیفہ ادراکیہ ہے کہ جو امور کلیہ
طبعیہ اور امور مجردہ کا ادراک کرتا ہے
اور یہ ادراک من وجہ احساس کے مشابہ
ہوتا ہے یہ لطیفہ عالم تجرد میں نفس ناطقہ
کا خلیفہ اور جسمانیت سے اسکے قریب
تر ہے چنانچہ یہ لوگ تدبیر سے اس
بات کی کوشش کرتے ہیں کہ نفس
ناطقہ کو لطائف کا مقہور کردیں اور اس کے
ساتھ ان کو کامل مشابہت ہو اور اس کا حیلہ تخلیہ اور تجلیہ ہے۔

فأول ما يصنعون أنهم
يغضون أبصارهم وسمعهم
ويسكنون جوارحهم
ويسكتون لسانهم و
يجيعون بطونهم ويظمأون
أكبادهم ويسهرون
أحداقهم ويعبدون الله
تعالى ويذكرونه
مولعين فيها حتى
تنقهر القالب وتنتنا .

تو اب میں ان کی ریاضت کا طریقہ
بیان کرتا ہوں وہ یہ کہ سب سے
پہلے یہ اپنی آنکھوں اور کانوں کو بند
کر لیتے ہیں، اور اپنے جوارح و اعضاء
کو اپنے قابو میں رکھتے ہیں زبان کو
خاموش کر دیتے ہیں اور بھوک پیاس
کی تکالیف کو برداشت کرتے ہیں؛
اور راتوں کو جاگتے اور نہایت ذوق
و شوق کیساتھ اللہ تعالے کی یاد
اور عبادت میں مصروف رہتے ہیں

وجهته الى مالوفاته ۔ یہاں تک کہ ان کا بدن مغلوب و مقہور ہو کر اپنے مالوفات کے ترک کر دینے پر آمادہ ہو جاتا ہے ۔

وثانيا ينفون الوساوس والخطرات وتذكرا لماضي والمستقبل واسهل اسبابه عندهم انهم يرقبون خيالهم وكلما بدا لهم باد اعرضوا عنه وسدوا من خلله اول مرة ويثبتون هنالك امرا ما هو تمثال لامر قدسي كاسم الله سبحانه ملفوظا وهو الاحسن وكاسمه مكتوبا وكصورة القلب وكصورة الشيخ حتى

اور دوسرا مرحلہ ان کی ریاضت کا یہ ہے کہ تمام ان خیالات اور وساوس کو جو دل میں پیدا ہوتے ہیں یا گزشتہ واقعات کی یاد میں دل مشغول رہتا ہے ۔ یا مستقبل کی فکر ہوتی ہے ان باتوں سے اسکو دور رکھتے ہیں اسکا آسان طریقہ انکے نزدیک یہ ہے کہ وہ اس انتظار میں رہتے ہیں کہ جوں ہی کوئی تشویشناک خیال یا وسوسہ دل میں آئے ابتدا ہی اس کا استیصال کر دیا جائے اور دل میں داخل ہونیکے اس کے راستے بند کر دیئے جائیں اور اسکے بجائے کسی ایسے امر کا تصور باندھا جائے جو کہ امر قدسی کا تمثال ہو مثلاً اللہ تعالیٰ کے زبانی اسم پاک میں مشغول ہو جائے جو سب سے احسن طریقہ ہے یا لکھے ہوئے اس

...نقطع وجهته الى ... مقدس پر غور کرے یا قلب کا تصور کرے
...یا لوفاته . یا شیخ کا تصور کر کے اپنے توجہ کو ان خیالات
سے ہٹا کر اس پر مرکوز کرے حتی کہ وہ مالوفات کلی طور پر ختم ہو جائیں ۔

وثالثا ینفون غضبهم ... تیسرا مرحلہ ان کی ریاضت کا یہ
...حرصهم والفتهم بالاهل ... ہے کہ وہ غصہ اور لالچ اور حرص مال
...المال وغیرها باسباب ... و اولاد کی محبت اور حب جاہ وغیرہ کو
...من ذکر فی رسائلهم ... اپنے دل سے نکال دیتے ہیں جنکے اسباب
...کتبهم کالاحیاء والکیمیاء ... وعلل اور طرق ازالہ کا مفصل بیان انکی
...وغیرها ویثبتون هناك ... تصنیفات میں موجود ہے جیسا کہ احیاء
...حب الله سبحانه بلوا سطة ... علوم اور کیمیائے سعادت وغیرہ اسکے
...التهلیل او الدعاء کما هو ... بعد وہ تہلیل کی کثرت یا ادعیہ یا ذرہ
...المعروف عندهم حتی یرسخ ذلك ... کے التزام سے جسطرح انکے ہاں معروف
...یکون کطلب الماء للعطشان ... ہے اپنے دل کو اللہ تعالے کی محبت
سے بھر دیتے ہیں اور یہ چیز اتنی راسخ ہو جاتی ہے جیسا کہ پیاسے کیلئے پانی ،

ورابعا یجعلون ... اور چوتھی چیز یہ ہے کہ وہ اپنے
...مدرکتهم ذکیة اما بکلام ... مدرکہ کو ذکی بنانے کی کوشش کرتے
...الواعظ او بتمثیل العظمة ... ہیں یا کلام واعظ کیساتھ یا اللہ تعالے
...بین ایدیهم او بتمرین ... کی عظمت کا تمثل وہ اپنے سامنے رکھتے
...ذلك المعقولات الصرفة ... ہیں یا خالص معقولات کی مشق کرتے

ويثبتون انفسهم بين
يدي الله تعالى على انه
حاضر عندهم محبوب
لهم غاية الحب وهذا
يسمى عندنا بنور الغيب
فاذا ملك ذلك شراشرهم
هو الصفاء المشاعري الذي
حثهم عليه الشارع ولاشراقيتهم
كدح آخر يتوجهون الى
علوم الحضوري بشراشرهم
بعد التصفية التامة فيتجرد
النفس الناطقة بعلمها
فينقدح لها علوم مجردة
ولا تثلج بها عندنا ۔

والكامل في صفاء
يكون ذا بركة يستمد به
يستنصر به يهدي
بصورته المثالية تارة

ہیں اور اپنے نفسوں کو اس چیز پر ثابت
رکھتے ہیں کہ اللہ تعالے ہر وقت ان کے
سامنے ہے اور اسکی ذات سے بہت
زائد محبت رکھتے ہیں، اسکا نام ہمارے
نزدیک نور غیب رکھا جاتا ہے اور
جب یہ تصور ان کے رگ و پے میں سرایت
کر جاتا ہے تو یہ وہ صفاء مشاعری
ہوتی ہے کہ جسکی شارع نے ترغیب
دی ہے، اور اپنی اشراقیت کو بڑھانیکا
ان کے ہاں ایک اور طریقہ ہے وہ یہ کہ
کامل صفائی اور پوری توجہ کیساتھ علم
حضوری کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اس
سے ان کے نفس ناطقہ کو تجرد حاصل
ہوتا ہے اور علوم مجردہ کی روشنی میں وہ منور
ہونے لگتا ہے مگر ہمیں ان علوم سے طمانیت قلب حاصل نہیں ہوتی۔

اور جو کوئی صفاء میں کامل ہوتا ہے
وہ صاحب برکت ہوتا ہے اس سے
دوام اور مدد طلب کی جاتی ہے اور
کبھی وہ اپنی صورت مثالیہ سے اور کبھی

بِأَفْعَالِهٖ وَأَقْوَالِهٖ اُخْرٰى وَ	وہ اپنے اقوال اور افعال سے لوگوں کی
يَكُوْنُ صَاحِبَ قُبُوْلٍ وَاِقْبَالٍ	ہدایت کا باعث ہوتا ہے وہ صاحب
وَعِنَايَاتٍ وَصُحْبَةٍ نُوْرَانِيَّةٍ	قبول اور اقبال اور عنایات ہوتا ہے
مِنْ حَيْثُ خُصُوْصِيَّةِ نَسَمَتِهٖ	اس کے نسمہ کی خصوصیت سے اسکی
لَا يَقَعُ فِيْهَا اَحَدٌ اِلَّا وَجَدَ فِيْ	حیثیت نورانی ہوتی ہے جسکو بھی
نَفْسِهٖ تَقَرُّبًا وَتُوْفِيْقًا مُفَاضَيْنِ	یہ صحبت نصیب ہو وہ اپنے آپ میں
مِنْهُ وَاِنَّمَا قُلْنَا مُفَاضَيْنِ	قرب اور توفیق معلوم کر لیتا ہے جو
مِنْهُ لِاَنَّ الْاَنْبِيَاءَ وَالْاَوْلِيَاءَ	مذکورہ ذات بابرکات کا فیض ہوتا
يَفُوْزُ كَمَالَ اَصْحَابِهِمْ مِنْ	ہے اور یہ قول ہم نے سلئے اختیار کر دیا
بَوَاطِنِهِمْ وَهِمَّتِهِمُ النَّسَمِيَّةِ	کہ انبیاء کرام اور اولیاء کے اصحاب
مُؤَثِّرَةٌ نَافِذَةٌ وَيَكُوْنُ هَشًّا	کے باطن خود بخود کامیاب ہوتے ہیں
بَشًّا لَا حَسَدَ وَلَا حِقْدَ وَلَا	کیونکہ ان کی ہمت نسمیہ بدرجہ غایت
طَمَعَ وَلَا اَمَلَ اَمْرُهٗ كُلِّيٌّ وَ	موثر اور نافذ ہوتی ہے لیکن ایسا شخص ہشاش بشاش
رَأْيُهٗ كُلِّيٌّ وَيَكُوْنُ مُعَلَّمًا مِنَ	رہتا ہے اس کے دل میں کسی کے لیے حسد اور کینہ نہیں
اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى ۔	ہوتا اور اس کو طمع نہیں ہوتی اور نہ کوئی اللج اس کا

امر کلی اور رائے کلی ہوتی ہے اور براہ راست وہ اللہ تعالیٰ سے تعلیم یافتہ ہوتا ہے

اہل صفا کے طریقے

وَلِلصَّافِيْنَ شُعَبٌ وَ	اہل صفاء کے کچھ شعبے اور طریقے

طرائق منها شعبة العلم
وهي اضمحلال في نور
السكينة وثلج وبرد يبعث
الرجل على الصبر من البلاء
وعلى الطاعات حين
المكاره والامر بالمعروف
والنهي عن المنكر و
المحافظة على حدود الله
والمجاهدة لاعداء الله
تعالى قولا وفعلا سميناه
شعبة العلم لما ادركنا
ان كثيرا من العلماء
المجتهدين المحققين
كانوا على هذه الطريقة و
منها شعبة العبادة وهي
اضمحلال في نور الطاعات
وقد اشرنا الى ان للصلوة
نورا وللصوم نورا آخر الى
غير ذلك وانه يدرك

ہیں ایک طریقہ ان میں سے علم کا ہے
اسکی حقیقت یہ ہے کہ کوئی شخص سکینہ
اور طمانیت قلب کے انوار میں اتنا
مضمحل ہو جائے کہ وہ مصائب اور
حوادثات کے پیش آنے پر سررشتہ صبر کو
ہاتھ سے نہ جانے دے طاعات اور
فرائض کی بجا آوری میں جن تکلیفات
کا سامنا ہو انہیں بخوشی برداشت کرے
امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں مصروف رہے
حدود اللہ کی محافظت اور قولاً وفعلاً
دشمنان خدا سے جہاد کرے اور ہم نے
اسے شعبۃ العلم سے اسلئے موسوم کیا ہے
کہ علماء مجتہدین محققین اسی طریقہ پر تھے
دوسرا طریقہ عبادت کا ہے اس کی
حقیقت یہ ہے کہ آدمی عبادت کے
نور میں مضمحل ہو جائے اس سے پہلے
ہم بیان کر چکے ہیں کہ نماز اور روزہ
وغیرہ طاعات اور عبادات کا علیحدہ
علیحدہ نور ہوتا ہے اور فراست سے

بِالْفِرَاسَةِ وَلَهَا آدَابٌ وَطُرُقٌ	اسکا ادراک کیا جاتا ہے اور اسکے
تُذْكَرُ فِي كُتُبِهِمْ	آداب اور طریقے کتب قوم میں مذکور
وَالسُّهْرَوَرْدِيَّةُ مِنَ الْقَائِمِينَ	ہیں، سہروردیہ کو اس طریقہ میں خاص
بِالْأَمْرِ فِيهَا وَسَمَّيْنَاهُ نُورًا لِمَا	امتیاز حاصل ہے اور ہم نے نور کی تعبیر
يَتَمَثَّلُ فِي الْوَاقِعَاتِ عَلَى	اسلئے اختیار کی ہے کہ واقعات میں
هَيْئَةِ النُّورِ الْحِسِّيِّ وَتَشْبِيهًا	وہ نور حسی کی صورت میں متمثل ہوتا ہے
لَهُ بِهِ وَمِنْهَا شُعْبَةُ الْخُشُوعِ	تیسرا طریقہ خشوع وخضوع کا ہے،
وَهِيَ انْكِسَارٌ وَإِخْبَاتٌ دَائِمٌ	اسکی حقیقت دائمی انکسار اور اخبات
يَضْمَحِلُّ فِيهِ الرَّجُلُ	ہے جس میں کہ آدمی مضمحل ہوجاتا ہے
وَيُقَالُ عَلَى التَّجَوُّزِ إِنَّهَا	مجازاً یہ لکھدیا جاتا ہے کہ یہ طریقہ
نِسْبَةُ أَهْلِ الْبَيْتِ وَلَيْسَتْ	اہل بیت کا ہے لیکن حقیقی طور پر یہ
عَلَى الْحَقِيقَةِ وَمِنْهَا شُعْبَةُ	نہیں کہہ سکتے چوتھا طریقہ خوف ورجا
الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ إِمَّا مِنَ	بیم وامید کا ہے جس کا تعلق یا تو جنت
النَّارِ وَمِنَ الْجَنَّةِ وَإِمَّا مِنْ	ودوزخ سے یا اللہ تعالےٰ کے غضب
غَضَبِ اللهِ وَجُودِهِ وَإِنَّهَا كَانَتْ	اور اسکی رحمت سے ہے یہ اسلاف
فِي السَّلَفِ وَلَمْ نَرَ فِي زَمَانِنَا	کا طریقہ تھا مگر آج کل ایسا کوئی بزرگ
رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهَا وَهٰذِهِ	نہیں نظر پڑا۔ اللہ تعالےٰ نے کلام مجید
الْأَرْبَعُ عَنَاهَا اللهُ تَعَالَى حَيْثُ	ان چاروں طریقوں کا وہاں ذکر کیا
ذَكَرَ وَصْفَ الْمُؤْمِنِينَ فِي	ہے کہ جہاں مومنوں کے اوصاف

كتابه في مذهب البطن
الاول من السبعية ولها ربطا
بطريقة الصحابة ومنها شعبة
المحبة وهي هيجان العشق
وان يسري في البدن كله
اما رأيت العاشق المفرط
كيف تجتمع شراشره وتخفق
قلبه ويسود لونه و
ييبس بصره وذهنه كيفية
ما مثل الجوع والعطش
تدرك بالواهمة وعيابها
عند الجشتية وصفاتها
تسمى الاحرارية ومنها شعبة
التوحيد ما لم يكن على
ما وصفنا في الولاية و
قد تلونت بها كثيرون
في زماننا بيد بديع
الشان وهو نسم مسافة
السلوك من انكار اكثر

بیان کئے ہیں یہ معنی ان آیات کے حروف
سبعہ میں سے بطن اول کے مذہب کے
مطابق ہیں اور یہ طریقے صحابۂ کرام کے
طریقوں سے وابستہ ہیں اور ایک ان
میں سے محبت کا طریقہ ہے کہ عشق
کو ہیجان میں لاکر اسے سارے بدن
پر مسلط کر دیا جائے تم نے کسی عاشق
زار کو دیکھا ہوگا کہ کس طرح اس کی
رگ رگ میں عشق سرایت کئے ہوئے
ہوتا ہے اسکا دل دھڑکتا رہتا ہے
اور اسکا رنگ متغیر ہو جاتا ہے اور اس
کی آنکھیں اندر کی طرف گھس جاتی
اور خشک رہتی ہیں یہ بھی بھوک پیاس
کی طرح ایک وجدانی کیفیت ہے جسکا
ادراک قوت واہمہ کے ذریعہ ہوتا ہے
اس طریقہ کے علمبردار چشتیہ اور احراریہ
اور ایک طریقہ توحید کا ہے اس سے
توحید مراد نہیں کہ جسکا تذکرہ ہم نے
ولایت کے بیان میں کیا ہے ہمارے

الاِسْتِعْدَادَاتِ وَمِنْهَا شُغْبَۃُ الْيَادْ دَاشْت وَهِيَ اِضْمِحْلَالُ الْمُدْرِكَۃِ فِي اِدْرَاكِ اَمْرٍ مُجَرَّدٍ وَالْاِشَارَۃِ اِلَيْهِ وَتُسَمَّى بِنُوْرِ الْغَيْبِ وَهِيَ طَرِيْقَۃُ نَقْشَبَنْدِيَّۃ وَمِنْهَا شُغْبَۃُ الرَّابِطَۃِ وَهِيَ اِضْمِحْلَالُ وَاِنْصِبَاغٌ بِصِبْغِ رُوْحٍ مَا اِمَّا يَجْمَعُ الْهِمَّۃَ عَلٰى قَبْرِ الْاَوْلِيَاءِ وَاِمَّا اِلٰى رُوْحِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ طَرِيْقَۃُ اَهْلِ الْحَدِيْثِ الْاَسَاتِذَۃِ مِنْهُمْ اَوْ اِلٰى رُوْحِ وَلِيٍّ مَا وَكَانَ السَّلَفُ فِي بَدْءِ الْاَمْرِ يَشْتَغِلُوْنَ بِذٰلِكَ ٭

ہی زمانہ میں بہت سے اصحاب عجیب طرزپہ انہیں رنگے گئے ہیں اس سے سلوک کی مسافت کم ہوجاتی ہے لیکن اسکے ساتھ بہت سی استعدادیں مدہم پڑجاتی ہیں اور ایک طریقہ یادداشت کا ہے اسکی حقیقت امر مجرد میں آدمی کا محو ہوجانا ہے اور اسی امر مجرد کو وہ اپنا مشارالیہ بنالے اور یہ نور غیب کے ساتھ موسوم ہے اور یہ نقشبندیہ کا طریقہ ہے اور ایک طریقہ رابطہ کا ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی کسی روح کو اپنی توجہ کا مرکز بناکر اپنے آپ کو اس میں محو کردے اس کی صورت یہ ہے کہ یا تو اولیاء کرام کی قبور پر اپنی توجہ کو مرکوز کرے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کی طرف متوجہ ہو یہ اساتذہ اہل حدیث کا طریقہ ہے یا کسی ولی کی روح کی جانب متوجہ سلف عموماً ابتداء میں ان ہی طریقوں میں مشغول ہوتے تھے

وَهٰذِهِ الْاَرْبَعُ لَهَا رَبْطٌ مَا بِحَقِيْقَۃِ الْوِلَايَۃِ وَهِيَ مِنْ تَمَثُّلَاتِهَا وَتِلْكَ مَسَائِلُ مِنَ الْوِلَايَۃِ لَا يَسْتَغْنِيْ

اور ان چاروں طریقوں تعلق حقیقت ولایت سے ہے اور یہ اسکے تمثلات ہیں ولایت کے مسائل ذکی الطبع کیلئے تو بہت مفید ثابت ہونے

بِهَا الذَّكِيُّ وَلَا يَنْتَفِعُ بِأَصْرَحَ مِنْهَا الْغَبِيُّ وَ لْنَخْتِمْ مَا بِفَوَائِدَ ۔

ہیں لیکن غبی کیلئے زیادہ سے زیادہ تصریح بے سود ہے اس مقام پر ہم چند فوائد لکھ کر ختم کرتے ہیں،

فوائد مختلفہ

لَمَّا انْقَرَضَ عَهْدُ الصَّحَابَةِ وَفِيْ مُحَقِّقُوْهُمْ وَقَعَ النَّاسُ فِي الصَّفَاءِ الْعِلْمِيِّ اَوِالنُّوْرِيِّ كُلُّهُمْ اَوْ اَكْثَرُهُمْ ثُمَّ مَالَ اَذْكِيَاءُهُمْ وَاَهْلُ الْجَذْبِ مِنْهُمْ اِلَى الْفَنَاءِ وَكَشْفِ الْحُجُبِ فَتَحَقَّقَ طَرِيْقُ الْاَوْلِيَاءِ ۔

(۱) جب صحابہ کرام کا عہد گزر چکا اور محققین صحابہ کا انتقال ہو گیا تو سب کے سب یا اکثر صحابہ صفا علمی او نوری میں مشغول ہوئے پھر ان میں سے جو اذکیاء اور اہل جذب تھے وہ فنا اور کشف حجاب کیطرف مائل ہوئے اس سے اولیاء کا طریقہ ظہور میں آیا

(۲) فِيْ جَانِبِ الضَّلَالِ اَيْضًا كَمَالَاتٌ اِنْسِلَاخِيَّةٌ كَمَا فِي الشَّيْطَانِ وَالدَّجَّالِ فِيْ مَا نَرَى وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَفَنَائِيَّةٌ كَمَا فِيْ فِنَاءٍ مِنَ النَّاسِ لَمْ يَتَنَوَّرُوْا بِنُوْرِ النُّبُوَّةِ وَكَانُوْا يَشْرَبُوْنَ

ضلالت میں بھی ہدایت کی طرح انسلاخی کمالات ہوتے ہیں جس کی مثال ہماری رائے میں شیطان اور دجال ہے اور اسی طرح کمالات فنائیہ بھی ہوتے ہیں یہ ان لوگوں میں ظہور پذیر ہوتے ہیں جو نور نبوت سے منور نہیں ہوتے کہ شراب نوشی اُن کا

الخمور و يضيعون
الصلوٰة و صفائية كما
في جوكية الهند و
أهل النيرنج ۔
(۳) عوام الناس متفرقون
فيما يولون وجوههم شطره
واما محققو الفلاسفة فيسمون
الاضافيات عقلا فعالا و
ذلك لانه امر مجرد فيضي من
حيث الاجمال والشئون ربا
واجبا لانه امر مجرد بسيط على
ضرب من البساطة من حيث
الاجمال واما المتكلمون فمنهم
من عبد الشئون كالفلاسفة
ومنهم من عبد الثبوتيات
وهذا الصنف اكثرهم واما الاشعرية
فمذهبهم من تماثيل مذهب الصحابة
واما الراسخون من اصحاب السكينة
فيعبدون التنزيهات لانه امر مجرد

شیوہ تھی اور وہ نماز کی پابندی نہیں
کرتے تھے اور اسی طرح کمالات صفائیہ
کا بھی ظہور ہوتا ہے جیسا کہ ہندوستان
کے جوگی اور اہل نیرنگ ہیں،
(۳) عام لوگ جسکو قبلہ توجہ ٹھہراتے ہیں
اس میں بڑا اختلاف ہے چنانچہ محققین
فلاسفہ اضافیات کو عقل فعال سے
موسوم کرتے ہیں کیونکہ وہ من حیث
الاجمال ایک امر مجرد فیضی ہے اور
شئون کو یہ لوگ رب واجب کہتے
ہیں کیونکہ وہ ایک امر مجرد بسیط ہے من
حیث الاجمال اس میں بساطت ضرور
ہے متکلمین میں سے بعض تو فلاسفہ کی طرح
شئون کی پرستش میں مصروف ہیں اور
بعض ثبوتیات کو معبود ٹھہرائے ہوئے
ہیں اور اشاعرہ کا مذہب طریق صحابہ
کے تمثلات میں سے ہے لیکن جو اصحاب
سکینہ راسخین ہیں وہ تنزیہات کی
عبادت کرتے ہیں کیونکہ وہ من حیث

تنزیھی قدسی من حیث الاجمال	الاجمال ایک مرتنزیہی قدسی ہے
(۴) اذا سمعت من ائمۃ	(۴) جب تم ائمہ اہل ولایت کو یہ
الولایۃ ان فلانا عیسوی	کہتے ہوئے سنو کہ فلاں شخص عیسوی
المشرب او موسوی المشرب	المشرب ہے تو اس کے دو معنی ہوتے
فاعلم ان لہ معنیان اما یریدون	ہیں یا تو ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ
انہ فنی من حیث لطیفۃ ھی	وہ اس لطیفہ میں فنا ہوا جو لطیفہ اس اسم
من تماثیل ما کان النبی من	پاک کا تمثل ہے جس کا تمثل وہ نبی
تماثیلہ او یریدون انہ بقی	ہے جسکی طرف اس کو منسوب کیا جاتا
فی سمت یختص بذلک النبی من	ہے یا ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ
حیث الانسلاخ وکان فی الوفی	اس روش میں فنا ہو گیا جو انسلاخ کی
مع الصورۃ المزاجیۃ ۔	حیثیت سے اس نبی کے ساتھ مخصوص ہے

اور وہ ولی کی صورت مزاجیہ کے ساتھ وابستہ رہتی ہے

(۵) حیثما وقع فی القرآن او فی	(۵) قرآن مجید یا احادیث میں جہاں کہیں
الاحادیث ذکر روح القدس	روح القدس کا تذکرہ آیا ہے اس سے
فانما یریدبہ الاسم المتجدد	مراد اسم متجدد ہے جسکو روح کیساتھ تشبیہ
تشبیھا لہ بالروح وانما خص	دی گئی ہے عیسٰی علیہ السلام کی تخصیص
عیسٰی بالذکر لسبوغتہ کما	اسکے سبوغ کا ثبوت ہے اَللّٰھُمَّ
عرفت اللھم انت اعلم بغیب	اَنْتَ اَعْلَمُ بِغَیْبِ السَّمٰوٰتِ
السمٰوات والارض ۔	وَالْاَرْضِ ۔

اَلْخِزَانَۃُ الثَّامِنَۃُ آٹھواں خزانہ

احکامِ نشأۃ شرعیّہ

اِعْلَمْ اَنَّ فِی الْاَعْمَالِ سِرًّا لَوْظَهَرَ لَكَ لَحَارَ خَوْلُكَ وَطَارَ طَوْلُكَ وَهُوَ اَنَّ مِنْهَا مَا وِزَانُہٗ فِیْ جَانِبِ الْهِدَايَةِ وِزَانُ الْاَنْبِيَاءِ وَمِنْهَا مَا وِزَانُہٗ فِیْ جَانِبِ الضَّلَالِ وِزَانُ الشَّيَاطِيْنِ وَالدَّجَاجِلَةِ۔

اعمال میں ایسے اسرار مخفی ہیں کہ اگر وہ تمہارے سامنے ظاہر ہو جائیں تو تم حیران ہو جاؤ اور تمہارے ہوش اڑ جائیں چنانچہ ہدایت کی جانب میں بعض ایسے اعمال ہیں جو انبیاء کرام علیہم السلام ہی سے صادر ہو سکتے ہیں اور ضلالت کی جانب میں بعض ایسے اعمال ہیں جو شیاطین اور دجال ہی سے ظاہر ہو سکتے ہیں،

وَاَصْلُ ذٰلِكَ اَنَّ مِنَ الْاَعْمَالِ مَا هُوَ اَخُو الْعَامِلِ كَالْحَرَكَةِ الصَّعُوْدِيَّةِ لِلنَّارِ وَالدَّوْرِيَّةِ لِلْفَلَكِ يَعْنِیْ اَنَّ ذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ

اس کی اصلیت یہ ہے کہ بعض اعمال ایسے ہوتے ہیں کہ جنکا اعمال کیساتھ اخوت کا رشتہ ہوتا ہے جیسا کہ آگ کی حرکت صعودیہ اور آسمان کی حرکت دوریہ چنانچہ دونوں بمنزلہ لازم و ملزوم

هٰذَا فِي عَالَمِهٖ وَاٰنَّهٗ	کے ہوتے ہیں اور دونوں کا منبع فیضان
مُفَاضٌ مِنْ مَنْبَعٍ فَيْضَانٍ	ایک ہوتا ہے اسلئے وہ خارج میں باہم
هٰذَا فَلَاجَرَمَ اَنَّهٗ مُلَازِمُهٗ	پیوستہ رہتے ہیں برخلاف اس کے
فِي الْخَارِجِ وَمِنْهَا مَا هُوَ	کہ بعض اعمال اور ان کے عاملوں کا
مُضَادٌّ لِلْعَامِلِ كَالتَّهَقِ	آپس میں تضاد ہوتا ہے کیونکہ ان میں
لِلْاِنْسَانِ بِمَعْنٰى عَدَمِ	طبعًا مناسبت معدوم ہوتی ہے جیساکہ
الْمُنَاسَبَةِ الْمَذْكُوْرَةِ ۔	انسان کیلئے گدھے کی آواز نکالنا ۔

بعض اعمال کا عاملوں کے ساتھ لزوم ہوتا ہے

ثُمَّ تَلَطَّفْ مِنْ نَفْسِكَ	پھر جان لو کہ بعض اعمال ایسے بھی
حَتّٰى تَعْلَمَ اَنَّ مِنَ الْاَعْمَالِ	ہیں کہ قدسی حیثیت سے ان کے اور
مَا يَلْزَمُ الْعَامِلَ مِنْ حَيْثُ	ان کے عامل کے درمیان لزوم ہوتا
هُوَ سَانِحٌ بِمَعْنٰى اَنَّ	ہے اس کے یہ معنٰی ہیں کہ اس عمل کا
ذٰلِكَ الْعَمَلَ مَنْبَعُهٗ بِعَيْنِهٖ	منبع بعینہٖ انسان کا منبع ہوتا ہے لیکن
مَنْبَعُ الْاِنْسَانِ لٰكِنَّ الصُّوْرَةَ	صورت تخلیطیہ نے دونوں میں جدائی
الْخَلْطِيَّةَ كَانَتْ اَوْقَعَتْ	ڈالدی ہے چنانچہ جب آدمی کو اس
بَيْنَهُمَا انْفِكَاكًا فَاِذَا	سے انسلاخ حاصل ہوتا ہے اور آدمی
انْسَلَخَتْ وَبَقِيَ عَلٰى مَا كَانَ	کی وہی حالت ہو جاتی ہے جو ازل
عَلَيْهِ اَزَلًا لَزِمَهٗ وُجُوْدُهٗ	میں تھی تو اس کے ساتھ وجود خارجی

الخارجي الذي لا صورة
له إلا ثبوتية ضعيفة
كالصلوة فإن منبعه
الحي القيوم وهو بعينه
منبع نوع الانسان
فاذا انسلخ وكان
عالما بالنشأت سواء
كان علما فطريا او
حصوليا لزمته ومنها
ما ينافيه ويضاده
لا من حيث قدسانيته
كالقتل فانه لما كان
سالبا للحيوة ناقض
الرب المفيض للوجود
فلما انسلخ عن
الصورة المزاجية
وانقاد لحكم الرب
وجب عليه الاجتناب
من القتل لعلمه

لازم ہوجاتا ہے جسکی کوئی صورت بغیر
اسکے نہیں ہوتی، نماز کی طرح ایک
کمزور سی حالت باقی رہ جاتی ہے کیونکہ
اسکا منبع الحی القیوم ہوتا ہے جو بعینہ
انسان کے معرض ظہور میں آنیکا منبع
ہے اسلئے جب انسان کو انسلاخ حاصل
ہوجاتا ہے اور وہ نشأت کا عالم
ہوتا ہے علاوہ ازیں کہ یہ علم فطری ہو یا
حصولی وہ اعمال اسکو لازم ہوجاتے ہیں
اور بعض اعمال ایسے ہیں جو کہ اس کے
منافی اور مخالف ہیں لیکن یہاں پر
قدسی حیثیت کا دخل نہیں ہوتا اسکی
مثال ارتکاب قتل کی طرح ہے کیونکہ
قتل کا مفہوم یہ ہے کہ کسی کو نعمت
وجود سے محروم کردیا جائے اسلئے
فعل کو رب تعالیٰ کیساتھ تضاد ہے
جو کہ افاضۂ وجود کے ساتھ موصوف ہے جب
آدمی صورت مزاجیہ سے منسلخ ہوکر
اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے مطیع

بِالْمُنَافَاتِ ۔ اور فرمانبردار ہوتا ہے تو قبل سے اجتناب کرنا اس کے لئے فرض ہو جاتا ہے کیونکہ اسے ارتفاعات کا علم حاصل ہو گا۔

فَاعْلَمْ اِذَنْ اَنَّ	اب یہ بھی سمجھ لو کہ بعض اعمال
مِنَ الْاَعْمَالِ مَا لَا يَقِرُّ بِالنَّبِيِّ	ایسے بھی ہیں کہ نبی اور حکیم کو اسوقت
وَبِالْحَكِيْمِ الْقَرَارُ مِنْ حَيْثُ	تک سکون نہیں ہوتا جب تک کہ
مُقْتَضٰى كَمَالِهِمَا اِلَّا بِاَنْ	انہیں نہ کرلیں، کیونکہ انکے کمال کا
يُلَابِسَهُ وَمِنْهَا مَا يَقِرُّ	اقتضاء یہی ہے اور اسی طرح باعتبار
بِهِمَا الْقَرَارُ مِنْ	اقتضائے کمال کے بعض اعمال ایسے ہیں
مُقْتَضٰى كَمَالِهِمَا اِلَّا بِاَنْ	کہ جسوقت تک ان سے اجتناب نہ کیا
يَجْتَنِبَهُ مِثْلُهُمَا حِيْنَئِذٍ	جائے وہ سکون نہیں حاصل کرتے ان
مِثْلُ مَنْ اَكَلَ دَوَاءً حَارًّا	دونوں کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کوئی
فَاشْتَهٰى لِطَبِيْعَتِهٖ مَاءَ الزُّلَالِ	شخص گرم دوا کھالے تو وہ طبعاً ٹھنڈے
اَوْ شَبِعَ شِبَعًا مُفْرِطًا	پانی کا متقاضی ہوتا ہے اور جبتک کہ وہ
فَكَرِهَ الطَّعَامَ وَهٰذَا	اپنی خواہش پوری نہ کرے اسے اطمینان
مِثْلُ الْوَجَاهَةِ لِلْحَكِيْمِ	حاصل نہیں ہوتا یا جیسا کہ کوئی شخص
وَالنَّبِيِّ كَمَا كَانَتْ ۔	سیر ہو کر کھانا کھائے تو اس کو مزید کھانے سے

نفرت ہوتی ہے یہ نبی اور حکیم کی وجاہت کی ایک مثال ہے۔

ثُمَّ كَمَا انْحَازَتِ الْاِرَادَةُ	جس وقت ارادہ میں تحیز پیدا ہوا
وَتَمَثَّلَتْ فِي النَّشْاَةِ الْقَدِيْمَةِ	اور وہ نشأۃ قدیمہ میں متمثل ہوا، جس

وَانْحَازَتْ مِنْهُ الرُّبُوبِيَّةُ
بِحَسَبِ الْكَمَالِ حَتّٰى حَازَتْ مِنْهَا
جِهَاتٌ بِحَسَبِ مَحَلِّ فِعْلٍ
نَفْلٌ، فَمِنْهَا جِهَةُ الْوُجُوبِ
وَمِنْهَا جِهَةُ الْحُرْمَةِ فَنَشَأَتِ
الشَّرِيعَةُ اَزَلًا وَاَبَدًا فَمَنْ
وَقَعَ عَلَيْهَا وَجَبَتْ عَلَيْهِ
فَهٰذَا مِثْلُ الْقُطْبِيَّةِ
الْاِرْشَادِيَّةِ
ثُمَّ لَمَّا تَجَلَّى اللّٰهُ سُبْحَانَهُ
فِي اَعْيَانِ الرُّسُلِ وَتَحَقَّقَ
وَانْقَلَبَتِ الْحِكْمَةُ وَحْيًا
اُمِرُوْا مِنَ اللّٰهِ بِتِلْكَ الْاَوَامِرِ
وَتَحَقَّقَتِ الْاَوَامِرُ فِي عَالَمٍ
مُجَرَّدٍ لَا مَكَانَ هُنَاكَ وَلَا
زَمَانَ لِتَحَقُّقِ هٰذَا التَّجَلِّي
فَهٰذَا انْقِلَابُ الْقُطْبِيَّةِ
الْاِرْشَادِيَّةِ دَعْوَةً وَاجِبَةً
ثُمَّ لَمَّا بَلَغَ نِصَابُ الْكَثْرَةِ

سے ربوبیت کو باعتبار کمال کے انحیاز
حاصل ہوا اس سے ہر ایک فعل اور عمل
کے مطابق ایک خاص جہت اور حیثیت
ظہور میں آئی چنانچہ ایک حیثیت وجوب
عمل کی اور دوسری اسکی حرمت کی
اسی سے شریعت پیدا ہوئی جو ازل سے
ابد تک قائم ہے جس کو بھی اسکا سامنا
ہوا اس پر اسکی پابندی واجب ہو گئی
یہ مثال قطبیت ارشاد کی ہے،
پھر جب اللہ تعالیٰ نے رسولوں کے
اعیان میں تجلی فرمائی اور اس کو تحقق
حاصل ہوا حکمت نے وحی کی صورت
اختیار کی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے
اوامر کی پابندی کا حکم صادر ہوا اس
تجلی کا یہ نتیجہ ہوا کہ یہ اوامر عالم تجرد
میں متحقق ہوئے کہ جہاں نہ زمان ہے
نہ مکان تو یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ قطبیت
ارشاد دعوت واجبہ کی شکل اختیار کر جائے
پھر جب کہ ہر ایک نبی کے عہد میں

فی عرفان کل نبی لا سیما فی زمن نبینا صلی الله علیه وسلم نشأ له وجود یقتضی الوجوب والتحریم بحسب کمالهم فی هذه النشأة ایضا فوجبت الشریعة علی کل احد مسلما کان اولا فهذا مثل الخاتمیة فلم یبق شرجة من شراج التحقیق فی النشأت القدیمة والحادثة بحسب کل استعداد الا دخلت فیها فکانت سائرة لا فق فبهذا اتم وجوبها۔

خصوصاً ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ رسالت میں وہ تحقیق کثرت کی حد تک پہنچ گیا، اس کو ایک ایسا وجود حاصل ہوا جسکا تقاضا اس نشأۃ دنیویہ میں انکے کمال کے مطابق ایجاب اور تحریم کا وقوع میں آنا تھا اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ شریعت کی پابندی ہر ایک شخص پر فرض ہو گئی خواہ وہ مسلم ہو یا نہ ہو یہ خاتمیت کی مثال ہے چنانچہ نشأت قدیمہ اور حدیثہ میں ہر ایک استعداد کے مطابق تحقیق کا کوئی ایسا مقام باقی نہ رہا جس میں اس نے دخل نہ پایا ہو حتی کہ اس نے آفاق سماء کو گھیر لیا یہ اسکے کمال وجوب کا ثبوت ہے،

خصائص عبادت

واعلم ان کل شیء من العبادات فله اربع خصائل له مبدأ راسخ ازلا وابدا

یاد رکھو کہ تمام عبادات میں چار خصوصیتیں پائی جاتی ہیں (۱) ان کا وہ مبدء جو ازل سے ابد تک قائم

وهو الجهة المنتشأة من الرب بحسب الكمال وله دعوة تامة أسمي تأثير في النشأة الدنياوية وسرها أن من الأعمال ما يخرج من الصحف في الدنيا لا سيما للسابقين بالسبوغ الأخروي وله مثوبة ثابتة وسرها سيرد عليك أحكام المعاد وله مصلحة عامة وذلك من سبل ثلث.

رہتا ہے اس سے ہماری مراد وہ جہت ہے جسکے ظہور کی ابتداء کمال نوعیت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتی ہے (۲) یہ حیثیت نشاۃ دنیویہ میں اثر انداز ہوتی ہے جسکو ہم دعوت تامہ کہتے ہیں اسکا راز یہ ہے کہ بعض اعمال اسی دنیا میں صحف سے نکل آتے ہیں جن لوگوں کو آخرت کے لحاظ سے سبوغ تام حاصل ہے ان کی یہی کیفیت ہے (۳) ان کی جزاء ایک مر ثابت ہوتی ہے احکام معاد میں ہم اس کا راز بیان کرینگے

(۴) اس میں مصلحت عامہ ہوتی ہے اور یہ تین طریقہ پر ہوتی ہے

من سبيل تهذيب النفس إما الإقبال إلى القدوس المحبوب وإما شمول النور التام الذي هو كمال بحسب النشأة التي ينكرها العامة وإما العفة والشجاعة

(۱) یا تو اس سے تہذیب نفس کا فائدہ حاصل ہوتا ہے جس سے کہ خدائے بزرگ و برتر کی جانب متوجہ ہوتا ہے اور نور کامل اسکو گھیر لیتا ہے جو کہ ایسی نشاۃ کا کمال ہے کہ جس کا عوام انکار کرتے ہیں یا یہ کہ اسے عفت شجاعت اور سخاوت یہ تمام

وَالسَّخَاوَةِ الْحِسِّيَّاتِ ۔	جنھیں حسی طور پر حاصل ہوتی ہیں،
وَمِنْ سَبِيْلِ تَدْبِيْرِ	(۲) دوسرے یہ کہ وہ فائدہ تدبیر
الْمَنْزِلِ فَإِنَّهُمْ إِذَا تَوَجَّهُوْا	منزل کے متعلق ہو چنانچہ اگر سب
إِلَى جِهَةٍ وَاحِدَةٍ قُدْسِيَّةٍ	لوگوں کا قبلہ توجہ ایک جہت قدسیہ
بِأَجْمَعِهِمْ تَوَحَّدُوْا تَوَحُّدًا	ہو تو ان میں نہ صرف قدسی اور روحانی
قُدْسِيًّا وَحِسِّيًّا أَيْضًا	طور پر وحدت پیدا ہو گی بلکہ عالم ظاہر
فَيَنْعَكِسُ عَلَى بَعْضِهِمْ أَنْوَارُ	میں بھی وہ متحد ہوں گے اور ایک کا
بَعْضٍ فَيَتِمُّ التَّجَلِّيْ وَالتَّخَلِّيْ	نور دوسرے پر پرتو افگن ہو گا تو اس سے
وَذٰلِكَ لِأَنَّ النُّفُوْسَ	تجلی اور تخلی میں کمال پیدا ہو گا کیونکہ
كَالْمَرَايَا يَنْطَبِعُ فِيْ بَعْضِهَا	نفوس انسانی کی مثال شیشوں کے
الصُّوَرَةُ الْمُنْطَبِعَةُ فِيْ	طریقہ پر ہے کہ ایک شیشہ کی صورت
بَعْضٍ ۔	دوسرے شیشہ میں نظر آتی ہے
وَمِنْ سَبِيْلِ أَسَاسِ الْمَدَنِيَّةِ	اور تیسری حیثیت کا تعلق ترقی بدن سے
فَإِنَّهُمْ إِذَا تَلَبَّسُوْا بِهَا	ہے کیونکہ جس وقت وہ اپنی اندرونی
سَكَنَتْ أُمُوْرُهُمْ وَ	حالت درست کر لیں گے تو ان پر
سَاسَتْ لَهُمْ أَنْوَارٌ	انوار مقدسہ کی حکومت قائم ہو جائیگی
مُقَدَّسَةٌ وَإِسْتَذْكَرُوْا	اور ظلم اور غفلت کے وقت وہ اپنے
رَبَّهُمْ فِي الْجَوْرِ وَالْغَفَلَاتِ	پروردگار کو یاد کر کے باز رہیں گے
وَالْعَامَّةُ تَظُنُّ أَنَّهَا	عوام تو صرف اتنا ہی جانتے ہیں، کہ

كَانَتْ لِلْمَصْلَحَةِ وَنَحْنُ نَقُوْلُ الْمَصْلَحَةُ كَانَتْ لِاَجْلِ رُسُوْخٍ قَدَمِهَا فِي الْمَبَادِيْ.

کہ انہیں مصلحت ہے لیکن ہمارا کہنا یہ ہے کہ یہ مصلحت اسلئے ظہور میں آئی کہ مبادی میں اسکا قدم راسخ تھا،

وَكَذٰلِكَ الْكَبَائِرُ مِنَ الذُّنُوْبِ لَهَا اَرْبَعُ خِصَالٍ لَهَا مَبْدَاٌ رَاسِخٌ وَهُوَ مُخَالَفَتُهَا لِلْاَسْمَاءِ مِنْ حَيْثُ اَنَّهَا مِنَ الصُّوَرِ الْمِزَاجِيَّةِ وَلَهَا مَثُوْبَةٌ ثَابِتَةٌ وَدَعْوَةٌ وَاجِبَةٌ وَفَسَادُ مَصْلَحَةٍ فِيْ اَقْسَامٍ ذُكِرَتْ.

اور اسی طرح کبیرہ گناہوں میں چار باتیں ہوتی ہیں ایک ان کا مبدأ مستحکم ہے وہ یہ کہ ان کا وجود صورمزاجیہ کی حیثیت سے اسماء پاک کے تقاضا کے مخالف ہے دوسرے انکی سزا اور عقوبت ایک امر ثابت ہے اور تیسرے دعوت قلبیہ حاصل ہے، اور چوتھے ان میں فساد مصلحت ان اقسام کے پیش نظر جو مذکور ہوئے

تحصیل قرب کے طریقے

وَاعْلَمْ اَنَّهُ اخْتَلَفَتِ الْاٰرَاءُ فِيْ سَبِيْلِ الْاِقْتِرَابِ مِنَ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ بَعْدَ اتِّفَاقِهِمْ عَلٰى وُجُوْبِ الْاِقْتِرَابِ الْكُلِّيِّ عَلٰى ذِمَّةِ الْمُمْكِنِ فَالْمَجُوْسُ عَبَدُوا

اور یہ بات بھی سمجھ لو، اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے قرب حاصل کرنیکے طریقے میں آراء مختلف ہیں باوجودیکہ ممکن کیلئے بقدر امکان اللہ تعالیٰ سے قرب کامل حاصل کرنے پر سب متفق ہیں، مجوسیوں نے ایک ایسی

مخلوقًا هو من تماثيل
العقول بزعمهم والمشركون
عبدوا تماثيل هي مسمّاة
بأسماء أناس مقربين
بزعمهم ويصدر منهم
الآثار من الإحياء والإماتة
وغيرها والمجسمة مخلوقًا
أو موهومًا فعبدوه ذا
حسن قال المجوس أين
نحن من الخير التام
حسبنا أن نعبد مخلوقًا
هو من تماثيل الخيار
قلنا النبي أن كل
متعدّ نبي قدوسية
هي أقرب إليه من
حبل وريد ۞ وقال
المشركون الاقتراب من
الملك محال بدون
شفاعة ندمائه والندماء

مخلوق کو اپنا معبود ٹھہرایا جو انکے زعم
میں عقول کا تمثل ہے مشرکین نے ان
بتوں کو اپنا معبود مقرر کیا جو انکے زعم
میں مقربین بارگاہ الہی کے مجسمے ہیں اور
ان سے احیاء و اماتہ اور دیگر خوارق
عادت ظہور میں آتے ہیں مجسمہ فرقہ والے
ہر ایک ایسی مخلوق اور موہوم چیز ہی کی
پرستش کرتے ہیں جسمیں انہیں معبود حقیقی
کا حسن وجمال نظر آتا ہے، مجوسیوں
کا قول ہے کہ خیر کامل (اللہ تعالیٰ)
ہمیں کیا نسبت ہمارے لئے اتنا ہی
کافی ہے کہ ہم کسی ایسی مخلوق کا قرب
حاصل کریں جو خیر کا تمثل ہو، ہم جواباً
کہہ دیتے ہیں کہ کیا ہر ایک مادی چیز
میں قدوسیت موجود نہیں جو کہ اسکی
شہ رگ سے بھی زائد قریب ہے اور
مشرک کہتے ہیں کہ مصاحبوں کا توسل
حاصل کئے بغیر کسی عظیم القدر بادشاہ کا
تقرب حاصل کرنا محال ہے اور خدا کے

ارواح أو ملئكة منزهة عن التجسم يجب علينا أن نعبد تمثالا نعمله بإزاء واحد منهم فنتخذ التمثال لشعوره بعبادتنا إياه لأنه حيّ ذو علم وسمع وقدرة منيعة قلنا لهم أليس أن الله محيط بكل فعلية من كل حيثية ألا يعلم من خلق وهو اللطيف الخبير أتدعون بعلا وتذرون أحسن الخالقين ٭

بزرگ و برتر کے مصاحب یا زندہ ارواح مقدسہ اور ملائکہ ہیں جو جسمیت سے منزہ ہیں اسلئے ہم پر واجب اور ضروری ہے کہ انکے تمثال بناکر اپنے سامنے رکھا کریں اور ان کی عبادت کریں کیونکہ ہمارے معبود کو ہماری عبادت کا علم ہوتا ہے اسلئے کہ وہ حی اور علیم ہے اور بڑی قدرت والا ہے سو ہم ان کو جواب کہتے ہیں کہ کیا اللہ تعالے ہر ایک فعلیت پر ہر ایک حیثیت سے محیط نہیں؟ الا یعلم من خلق و ہو اللطیف الخبیر اور کیا تم بعل (بت) کو اپنی مرادوں کیلئے پکارتے ہو اور جو بہترین خالق ہے اسے چھوڑتے ہو،

والمجسمة قالوا الله ذو حسن وكل ذي حسن نعبده قلنا إن التناهي والتقييد قبح لا يمكن أن يقاس به قبح آخر فهؤلاء الثلث جهنميون فتدبر

اور مجسمہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالے صاحب حسن و جمال ہے اسلئے جو چیز بھی حسن و جمال کا مظہر ہو وہ اسی قابل ہے کہ اسکی عبادت کیجائے ہم کہتے ہیں کیا یہ تحدید اور تقیید قبیح اور بری نہیں ہے لہذا یہ ممکن نہیں کہ دوسری قبیح چیز کو اس پر قیاس کیا جا سکے خوب اچھی طرح سمجھ لو کہ یہ تینوں فریق جہنمی ہیں،

تحریم و تحلیل اسم پاک ہی کے حکم سے ہے

وَالْاَوْلِیَاءُ ذَهَبُوْا اِلَى
اَلْاِقْتِرَابِ بِالْخَيْرِ التَّامِّ عَزَّ
مَجْدُهُ بِالْاِنْسِلَاخِ عَنْ صُوْرَةِ
النَّشْاَةِ قَدْرَ مَا اَمْكَنَ فَفَنُوْا .
وَاخْتَلَفَ رَاْيُ الْحُكَمَاءِ وَالْاَنْبِيَاءِ
وَاتَّحَدَتْ عِبَادَاتُهُمْ اَمَّا
الْاَنْبِيَاءُ فَتَجَلّٰى فِيْ صُدُوْرِهِمْ
الْاِسْمُ وَاقْتَرَبُوْا بِالْخَيْرِ التَّامِّ
اِقْتِرَابَ الْفَرَائِضِ مِنْ قِبَلِ
الضَّرُوْرَةِ الْاِسْتِعْدَادِيَّةِ
فَاَمَرَهُمُ الْاِسْمُ بِاَوَامِرَ وَ
نَهٰى عَنِ الْمَنَاهِيْ فَانْقَادُوْا
لِاَمْرِهِ وَالْحُكَمَاءُ وُفِّقُوا الْاِقْتِرَابَ
الْوُجُوْدِ وَمَا يُعْطِيْهِ اِقْتِرَابُ
الْوُجُوْدِ الْعِبَادَاتِ وَالشَّرَائِعِ
فَقَدْ عَلِمْتَ اَنَّ هٰذَا الْاِقْتِرَابَ
يَنْشَعِبُ مِنْهُ شُعَبٌ ثَلٰثٌ فَالْحِكْمَةُ

اور اولیاء اس طرف گئے ہیں
خدائے بزرگ و برتر سے قرب حاصل
کرنیکا طریقہ یہ ہے کہ نشاۃ کی صورت
سے بقدر امکان منسلخ ہو کر فنا ہو جائیں
حکماء اور انبیاء کرام کا عبادات
اتفاق ہے مگر انکی آراء مختلف
انبیاء کرام کے سینوں میں اسم پاک
نے تجلی فرمائی اور ضرورت استعدادی
کے راستہ سے انہوں نے خیر کامل سے
قرب فرائض کے ذریعہ قرب حاصل کیا
اس اسم پاک نے انہیں بعض کا حکم دیا اور
بعض باتوں سے منع کیا چنانچہ انہوں
نے ان امور میں اسکی اطاعت کی
اور حکماء کو قرب وجود کی توفیق ملی جس
کا نتیجہ عبادات اور شرائع ہوتے
ہیں کیونکہ تم پہلے جان چکے ہو کہ اس
قرب کے تین شعبے ہیں سو حکمت

خلیفتہ ما العقل فحرم ما یضادّہ	خلیفہ عقل ہے اسلئے جو چیز اسکے منفا
من السکر والعصمۃ خلیفتھا	ہو مثلاً سکر تو وہ حرام ہے عصمت کا
العفۃ وھی عدم الانغماس فی	خلیفہ عفت ہے جسکا مفہوم یہ ہے کہ
اللذات الجسمیۃ فحرمت	آدمی لذات جسمیہ میں انہماک پیدا نہ
الانھماک فی اللذات والوجاھۃ	کرے اور یہ انہماک حرام ہے وجاہت
خلیفتہا الدین الحق من حیث	کا خلیفہ دین حق ہے اس سے اللہ تعالیٰ
القرب من اللہ والجاہ من حیث	کا قرب حاصل ہوتا ہے اور وہ جاہ ہے
انہ متشکل فی ھذا العالم	کہ جسکا تشکل اس عالم میں ہوتا ہے،
اعنی بالدین الحق الانقیاد	دین حق سے میری مراد یہ ہے کہ انسان
لآثار الاسماء علی طریقتھا	اسماء حسنیٰ کا انکے آثار کے طریقہ پر مطیع
فحرم القتل والقذف و	اور منقاد ہو جائے چنانچہ قتل قذف
السرقۃ وحرمت من حیث	محصنات اور سرقہ حرام کر دیے گئے
ان الرجل محکمۃ بین الناس	اور انکی تحریم کی وجہ یہ ہے کہ اس سے
وجبت الحکمۃ طائفۃ	لوگوں میں آدمی کی تفضیح ہوتی ہے
من العقائد والعصمۃ الصوم	حکمت کے تقاضا سے کچھ عقائد
والوجاھۃ الصلوۃ والزکوۃ	واجب ہوئے اور عصمت سے صوم
فلذا شرع الجمیع الشارع عند	اور وجاہت کی بنا پر نماز اور زکوۃ
اتمام الرتب بحسب الکمال	کو فرض قرار دیا گیا جو اس جہت کی

فرع ہے جو کمال کی بنا پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے منبع شریعت ہے،

ثُمَّ لَمَّا نَشَأَتِ
النَّشْأَتُ وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ
وَاَعْنِیْ بِالْحُدُوْدِ اَمْرًا مَا
هُوَ حُدُوْدُهُ هٰذِهِ النَّشْأَةِ
بِحَسْبِ الظُّهُوْرِ فَتَعَيَّنَ
بِالتَّحْرِيْمِ الزِّنَا وَاللِّوَاطَةُ
وَلَمْ يَتَعَيَّنِ الْجِمَاعُ اِلَّا لِاِزَالَةِ
التَّوَقَانِ وَتَحْصِيْلُ الْاَوْلَادِ وَ
اَدَاءِ حَقِّ النِّسَاءِ وَحَرُمَ الْقَتْلُ
ظُلْمًا وَاسْتُثْنِيَ الْقِصَاصُ وَ
الْجِهَادُ هٰكَذَا وَقَعَتِ التَّعَيُّنَاتُ
فِيْ كُلِّ اَمْرٍ اَمْرٍ فَتَدَبَّرْ

فَاِنْ قُلْتَ لِمَ حُرِّمَ الْقَتْلُ
وَاَنَّهُ انْقِيَادٌ لِحُكْمِ الْمُمِيْتِ
وَكَذٰلِكَ كُلٌّ مِنَ الْمَنْهِيَّاتِ
مَظْهَرٌ لِاَيِّ الْاَمْرِ مِنَ الْاَسْمَاءِ فَلِمَ
حُرِّمَتْ قُلْتُ الْمُمِيْتُ عِنْدَنَا
تَقْتَضِي الْاَسْبَابُ الْمُمِيْتَةُ بِالْجُمْلَةِ

پھر جب ارتقاءات وجود میں آ
تو حدود شرعیہ بھی واقع ہوئیں حدود
مراد وہ بات ہے جو ظہور کے لحاظ
اس نشأۃ کے زور کمال پر ہو اس
نتیجہ یہ ہوا کہ زنا اور لواطت کا حر
ہونا ضروری قرار دیا گیا اور صنفی تعلق
صرف اس حالت میں فرض کیا گیا
کہ شہوات نفسانی کا غلبہ ہو یا نس
بڑھانا مقصود ہو یا بیویوں کے حقو
ادا کرنا مقصود ہوں اور ظلماً قتل
حرام کیا گیا لیکن جہاد اور قصاص
اس کے عموم سے مستثنیٰ کیا گیا۔ بہرحال ہر ایک
امر کے متعلق اسی طرح تعینات واقع ہوئے خوب اچھی طرح سمجھ لو۔

سو اگر کوئی کہے کہ قتل کو کیوں حرا
کیا گیا اسلئے کہ یہ تو الممیت
حکم کو بجالانا ہے اسی طرح تمام منہ
کسی نہ کسی اسم پاک کی مظہر ہیں
تو پھر انہیں کیوں حرام کیا گیا،
جواب دیتا ہوں کہ ممیت کا منقضی

فانما الشر من بدعات عالم التخاليط وكذلك القابض ۔

ہمارے نزدیک یہ ہے کہ وہ موت کے اسباب مبہم پہونچاتا ہے لیکن اس
بس شر کا دخل پانا عالم تخلیط کی بدعات سے ایسا ہے جیسے اسم پاک القابض ہے

والحكمة الجامعة عندنا ان كل اسم تضمن ايجادا فهو اسم بالحقيقة وكل اسم تضمن افناء فهو اسم بالمجاز هذا في الاسماء المقدرة اما الاسماء المجردة فالنفي فيها بالحقيقة ايضا لكن الذين هو الانقياد لحكم القدر يمنع ۔

اور ایک جامع اصول ہمارے نزدیک یہ ہے کہ ہر ایک اسم پاک کہ جسکے ضمن میں ایجاد کا کوئی پہلو پایا جائے حقیقۃً اسم ہے اور جسکے ضمن میں فناء کا پہلو ہو وہ مجازاً اسم ہے یہ بات اسماء قدریہ کے متعلق ہے اور اسماء مجردہ میں نفی بھی حقیقۃً ہوتی ہے لیکن دین یہ ہے کہ آدمی اسم قدریہ کے حکم کا تابع ہو

نزول احکام میں عادت کا دخل

واعلم ان للعادة المستنزل دخلا تاما لان المستنبط في الاصول انما هو الامر الكلي ثم تنوعه و تصنفه في مواطن الوحي انما هو في النسمة وقد

یاد رکھو کہ جسکی حالت کسی حکم شرعی کے نزول کا باعث ہوتی ہے اس میں عادۃ کو بڑا دخل ہوتا ہے کیونکہ اصول میں استنباط کا منبع کوئی امر کلی ہوتا ہے اور مواطن وحی میں جو تنوع پیدا ہوتا ہے وہ نسمہ میں ہوتا ہے جس پر

داخل العادات ودرجته
اتم من ذلك وذلك لان الامر
والناهي انما هو الاسم المتجلي
في عين الموحى اليه انما المتجلي
على قدر استعدادات المتجلي
له ولهذا كانت الانبياء بني
علات لا بني اخيات بعبارة
اخرى الشرائع انما تنزل
بحسب الوجود الازلي دائما
منح كل ذي استعداد ما
استعد له فالنفس الرحماني
التشريعي تتمثل بحسب
الموطن العلمي بصورة
تفيضها الذين يجعل ما من
حيث التحصل والتصنف
لا التجنس والتنوع ثم يتصور
بحسب الموطن الخارجي في
تضاعيف امور يرتضيها الحس
والعادة بصورها واداءها

عادات اثر انداز ہوتی ہیں اور اسکا
درجہ اس سے بہت بلند ہے کیونکہ
آمر و ناہی درحقیقت وہ اسم ہوتا ہے جو کسی
شخص کی عین ثابتہ میں تجلی فرماتا ہے
کہ جس پر وحی نازل کی جاتی ہے اور تجلی
کی نوعیت اس شخص کی استعداد کے
مطابق ہوتی ہے کہ جس پر تجلی کی گئی ہے
اسی بنا پر انبیاء کرام کو بنو علات
کہا گیا ہے بنو اخیاف نہیں کہا بالفاظ
دیگر شرائع کا نزول وجود ازلی کے مطابق
ہوتا ہے اور ہر ایک صاحب استعداد
کو اسکی استعداد کے مطابق حصہ ملتا ہے
چنانچہ نفس رحمانی تشریعی موطن علمی
کے مطابق اس صورت میں متمثل ہوتا ہے
کہ جسکا افاضہ عین ثابتہ سے ہوتا ہے
لیکن اسکی حیثیت تجنیس اور تنویع کی نہیں
ہوتی بلکہ تعین جزئی اور تصنیف کی
ہوتی ہے پھر اسے موطن خارجی کے لحاظ
سے ایسے امور کے ضمن میں تمثل حاصل ہوتا

وَهٰذَا سِرُّ قَوْلِ الْعَامَّةِ الشَّرَائِعُ تَتَبَدَّلُ بِالْاَزْمِنَةِ وَالْاَمْكِنَةِ وَبِهٖ يَنْكَشِفُ سِرُّ حَدِيْثِ الْجُمُعَةِ ۔

ہے جن کے صور اور آداب بلحاظ حس اور عرف کے پسندیدہ ہوں عوام کے اس قول کا راز اسی سے منکشف ہو جاتا ہے وہ جو کہا کرتے ہیں کہ زمان اور مکان کے لحاظ سے شریعتیں بدل دی جاتی ہیں اور جمعہ کی حدیث کا راز بھی اسی میں مضمر ہے ۔

ثُمَّ اِنَّ سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ لَمَّا كَانَ اُمِّيًّا حَقِيْقَةً وَّاَكْمَلَ اُمِّيَّةً وَّاَعَمَّ اِسْمًا وَكَانَ قَوْمُهٗ اُمِّيِّيْنَ وَضَحَ لَهٗ مَا لَمْ يَتَّضِحْ لِنَبِيٍّ قَطُّ فَسَنَّ السُّنَنَ وَاَدَّبَ الْاٰدَابَ وَوَقَّتَ الْاَوْقَاتَ بَعْدَ تَحْوِيْلَاتٍ وَّتَغْيِيْرَاتٍ وَّتَلَاحُقِ اَفْكَارٍ تَشْهَدُ بِهَا كُتُبُ السِّيَرِ ۔

پھر جبکہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ام حقیقت اکمل امیت اور اسم کے لحاظ سے بھی ام تھے اور آپ کی قوم بھی امی تھی تو آپ کے سامنے وہ وہ باتیں واضح ہوئیں جو اور کسی نبی پر واضح نہیں کی گئیں تھیں اسلئے آپ نے تغیرات اور تحویلات اور تلاحق افکار کے بعد جنکی تفصیل کتب سیرت میں ہے سنتیں قائم کیں آداب بتائے اور اوقات کی تعین فرمائی ،

نسخ احکام

وَالنَّسْخُ عَلٰى ضُرُوْبٍ مِّنْهَا مَا يَكُوْنُ بِحَسَبِ تَرَقِّي النَّبِيِّ عَنْ دَرَجَةٍ

نسخ احکام کی کئی شکلیں ہیں ایک تو یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مقام سے ترقی حاصل ہو کہ جس مقام پر

كَانَ عَلَيْهَا كَمَا فِي الْجِهَادِ
وَقَدْ عَرَفْتَ سِرَّهُ فِي الْخِزَانَةِ
السَّادِسَةِ وَمِنْهَا مَا يَكُوْنُ
بِحَسْبِ التَّنَبُّهِ بِحَقِيْقَةِ الْاَمْرِ
بَعْدَ الْاِسْتِغْرَاقِ فِي مُقْتَضَى
الْعَيْنِ وَمِثَالُهُ قِصَّةُ الْخَلِيْلِ
فَاِنَّهُ لَمَّا كَانَ اَقْرَبَ اِلَى
حَضْرَةِ الذَّاتِ تَمَثَّلَ لَهُ الذَّبْحُ
الْكُلِّيُّ عِنْدَهُ فِي صُوْرَةِ ذَبْحِ
اِبْنِهِ الْاَتَمِّ شَانًا اَعْنِيْ
اَنَّ الْاِسْمَ الْمُتَجَلِّيَ فِي
عَيْنِهِ اُمِرَ بِهِ لِمُنَاسَبَةٍ
بَيْنَ الْاَقْرَبِيَّةِ وَالْاِجْمَالِ
ثُمَّ اَفَاقَ عَنْ مُقْتَضَى
الْعَيْنِ وَاكْتَفَى بِاِجْمَالِ
اِزْهَاقِ الْبَهَائِمِ وَمِنْهَا
مَا يَكُوْنُ بِحَسْبِ
التَّلَبُّسِ بِمَلَابِسِ
الْعَادَاتِ وَالْاِنْسِلَاخِ

وہ پہلے تھے جیسا کہ جہاد وغیرہ اور اسکے
اسرار چھٹے خزانہ میں ہم بیان کر چکے ہیں
اور بعض اوقات تقاضائے عین میں
مستغرق رہنے کے بعد حقیقت پر تنبہ
حاصل ہوتا ہے اور اسکی مثال حضرت
ابراہیم خلیل اللہ کا واقعہ ہے کیونکہ
جب آپ حضرت ذات اقدس کے
بہت قریب تھے تو ذبح کلی کا مفہوم
آپ کی قوت مدرکہ میں بیٹے کی ذبح
کی شکل میں متمثل ہوا انکا بیٹا اسکا مظہر
اتم تھا اور اسکی شان بہت بلند تھی یعنی
وہ اسم پاک جو اسکی عین ثابتہ میں متجلی
ہوا اس سے یہ حکم صادر ہوا اور آپکو
اسلئے اس چیز کا حکم دیا گیا کیونکہ اقربیت
اور اجمال میں مناسبت ہے پھر آپ
کو عین ثابتہ کے تقاضے میں استغراق
سے افاضہ حاصل ہوا اور آپ نے بالاجمال
بہائم کی ازہاق روح پر اکتفا کیا اور
بعض اوقات اس لحاظ سے وقوع میں

مِنْهَا كَمَا فِي تَحْوِيلَاتِ الزَّكٰوةِ	آتی ہے کہ لباس عادات میں ملبوس
فَإِنَّهُ كَانَ أَوَّلًا الْعَتِيرَةُ ثُمَّ	ہونے اور لباس کے آثار چھپنے کی وجہ
ارْتَفَعَ قَيْدُ الْوَقْتِ ثُمَّ بَقِيَ	سے حالات اور نوعیت میں اختلاف پیدا ہو جاتا ہے
الذَّبْحُ ثُمَّ عُيِّنَ النِّصَابُ ۔	جیسا کہ تحویلات زکوٰۃ ابتداءً یہ چیز عتیرہ کی شکل میں

تھی اس کے بعد وقت کی قید اٹھا دی گئی محض ذبح ہی رہ گیا اور پھر نصاب کا تعین کیا گیا۔

وَقَدْ ذَكَرَ أَبُو دَاوُدَ عَنِ ابْنِ	ابو داؤد نے صوم و صلوٰۃ کے جو تغیرات
أَبِي لَيْلٰى تَغْيِيرَاتِ الصَّوْمِ	ابن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے نقل کئے ہیں تو ان کا
وَالصَّلٰوةِ فَتَذَكَّرْ إِلٰى غَيْرِ	تذکرہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فرمان کا
ذٰلِكَ وَقَوْلُهُ سُبْحَانَهُ مَا	استحضار کرلو کہ جس آیت کو ہم منسوخ
نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا	کرتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں تو اس سے
نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا	بہتر یا اسی کی مانند کوئی اور آیت
مَعْنَاهُ عِنْدَنَا بِخَيْرٍ مِنْهَا	لے آتے ہیں اسی کے معنی ہمارے نزدیک
فِي الْعَادَاتِ وَمِثْلِهَا	یہ ہیں کہ باعتبار عادات کے بہتر اور اسکے
فِي مُقْتَضٰى عَيْنِ النَّبِيِّ	مثل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عین
وَتَرَقِّيهِ ۔	ثابتہ اور اسکی ترقی کے لحاظ سے،

اعمال کا انسلاخ

ثُمَّ إِنَّ مِنَ الْأَعْمَالِ مَا	پھر یاد رکھو کہ بعض اعمال خیر
هُوَ مُنْسَلِخُ الصُّورَةِ فِي	کیجانب ہیں اور بعض شر کیجانب ہیں

جَانِبِ الْخَيْرِ اَوْ مُنْسَلِخُ الصُّوْرَةِ فِيْ جَانِبِ الشَّرِّ وَاَعْنِيْ بِهٖ اَنَّہٗ وَاضِحُ الشَّرِّيَّةِ لَا اَنَّہٗ مُنْسَلِخٌ اِلٰى اَصْلِهٖ وَبِعِبَارَةٍ اُخْرٰى هُوَ شَرٌّ فِيْ جَمِيْعِ الْمَوَاطِنِ فَالْاَوَّلُ هُوَ الْوَاجِبُ وَالثَّانِيْ هُوَ الْحَرَامُ ٭ وَمِنْهَا مَا هُوَ مُتَضَمِّنٌ لِلشَّرِّ كَالنَّظَرِ اِلٰى اَجْنَبِيَّةٍ فَاِنَّہٗ مُتَضَمِّنٌ لِلزِّنَا مِنْ حَيْثُ اَنَّہٗ بَاعِثٌ عَلَيْهِ اَوْ طَرَفٌ لِلْخَيْرِ كَقَوْلِنَا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ فِي الصَّلٰوةِ فَاِنَّہٗ مُؤَكِّدٌ لِلتَّعْظِيْمِ فَالْاَوَّلُ مَكْرُوْهٌ وَالثَّانِيْ مَنْدُوْبٌ وَكُلُّ مَا سِوٰى ذٰلِكَ فَهُوَ مُبَاحٌ لَا خَيْرَ فِيْهِ وَلَا شَرَّ وَكُلُّ مَنْدُوْبٍ لَا بِسُ الْخَيْرِ الَّذِيْ طَلَعَ مِنْ فُؤَادِهِ الْاِسْمُ الْمُطْلَقُ الْاَعَمُّ يَحِقُّ لِلنَّاسِ اَنْ يَتَلَبَّسُ بِهٖ وَذٰلِكَ

منسلخ الصورۃ ہوتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ اعمال کا شر ہونا بالکل واضح ہو جاتا ہے بہ معنی نہیں کہ وہ اپنی اصل کے اعتبار سے شر ہیں اور بالفاظ دیگر تمام مقامات میں وہ شر ہی شر ہیں شکل اول کو واجب اور ثانی کو حرام کہتے ہیں،

اور بعض اعمال ایسے ہیں کہ جنکے ضمن میں شر پایا جاتا ہے جیسا کہ نامحرم عورت پر نظر ڈالنا اسلئے کہ یہ زنا کو متضمن ہے، کیونکہ ایسا او قات یہ نظر اس پر آمادہ کرتی ہے یا نیکی میں تاکید پیدا ہوتی ہے جیسا کہ نماز میں سبحانک اللہم کا پڑھنا تعظیم میں اضافہ کرتا ہے پہلی صورت مکروہ اور دوسری مستحب ہے انکے علاوہ جو اعمال ہیں انہیں مباح کہا جاتا ہے کہ جن میں خیر اور شر کا کوئی حساب نہیں ہر ایک مندوب کہ جسے کوئی شخص عمل میں لائے جو منبع خیرات ہے اور جسکے قلب سے اسم اعظم مطلق کا

لِأَنَّ التَّلَبُّسَ بِالْجُزْئِيِّ	ظہور ہوا ہے تو لوگوں کو اس پر عمل کرنا
يَسْتَلْزِمُ التَّلَبُّسَ بِالْكُلِّيِّ	چاہیئے، کیونکہ کسی جزئی سے تعلق پیدا
فَتَحَقَّقَ الْكُلِّيُّ فِي عَالَمٍ يُدْرِكُهُ	کرنا کلی کے ساتھ تعلق پیدا کرنیکا موجب
الْوَهْمُ تَحَقُّقًا مَا فَتَدَبَّرْ	ہوتا ہے اس سے کلی کو ایک ایسے عالم میں

تحقق حاصل ہوتا ہے کہ جس کے تحقق کو وہم ادراک کر لیتا ہے۔

کلمۂ شہادت

كَلِمَةُ الشَّهَادَةِ أَصْلُ	کلمہ شہادت دین حق کی بنیاد ہے
الدِّيْنِ وَسِنْخُهَا الْهُوِيَّةُ الصِّرْفَةُ	اور اسکی اصل ہویت محض ہے نشأۃ
وَصُوْرَتُهَا فِي النَّشْأَةِ الْقَدِيْمَةِ	قدیمہ میں اس کی صورت تمام جہات اور
تَجْمَعُ لِجَمِيْعِ الْاِعْتِبَارَاتِ	اعتبارات کی جامع تھی اسی وجہ سے
وَالْوُجُوْهِ وَلِهٰذَا كَانَتْ أَصْلَ	وہ دین کی بنیاد قرار دیا گیا، صفات
الدِّيْنِ وَفِي نَشْأَةِ صِفَاتِ	نفس کے ارتقاء کے دوران حکماء
النَّفْسِ إِخْلَاصٌ فِي مَعْرِفَةِ	اور صحابہ کے اصول معرفت کے مطابق
الْحُكَمَاءِ وَالصَّحَابَةِ وَتَوْحِيْدٌ	وہ اخلاص ہے اور اولیاء کے نزدیک
تَامٌّ فِي نَشْأَةِ كَمَالِ الْأَوْلِيَاءِ وَفِي	وہ توحید کامل ہے اس کلمہ کو زبان پر
اللِّسَانِ هٰذِهِ الْكَلِمَةُ وَمَا فِي مَعْنَاهَا	لانا تمام عبادات کو قوت سے فعل
وَفِي الْأَفْعَالِ الْعِبَادَاتُ بِأَسْرِهَا	میں لانے کا باعث ہے،
وَاعْلَمْ أَنَّ طَلَبَ الْحَوَائِجِ	یاد رکھو کہ یہ جان کہ اموات سے

مِنَ الموتٰى عالماً بسببٍ
لإنجاحها كفرٌ يجب الاحتراز
عنه تحرّمه هذه الكلمة
والناس اليوم فيها
منهمكون.

استمداد کرنا ان سے مرادیں مانگنا کہ یہ
چیز کامیابی کا سبب ہوگی کفر ہے جس
سے احتراز کرنا لازم ہے ان امور کفریہ کو
کلمہ حرام کر دیتا ہے لیکن عام طور پر
لوگ آج اس مرض میں مبتلا ہیں،

نماز کی حقیقت

الصلوٰة سنخها الحي
القيوم من حيث التفصيل
ثم العلي العظيم
وِزانها وِزان نبيّنا
صلى الله عليه وسلم و
لهٰذا كان لها جهات شتّى
فروعيٌّ تتمثّل في الحس
فالسجود والركوع والقيام
من تمثلات الحي القيوم
من حيث التفصيل وهي
الأصول ثم ألحق بها التلاوة
لما ستعرف والطهارة

نماز کی اصل تفصیل کی حیثیت سے
اولاً الحی القیوم اور پھر العلی العظیم ہے
جیسا کہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کا ظہور بھی ان اسماء حسنیٰ کے تجلی فرمانے
کا نتیجہ ہے یہی وجہ ہے کہ اسکی کئی ایک
فروعی شکلیں ہیں جنکا حس میں تمثل ہوتا
ہے چنانچہ تفصیل کے لحاظ سے قیام
رکوع اور سجود الحی القیوم کے تمثلات
ہیں اصول تو یہی ہیں لیکن تلاوت
قرآن کریم کو بھی ان کے ساتھ ملحق کر
دیا ہے جیسا کہ تم عنقریب معلوم کر لوگے
طہارت کو صفات تنزیہہ کیلئے نماز

بِلْوَقْفَاتِ التَّرْتِيْبِيَّةِ	کے ساتھ شامل کیا گیا اسی طرح اسکی اور
وَهٰكَذَا اُبْدِيَتْ لَهَا	متعدد جہتیں نمایاں کی گئیں جن سے اس
جِهَاتٌ فَتَمَّتْ اَرْكَانُهَا ۔	کے ارکان کی تکمیل ہوئی ،
وَصُوْرَتُهَا فِيْ صَرَاحَةِ النَّفْسِ	نماز کی صورت محض نفس میں الفت ہے
اَلْاُلْفَةُ وَتَصَوَّرَتْ فِي الْمُدْرِكَةِ	اور قوت مدرکا اور واہمہ میں اسکا تصور
وَالْوَاهِمَةِ مَحَبَّةً وَفِي الْخَيَالِ	محبت ہے متخیلہ میں تعظیم اور زبان میں
تَعْظِيْمًا وَفِي اللِّسَانِ حَمْدًا	حمد تسبیح اور تکبیر ہے اور جسم میں مخصوص
وَتَسْبِيْحًا وَتَكْبِيْرًا وَفِي الْقَالِبِ	افعال وارکان ہیں، الفت سے میری
اَفْعَالًا وَاَرْكَانًا مَخْصُوْصَةً	مراد وہ ربط ہے جو اصول وجود سے
وَاَعْنِيْ بِالْاُلْفَةِ رَبْطًا نَازِلًا	نازل ہوتا ہے جیسا کہ رسول اکرم صلی
مِنْ اُصُوْلِ الْوُجُوْدِ كَمَا قَالَ	اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روحوں کی ایک
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	فوج ہے کہ جسکا ایک مقام پر اجتماع
اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَةٌ	ہوا ہے جن کو آپس میں تعارف حاصل ہوا
فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا	ان میں الفت پیدا ہو گئی اور جو ایک
اِئْتَلَفَ وَمَا تَنَاكَرَ	دوسرے سے بیگانہ رہیں ان میں نفرت
مِنْهَا اخْتَلَفَ ۔	ہو گئی ،

روزہ کی حقیقت

اَلصَّوْمُ مِنْ تَمَاثِيْلِ	روزہ سلبیات کا تمثل ہے مثلاً

السلبیات کالسبوح والصمد	اسم پاک صمد اور سبوح وغیرہ جیسا کہ
وغیرھما وذا ثر وزاز درلیس	حضرت ادریس کا منشاء ارتقاء اور ظہور
وکان ثم منہ نشأ وصورتہ	یہی اسم پاک ہیں، روزہ کی صورت محض
فی صرافتہ النفس التعری	نفس میں شواغل حسیہ سے تجرد حاصل
عن الشواغل الحسیۃ وفی	کرنا ہے مدرکہ واہمہ اور متخیلہ میں ان کا
المدرکۃ والواھمۃ والخیال	تصور ان اشیاء سے قطع تعلق کرنا ہے
التعری عن ملابستہ ما	انکے ماتحت زبان میں تسبیح و تقدیس
تحتھا وفی اللسان تسبیحہ و	اور جسم میں اکل وشرب ور ازدواجی تعلقات
تقدیس وفی البدن کف	سے اجتناب کرنا ہے اور ہر ایک موطن
عن اللذات الثلث وقدمہ	میں صوم کو قدم راسخ حاصل ہے لیکن
راسخ فی المواطن کلھا الا	بدن میں نہیں کیونکہ بھوک اس کا رکن
فی الیمن (البدن) اذھو جوع	اعظم ہے اسلئے اسکا تدارک صدقۃ الفطر
ما فجبر بصدقۃ الفطر وسن	سے کیا گیا ہے اور مسکینوں کو کھانا
الاطعام وکان رسول اللہ صلی	کھلانا مسنون ہوا رمضان المبارک
اللہ علیہ وسلم اجود ما یکون	میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہت
فی رمضان وفی القرآن	زائد فیاضی فرمایا کرتے تھے اور قرآن
المجید وعلی الذین	کریم میں ہے وعلی الذین یطیقونہ
یطیقونہ فدیۃ طعام	فدیۃ طعام مسکین مطلب یہ ہے
مسکین معناہ علی الذین	کہ جن میں کھانا کھلانے کی قوت اور

يُطِيقُونَ الطَّعَامَ فِدْيَةُ طَعَامٍ وَذُكِرَ فِيهَا صَدَقَةُ الْفِطْرِ ۔ استطاعت ہو وہ خوب کھانا کھلائیں اور صدقہ فطر بھی اسی میں شامل ہے۔

زکوٰۃ کی حقیقت

اَلزَّكٰوةُ مِنْ تَمَثُّلَاتِ الْاِضَافِيَّاتِ وَزَنَاهَا دَرَاتُ اٰدَمَ وَصُوْرَتُهَا فِي جِرَافَةِ النَّفْسِ اِفَاضَةُ الْكَمَالَاتِ الْعِلْمِيَّةِ وَالْعَمَلِيَّةِ وَفِي الْوَاهِمَةِ تَمَثَّلَتْ سَخَاوَةً وَنَزَلَتْ دَافِعَةً لِلْبُخْلِ وَفِي الْخَارِجِ اِسْتَوْطَنَ اُمَّهَاتُ الْاَمْوَالِ وَهِيَ صُنُوْفٌ اَرْبَعَةٌ اَلْبَهَائِمُ وَالنَّقْدُ وَالزَّرْعُ وَالتِّجَارَاتُ ۔

زکوٰۃ اضافیات کا تمثل ہے جیسا کہ حضرت آدم کا منشا ظہور بھی اضافیات تھا زکوٰۃ کی صورت نفس میں کمالات علمیہ اور عملیہ کا افاضہ کرنا ہے واہمہ میں وہ سخاوت کا تمثل ہے کہ جس سے بخل کو دفع کرنا ہے اور خارج میں وہ اصلی اموال سے وابستہ ہے جو چار قسم کا ہے جانور ۔ نقد ۔ زراعت اور تجارت۔

وَاعْلَمْ اَنَّ كُلَّ عَالَمٍ نَازِلٍ مُتَوَلِّدٌ مِنَ الْعَالَمِ الصَّاعِدِ فَالنَّفْسُ الرَّحْمَانِيُّ مَحْفُوْظٌ وَمِنْ اَحْكَامِ النَّشْاَةِ مَا هُوَ مُتَرَدِّدٌ وَصَوْمُ الْحُكَمَاءِ يَسْتَتْبِعُ تَجَرُّدَ النَّفْسِ وَزَكٰوتُهُمْ

یاد رکھو ہر ایک عالم سفل کی تولید عالم علیٰ سے ہوئی ہے چنانچہ نفس رحمانی محفوظ رہتا ہے اور نشاۃ کے بعض احکام مردود بھی ہوتے ہیں، بہرحال حکماء کا روزہ تجرد نفس کا باعث اور ان کی زکوٰۃ افاضہ بالفعل کا نتیجہ

تَسْتَتْبِعُ رِيَاضَةً بِالْفِعْلِ۔ ہوتی ہے۔

حج اور اس کی حقیقت!

اَلْحَجُّ مِنْ تَمَثُّلِ الْحَيِّ الْقَيُّوْمِ مِنْ حَيْثُ الْاِجْمَالِ وَالْوَاجِبُ فِي النَّشْأَةِ الْقَدِيْمَةِ صُوْرَةٌ عَامَّةٌ لَا يَتَعَيَّنُ بِالْبَيْتِ وَلَا بِغَيْرِهٖ وَاِنَّمَا تَعَيَّنَ بِالْاِسْمِ الْحَادِثِ الطَّالِعِ مِنْ صَدْرِ اِبْرَاهِيْمَ فَلَاجَرَمَ اَنَّ وِزَانَهٗ وِزَانُ اِبْرَاهِيْمَ وَصُوْرَتُهٗ فِي النَّفْسِ الْهَيَمَانُ وَهُوَ صُوْرَةٌ مِنْ صُوَرِ الْاُلْفَةِ يَخْتَصُّ بِالْقُرْبِ وَالْمُشَاهَدَةِ وَفِي الْمُدْرِكَةِ وَغَيْرِهَا حُضُوْرٌ وَتَنَزُّلٌ فِي الْخَارِجِ طَوْفًا حَوْلَ الْبَيْتِ وَهُوَ الْاَصْلُ وَعُظِّمَ بِالْاِحْرَامِ وَاُيِّدَ بِالْوُقُوْفِ بِعَرَفَاتٍ وَاُيِّدَتْ

حج اجمالی حیثیت سے الحی القیوم کا تمثل ہے نشأۃ قدیمہ میں اسکے وجوب کی صورت عام تھی کعبہ وغیرہ کی کوئی تخصیص نہیں تھی یہ تعیین اس اسم حادث کا ثمرہ ہے جسکا ظہور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے سینہ مبارک سے ہوا اسلئے اسکی اصل وہی اسماء ہیں جو حضرت ابراہیم کے ظہور کی اصل ہیں اسکی صورت نفس میں گمشتگی اور بے خودی ہے جو الفت کی ایک صورت ہے اور قرب و مشاہدہ کے ساتھ مخصوص ہے مدرکہ وغیرہ میں اس کا تصور حضور اور تنزل ہے خارج میں اسکی صورت بیت اللہ شریف کا طواف ہے اور یہی حج کا اصل رکن ہے احرام سے اسکی تعظیم اور وقوف عرفات سے اسکی تائید ہوتی ہے اس کی جہات کو موید کیا گیا

جماعتہ فتمت ارکانہ	تب اسکے ارکان پایۂ تکمیل کو پہنچے،

تلاوت اور اذکار

التلاوۃ والاذکار اما التلاوۃ فاصلہ الکلام بحسب النشأۃ والنشأۃ خمس نشأت وقد ذکرنا وجہ ان لا لۃ تجمع علوما شتی فوجب فی الصلوۃ وسن فی غیرھا	"تلاوت کی اصل کلام اللہ باعتبار اپنی نشأت کے ہے اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ نشأۃ کی تعداد پانچ ہے، دلالت کے لحاظ سے وہ مختلف علوم کا جامع ہے اسلئے نماز میں اس کی تلاوت فرض اور دوسرے مواقع پر مسنون قرار دی گئی ہے،
والتسبیح والتکبیر وغیرھما تمثالات لما یدل علیھا قول اللہ تعالی والباقیات الصالحات خیر عند ربک الآیۃ وفسرھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقولہ سبحان اللہ والحمد للہ الخ وقد عرفت سر بقائھا فی الصحف وفی حدیث جویریۃ وصفیۃ ان رسول اللہ	اور تسبیح وتکبیر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے تمثالات ہیں، والباقیات الصالحات خیر عند ربک الآیۃ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی تفسیر سبحان اللہ والحمد للہ سے فرمائی ہے اور صحف اعمال میں انکے باقی رہنے کا راز تم معلوم کر چکے ہو حضرت جویریہ رضی اور حضرت صفیہ رضی کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ وَهِيَ تُسَبِّحُ فَقَالَ أَمَا إِنِّي سَبَّحْتُ بَعْدَكِ أَكْثَرَ مِمَّا سَبَّحْتِ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مِلَاءَ مَا عَلِمَ اللّٰهُ سِرُّهُ أَنَّ هٰذِهِ الْكَلِمَاتِ تَسْتَقِرُّ فِي الصُّحُفِ فَيَكُونُ جِهَتُهَا إِلَى مَا تَدُلُّ عَلَيْهَا وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ فَلَوْ أُبِينَتْ لَعَمَّتِ الْآفَاقَ ۔

علیہ وسلم نماز صبح کے بعد جبکہ سورج طلوع ہوچکا تھا اور حضرت صفیہ رضؓ ابھی تک ذکر و تسبیح میں مصروف تھیں آپ انکے پاس تشریف لائے اور فرمایا جو تسبیحیں میں نے پڑھی ہیں انکا ثواب تمہاری ان تسبیحات سے زائد ہے جسمیں تم اتنی دیر سے مصروف ہیں اور وہ کلمات سبحن اللہ ملاما علم اللہ ہیں اس کا راز یہ ہے کہ ان کلمات اور تسبیحات کو صحف اعمال میں ثبت کر دیا جاتا ہے تو ان کا رخ ان کلمات کے مدلولات کی طرف ہوتا ہے، اور یہ ایسی باقیات صالحات ہوتی ہیں کہ اگر ان کی حقیقت ظاہر کی جائے تو آفاق سماویہ کو گھیر لیں ۔

صلہ رحم کی حقیقت

صِلَةُ الرَّحِمِ وَغَيْرِهَا أَصْلُهَا الرَّحْمٰنُ كَمَا دَلَّ عَلَيْهِ قَوْلُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

صلہ رحم کی اصل رحمان کا اسم پاک ہے جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اس چیز پر دال ہے کہ رحم رحمان

وَسَلَّمَ الرَّحِمُ مُشْتَقَّةٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ الْحَدِيْثَ وَكَانَ الرَّحْمٰنُ عَيْنَ الْقَادِرِ فِي الْأَزَلِ فَلَمَّا نَزَلَ فِيْ نَشْأَةِ الشَّرْعِ طِبَاقًا لِنَشْأَةِ أَوْصَافِهِمْ اِسْتَوْطَنَ الْاِنْعِطَافَ لِلرَّحِمِ فَتَدَبَّرْ.

سے نکلی ہوئی ایک شاخ ہے لہٰذا ازل میں رحمان اور قادر ایک تھے جب اس کا ظہور نشأۃ شرعیہ میں ہوا تو اپنے ارتقاء وصفی کے مطابق صلہ رحم میں رغبت کی نیکی صورت متمثل ہوئی ؛

وَالْعِتْقُ أَصْلُهُ الرَّبُّ بِحَسَبِ الْكَمَالِ وَكَانَتْهُ زَكٰوةً مَّا.

عتق (آزادی) کی اصل کمال کے مطابق رب تعالٰے کا اسم مقدس ہے اور یہ بھی ایک قسم کی زکوٰۃ ہے

وَالْجِهَادُ شَرْعُ الْعَدَاوَةِ الْقُدْسِيَّةِ فِي صُوْرَةِ الْقَتْلِ وَالْأَسْرِ كَمَا ذَكَرْنَا وَالْأَيْمَانُ وَالنُّذُوْرُ تَحْقِيْقٌ لِبَعْضِ أَفْعَالِ الْعِبَادِ بِالْاِلْتِبَاسِ بِاسْمٍ مِنْ أَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَنَزَلَ فِيْ نَشْأَةِ الشَّرْعِ لَا غَيْرُ لِمَا أُعِدَّ لَهُ مَصْلَحَةُ التَّعْظِيْمِ.

جہاد کی حقیقت عداوت قدسیہ کا قتل و اسر کی شکل میں تشکل ہونا ہے قسم اور منتوں کی یہ حقیقت ہے کہ بندوں کے بعض افعال کو اسم پاک کیساتھ وابستہ کیا جائے جسکا ثمرہ انکا تحقق ہوتا ہے اسکا نزول فقط نشأۃ شرعیہ میں ہوا کیونکہ اس سے اللہ تعالٰے کے اسماء مقدسہ کی تعظیم اور ان کا احترام مقصود ہے،

کفارات اور حدود

الْحُدُوْدُ وَالْكَفَّارَاتُ

کفارات کی دو قسمیں ہیں ایک

التکفیر علی ضربین احدهما
انسداد سبوغ السیئات
بسبوغ الحسنات ولاسیما
تمثلها فی عالم الحس وثانیهما
اضمحلال مکتسب فیها
وبه یعرف سر الاستغفار و
وجب لقوم لابسوا الخطایا
والحد شیء سبوغی ایجابی و
قد عرفت انه یکون فی الدنیا
تمثل فی الشرع ارادیا ونزل
لامور ظاهرة الشر واجبة
الزجر عنه .

یہ کہ حسنات کی تکمیل کے ذریعہ خصوصاً جبکہ
عالم حس میں ان کو تمثل حاصل ہو برائیوں
کا ازالہ کیا جائے دوسری قسم یہ ہے کہ
اپنی کسی برائی کو نیکیوں میں مضمحل اور محو
کردیا جائے اسی سے تم کو استغفار کا راز
معلوم ہوگا جو ارتکاب خطا کی حالت
میں واجب ہے حد ایک سبوغی ایجابی
چیز ہے حدود کا تعلق فقط اسی نشاۃ
وجود سے ہے اور انکا تمثل شرع میں
ارادی ہے اور یہ ایسے امور کیلئے نازل
کی گئی جن کی برائی ظاہر اور ایسے افعال کیلئے
جن کے متعلق لوگوں کو زجر کرنا لازم ہے

ذبح کی اصلیت

الذبح اصل الحمد
ان تلحق الله سبحانه
بارادتك ما لحقه بالضرورة
الامكانی فتثبت فی
صحیفتك فیكون نافعا

ذبح کا راز سمجھنے سے پہلے حمد
کی حقیقت سمجھو وہ یہ کہ ضرورت امکانی
کی بنا پر اللہ تعالے کی جو برتری نفس
الامر میں ہے تم اپنے ارادہ سے اس کا
اعتراف کرو یہ اعتراف تمہارے صحیفہ

لك في معادك وذلك إما قولاً وقد علمت السر فيه إذ القول نشأة من نشأة نفس الأمر ظهر فيه الأمور فالحبة وإما تعظيما فيلون قلبك وقالبك كلاهما لله وإما فعلاً وهو الذبح فيه تجعل الروح لما قد ذبحت له بإرادتك وتجعله مصفاة من الجسد ويختص بالحقيقة الابراهيمية ولذلك اتخذ ابراهيم فيه أسوة فعين يوم النحر لهذه العبادة كما صدر منه يومئذ .

اعمال میں ثبت ہوگا اور معاد میں تمہارا معاون ہوگا یہ اعتراف یا تو قول کی شکل میں ہوگا اس کا راز تم جان چکے ہو کہ قول ارتقاءات نفس الامری کا ایک شعبہ ہے اور جملہ امور کا اسکے ذریعہ ادراک ہوسکتا ہے یا یہ اظہار اسطریقہ پہ ہوسکتا ہے کہ تم اپنے قلب اور قالب کو خاص اللہ تعالےٰ کی تعظیم کیلئے مخصوص کردو، یا یہ اظہار کسی فعل کے ذریعہ ہوگا ذبح اللہ اسی میں داخل ہے جسکی حقیقت یہ ہے کہ تم اپنے ارادہ سے مذبوح کی روح کو اس ذات اقدس کی بارگاہ میں پیش کرتے ہو جس کا قرب حاصل کرنے کے لئے تم نے یہ ذبح کیا ہے اور اس روح کو تم نفس عنصری سے صاف کرتے ہو یہ عمل حقیقت ابراہیمیہ کے ساتھ مخصوص ہے اسی لئے آپ اس کے امام قرار پائے اور کیونکہ ابراہیم علیہ السلام سے یہ عمل یوم نحر میں صادر ہوا تھا اسلئے ہمارے لئے بھی اس دن کو متعین کردیا گیا،

وهناك سر عميق وهو أن الذبح إزهاق الروح

اس مقام پر ایک اور عمیق راز ہے، وہ یہ کہ ذبح ازہاق روح کو کہتے ہیں

فَيَنْدَرِجُ فِيهِ صُوَرَةُ
الزَّوْجِ وَالرُّوحِ عَالَمٌ مَا
فَقَدْ حَمِدْتَ بِالْعَالَمِ كُلِّهِ
وَالْأُمُورُ الْمُجَرَّدَةُ نَشَأَتْ
مُتَأَلِّهَةً طَالِبَةً لِعِبَادَةِ
الْخَلَائِقِ فَكُلُّ رُوحٍ يَقْتَضِي
أَنْ يَكُونَ الذَّبْحُ لَهُ وَالْعِبَادَةُ
لَهُ وَإِيَّاكَ أَنْ يَغُرَّكَ عُرُوجُ مَا
بِيَدِكَ فَتَكْفُرَ بِالَّذِي
خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ ۔

اور اس میں روح کی صورت شامل ہے
اور تم جانتے ہو کہ روح ایک مستقل عالم
ہے لہذا اسکے معنیٰ یہ ہیں کہ تم نے تمام
عالم کے ذریعہ حمد کا حق ادا کیا اور امور
مجردہ کی تخلیق اس طرز پر ہوئی ہے کہ
ان میں الہیت کا اثر آگیا ہے اور مخلوق
سے اپنی عبادت کے طالب رہتے ہیں
چنانچہ ہر ایک روح چاہتی ہے کہ اس
کے لئے ذبح کیا جائے اسلئے تمہیں
چاہیئے کہ اس دھوکہ سے بچو، ورنہ تم
اس خدائے پاک کے منکر ہو جاؤ گے کہ جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے
اعضاء کو صحیح بنایا،

کبائر

اَلْكَبَائِرُ وَمِنْهَا الشِّرْكُ
بِالْعِبَادَاتِ كَالصَّلٰوةِ وَ
الزَّكٰوةِ وَالصِّيَامِ وَالْحَجِّ
وَالذَّبْحِ وَالنَّذْرِ وَالْعِتْقِ
وَغَيْرِهَا تَحْرِمُهُ الْوَجَاهَةُ

اس کے اقسام میں سے شرک
بالعبادات ہے جیسا کہ نماز زکوٰۃ
روزہ حج اور ذبح اور نذر اور عتق
وغیرہ ایسا کہ نا یہ تقاضائے وجاہت
حرام قرار پایا ہے جسکے معنیٰ اللہ تعالیٰ کے

أي الانقياد لحكم الرب
واصل الدين يقتضي
أن لا يشكر إلا الله ولا يخدم
ولا يعظم ولكن أبقى لهم
شيئا من ذلك تفضلا لفضل
يحرم الانقياد لحكم الرب
بحسب الوجود واصل الدين
يحرم كل قتل ويحسن كل
ايجاد ونزل في ملابس الوحي
فاستثنى القصاص والجهاد

حکم کا منقاد اور مطیع ہونا ہے دین کی
بنیاد یہ ہے کہ انسان اللہ تعالےٰ کے
علاوہ اور کسی کو شکر کا مستحق نہ سمجھے اور
اسی لئے کسی حرمت اور تعظیم میں مصروف
نہ ہو، لیکن اللہ تعالےٰ نے ازراہ تفضل
اسکا کچھ حصہ اپنے بندوں کیلئے مقرر کر
دیا ہے قتل وجود کے مطابق رب تعالےٰ
کا مطیع ہونا قتل کی حرمت کا مقتضی
ہے دین کی بنیاد اسی پر ہے، کہ ہر
ایک قسم کا قتل حرام اور ہر ایک
ایجاد مستحسن ہو جب وحی کے ذریعہ اس کا ظہور ہوا تو قصاص
اور جہاد کو مستثنیٰ کر دیا،

والسرقة يحرمه الانقياد
لحكم الرب بحسب الغناء
فنزل في مال كذا و
كذا والزنا تحرمه العصمة
واستثنى من مقتضى
الكلي في ملابس الوحي
النكاح الى اربع

اور اسی طرح چوری غنا کے مطابق اللہ
تعالےٰ کی اطاعت اور اسکی فرمانبرداری
اس کی حرمت کی مقتضی ہے چنانچہ
اسی کے مطابق احکام نازل ہوئے زنا
عصمت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ حرام
ہو جب یہ اقتضاء نزول وحی کی صورت
میں متشکل ہوا، تو چار بیویوں تک کی

وَالْقَذْفِ وَالْغِيْبَةِ وَغَيْرِهِمَا	اجازت دیدی گئی، قذف محصنات اور
كُلُّهَا يُحَرِّمُهَا الرَّبُّ بِحَسْبِ	غیبت وغیرہ ان سب کو اللہ تعالے
الْجَاهِ وَأَكْلُ الْخَبَائِثِ	نے جاہ کے مطابق حرام کر دیا ہے،
تُحَرِّمُهَا الْوَجَاهَةُ وَ	اکل خبائث ایک ایسا فعل ہے کہ
نَزَلَ فِي عَادَاتِ الْعَرَبِ	جسے وجاہت حرام قرار دیتی ہے اسکے
فَالطَّيِّبُ مَا يَعُدُّونَهُ طَيِّبًا	مطابق جو وحی نازل ہوئی وہ عادات
وَالْخَبِيْثُ مَا يَعُدُّوْنَهُ خَبِيْثًا	عرب کے مطابق نازل ہوئی، طیب اور
وَالسُّكْرُ تُحَرِّمُهُ الْحِكْمَةُ وَ	خبیث کا وہی مفہوم معتبر ہے جسے اہل عرب طیب اور خبیث
اسْتَثْنَى النَّبِيْذَ وَغَيْرَهُ الرِّبُو	سمجھتے ہوں سکر کی حرمت کا موجب حکمت ہے جس سے نبیذ
فِي الْبَيْعِ يُحَرِّمُهُ الرَّبُّ بِحَسْبِ	وغیرہ مستثنیٰ ہیں، خرید و فروخت میں
الْغِنَاءِ وَلَمْ يَظْهَرْ حُكْمُهُ إِلَّا فِي الْمَطَاعِمِ	اللہ تعالے نے ربوا کو غناء کے مطابق
أَوْ لِنَقْلِ أَوْ لِتَسْكِيْنِ وَتَدَبُّرٍ	حرام قرار دیا ہے، اور اس کے احکام

خوراک کی اشیا رنقدا اور ادھار کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں

الظِّهَارُ زُوْرٌ يَرُدُّ عَلَيْهِ	ظہار معنیٰ مجازی کو محفوظ رکھتے
أَنَّهُ يَصِحُّ بِالْمَعْنَى الْمَجَازِيِّ	ہوئے صحیح سمجھا جاتا ہے (ورنہ ایک
قُلْنَا لَمَّا ضَعُفَتِ الْعَلَاقَةُ	جھوٹی بات ہے) لیکن چونکہ علاقہ
مَا عُدَّ مُسْتَقِيْمًا فِي	مجاز کا بہت کمزور تھا اسلئے وحی نے
مَوَاطِنِ الْوَحْيِ وَبِالْجُمْلَةِ	اس کو نظر انداز کر دیا بہر حال جو کچھ
فَهٰذَا إِجْمَالُ نَشْأَةِ الشَّرْعِ	ہم نے اسکے متعلق بیان کیا ہے، وہ

وَقَدْ تَرَكْنَا الدَّعْوَةَ اخْتِصَارًا وَسَنَدَ كُلًّا لِمَثُوبَةِ خَزَائِنِ الْمَعَادِ ۔	نشاۃ شرعیہ کا اجمال ہے دعوت کو ہم نے مختصراً چھوڑ دیا اور جزا و سزا الخ کہ ہم معاد والے خزانہ ہیں کریں گے ۔
وَالْكَلِمَةُ الْجَامِعَةُ عِنْدَ حِزْبِ الْحِكْمَةِ اَنَّ النَّفْسَ الرَّحْمَانِيَّ التَّشْرِيعِيَّ وَالْجِهَةَ الصَّادِرَةَ مِنَ الرَّبِّ بِحَسَبِ الْكَمَالِ تَخُصُّهُمَا وَتَنْقِيحُهُمَا الْمَصْلِحَةُ وَالْعَادَةُ فِي مَوَاطِنِ الْوَحْيِ فَتَدَبَّرْ فَقَدْ اَعْطَيْنَاكَ اُمَّهَاتِ الْمَسَائِلِ وَهٰذَا كُلُّهُ مُفَوَّضٌ اِلَى الْحَكِيمِ اَمَّا الْاَنْبِيَاءُ فَمُضْمَحِلُّونَ فِي انْقِيَادِ الْاِسْمِ الْاٰمِرِ وَالنَّاهِي لَا يَجِدُوْنَ فُرْصَةً لِتَفْتِيشِ هٰذِهِ الْاَحْكَامِ وَالْحُكَمَاءُ مُنْقَادُوْنَ لَهُمْ مِنْ حَيْثُ الْوَحْيِ وَالْاِسْمِ الْمُتَجَلِّي فِيهِمْ فَتَدَبَّرْ ۔	اہل حکمت کے نزدیک کلمہ جامعہ یہ ہے کہ احکام شرعیہ کی تخصیص اور انکا تعین نفس رحمانی تشریعی اور اس جہت کا نتیجہ ہے جو اللہ تعالٰی سے کمال کے مطابق صادر ہوتی ہے پھر وحی کے مقام میں مصالح عباد اور انکی عادات کے مطابق ان احکام کی تنقیح ہوتی ہے خلاصہ یہ کہ ہم نے تم کو مسائل کے اصول بتلا دئے ہیں ان سب باتوں میں حکیم ربانی کیطرف رجوع کیا جاتا ہے لیکن انبیاء کرام اس اسم پاک کی اطاعت و انقیاد ہیں جو آمر و ناہی ہے اسقدر مصروف رہتے ہیں کہ ان احکام کے متعلق بحث و تحقیق کرنیکی فرصت نہیں ہوتی حکماء ربانیین وحی کی حیثیت سے اس اسم مقدس کے مطابق جو ان میں تجلی فرما ہے اس کے مطیع رہتے ہیں ، بخوبی سمجھ لو ۔

اَلْخِزَانَةُ التَّاسِعَةُ نواں خزانہ

احکام عالم معاد

وَلَهَا اَرْبَعُ مَنَازِلَ اَلْاَوَّلُ عَالَمُ الْبَرْزَخِ وَسَمَّاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقَبْرِ وَتَحْقِيْقُ الْقَوْلِ فِيْهِ عِنْدِيْ اَنَّ النَّفْسَ النَّاطِقَةَ اِنَّمَا جُبِلَتْ مُرَبِّيَةً لِلْبَدَنِ وَاَنَّهَا عَيْنُ هٰذِهِ التَّرْبِيَةِ فَلَيْسَ يُمْكِنُ اَنَّ النَّفْسَ لَا يُرَبِّيْ بَدَنًا مَا بَدْءًا اَوْ بَقَاءً فَلَا جَرَمَ اَنَّهَا تَعَلَّقَتْ بِالرُّوْحِ الطَّبِيْعِيِّ الْخَارِجِ مِنَ الْبَدَنِ وَشَانُ تَعَلُّقِهَا حِفْظُ مَوَادِّهَا وَقَضَاءُ جِبِلَّتِهَا وَكَسْبُ الْاِدْرَاكَاتِ الْخَيَالِيَّةِ

معاد کی چار منزلیں ہیں، پہلی منزل عالم برزخ کی ہے کہ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر سے تعبیر فرمایا ہے میرے نزدیک اس کی تحقیق یہ ہے کہ نفس ناطقہ کی تخلیق اس طرز پہ ہوئی ہے کہ وہ جسم کی تربیت کرے اور وہ عین تربیت ہے اسلئے کسی ایسے نفس ناطقہ کا وجود ممکن نہیں، جو ابتداء یا بقاء کی حالت میں کسی نہ کسی بدن کی تربیت میں مشغول نہ ہو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے روح طبعی سے تعلق پیدا کیا جو خارج از بدن ہے، اس تعلق کی حالت میں اس کا کام یہ ہے کہ وہ اس موخر الذکر کے مواد کو محفوظ رکھے

وَالْوَهْمِيَّةِ الَّتِي اَكْفَنهَا۔ اور اس کے اقتضائے مصرف کو پورا کرے اور حس ادراکات خیالیہ اور واہمہ سے وہ مرکب ہے انہیں حاصل کرے،

مرنے کے بعد لوگوں کے مختلف طبقات

وَالنَّاسُ بَعْدَ الْمَوْتِ عَلَى	مرنے کے بعد لوگوں کے طبقات
طَبَقَاتٍ فَمِنْهُمُ اللَّاحِقُوْنَ	مختلف ہو جاتے ہیں بعض ان میں سے
بِالْمَلَائِكَةِ الْعُلْوِيَّةِ الْكُلِّيَّةِ وَ	ملائکہ علویہ کلیہ کے زمرہ میں شامل ہو
هُمُ الْكُمَّلُ مِنَ الْمُكَمَّلِيْنَ	جاتے ہیں یہ وہ کامل افراد ہوتے ہیں
شَأْنُهُمْ كُلِّيٌّ وَفَيْضُهُمْ كُلِّيٌّ	کہ جنکی شان اور فیض کلی ہوتا ہے بعض
وَمِنْهُمُ اللَّاحِقُوْنَ بِالْمَلَائِكَةِ	ملائکہ علویہ جزئیہ سے جاملتے ہیں اور
الْعُلْوِيَّةِ الْجُزْئِيَّةِ وَاَكْثَرُهُمْ	اکثر شہداء سابقین جیسا کہ حضرت
الشُّهَدَاءُ السَّابِقُوْنَ وَمَنْ ضَاهَاهُمْ	حمزہ وغیرہ اسی قسم سے ہیں ان کی شان
كَحَمْزَةَ وَشَأْنُهُمْ كُلِّيٌّ فِي جُزْئِيٍّ وَ	جزئی میں کلی ہے بعض کا لحوق ملائکہ
مِنْهُمُ اللَّاحِقُوْنَ بِالْمَلَائِكَةِ السُّفْلِيَّةِ	سفلیہ کے ساتھ اپنے مراتب کے اعتبار سے
عَلَى طَبَقَاتِهِمْ وَهُمُ الشُّهَدَاءُ	ہوتا ہے اور یہ شہداء ابرار ہیں اور جو
الْاَبْرَارُ وَمَنْ ضَاهَاهُمْ مِنْ	فناء اول کے مقام میں باعتبار
اَهْلِ الْفَنَاءِ الْاَوَّلِ حَالًا وَ	حال کے انکے مشابہ ہیں، ان کی شان
شَأْنُهُمْ جُزْئِيٌّ كَنَصْرِ	جزئی ہوتی ہے مثلاً مظلوم کی مدد کرنا
الْمَظْلُوْمِ وَاِلْزَامِ اُمُوْرٍ جُزْئِيَّةٍ	ایسے امور جزئیہ کی تبلیغ کرنا کہ جن سے

يَنْتَفِعُ بِهَا النَّاسُ وَرَفْعُ	لوگوں کو نفع ہو اور جزئی فتنوں کا رفع
الْفِتَنِ الْجُزْئِيَّةِ وَالْإِمْدَادُ	کرنا اور فتح میں معاون ہونا اور بعض
فِي الْفَتْحِ وَمِنْهُمُ اللَّاحِقُونَ	وہ ہیں کہ جو کامل طور پر جنوں کے ساتھ
بِالْجِنِّ لُحُوقًا تَامًّا وَهُمُ	لاحق ہوتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں کہ
الَّذِينَ مَارَسُوا سَيِّئُونَ	جنہوں نے ارتکاب رذائل میں عمریں
الرَّذَائِلِ تَلَخُّصَ مِنْ مَجْمُوعِهَا	ختم کر دی ہیں کہ جن کے مجموعہ سے ایک
هَيْئَةٌ وَاحِدَةٌ فَنَتَتْ فِيهَا	ہیئت وحدانی حاصل ہوئی اور ان کا
النَّفْسُ وَلِهٰذِهِ الطَّبَقَةِ	نفس اس میں فنا ہو کر رہ گیا بعض ان
جُزْئِيَّاتٌ بِحَسَبِ غَلَبَةِ	میں لوگوں کو تکلیف پہچانے میں مشغول
بَعْضِ الرَّذَائِلِ وَمِنْهُمُ	ہیں اور بعض دوسرے امور میں لگے ہوئے
الْمُؤْذُونَ وَمِنْهُمْ غَيْرُ ذٰلِكَ	ہیں بعض لوگ ایسے بھی ہوتے جو زمرۂ
وَمِنْهُمُ اللَّاحِقُونَ بِالْجِنِّ	جن میں شامل ہیں لیکن انکا یہ لحوق
لُحُوقًا نَاقِصًا وَهُمُ الَّذِينَ	کامل نہیں ہوتا یہ وہ لوگ ہیں جو زندگی
مَارَسُوا مَلَكَةً وَاحِدَةً	بھر ایک ہی رذیلہ میں مصروف رہے
رَذِيلَةً فَنَتَتْ فِيهَا	اور اسی کو ملکہ راسخہ بنا لیا جسکی بنا پر
النَّفْسُ بِخُصُوصِهَا وَلَهُمْ	ان کا نفس اسکی خصوصیات میں ختم ہو
جُزْئِيَّاتٌ بِحَسَبِ	گیا رذائل کی جزئیات کی بنا پر ان
جُزْئِيَّاتِ مَلَكَاتِ	کی نوعیات مختلف ہیں بعض ان میں
الرَّذَائِلِ وَمِنْهُمُ الْفَالِتُونَ	سے وہ ہیں کہ جنہیں کسی ایسی ہیئت

فِي هَيْئَةٍ وَاحِدَةٍ خُلِقَتْ مِنَ الْحَسَنَاتِ ۔ وَمِنْهُمُ الْفَانُونَ فِي هَيْئَةٍ حَسَنَةٍ وَاحِدَةٍ عَلٰى قَبَايِن مَاقُدْتُ فِي السَّيِّئَاتِ وَمِنْهُمْ هَوًى أُطْلِقَ لَا حَدَّ وَلَا قَرَّ وَلَا تَأْثِيرَ وَهُمْ أَكْثَرُ النَّاسِ وَالْفَنَاءُ فِي الْمَلَكَةِ الْفَاضِلَةِ وَالدَّنِيَّةِ أَمْرٌ جَلِيلٌ فِي الذَّوْقِ وَكَشْفُ الْحِجَابِ عَنْهُ أَنَّهُ كَمَا يُمْكِنُ أَنْ يَفْنٰى فِي اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَأَسْمَائِهِ فَكَذٰلِكَ يُمْكِنُ أَنْ يَفْنٰى فِي رُوحٍ مَا وَقَدْ كَانَ الْإِشْرَاقِيُّونَ مِنَ الْيُونَانِيِّينَ يَتَعَاطَوْنَهُ فَيَفْنُونَ فِي أَرْوَاحِ الْأَفْلَاكِ وَالْكَوَاكِبِ هُوَ بَاطِلٌ عِنْدَ حِزْبِ الْحَقِّ أَوْ مَلَكَةٌ مَا فَاضِلَةٌ أَوْ رَذِيلَةٌ أَوْ مُبَاحَةٌ

میں فنا حاصل ہے جو کہ حسنات سے پیدا کی گئی ہے، بعض ان میں سے وہ ہیں کہ جن کو کسی ایک نیکی میں فناء ہونا نصیب ہوا اور بعض وہ ہیں کہ جنکی خواہشات مطلق ہیں کہ ان میں کوئی حد اور کسی قسم کا قرار اور تاثیر نہیں اکثر لوگ اسی قسم کے ہوتے ہیں، اور کسی ملکہ فاضلہ یا ملکہ سیئہ میں فنا ہو جانا ذوق اور وجدان کے مطابق بڑی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ جیسا کہ کسی انسان کو اللہ تعالٰے کی ذات اقدس اور اسکے اسماء حسنیٰ میں فنا حاصل ہو سکتی ہے، اسی طرح کسی روح میں بھی اسکا فنا ہونا ممکن ہے، اور یونان کے اشراقیین اپنے آپ کو افلاک اور کواکب کی ارواح عالیہ میں فناء کر دیا کرتے تھے، اگرچہ اہل حق کے نزدیک یہ چیز باطل ہے یا کسی ملکہ فاضلہ یا رذیلہ یا مباحہ

اَلَیْسَ اَنَّ هٰذِهِ الْاُمُوْرَ	ہیں فنا کہہ دیا کہتا ہے آخر یہ چیزیں
مَوْجُوْدَةٌ فِیْ نَشْاَةٍ مَا دَ لَهَا	بھی تو کسی نشأۃ میں موجود ہیں اور انکی
خُصُوْصِیَّاتٌ بِمَا هِیَ هِیَ	بھی خصوصیات ہیں کہ جن سے اس کی
اَلَیْسَ اَنَّ لِکُلِّ مَوْجُوْدٍ طَرِیْقًا	ماہیت متعین ہوتی ہے اور اسی طرح
اِلَی الْمَوْجُوْدِ الْاٰخَرِ وَمُنَاسَبَتُهٗ	ایک موجود کو دوسرے موجود کی طرف
مَعَهٗ اِمَّا لِاتِّحَادِ النَّشْاَةِ اَوْ	راستہ اور مناسبت ہوتی ہے یا تو اتحاد
لِلتَّجَانُسِ اللَّدُنْیَادِیْ فَاِذَا	نشأت کی بنا پر ہو یا تجانس دنیاوی
تَمَثَّلَتْ مَلَکَةٌ عِنْدَهٗ	کی وجہ سے اب جو ملکہ کسی نظر میں اچھا
بِزِیْنَتِهَا وَ وَقَعَتْ فِیْ قَلْبِهٖ	ہوتا ہے تو وہ اس کے دل میں گھس
مَوْقِعًا تَبِعَتْهَا النَّفْسُ حَتّٰی	جاتا ہے اور اس کے رگ و پے
جَامَعَتْهَا فِیْ مَوَاطِنِهَا	میں سرایت کر جاتا ہے اور نفس اسی
وَانْصَبَغَتْ بِهَا ۔	کا تابع ہو جاتا ہے،

انسان کے اقسام

وَالنَّاسُ صِنْفَانِ	لوگوں کی دو قسمیں ہیں، ایک
صِنْفٌ مُنْصَبِغُوا الْمِزَاجِ	جماعت تو وہ ہے کہ جن کے مزاج میں
وَهُمْ اِنْ تَوَجَّهُوْا اِلْقَلْعِ	یہ رنگ قبول کرنے کی صلاحیت ہے
لِرَبِّ تَعَالٰی جَدُّهٗ	یہ لوگ اگر اللہ تعالیٰ کی جانب
فَنُوْا فِیْ لَحْظَةٍ	متوجہ ہوں تو انہیں بہت جلد فنا

ذلک یتحقق لهم الفناء الشفاهی الذی یحتاج الی کثرة التجلی کرة بعد اولی ومن المجذوب مرة بعد اخری فی هذا الصنف فی خطر عظیم ان لم یفنوا فی الله فیخشی ان یفنوا فی ملکة فاضلة او غیرها و صنف غیر منصبغ بالمزاج وهم الذین ان توجهوا الی الغیر تحقق لهم الفناء الشفاهی وهذا الصنف منذ دهر من المخاوف فی المهالک فتدبر

حاصل ہو سکتی ہے ان لوگوں کو فناء شفاہی حاصل نہیں ہوتی کہ جسکے لیئے اس چیز کی حاجت ہے کہ یکے بعد دیگرے وہ تجلی سے مشرف ہوں اور مرۃ بعد اخری انہیں جذب حاصل ہو اس قسم کے لوگ ہمیشہ خطرہ میں رہتے ہیں، اگر انکو فنا فی اللہ کا مقام حاصل نہ ہو تو ممکن ہے کہ وہ کسی ملکہ فاضلہ یا رذیلہ میں فنا ہو جائیں اور ایک قسم وہ ہے کہ جن میں اس رنگ کے قبول کرنیکی صلاحیت نہیں یہ لوگ اگر ذات اقدس کی طرف توجہ کریں تو ان کو فناء شفاہی حاصل ہوتی ہے ان لوگوں کو کسی قسم کا خوف اور خطرہ نہیں۔

ثم ان مزاج البدن قد یورث هیئة خلیطة بین النفس وبین الحواس کما قال الله تعالی ولکنه اخلد الی الارض فلا قرة لصاحب هذا الخلط قریبة الی التخلص والتجرد

پھر یہ بات بھی یاد رکھو کہ کبھی کبھی مزاج بدن کو ایک ایسی ہیئت حاصل ہوتی ہے جس میں نفس اور حواس کے اثرات مخلوط ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ لیکن وہ زمین کی طرف جھکا اس اختلاط والے کو تخلص اور تجرد کا قرب بھی حاصل نہیں

وَقَدْ يَكُوْنُ ذٰلِكَ مُتَوَارِثًا لِمَا اَنَّ نَفْسَ الْمَوْلُوْدِ مُتَوَلِّدٌ مِنْ نَفْسِ الْوَالِدَيْنِ كَمَا ذَكَرْنَا ۔	ہوتا بعض اوقات بہ حالت موروثی ہوتی ہے کیونکہ ہم بیان کرچکے کہ اولاد کا نفس اسکے والدین کے نفس سے متولد ہوتا ہے،
وَاَصْحَابُ هٰذَا الْمِزَاجِ صِنْفَانِ صِنْفٌ لَا يَحْمِلُ الْخَبِيْثَ وَالطَّيِّبَ لِقُوَّةِ الْخِلْطِ وَصِنْفٌ يَتَحَمَّلُهُمَا وَالَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْخُبْثَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ مَرَدَةِ الْجِنِّ وَقَدْ يَتَّفِقُ تَوَافُقُ الْقَبِيْلَةِ عَلٰى مِثْلِ ذٰلِكَ لِمَا فَرَشْنَا وَمِنْ نَتَائِجِ الْعِرْفَانِ حِيْلَةٌ بِهَا يَصِيْرُ صَاحِبُ هٰذَا الْمِزَاجِ الْخَبِيْثِ فَانِيًا فِي الْمَلَكَاتِ الْحَسَنَةِ وَفِيْ هٰذَا الْمَنْزِلِ عُلُوْمٌ وَمَعَارِفُ وَتَاثِيْرَاتٌ عَجِيْبَةٌ لَيْسَتْ فِيْ غَيْرِهٖ وَذٰلِكَ لِاَنَّ خَلْعَ الشَّوَاغِلِ الْخَسِيْسَةِ مَعَ الدُّنْيَا وَنِيَّةَ الْمُدْرِكَةِ ۔	اور اس مزاج کے لوگ دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو وہ جو قوت خلط کی بنا پر طیب اور خبیث کے متحمل نہیں ہوتے اور دوسری قسم کے لوگ اسکے متحمل ہوتے ہیں جو لوگ اس میں خباثت کے حامل ہیں وہ سرکش جنوں کے زمرہ میں داخل ہیں ان دونوں کا قبلہ توجہ ایک ہوتا ہے اور عرفان کے نتائج میں سے یہ بھی ہے کہ کوئی ایسی تدبیر کیجائے کہ خبیث ملکات حسنہ میں فنا ہوجائے اور اس مقام پر عجیب و غریب علوم و معارف اور تاثیرات کا ظہور ہوتا ہے جو اور کسی مقام پر نہیں ہوتا، کیونکہ اس صورت میں شواغل خسیسہ کے ساتھ اور اکات دنیاوی زائل ہوجاتے ہیں،

والقول الجلي في ذلك ان	اور ظاہری چیز یہ ہے کہ اس عالم میں
الناس في هذا العالم لهم	انسان کی تین قوتیں ہیں، خیال وہم
قوى ثلث الخيال والوهم	اور ادراک تو تعلیم و تعلم ان ہی سے
الادراك والتعليم والتعلم منهم	ہوتا ہے اور اسی وجہ سے ان کی فناء
انما يكون بها ولذلك ولهذا ايضاهم	اس مقام کے علاوہ انکے ملکات
ذنامهم هنالك في ملكاتهم لا هاهنا	میں ہوتی ہے،
واعلم ان الناس في	اور یہ بھی یاد رکھو کہ عالم برزخ میں انسانوں
نشأة القبر مسئولون	سے ان کے اخلاق اور ملکات کے
عن اخلاقهم وملكاتهم وفي	متعلق سوال کیا جاتا ہے اور عالم حساب
نشأة الحساب مسئولون	میں ان کے اعمال اور عقائد سے باز
عن اعمالهم وعقائدهم	پرس ہوتی ہے،

میت کو چار طریقوں سے نفع پہنچایا جا سکتا ہے

والذي تحققه	ہمارے ذوق کے مطابق تحقیقی
ذوقنا انه لا يجوز ان	بات یہ ہے کہ میت کو چار طریقوں
ينفع للميت الا على	میں سے کسی ایک طریقہ کیساتھ نفع
اربعة وجوه اما ان	پہنچایا جا سکتا ہے یا میت کے اقارب
يبرّ اقاربه واحبائه	اور احباب کے ساتھ نیک سلوک کیا
فكانه يبرّ به	جائے یہ خود اس میت کے ساتھ احسان

وَاَمَّا اَنْ يَزُوْرَهُ وَيَقْرَأَ عِنْدَهُ الْقُرْاٰنَ فَيَأْنَسُ بِهٖ وَاَمَّا اَنْ يَنُوْبَ عَنْهُ فَيَتَصَدَّقُ عَنْهُ اَوْ يُعْتِقُ عَنْهُ اَوْ يَحُجُّ عَنْهُ كَمَا فِي الْحَوَالَةِ عَنِ الْمَيِّتِ وَغَيْرِهَا وَاَمَّا اَنْ يَسْتَغْفِرَ اللّٰهَ تَعَالٰى لَهٗ فَيَقْبَلُ بِفَضْلِهٖ وَيَرْفَعُ دَرَجَاتِهٖ وَيَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّئَاتِهٖ وَاَمَّا مَا سِوٰى ذٰلِكَ مِنَ الْاِسْتِمْدَادِ وَالْفَاتِحَةِ وَغَيْرِهِمَا فَلَيْسَ بِشَيْءٍ ۔

وَاِذَا قَرَعَ سَمْعَكَ مَا صَحَّ مِنْ مَنْبَعِ النُّبُوَّةِ عَلٰى ذَوِيْهَا الصَّلٰوةُ وَالتَّسْلِيْمَاتُ مِمَّا يَدُلُّ عَلٰى تَجَرُّدِ الْاَرْوَاحِ الطَّيِّرَاتِ مَعَ الْمَلَائِكَةِ فَاجْعَلْهُ مِنْ مُؤَيِّدَاتِ مَا اَفَضْنَا اِلَيْكَ اَنَّ

کرنا ہو گا مثلاً میت کی زیارت کو جائیں اور اس کے پاس قرآن مجید کی تلاوت کریں اس سے اس کو انس حاصل ہوتا ہے یا اس کی طرف سے نائب ہو کر صدقہ کریں یا غلام آزاد کریں یا حج کریں جیسا کہ میت کی طرف سے حوالہ کیا جاتا ہے مثلاً یا اللہ تعالے سے اس کے لئے استغفار کریں اس کو اللہ تعالے اپنے فضل سے قبول فرما کر اس کے درجات بلند فرمائے گا اور اس کی سئیات معاف کرے گا لیکن استمداد اور فاتحہ وغیرہ کی کوئی اصلیت نہیں ۔

اور جس وقت تمہارے کانوں نے یہ بات سمجھ لی جو کہ ہم نے چشمہ نبوت علی صاحبہا الف الف صلوۃ والف الف تسلیم سے نقل کی ہے تو پھر سمجھو کہ یہ چیز جو تجرد ارواح اور روحوں کے ملائکہ کے ساتھ پرواز کرنے پر دلالت کرتی ہے تو اسے ہمارے فاضات کا مؤید سمجھو کیونکہ

لَهُمْ اَمْكِنَةٌ شَتّٰى فَوْقَ السَّمَاءِ وَ
عِنْدَ الْقَابِرِ وَفِي كُرَةِ الْهَوَاءِ +
وَالْاَصْلُ فِي تَخْصِيْصِ الْاَمْكِنَةِ
بَعْضُهَا دُوْنَ بَعْضٍ لُحُوْقُهُمْ
بِالطَّائِفَةِ الْمَخْصُوْصَةِ وَلَهُمْ
اَنْوَاعٌ مِنَ الْعَذَابِ كَالْعِلْمِيِّ
وَالْمَحْسُوْسِيِّ الْحِسِّيِّ وَ
الْاَصْلُ فِي تَخْصِيْصِهَا
مَلَكَاتٌ اتَّصَفَ بِهَا
لِاسْتِعْدَادِ الْبَدَنِ وَمِثْلُ
ذٰلِكَ اَنْوَاعُ الثَّوَابِ وَقَدْ
يَبْقَى الْبَدَنُ مَحْفُوْظًا لِقُوَّةِ
النَّفْسِ وَاِيْوَائِهَا اِلَى الْقَبْرِ
وَهٰذَا كَثِيْرٌ لِلشُّهَدَاءِ
وَحَمَلَةِ الْقُرْاٰنِ وَلِلْعَذَابِ
الْمَحْسُوْسِيِّ سَبَبٌ
كَذٰلِكَ .

روحوں کی قرارگاہیں مختلف ہیں آسمان
کے اوپر قبر کے پاس اور کرہ ہوائیہ ہیں،
تخصیص مکان کی بناء اس پر ہے،
کہ بعض روحیں بعض خاص جماعتوں
میں جا کر شامل ہو جاتی ہیں اور انکے
عذاب کی بھی قسمیں مختلف ہیں، علمی
اور محسوس حسی، کسی خاص قسم کے عذاب
میں مبتلا ہونیکی وجہ وہ ملکات
ہوتے ہیں کہ جن سے آدمی اپنی اپنی
استعداد کے مطابق موصوف ہوتا ہے
اور ثواب کے اقسام بھی اسی طرح ہیں
بعض اوقات میت کا جسم محفوظ رہتا
ہے جس کی وجہ نفس کا قوی ہونا اور
قبر کی طرف رجوع کرنا ہوتا ہے اکثر شہداء
اور حافظ قرآن اسی قسم میں داخل ہیں
عذاب محسوس کے بھی کچھ اسی قسم کے
اسباب ہوتے ہیں،
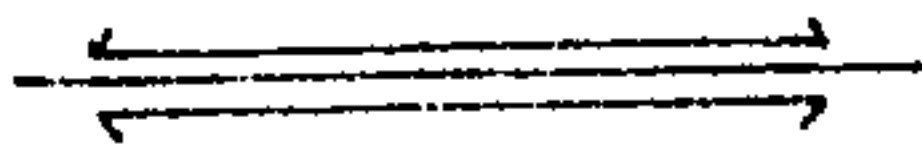
اَلْمَنْزِلُ الثَّانِیْ مَنْزِلُ الْقِیَامَۃِ الْکُبْرٰی وَالْبَعْثِ

دوسری منزل قیامت کبریٰ اور بعث بعد الموت

مسیح دجال اور مہدی علیہ السلام

اِعْلَمْ اَنَّ الْیَهُوْدَ لَمَّا طَغَوْا وَبَغَوْا وَقَتَلُوا النَّبِیِّیْنَ وَهَتَکُوْا بِعِیْسَى بْنِ مَرْیَمَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَیْهِمَا وَعَلَیْهِمْ مُلِئَتْ صَحِیْفَتُهُمْ جَوْرًا وَجَفَاءً وَبَلَغَتْ خَطِیْئَاتُهُمْ عَنَانَ السَّمَاءِ۔

جب یہود کی سرکشی اور ان کا تمرد وعصیان اپنی حد سے تجاوز کر گیا چنانچہ انبیاء کرام کو قتل کیا اور حضرت مسیح کی توہین کی تو ان کے صحف اعمال ان مظالم اور بداعمالیوں سے لبریز ہو گئے اور انکے گناہوں کے اثرات آسمان تک پہنچ گئے،

وَالشُّرُوْرُ الَّتِیْ کَانَتْ مِنْ قَبْلُ فِیْ عَادٍ وَثَمُوْدَ وَغَیْرِهِمْ اَیْضًا بَلَغَتْ عَنَانَ السَّمَاءِ وَکَانَ لَهَا اٰثَارٌ بِخُصُوْصِهَا فَلَمَّا کَانَتْ شُرُوْرُ الْیَهُوْدِ اتَّحَدَتْ مَعَهَا ثُمَّ تَوَحَّدَتِ الشُّرُوْرُ کُلُّهَا وَاحِدًا وَتَحَقَّقَتْ نَشْاَۃً اَتَمَّ دَعَا کَمَا اَکْمَلَ

اس سے پہلے عاد اور ثمود اور دیگر اقوام طاغیہ کے گناہ آسمان تک فضا پر کم چکے تھے اور انکے آثار خصوصی نمایاں ہو چکے تھے اب یہود کی برائیاں ان کے ساتھ مل کر تمام شرور کی ایک وحدت ہو گئی اور ایک ایسے عالم میں ان کا تحقق ہوا جو اس عالم سے کامل تر ہے

فَکَانَتْ رَجُلًا سَوِیًّا هُوَ	یہ برائیاں ایک زندہ مجسمہ کی شکل میں
الْمَسِیْحُ الدَّجَّالُ مُنْسَلِخًا	نمایاں ہوئیں جس کا نام اصطلاح شرع
فِیْ جَانِبِ الشُّرُوْرِ کُلَّ	میں مسیح دجال ہے دجال کو شرور کی
مُنْسَلِخٍ لَا بُدَّ یَفْلَحُ غَفْلَةً	جانب سے انسلاخ حاصل ہے اور انسلاخ
عَنْهُ تَعَالٰی فَلَمْ یَزَلِ الْحَوَادِثُ	خواہ کسی جانب ہو وہ از لقا کا موجب
الشَّرِّیَّةُ یَقَعُ وَکَمَالُہٗ یَتَزَایَدُ	ہوتا ہے چنانچہ برائیاں ظہور کرتی رہیں
حِیْنًا فَحِیْنًا حَتّٰی بُعِثَ	اور دجال اپنی کاملیت اور تمام کو
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ	پہنچ گیا یہاں تک کہ رسول کریم صلی
وَسَلَّمَ وَطَلَعَ الْاِسْمُ	اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور اسم مطلق
الْمُطْلَقُ مِنْ فُؤَادِهٖ فَاضْطَرَّ	آپکے قلب مبارک سے روشن ہوا، تو
الدَّجَّالُ وَاعْتَزَلَ جَانِبًا	دجال مجبوراً روپوش ہوگیا لیکن جب
فَلَمَّا بَعُدَ الْعَهْدُ عَنْهُ صَلَّی	عہد نبوت پر ایک زمانہ گزر گیا اور
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَکَثُرَتِ	شرور کی کثرت ہوئی اور برائی کے
الشُّرُوْرُ وَکَثُرَتِ الْوَقَائِعُ	واقعات بکثرت ظاہر ہونے لگے تو
صَارَ کَمَالُہٗ یَتَزَایَدُ وَقْتًا	دجال کی شرارتوں میں پھر ترقی شروع
بَعْدَ وَقْتٍ وَکُلُّ شَرٍّ	ہوئی اور جو برائی دنیا میں ہوتی تھی وہ
یَلْحَقُ بِهٖ لُحُوْقَ الْجُزْئِیِّ	اسکے ساتھ جا ملتی جسطرح کہ جزئی اپنی
بِالْکُلِّیِّ حَتّٰی اِذَا مُلِئَتِ	کلی سے لاحق ہوجاتی ہے اور جب
الْاَرْضُ جَوْرًا	اس طرح تمام زمین ظلم اور بداعتدالیوں

وَظُلْمًا وَضَلَّتْ اَكْثَرُ
الْاُمَّةِ فَاَخَذَ بِحُقُوقِهَا
الْاِسْمُ الْجَامِعُ الْمُحَمَّدِيُّ
فَتَجَلّٰى بِرَجُلٍ اِسْمُهٗ
كَاسْمِهٖ بِعَيْنِهٖ وَخُلُقُهٗ
كَخُلُقِهٖ وَهِدَايَتُهٗ كَهَدْيِهٖ
فَاَقَامَ بِهِ الْاُمَّةَ
الْعَوْجَاءَ وَمَلَأَ الْاَرْضَ
عَدْلًا فَانْقَبَضَ الدَّجَّالُ
حِيْنَئِذٍ وَلَمْ يَمْلِكْ
نَفْسَهٗ فَخَرَجَ يَدَّعِي
الْاُلُوْهِيَّةَ وَيُفْسِدُ فِي
الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ
وَيُضِلُّ النَّاسَ حَتّٰى
بَلَغَ ذٰلِكَ عَنَانَ السَّمَاءِ
فَزَاحَمَهُ الْاِسْمُ الْعِيْسَوِيُّ
لِاَنَّهٗ مَحَاقٌ لِشُرُوْرِ
الْيَهُوْدِ الَّتِيْ مِنْهَا نَشَأَتْ
بِنْيَتُهٗ وَبَانَ ذٰلِكَ

سے لبریز ہو جائے گی اور امت مرحوم
کے اکثر لوگ گمراہی میں مبتلا ہونگے
تو اسم جامع محمدیؐ اس حالت میں ان کی
دستگیری فرمائیگا اور وہ اسم پاک ایک
ایسے شخص پر تجلی فرمائیگا جن کا نام
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی
کے موافق ہونگے علاوہ ان کا حلیہ اور
اخلاق بھی آپ کے موافق ہوں گے
انکے ذریعہ اللہ تعالٰے اس امت کو جو
مبتلائے ضلالت ہوگی راہ راست پر
لائیگا اور وہ زمین کو عدل و انصاف
کے ساتھ بھر دیں گے اس وقت دجال
سے نہیں رہا جائیگا اور وہ الوہیت کا
دعوی شروع کر دیگا اور ہر طرف سے
لوگوں کو گمراہ کرنے میں ہمہ تن مصروف
ہوگا جب اسکی یہ کوشش انتہا تک
پہنچ جائیگی تو اسم پاک عیسوی اس کے
مٹانے پر متوجہ ہوگا اس تخصیص کی وجہ
یہ ہے کہ عیسے علیہ السلام یہود کی شرارتوں

بِكَمَالِ الْاِسْمِ الْجَامِعِ
الْمُحَمَّدِيِّ فَنَزَلَ وَقَتَلَ
الدَّجَّالَ وَمَلَكَ الْاَرْضَ وَ
اَدّٰى حَقَّ الْاِسْمِ الْجَامِعِ ثُمَّ
سَطَعَ رُوْحُ الدَّجَّالِ وَسَطَ
شُرُوْرًا الْمُتَوَحِّدَةُ بَشَرًا وَاحِدًا
فَاَهْلَكَ النَّاسَ بِيَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ
ثُمَّ ارْتَفَعَتْ بِهِمَّةِ عِيْسٰى وَلَمَّا
قُبِضَ عِيْسٰى وَاَهْمَلَ النَّاسُ فِي
الشُّرُوْرِ وَصَارَ الدَّجَّالُ رُوْحًا
سَرَوَحًا تَمَّ الْفَسَادُ عُمُوْمًا لَا
يُسْتَطَاعُ تَحْرِيْرُهٗ وَلَا تَقْرِيْرُهٗ فَجَاءَتِ
الْقِيَامَةُ مُحْتَاجًا لِنِظَامِ الْعَالَمِ وَ
مُفْسِدَةً لِتَرْتِيْبِهٖ فَمَضٰى عَلٰى
ذٰلِكَ بُرْهَةٌ مِّنَ الزَّمَانِ ۔

کیلئے بمنزلہ محاق کے تھے اور اسم جامع
محمدی سے اسے مزید تقویت حاصل ہو گی
اور حضرت عیسٰی علیہ السلام نازل ہو کر
دجال کو قتل کریں گے اور زمین پر حکومت
کریں گے اسم جامع کا حق ادا کریں گے تھوڑے
زمانہ کے بعد دجال کی روح جو مجموعہ
شرور کی وحدت تھی یاجوج ماجوج کی
شکل میں ظاہر ہو گی چنانچہ لوگوں کو یہ
ہلاک کریں گے اور ان کے اثرات پھر حضرت عیسٰی
علیہ السلام کی توجہ سے ختم ہو جائیں گے جب عیسٰی علیہ
السلام رحلت فرمائیں گے لوگ پھر برائیوں میں مبتلا
ہو جائیں گے دجال کی روح سطرح ان میں سرایت
کرتی جائے گی جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ شر اتنا پھیلے گا جس کے
بیان کی تقریر و تحریر قوت نہیں رکھتی اسی حالت
میں قیامت کا ظہور ہو گا جس سے تمام نظام عالم درہم
برہم ہو جائے گا اور کوئی چیز بھی موجودہ نظم کے مطابق نہیں رہے گی۔

ثُمَّ اَنْشَاَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ
نَشْاَةً اُخْرٰى تَتَعَلَّقُ
النُّفُوْسُ بِالْاَشْبَاحِ

اسی طرح زمانہ گزر جائیگا اور پھر اللہ
تعالے ایک اور نشاۃ کا آغاز فرمائیگا
اور پھر ارواح کو پیش آمدہ معدات کے

اللمعات تقع وتعشوا و	مطابق اجسام کیساتھ تعلق حاصل ہوگا
حینئذ یکونون دنیاویین	اور سب کو مبعوث کیا جائیگا اور اس
کما کانوا ثم بعد برهة	وقت سب اسی حالت پر ہو جائینگے
یفاض علیهم السبوغ	جیسا کہ دنیا میں پھر کچھ زمانہ کے بعد ان
فیتشاؤن نشأة اخرى	پر سبوغ کا افاضہ کیا جائیگا اور وہ ایک
وقد ورد فی بعض	اور نشأۃ اختیار کریں گے، اور بعض
الاحادیث انه یمطر	احادیث میں آیا ہے کہ اسوقت ان پر
هنالک مطر فینبتون فان	بارش برسائی جائے گی سو اگر یہ حدیث
صح فهو بیان للمعنى وورد	صحیح ہے تو پھر یہ معنی کا بیان ہے
فی بعضها انهم تحیروا حیرة	اور بعض احادیث میں ہے کہ ان پر سخت
شدیدة ثم یدعون الى	حیرت طاری ہوگی پھر ان کو موقف
الموقف وهذا شرح للنشأة	کیجانب بلا جائیگا غرضکہ یہ نشأۃ اخری
الاخرى کما ذکرنا۔	کی تشریح ہے،
والناس عند قرب	قیامت کے قریب لوگوں کی
القیامة علی ضروب شتى	مختلف قسمیں ہونگی بعض ان میں سے
منهم کامل تام الکمال و	کامل ہونگے کہ جنکا کمال تام ہوگا اور
منهم ناقص تام النقصان	بعض ناقص کہ جنکا نقصان بھی کامل ہوگا
وذلک لان الشر الکامل	اور یہ اس وجہ سے کہ شر اس وقت دجال
هنالک للدجال والخیر	کی وجہ سے کامل ہے اور امام مهدی

المهدي وعيسى عليهما السلام
ولذلك عمل هؤلاء وهؤلاء كل
فيما هو بلقاء وجه والتوحيد
حينئذ منكشف على طوائف
الناس اما الخيار فلانسلاخهم
واما الشرار فلانقيادهم
للدجال بحسب الاستعداد +
والدولة بحسب الظاهر
تنقسم على شعوب الناس
لكل في زمان وكان للحجاز
ثم للعراق ثم لاهل الفارس
ثم لاهل الهند ورجع اليوم
الى الافاغنة ولكن تلك الدولة
الباطنية على هذا الترتيب
ولكن الافاغنة واهل الفارس
لا يوجد فيهما الانسلاخ
قط فلما لا تهم مزاجية +

اور عیسیٰ علیہ السلام کی بنا پر خیر کامل ہے
اسلئے ہر ایک کو اسی کے مطابق پیرو
مل جائیں گے اور توحید تو اس وقت
تمام لوگوں پر منکشف ہو جائے گی،
نیکوں پر تو انسلاخ ہونے کی وجہ سے
اور بروں پر اسلئے کہ وہ حسب استعداد
دجال کے مطیع ہوں گے

اور دولت ظاہر کے لحاظ سے مختلف
اعصار میں مختلف لوگوں پر منقسم ہو
گی، اولاً حجاز پھر عراق اور پھر فارس
اور اسکے بعد ہندوستان والے اور
آج کل افغان اس پر فائز ہیں اور
اسی طرح دولت باطنیہ اسی ترتیب کے
مطابق ہو گی لیکن افاغنہ (افغان)
اور اہل فارس میں قطعی طور پر انسلاخ
نہیں ہو گا، کیونکہ ان کے کمالات
مزاجی ہیں،
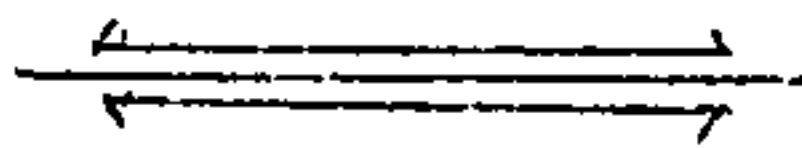
اَلْمَنْزِلُ الثَّالِثُ مَنْزِلُ يَوْمِ الدِّيْنِ

تیسری منزل۔ یوم جزا و سزا

وَفِيْهِ مِنَ الْعَجَائِبِ مَا لَيْسَ فِيْ غَيْرِهٖ وَتَحْقِيْقُ الْقَوْلِ فِيْهِ اَنَّهٗ مَنْزِلٌ جِسْمَانِيٌّ يُفَارِقُ جِسْمَانِيَّتُهٗ جِسْمَانِيَّةَ الدُّنْيَا مِنْ وَجْهَيْنِ قَدْ ذَكَرْنَاهُمَا مِنْ قَبْلُ لَمَّا عَلِمْنَا لَكَ عِلْمَ الصُّحُفِ فَاعْلَمْ اِذَا اَنَّهَا تُسْتَحْضَرُ تِلْكَ الصُّحُفُ فِي الْعَرَصَاتِ ثُمَّ تُفَاضُ عَلَيْهَا الشُّيُوْعُ الْجَلَالِيُّ وَالْجَمَالِيُّ فَيَتَمَثَّلُ تِلْكَ الصُّوَرُ اَجْسَادًا وَتَدْعُوْا الْاَفْعَالُ الْمُبَاحَةُ الَّتِيْ لَا تُوْرِثُ مَلَكَةً خَبِيْثَةً وَلَا صَدَرَتْ مِنْ خُبْثِ قُوًى فِي الْبَاطِنِ وَلَا مَلَكَةً

اور اس میں وہ عجائبات ہیں جو اور مقامات میں نہیں، اور تحقیقی قول یہ ہے کہ یہ ایک منزل جسمانی ہے جس کی جسمانیت دنیا کی جسمانیت سے دو طریقوں سے جدا ہے اور ہم ان کا تذکرہ پہلے کر چکے، کیونکہ تمہیں علم صحف کا علم ہو گیا ہے تو اس وقت یہ سمجھو کہ میدان قیامت میں صحف کو حاضر کیا جائیگا اور جلالی و جمالی دونوں طریقوں سے اس پر افاضہ ہوگا، تو وہ صورتیں اجساد میں متمثل ہوں گی اور وہ افعال مباحہ کہ جن سے کوئی خبیث ملکہ پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہی قوائے باطنی سے کوئی خبث صادر ہوتا ہے اور نہ ملکہ طیبہ ہوتا ہے

طَيِّبَةً وَلَا صَدَرَتْ مِنْ
طَيِّبٍ قُوًى فِي الْبَاطِنِ وَإِنَّمَا
تَضْمَحِلُّ لِعَدَمِ وُصُولِ
السُّبُوغِ غَيْبِ إِلَيْهَا ۔

اور نہ قوائے باطن سے کوئی ملکہ طیبہ
صدور کرتا ہے ان سب کو لغو کر دیا جائے
گا اور یہ سب مضمحل ہوں گے کیونکہ سبوغ
کی ان تک رسائی نہ ہوگی،

صفت علم تمیزی

ثُمَّ إِنَّ لِلّٰهِ تَعَالَى صِفَةً
هِيَ الْعِلْمُ التَّمْيِيزِيُّ أَنْ
صِفَةٌ هِيَ مَلَكَةُ التَّفْرِيقِ بَيْنَ
الْمُتَلَبِّسِيْنَ الْمُشْتَبِهِيْنَ وَ
الْآيَاتُ الَّتِي تَدُلُّ عَلَى أَنَّ
وَاقِعَةَ الْأُحُدِ مَثَلًا كَانَتْ
لِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ
لِيَعْلَمَ الْكَاذِبِيْنَ إِنَّمَا الْمَرَامُ
مِنْهَا فِي مَا نَرَى وَاللّٰهُ أَعْلَمُ
أَنَّ هٰذِهِ الصِّفَةَ التَّمْيِيزِيَّ
هُوَ سَبَبٌ وَمَبْدَأٌ
لِهٰذِهِ الْوَاقِعَةِ كَمَا أَنَّهَا
مِنْ ظِلَالِ سَائِرِ الصِّفَاتِ

پھر اللہ تعالے کی صفات میں سے
ایک صفت علم تمیزی ہے جسکا مفہوم
وہ ملکہ ہے جس کے ذریعہ دو مشتبہ اور
ملتبس چیزوں میں فرق کیا جا سکے اور وہ
آیات جو کہ اس بات پر دلالت کرتی
ہیں کہ واقعہ احد مثلاً اس لئے ہوا تھا
تاکہ اللہ تعالے صادقین اور کاذبین
کو جان لے اسی صفت پر دال ہیں
مقصود اس سے یہ ہے جیسا ہم سمجھتے
ہیں واللہ اعلم کہ یہی صفت تمیزی اس
واقعہ کے ظہور میں انکا مبدا اور سبب
تھی جیسا کہ دیگر صفات کا بھی اسی
واقعہ میں ظہور ہوا اس صفت کے

أيضاً من العكوس لهذه
الصفة جوهر على شاكلة
الميزان بها يتميز بين
الحسنات والسيئات للحساب
أيضاً من مظاهرها فيفاض
حين إقامة الميزان فاضة
إجمالية كلية على هياكل
الموجودات فيعترفون أعمالهم
ونكال بعضها وإثابة بعضها
مرة واحدة في لمح البصر أو
هو أقرب وهذا معنى قوله
تعالى والله سريع الحساب
ومن العجائب في تلك الدار
الجليلة الشأن أن الرجل
الواحد إذا كان ذا مظالم
كثيرة يكون بعدد تلك
المظالم متجسداً عند
هذا وعند ذلك وهو في
نفسه متألم بجميع الآلام و

عکوس اور مظاہر میں سے ایک جوہری چیز
ہے جس کو میزان سے مشابہت ہے
اور جو حسنات و سیئات میں فرق کرنیکا
ذریعہ ہے حسنات بھی اسی صفت کا
مظاہرہ ہے جس وقت میزان قائم ہو گی
تو تمام موجودات پر اس صفت تمیزی
کا اجمالی مظاہرہ ہو گا تو وہ اپنے اپنے
اعمال کا اعتراف کرینگے اور بعض کو
سزا اور بعض کو جزاء ایک ہی لمحہ میں
دیدی جائیگی فی لمح البصر او ھو
اقرب اور یہی اللہ تعالے کے اس فرمان
واللہ سریع الحساب کا مطلب ہے،
اور اس دار جلیلہ کے عجائبات میں
سے یہ بھی ہے کہ جس شخص نے بہت
لوگوں کے حقوق غصب کئے ہوں گے
اور ان پر ظلم کیا ہو گا تو وہ بیک وقت
ان سب کی جوابدہی کیلئے متعدد مقامات
پر مجرم کی حیثیت سے کھڑا ہو گا، اور
اس کا نفس تمام ان مصائب سے مغموم ہو گا

عِنْدَ ذٰلِكَ يَتَّبِعُ كُلُّ
رَجُلٍ اِلٰهَهٗ وَهَوَاهُ ۔
اَمَّا الْفَسَقَةُ الْغَفَلَةُ مِنَ
الْمُسْلِمِيْنَ فَاِنَّهُمْ يَتَّبِعُوْنَ
صُوْرَةً حِسِّيَّةً اَوْ وَهْمِيَّةً اَوْ
عَقْلِيَّةً كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ
تَعَالٰى عَلَيْهَا وَيَدْخُلُوْنَ النَّارَ
وَبَعْدَ ذٰلِكَ يَضْمَحِلُّ
الصُّوْرَةُ اِلٰى مَا لَا صُوْرَةَ لَهٗ
وَذٰلِكَ لِتَدَارُكِ الشَّهَادَةِ
الَّتِيْ كَانُوْا يَتَلَفَّظُوْنَهَا
وَاَمَّا الْعَاقِبُوْنَ مِنَ الْبَرَرَةِ
الَّذِيْنَ اِدْرَاكُهُمُ الْحِسِّيُّ
تَمَثَّلَ مَا الْهُوِيَّةِ الْمُطْلَقَةِ
وَنَحْنُ نُسَمِّيْ ذٰلِكَ نُوْرَ
الْغَيْبِ فَاِنَّهُمْ يَصْعَدُوْنَ
فِيْ مَعَارِجِ اِدْرَاكَاتِهِمْ
بِمَعْنٰى اَنَّ اِدْرَاكَهُمُ
الْغَيْرُ الْمُبِيْنُ

اور یہ وہ مقام ہے کہ جس وقت ہر ایک
شخص اپنے معبود اور ہوائے نفس کے تابع ہوگا
اور مسلمانوں میں جو فاسق اور غافل
حضرات ہیں وہ اس صورت وہمیہ یا حسیہ
یا عقلیہ کی پیروی کریں گے جس کا انہوں نے
معبود ہونے کا تصور باندھ رکھا تھا اور یہ
سب دوزخ میں داخل کئے جائیں گے
یہاں تک کہ یہ صورت اس چیز کی طرف
مضمحل ہو جائیگی جو کہ صورت سے منزہ
ہے اور یہ اس کلمہ شہادت کا تدارک
ہے کہ جس کو وہ اپنی زبان سے ادا کیا
کرتے تھے لیکن عاقبی لوگ کہ جن کے
اعمال نیک ہیں اور جو ادراک رکھتے
ہیں ان کا ادراک حسی ہویت مطلقہ
کو کسی نہ کسی طرح متمثل کر دیتا ہے جس
کو ہم نور غیب کے ساتھ موسوم کرتے
ہیں اس لئے کہ وہ اپنے ادراکات کے
معارج میں صعود کرتے ہیں بایں طور
کہ انکا وہ ادراک جو کہ غیر واضح تھا تو

يَصِيرُ لِأَجْلِ السُّبُوغِ	ذات پر سبوغ کے فائض کی وجہ سے
الْمُفَاضِ عَلَيْهِ بَيِّنًا	واضح اور روشن ہو جائیگا تو اس وقت
فَيَعْرِفُونَ اللهَ تَعَالَى	وہ اللہ تعالیٰ کو کمال معرفت کیساتھ
حَقَّ الْمَعْرِفَةِ ٭	پہچان لیں گے،
وَكَذٰلِكَ الْعَابِدُونَ يَصْعَدُونَ	اور اسی طرح وہ عابد حضرات کہ معارج
فِي مَعَارِجِ الْعِبَادَاتِ إِلَى	عبادات کی حقیقت معلوم کرنے کیلئے
حَقَائِقِهَا وَهٰذَا عِلْمٌ عَمِيقٌ ٭	کوشاں رہے ہوں گے (وہ بھی شاہراہ توحید پر گامزن ہوں گے) یہ ایک عمیق علم ہے،

مقام شفاعت

اَلشَّفَاعَةُ سُبُوغٌ جَمَالِيٌّ	شفاعت ایک سبوغ جمالی ہے
يَتَنَزَّلُهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ	جسکے نزول کا موجب رسول اکرم صلی
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَبْدَإِ تَعَيُّنِهِ	اللہ علیہ وسلم کا مبدء تعین یعنی الحی
الَّذِي هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ شَأْنُهُ	القیوم ہے اس کی شان یہ ہے کہ جو
اِضْمِحْلَالُ السَّيِّئَاتِ	برائیاں صحف اعمال میں ثبت ہو
الْمُسْتَقِرَّةِ فِي الصُّحُفِ ٭	جاتی ہیں وہ محو ہو جاتی ہیں،
وَلِكُلِّ نَبِيٍّ شَفَاعَةٌ عَلَى شَاكِلَةِ	اور ہر ایک نبی کے لئے اسکے سبوغ
سُبُوغِهِ وَقُرْبِهِ إِلَى الْخَيْرِ	اور قرب الی اللہ کے مطابق شفاعت
التَّامِّ وَالْحَقِّ وَأَنْيَلُ النَّاسِ	کا مقام ہے شفاعت سے وہی لوگ

بِالشَّفَاعَةِ اَقْرَبُهُمْ اِلَى الْاَنْبِيَاءِ	زیادہ بہرہ ور ہو سکتے ہیں کہ جن کو انبیاء
وَلِمِثْلِ ذٰلِكَ شُرِعَتِ الصَّلٰوةُ	کرام سے زیادہ قرب حاصل ہے اور درود
وَالتَّسْلِيْمَاتُ عَلَيْهِمْ وَشَفَاعَتُهُ	وسلام کے مشروع ہونیکا یہی راز ہے،
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمُّ	اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت
الشَّفَاعَاتِ وَمِنَ الْمُتَحَقِّقِ	ام الشفاعات ہے، اور میرے نزدیک
لَدَيَّ وَاِنَّهُ وَاِنْ كَانَ	یہ بات متحقق ہے کہ اگرچہ اس عالم مادی
هٰذَا الْعَالَمُ اَيْضًا مِنْ بَرَكَاتِ	میں بھی آپ کے سبوغ کی برکتیں کچھ کم
سُبُوْغِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ	ظہور میں نہیں آئیں لیکن عالم آخرت
سَلَّمَ لٰكِنَّ فِيْ ذٰلِكَ الْعَالَمِ	میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ
سَيَظْهَرُ هٰذِهِ الْكَرَامَةُ	کرامت ایسی ظاہر ہوگئی کہ دنیاوی
لَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	کرامتیں اسکا عشر عشیر بھی نہ ہوں گی
ظُهُوْرًا لَيْسَ هٰذَا الظُّهُوْرُ	اسی واسطے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
عُشْرَ عَشِيْرِهِ كَمَا قَالَ صَلَّى اللّٰهُ	نے فرمایا ہے کہ آدم علیہ السلام وغیرہ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰدَمُ وَمَنْ دُوْنَهُ	سب میرے ہی جھنڈے کے نیچے ہوں
تَحْتَ لِوَائِيْ وَلَا فَخْرَ۔	گے اور اس پر مجھے کوئی فخر نہیں،

حوض کوثر اور پُل صراط

وَالْحَوْضُ هِدَايَتُهُ صَلَّى	حوض کوثر در اصل آپ صلی اللہ
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَجَسَّدَتْ	علیہ وسلم کی ہدایت کا تمثل ہے، چونکہ

هُنَالِكَ مَا لِمُشَابِهَةٍ قَوِيَّةٍ بَيْنَ الْعِلْمِ وَالْمَاءِ وَأَرٰى أَنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوْضًا غَيْرَ أَنَّ حَوْضَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمُّ الْحِيَاضِ ❊	بلحاظ افاضہ کے پانی اور علم میں بہت قوی مشابہت ہے اسلئے وہ اس شکل میں متمثل ہو گئی، میرے نزدیک ہر ایک نبی کے لئے حوض ہوگا مگر حوض رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُم الحیاض ہوگا
وَالصِّرَاطُ هُوَ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيْمُ تَجَسَّدَتْ هُنَالِكَ أَحَدُّ مِنَ السَّيْفِ وَأَدَقُّ مِنَ الشَّعْرِ اَلَيْسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَّرَ قَوْلَهٗ تَعَالٰى اِنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ اَلْاٰيَةَ بِخَطٍّ مُسْتَقِيْمٍ حَوْلَهٗ خُطُوْطٌ ❊	اور پلصراط وہی صراط مستقیم ہے جو کہ اس وقت تلوار سے تیز اور بال سے باریک شکل میں متمثل ہوگا، کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل کی تفسیر ایک سیدھا خط کھینچکر اور اسکے چاروں طرف چھوٹی لکیریں بنا کر نہیں بیان فرمائی (سو یہی خط مستقیم صراط مستقیم ہے)
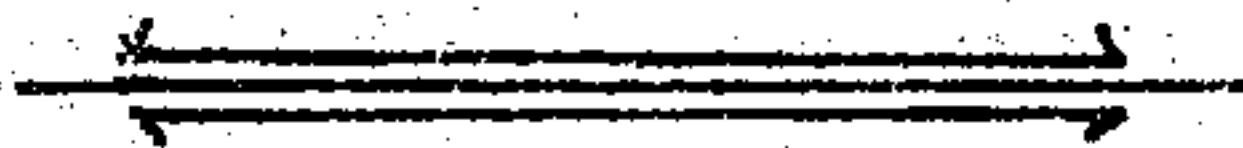
اَلْمَنْزِلُ الرَّابِعُ اِمَّا الْجَنَّةُ وَاِمَّا النَّارُ

چوتھی منزل جنت اور دوزخ

وَالْقَوْلُ الْفَصْلُ عِنْدِیْ اَنَّ الْعَیْنَ الثَّابِتَةَ جَامِعَةٌ لِجَمِیْعِ الْوُجُوْهِ الْمُنْطَوِیَةِ تَحْتَ الْاِجْمَالِ فَیُفَاضُ هُنَالِكَ عَلَیْهَا سُبُوْغٌ تَتَمَثَّلُ بِهٖ تِلْكَ الْوُجُوْهُ وَتَتَجَسَّمُ اِلَّا اَنَّ جِسْمَانِیَّةَ هٰذَا الْمَوْطِنِ یُفَارِقُ الْجِسْمَانِیَّةَ الدُّنْیَاوِیَّةَ بِالْوَجْهَیْنِ الْمَذْکُوْرَیْنِ مِنْ قَبْلُ۔

میرے نزدیک اصل بات یہ ہے کہ عین ثابتہ ان تمام وجوہ کی جامع ہے جو اجمال کے ضمن میں پائی جاتی ہیں تو سوفتنا ان پر سبوغ کا افاضہ ہوگا تو یہ تمام وجوہ متمثل اور متجسم ہو جائینگی مگر یہ جسمانیت اس مقام پر ان دو مذکورہ طریقوں پر جسمانیت دنیاوی سے جدا ہوگی،

وَهٰذَا السُّبُوْغُ اِمَّا جَمَالِیٌّ وَهِیَ الْجَنَّةُ وَاِمَّا جَلَالِیٌّ وَهِیَ النَّارُ وَالْمُرَجِّحُ لِاَحَدِ السُّبُوْغَیْنِ عَلَی الْاٰخَرِ هُوَ الشَّهَادَتَانِ اَوِ الْاِنْکَارُ لَهُمَا اَوِ الْاِسْتِکْبَارُ عَنْهُمَا وَلِرَسُوْلِنَا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

اور یہ سبوغ یا تو جمالی ہوگا اور یہی جنت ہے اور یا جلالی اور اسی کا نام دوزخ ہے اور راجح ان دونوں سبوغوں میں سے دوسرے پر یا تو شہادتین کا اقرار یا انکار اور ان سے استکبار ہوگا اور ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

شَأْنٌ عَظِيمٌ فِي ذٰلِكَ ثُمَّ إِنَّ	کی اس مقام پر شان عظیم ہوگی پھر جنت
فِي الْجَنَّةِ تَتَمَثَّلُ الْجَمَالِيَاتُ مِنَ	میں جمالیات کا تمثل لذائذ اکل و شرب
الْمَنْكَحِ الشَّهِيِّ وَالْمَطْعَمِ الْهَنِيِّ وَ	اور حور و قصور وغیرہ کی صورت میں ہوگا
وَالْمَلْبَسِ السَّنِيِّ وَالْمَسْكَنِ الْوَضِيِّ	کیونکہ جو اعمال صحائف میں ثبت کئے
وَذٰلِكَ لِأَنَّ صُوَرَ الْأَعْمَالِ الْمُودَعَةِ	گئے تھے تیسری منزل میں صحف مذکورہ
فِي الصُّحُفِ تَلْغُو الْأَعْمَالُ الْمُبَاحَةُ	سے مباح اعمال کو محو کر دیا جائیگا مگر
مِنْهَا فِي الْمَنْزِلِ الثَّالِثِ إِلَّا	انکو باقی رکھا جائیگا جو کہ راسخ ہونگے
الرَّوَاسِخَ وَيَسْبُغُ بِالتَّسْبُوغِيْنِ وَ	پھر انکو سبوغ حاصل ہوگا اور جو لوگ
وَتَتَجَسَّدُ الْحَسَنَاتُ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا	نیکوکار اور متقی ہونگے ان کی برائیاں
وَكَانُوا مِنَ الْمُتَّقِينَ وَيَضْمَحِلُّ	اعمال کے ماتحت آکر ختم ہو جائیں گی
السَّيِّئَاتُ وَتَنْدَرِجُ تَحْتَ الْأَعْمَالِ	برخلاف اسکے کہ ان کی نیکیاں متجسد
هُنَالِكَ فَتِلْكَ الْمُتَجَسِّدَاتُ	ہوں گی یہ تجسد ان کے اعیان ثابتہ
مُرَجَّحَاتٌ لِلْخَارِجِ مِنْ عَيْنِهِ الثَّابِتَةِ	کی وجوہ مختلفہ اور دیگر دقیق مناسبات
لِوُجُوهٍ وَمُنَاسِبَاتٍ دَقِيقَةٍ ٭	کے مطابق ہوگا،

شہادتین کا فائدہ

وَلْنُفَصِّلْ هٰذَا الْقَوْلَ	اس بحث کی ہم کسی قدر تفصیل کرنا
بَعْضَ التَّفْصِيلِ فَنَقُولُ	چاہتے ہیں، سو ہم بیان کرتے ہیں، کہ
كَلِمَةُ الشَّهَادَتَيْنِ إِنَّمَا تُفِيدُ تَمَامَ	کلمہ شہادتین اس مقام پر اتمام سبوغ

السُّبُوْغُ هُنَالِكَ وَلَاصُوْرَةَ لَهَا — کا فائدہ دیتا ہے اور اس کی کوئی علیحدہ
عَلٰی حِدَتِهَا وَذٰلِكَ لِاَنَّ صُوْرَتَهَا — صورت نہیں ہوتی اور یہ اس وجہ سے
الْمُسْبِغَةَ تَظْهَرُ لَهَا شُعْبَتَانِ — کہ اس کی وہ صورت کہ جس پر سبوغ
الْاُوْلٰی مِنْهُمَا تَنْتَهِیْ اِلَی التَّجَلِّی — کیا گیا ہے اسکے دو شعبے ہیں، پہلا شعبہ
الذَّاتِیْ وَالْعِرْفَانِ الْاَتَمِّ وَهُمَا — تو تجلی ذاتی اور عرفان اتم پر جا کہ مقتضی
الْمُسْتَنْزِلَانِ لِلسُّبُوْغِ الْکَامِلِ — ہوتا ہے اور یہ دونوں مؤخر الذکر چیزیں
فِیْ مُوْطِنِ الْمَعِیَّةِ حَیْثُ لَا — موطن معیت ہیں جہاں اسباب و وسائط
اَسْبَابَ وَلَا وَسَائِطَ وَالثَّانِیَةُ — کا کچھ بھی دخل نہیں سبوغ کامل کے
مِنْهُمَا تَنْتَهِیْ اِلٰی حَقِیْقَةِ الرُّسُلِ — نزول کا باعث ہوتی ہیں اور دوسرا
صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَیْهِمْ وَبِهَا — شعبہ ان میں رسل صلوات اللہ وسلامہ علیہم
یَصِیْرُ مَغْمُوْرًا فِیْ هِدَایَتِهِمْ — کی حقیقت تک پہنچا دیتا ہے اور اسکا
الَّتِیْ مَثَلُهَا کَمِثْلِ غَمَامَةٍ مُحِیْطَةٍ — نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ انکی ہدایت میں
مَا اقْتَرَبَ مِنْهَا اَحَدٌ مِنْ نَفْسِهٖ — پوشیدہ ہو جاتا ہے جیسا کہ بادل گھرا ہوا
اِلَّا اقْتَرَبَتْ اِلَیْهِ وَذٰلِكَ — ہو اور آدمی اسکے قریب جائے تو بادل
هُوَ الْمُسْتَنْزِلُ لِلسُّبُوْغِ — اس سے قریب نظر آتا ہے یہ شعبہ عالم
فِیْ مُوْطِنِ الْاَسْبَابِ — وسائط اور اسباب میں نزول سبوغ
وَالْوَسَائِطِ ۔ — کا باعث ہے،

وَاِنِّیْ حَدَّثْتُ فِیْ صُوْرَةِ الْکَلِمَةِ — میں نے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کی اس
الطَّیِّبَةِ اَعْنِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ — صورت کو دیکھا جو نامۂ اعمال میں ثبت

فَحَسْبُ الْمُنْطَبِعَةِ فِي الصُّحُفِ فَرَأَيْتُ لَهَا هَيْئَةً وُحْدَانِيَّةً وَصَرَاقَةً أُخْرَى لَا تُشَابِهُ الشُّعْبَةَ الْأُولَى مِنَ الْهَائِيَنِ ۔ وَصُورَةُ الصَّلَوَاتِ وَالتَّسْلِيمَاتِ حَدَّقْتُ فِيهَا فَرَأَيْتُ أَنَّهَا مِنْ مُتَمِّمَاتِ الشُّعْبَةِ الثَّانِيَةِ لَيْسَ إِلَّا ذٰلِكَ وَهٰذَا الْفَرْقُ لَا أَجِدُ عَلَيْهِ دَلِيلًا إِلَّا النَّقْلَ مِنْ تِلْكَ الصُّحُفِ الْمُنْتَشِرَةِ عِنْدَنَا نَرَى فِيهَا مَا نَشَاءُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۔

ہوتی ہے تو مجھے یہ معلوم ہوا کہ اس کی ایک ہیئت وحدانی ہے اور وہ اس قدر خالص ہے کہ ان دونوں شعبوں میں سے کسی بھی شعبہ کے مشابہ نہیں، اور جس وقت میں نے صلوۃ و سلام کی صورت کو غور سے دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ اس سے دوسرے شعبہ کی تکمیل ہوتی ہے اسکے علاوہ اور کچھ نہیں اور اس فرق کی میرے پاس کوئی دلیل موجود نہیں بجز اس کے کہ صحف اعمال کو ہمارے سامنے پھیلا دیا گیا ہے اور ان میں جو کچھ ہم چاہتے ہیں دیکھ لیتے ہیں والحمد للہ رب العالمین،

نماز بصورت حور و قصور

اَلصَّلٰوةُ تُفِيدُ حُورًا جَمِيلَةً وَقُصُورًا شَاهِقَةً وَ ذٰلِكَ لِأَنَّ الصَّلٰوةَ لَمَّا حَدَّقْتُ فِي صُورَتِهَا الْمُنْطَبِعَةِ فِي الصُّحُفِ

نماز آخرت میں حور و قصور کی صورت میں متمثل ہوتی ہے کیونکہ جس وقت میں نے اسکی اس صورت میں غور کیا جو کہ صحف میں منطبع ہے تو اس

وَجَدْتُ لَهُمَا شُعْبَتَيْنِ الْأُولَى	کے دو شعبہ پائے، ایک تو ہیئت انسانیہ
هَيْئَةٌ اِنْسَانِيَّةٌ اِنْتَزَعَتْ مِنَ الْخُشُوْعِ	جو کہ خشوع سے انتزاع کی ہوئی ہے جو کہ
الْمُنْبَعِثِ مِنْ شَرَاشِرِ الْبَدَنِ وَ	انسان کے رگ و پے میں سرایت کئے
مِنْهَا الْحُوْرُ وَالْغِلْمَانُ الثَّانِيَةُ مِنْهَا	ہوئے ہے اور حور و غلمان اسی سے ہیں
هَيْئَةٌ جَمْعِيَّةٌ اِحَاطِيَّةٌ اِنْتَزَعَتْ	اور دوسری وہ ہیئت جمعیہ احاطیہ ہے
مِنَ الْقِيَامِ وَالْقُعُوْدِ وَالرُّكُوْعِ وَ	جو کہ قیام قعود رکوع اور سجود سے تیار
السُّجُوْدِ وَمِنْهَا الْقُصُوْرُ الشَّاهِقَةُ	ہوئی ہے اور اسی سے جنت کے عالیشان
وَالْحَدَائِقُ الرَّائِقَةُ وَاَيْضًا لِلصَّلٰوةِ	محلات اور دلکش باغات ہیں اور نماز
هَيْئَةٌ تَعْظِيْمِيَّةٌ تَنْتَهِيْ اِلَى	کی ایک ہیئت تعظیمیہ بھی ہے جو تجلی
التَّجَلِّي الذَّاتِيِّ وَهَيْئَةٌ اِعْرَاضِيَّةٌ	ذاتی پر منتہی ہو جاتی ہے اور اسی طرح
عَنِ الْاَغْيَارِ مِنْهَا التَّكْفِيْرُ	ایک وہ ہیئت بھی ہے جو اعراض عن الاغیار
لِلسَّيِّئَاتِ وَاَرٰى اَنَّهٗ اِنَّمَا	سے پیدا ہوتی ہے جس سے گناہوں کی
شُرِعَتِ الْاَذْكَارُ مِنَ التَّسْبِيْحِ	تکفیر ہوتی ہے اور میری رائے میں اذکار
وَالتَّهْلِيْلِ وَغَيْرِهِمَا فِي الصَّلٰوةِ	یعنی تسبیح و تہلیل وغیرہ کی داخل نماز
وَدُبُرِهَا لِاِتْمَامِ الْقُصُوْرِ وَالْحَدَائِقِ	اور خارج نماز مشروعیت یہ اتمام
بِالْاَشْجَارِ وَالثِّمَارِ وَمَا ضَاهَاهَا	قصور اور حدائق اشجار و ثمار وغیرہ کی
وَاِنَّمَا شُرِعَ الْخُشُوْعُ وَالسُّكُوْنُ	تکمیل کیلئے ہے اور ایسے ہی نماز میں
فِي الصَّلٰوةِ لِجَمَالِ الْحُوْرِ	خشوع اور سکون حور و غلمان کے جمال
وَالْغِلْمَانِ ۔	کے لئے مشروع کیا گیا ہے۔

وَمِنْ اَذْوَاقِیْ اَنَّ الصَّلٰوۃَ	اور میرا ذوق یہ کہتا ہے کہ بعض اوقات
کُلَّهَا قَدْ لَا تَقْتَضِیْ اِلَّا حُوْرِیَّۃً	نماز میں سبوغ کامل نہیں ہوتا تو سب
وَاحِدَۃً لِاِنْحِدَاجِ السُّبُوْغِ وَ	نماز میں ایک ہی حور کی صورت میں متمثل
قَدْ تَقْتَضِیْ کُلُّ صَلٰوۃٍ حُوْرِیَّۃً	ہوتی ہے ورنہ تو ہر ایک نماز بلکہ ہر
بَلْ کُلُّ رَکْعَۃٍ حُوْرِیَّۃً تَحْتَهَا	ایک رکعت کیلئے علیحدہ حور ہوتی ہے
سَبْعُوْنَ حُوْرِیَّۃً اُخْرٰی	جسکی خدمت کیلئے اور ستر حوریں
لِاَتَمِّیَّۃِ السُّبُوْغِ وَذٰلِکَ لِاَنَّهٗ	کمربستہ رہتی ہیں بوجہ کمال سبوغیت کے
کَمَا اَنَّ الْعَیْنَ الثَّابِتَۃَ تَقْتَضِیْ	کیونکہ جسطرح عین ثابتہ سبوغ کیوجہ
لِاَجْلِ السُّبُوْغِ ظُهُوْرَ الْوُجُوْهِ	سے ان وجوہ مختلفہ کے ظہور کی مقتضی ہے
الْمُنْطَوِیَۃِ فِیْهَا فَکَذٰلِکَ قَدْ	جو اس کے ضمن میں موجود ہیں، اسی
تَقْتَضِیْ کُلُّ وَجْهٍ مِنْ تِلْکَ	طرح بعض اوقات ایک ہی وجہ میں
الْوُجُوْهِ ظُهُوْرَ وَجْهٍ مُنْطَوِیَۃٍ	دوسری کئی وجوہ مستور ہوتی ہیں، جنکا
فِیْ ذٰلِکَ الْوَجْهِ وَهٰذِهِ الْقَاعِدَۃُ	ظہور سبوغ پر موقوف ہوتا ہے یہ ایک
الْکُلِّیَّۃُ نَافِذَۃٌ فِی الْقُصُوْرِ وَ	قاعدہ کلیہ ہے جو کہ قصور و غلمان اور
الْغِلْمَانِ وَکَذٰلِکَ فِیْ سَائِرِ الْاَعْمَالِ	اسی طرح تمام اعمال حسنہ اور سیئہ
الْحَسَنَاتِ وَالسَّیِّئَاتِ ۔	میں نافذ ہے،

روزہ کے تمثلات

اَلصَّوْمُ لِصُوْرَتِہِ الْمُنْطَبِعَۃِ	روزہ اس کی وہ صورت جو صحف

فِی الصُّحُفِ هَیْئَتَانِ الْاُوْلٰی
هَیْئَۃٌ اِمْسَاکِیَّۃٌ عَدَمِیَّۃٌ تَنْزِیْهِیَّۃٌ
تَنْتَهِیْ اِلَی التَّجَلِّی الذَّاتِیِّ وَمِنْهَا
قَوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رِوَایَۃً
عَنِ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اَلصَّوْمُ
لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ وَمِنْهَا قَوْلُہٗ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلصَّوْمُ
جُنَّۃٌ یَعْنِیْ تَنَزُّہٌ عَنْ مُحْشَاءِ
النَّارِ وَالثَّانِیَۃُ هَیْئَۃٌ طَلَبِیَّۃٌ
طَبِیْعِیَّۃٌ لِلْحُظُوْظِ وَاللَّذَّاتِ
وَمِنْهَا بَابُ الرَّیَّانِ وَقَوْلُہٗ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِبِلَالٍ وَهُوَ
صَائِمٌ یُؤْکَلُ عِنْدَہٗ اِنَّ
اَعْظُمَہٗ تُسَبِّحُ لِلّٰہِ تَعَالٰی وَ
وَمِنْهَا الْاَکْلُ لِلْاَطْعِمَۃِ
اللَّذِیْذَۃِ وَالشُّرْبُ لِلْخَمْرِ
وَغَیْرِهَا وَالتَّمَتُّعُ مِنَ الْحُوْرِ
بِالْجِمَاعِ وَبِالسَّمَاعِ وَاِلٰی
غَیْرِ ذٰلِکَ مِنَ اللَّذَّاتِ

اعمال میں منطبع ہے اسکی دو صورتیں ہیں
پہلی ہیئت امساکیہ عدمیہ تنزیہیہ ہے جو
کہ تجلی ذاتی پہ منتہی ہوتی ہے اور اسی لئے
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے
کہ اللہ تبارک تعالےٰ فرماتا ہے، کہ
روزہ خالص میرے لئے ہے اور میں
ہی اس کی جزا دوں گا اور رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ روزہ
ڈھال ہے یعنی وہ انسان کو دوزخ کی
سختیوں سے محفوظ رکھتا ہے اور دوسری
محظوظات و لذات کیلئے ہیئت طلبیہ
طبعیہ ہے اور اسی سے باب الریان ہے
اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بلال رض
سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تمہاری ہڈیاں
خدائے بزرگ کی تسبیح میں مشغول ہیں یہ
اسوقت فرمایا جبکہ بلال رض روزہ دار تھے
اور انکے سامنے کھانا کھایا جا رہا تھا
اسی طرح آخرت میں اطعمہ لذیذہ سے
چاشنی اندوز ہونا اور شراب وغیرہ کا

وَقَدْ اَشَارَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِلٰى هَاتَيْنِ الشُّعْبَتَيْنِ فِىْ قَوْلِهٖ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ ٭

پینا اضحوروں کی مصاحبت اور ایک نگ سے محظوظ ہونا وغیرہ اسی ہیئت سے متعلق ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس فرمان میں - کہ روزہ دار کیلئے دو فرحت کے مقام ہیں ان ہی دو شعبوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔

زکوٰۃ اور صدقات

اَلزَّكٰوةُ وَالصَّدَقَةُ لَهَا ثَلٰثُ شُعَبٍ اَلْاُوْلٰى هَيْئَةٌ وُحْدَانِيَّةٌ تَنْدَرِجُ فِيْهَا صُوْرَةُ الْمُتَصَدِّقِ بِهٖ رَاجِيًا مُقْبِلًا وَمِنْهَا حَضْرُ الْمُتَصَدَّقِ بِهٖ بِعَيْنِهٖ فِى الْجَنَّةِ الثَّانِيَةُ هَيْئَةٌ وُحْدَانِيَّةٌ تَنْدَرِجُ فِيْهَا صُوْرَةُ سُبُوْغِ الْفَقِيْرِ الْمُحْتَاجِ الْمُتَصَدَّقِ عَلَيْهِ وَمِنْهَا يُسْتَفَادُ السُّبُوْغُ فِىْ كُلِّ شَيْءٍ هُنَالِكَ كَمَا مَرَّ فِى الشَّهَادَتَيْنِ وَمِنْهُ تَعْرِفُ كُنْهَ قَوْلِهٖ صَلَّى

زکوٰۃ اور صدقات کے تین شعبے ہیں پہلا ان میں سے ہیئت وحدانیہ ہے کہ جسمیں زکوٰۃ دہندہ اور صدقہ کنندہ کی صورت علی وجہ التقدس شامل ہوتی ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ جو چیز راہ خدا میں صرف کی گئی اسے بعینہٖ جنت میں حاضر کر دیا جائے گا دوسری وہ ہیئت وحدانیہ ہے کہ جسکے ضمن میں اس غریب محتاج کی صورت علی وجہ الکمال شامل ہوتی ہے کہ جس کو خیرات دی گئی ہے اور اسی مقام پر ہر ایک چیز میں سبوغ کا افادہ ہوتا ہے جیسا کہ شہادتین میں گزر چکا اور اسی سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ علیہ وسلم البرّ یزید فی العمر الثالثۃ هیئۃ قهریۃ علی النفس ومنها یستفاد اضمحلال الخبائث هنالك.

کے فرمان کی حقیقت معلوم ہو جاتی ہے کہ نیکی سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے اور تیسری ہیئت قہریہ علی النفس ہے کہ جس سے تمام خبائث کے مٹ جانے کا فائدہ حاصل ہوتا ہے،

الحج والعمرۃ لهما شعبتان هیئۃ طلبیۃ شوقیۃ قدسیۃ ومنها التجلی الذاتی وهیئۃ عنائیۃ تعبیۃ وکفیۃ ومنها تمحیص ما قبلهما.

حج اور عمرہ کے بھی دو شعبے ہیں ایک تو ہیئت طلبیہ شوقیہ قدسیہ ہے اور اسی سے تجلی ذاتی ہے اور دوسری ہیئت عنائیہ تعبیہ اور کفیہ ہے کہ جن سے تمام سابقہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں

الجهاد له هیئات ثلث هیئۃ عنائیۃ تعبیۃ منها یضمحل الذنوب و هیئۃ اعلائیۃ لکلمۃ اللہ تعالی ومنها الغرف العالیۃ جزاءً وفاقًا وهیئۃ هدائیۃ ومنها الانهار الجاریۃ تحت الغرف.

جہاد کی تین ہیئتیں ہیں، ایک ہیئت عنائیہ تعبیہ کہ جس سے گناہ زائل ہو جاتے ہیں اور دوسری کلمۃ اللہ کیلئے ہیئۃ اعلائیہ اور اسی سے عالیشان محلات ہیں باعتبار جزاء وفاق کے اور تیسری ہیئت انسدائیہ ہے کہ جس کے صلہ میں بالاخانوں کے نیچے نہریں جاری ہوں گے،

العتق له هیئۃ واحدۃ

عتق کی صرف ایک ہیئت تنزیہی

تَتَزَيَّهُ بِهَيْئَةٍ عَلَى شَاكِلَةِ الْاِنْسَانِ مِنْهَا يُعْتِقُ كُلَّ جُزْءٍ مِنَ الْمُعْتَقِ بِكُلِّ جُزْءٍ مِنَ الْمُعْتِقِ ۔	ہے جو انسان کے مشابہ ہوتی ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آزاد کردہ کے ہر ایک عضو کے بدلے میں آزاد کنندہ کے اعضا کو دوزخ سے نجات دیگا،

اذکار کے تمثلات

اَلْاَذْكَارُ مِنَ التَّسْبِيْحِ وَالتَّكْبِيْرِ وَالتَّهْلِيْلِ وَالْحَوْقَلَةِ كُلٌّ مِنْهَا لَهُ هَيْئَةٌ وُحْدَانِيَّةٌ بَسِيْطَةٌ شُعْبِيَّةٌ عُلْوِيَّةٌ مِنْهَا الْاَشْجَارُ الْحَسَنَةُ اِلَّا اَنَّ هُنَالِكَ تَفْصِيْلًا وَهُوَ اَنَّ مِنَ التَّسْبِيْحِ وَالتَّكْبِيْرِ وَالتَّهْلِيْلِ وَالْحَوْقَلَةِ اَشْجَارٌ حَسَنَةُ الْقَامَةِ لَا ثَمَرَ لَهَا كَالسَّرْوِ وَالصَّنَوْبَرِ وَمِنَ التَّحْمِيْدِ وَالتَّكْبِيْرِ اَشْجَارٌ لَهَا ثِمَارٌ وَقَوْلُهُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ جَامِعُ الْفَضِيْلَتَيْنِ ۔	تسبیح وتکبیر اور تہلیل وحوقلہ ان تمام اذکار کی ہیئت وحدانیہ بسیطہ شعبیہ علویہ ہے اور انکا تمثل اشجار حسنہ کی شکل میں ہوتا ہے اگر اس مقام پر کچھ تفصیل ہے وہ یہ کہ تسبیح وتکبیر اور تہلیل وحوقلہ کا تمثل غیر پھلدار مستقیم القامۃ درختوں کی شکل میں ہوتا ہے جیسا کہ سرو اور صنوبر کے درخت اور تحمید وتکبیر کا پھلدار درختوں کی شکل میں ہوتا ہے اور سبحان اللہ وبحمدہ دونوں فضیلتوں کا جامع ہے،

اَلتِّلَاوَةُ لَهَا هَيْئَتَانِ هَيْئَةٌ عُلْوِيَّةٌ مِنْهَا رَفْعُ الدَّرَجَاتِ بِاِزَاءِ اَصْلِهِ الَّذِيْ	تلاوت کی بھی دو شکلیں ہیں، ایک ہیبت علویہ ہے جو اپنے اصل کلام مقدس کی بنا پر رفع درجات کا

هُوَ الْكَلَامُ الْمُقَدَّسُ وَهَيْئَةٌ
عِرْفَانِيَّةٌ لَطِيفَةٌ وَمِنْهَا الرَّيَاحِينُ
وَالْأَوْرَادُ بِإِزَاءِ آيَاتِهِ الْمُشْتَمِلَةِ عَلَى
لَطَائِفِ الْعُلُومِ وَبِالْجُمْلَةِ فَهٰذَا
مَا تَلَوْنَا مِنْ مَتْنِ الصُّحُفِ الْمُنْتَشِرَةِ
لَدَيْنَا فِي بَادِي النَّظَرِ ۔

باعث ہے اور دوسری ہیئت عرفانیہ
لطیفہ ہے اور اسی سے ریاحین ہیں اور
اوراد ان آیات کے مقابلہ میں ہیں جو
کہ لطائف علم پر مشتمل ہیں الغرض جو صحف
اعمال ہمارے سامنے پھیلائے گئے انہیں
دیکھکر بادی النظر میں ہمیں جو کچھ معلوم ہوا ہم نے بتا دیا

احوال جزا وسزا

وَلِلْعَادَاتِ الرَّاسِخَةِ
الَّتِي لَا تَضْمَحِلُّ فِي الْحِسَابِ
أَيْضًا تَأْثِيرٌ فِي تَرْجِيحِ بَعْضِ
الْوُجُوهِ كَحَدِيثِ الزَّرْعِ وَ
النَّخِيلِ وَالْإِبِلِ وَالْوَلَدِ وَ
لِإِرَادَةِ الرَّجُلِ أَيْضًا
تَأْثِيرٌ فِي ذٰلِكَ وَقَدْ
أَسْمَعْنَاكَ سِرَّ كَوْنِ الْوَلَدِ
مِنَ الْوَالِدِ فِي شَرْحِ
إِخْرَاجِ النَّسَمَةِ فِي
بَعْضِ الْمَكَاتِيبِ

اور وہ عادات جو طبیعت میں
راسخ ہو چکی ہیں اور جن کو حساب کے
وقت نامہ اعمال سے محو نہ کیا جائیگا تو
یہ بعض اوقات بعض وجوہ کی بنا پر
ترجیح کا باعث ہوگی، جیسا کہ کھیتی اور
کھجور کے درخت والی حدیث اور گھوڑا
اور اونٹ اور لڑکے والی حدیث انسان
کا اپنا ارادہ بھی اکثر موثر ہوتا ہے چنانچہ
ہم نے تمہیں الولد سر لابیہ
کا راز بتلا دیا ہے اور اپنے بعض مکاتیب
کے ذریعہ انسان کے اخراج کی شرح

مِنْ اِنَّ الْوَلَدَ اَيْضًا مِنْ
وُجُوهِ هٰذَا التَّعَيُّنِ
الْمُنْطَوِيَةِ فِيْهَا ۔
وَاِذَا فَرَغَ سَمْعُكَ مَا
تَلَوْنَا مِنْ مُقْتَضَيَاتِ الْجَنَّةِ
وَمُرَجِّحَاتِ الْخَارِجِ مِنَ الْعَيْنِ
الثَّابِتَةِ فَاجْعَلْهُ اُسْوَةً
لِتَحْقِيْقِ اَحْوَالِ النَّارِ وَمُرَجِّحَاتِ
الْخَارِجِ النَّارِيَّةِ كَالَّذِيْ
دَيْدَنُهُ الْاِشْرَافُ عَلٰى اُمُوْرٍ
عِظَامٍ مَعْنَوِيَّةٍ عَظَمَتُهَا
كَتَكْذِيْبِ الْقُرْاٰنِ وَاِيْذَاءِ
الرَّسُوْلِ وَاِغْوَاءِ النَّاسِ
يُعَذَّبُ بِصُعُوْدِ الصَّعُوْدِ
وَالَّذِيْ شَانُهُ الْبُخْلُ وَ
مَنْعُ الزَّكٰوةِ حَيْثُ صَدَرَتْ
مِنْهُ صُوْرَةٌ وِجْدَانِيَّةٌ
تَنْدَرِجُ فِيْهِ صُوْرَةُ الْمَبْخُوْلِ
بِهٖ اِنْدِرَاجًا مُقَدَّسًا

بتلائی ہے کہ اولاد بھی ان ہی وجوہ میں سے
ہے جو اس کی عین ثابتہ کے ضمن میں
مندرج ہوتی ہیں،
اور جب ہم نے جنت کے مقتضیات
اور عین ثابتہ کی وہ وجوہ بتا دیں، جو
ترجیح نوعیت جزاء کا موجب ہوتی ہیں
ثواب دوزخ کی مقتضیات اور کسی عقوبت
خاص کی وجوہ ترجیح کو بھی اسی پر قیاس
کرو چنانچہ جسکے جرائم کا تعلق ان امور
سے ہے کہ جنہیں معنوی طور پر بڑی عظمت
حاصل ہے مثلاً تکذیب قرآن رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء پہنچانا اور لوگوں
کو گمراہ کرنا ایسے شخص کو صعود کے پہاڑ پر
(دوزخ میں) چڑھنے اترنے میں مبتلا
کیا جائیگا اور جسکی عادت بخل اور زکوۃ
نہ دینے کی ہے کیونکہ اس کے عمل کی
صورت وجدانیہ میں اس چیز کی صورت
شامل ہے جس کے دینے میں اس نے
بخل کیا تھا اس لئے آخرت میں وہی

يُعَذَّبُ بِأَعْيَانِ تِلْكَ الصُّوَرِ كَمَا ذُكِرَ مِنَ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالتَّطَوُّقِ بِالشُّجَاعِ الْأَقْرَعِ إِذْ صُورَةُ الْمَالِ فِي ذٰلِكَ الْعَالَمِ مُشَابِهَةٌ بِصُورَةِ الْحَيَّةِ وَالْكَيِّ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْفَرْقُ بَيْنَهُمَا أَنَّ التَّطَوُّقَ لِمَنْ غَلَبَ عَلَيْهِ مَحَبَّةُ الْمَالِ الْكُلِّيِّ الْمُجَرَّدِ وَالْكَيُّ لِمَنْ عَنِيَ وَتَعِبَ فِي حِفْظِ جُزْئِيَّاتِ الْمَالِ ٭

اشیاء متمثل ہو کر اسکے عذاب کا باعث ہونگی مثلاً اونٹ، بیل، گائے، بھیڑ اور بکری اسکو اپنے پیروں سے روندیں گی اور مال و دولت ایک گنجے اژدہے کی شکل میں متمثل ہو کر اسے بار بار کہے گا اور اسکے گلے کا طوق بنا رہے گا کیونکہ آخرت میں مال و دولت سانپ کی شکل میں متمثل ہوتے ہیں جن سے مانعین زکوۃ کی پیشانیوں اور پہلوؤں اور پیٹ کو داغا جاتا ہے عذاب کی نوعیت کا اختلاف اسی پر مبنی ہے، اگر کسی کو کلی طور پر مال سے محبت ہے تو اس کا مال اژدہے کی صورت اختیار کر کے گلے کا ہار بنتا ہے اور داغنے کا عذاب اس کیلئے ہے جو مال کی جزئیات کی حفاظت میں غلطاں پیچاں رہتا ہے،

وَالَّذِي أَهْلَكَ نَفْسَهُ بِالْحَجَرِ مَثَلًا يُهْلِكُ نَفْسَهُ فِي النَّارِ أَبَدًا بِالْحَجَرِ وَالَّذِي كَانَ يَأْخُذُ الرِّبٰوا يُلْقٰى فِي نَهْرِ الدَّمِ إِذِ الْمَالُ الْمَغْصُوبُ

اور جس شخص نے کسی پتھر وغیرہ سے خودکشی کر لی تو وہ دوزخ میں ہمیشہ یہی کرتا رہے گا اور جو شخص سود کھاتا تھا وہ خون کی نہر میں ڈالا جائے گا اس لئے کہ مال مغصوب اگرچہ مالک کے

هُنَالِكَ لَوْكَانَ فِي يَدِ الْمَالِكِ	پاس ہو تو اس سے اسکی غذا اور خون
لَكَانَ دَمُهُ وَغِذَاؤُهُ وَبِغَصْبِهِ	تیار ہوتا ہے اور اسکے غصب کی وجہ سے
غَشِيَهُ غَمٌّ كَغَمِّ الَّذِي يَسْلُبُ	اسکو ایسا غم لاحق ہوا کہ جس نے اس کا
مِنْهُ دَمُهُ وَالَّذِي يَغْصِبُ	خون وغیرہ چوس لیا
الْأَرْضَ يُطَوَّقُ بِهَا لِانْحِفَاظِ	اور جو شخص کہ زمین کو غصب کریگا تو اسی
صُورَةِ الْأَرْضِ مُنْدَرِجَةً	زمین کا طوق اس کی گردن میں ڈالا جائے
تَحْتَ صُورَةِ الْغَصْبِ وَ	گا کیونکہ اسکے غاصبانہ عمل میں زمین کی
قِسْ عَلَيْهِ الصُّوَرَ الْأُخْرَى	صورت محفوظ ہے اور اسی کے اوپر
مِمَّا شَهِدَ بِهِ الْآيَاتُ	ان صورتوں کو بھی قیاس کرلو
الْبَيِّنَاتُ وَالْأَحَادِيثُ	کہ جن پر آیات بنیات اور احادیث
الشَّرِيفَةُ ۔	شریفہ دال ہیں ،
وَالَّذِي يَقْتَضِيهِ ذَوْقُنَا	ہمارا ذوق اس بات کا تقاضا
أَنَّ الْمَعْرِفَةَ الَّتِي فِي تِلْكَ الدَّارِ	کرتا ہے کہ انسان کو آخرت میں جو معرفت
أَتَمُّ وَأَكْمَلُ لَا يُتَصَوَّرُ لِأَحَدٍ	حاصل ہوگی وہ کامل اور تام ہوگی کہ جس
نَبِيًّا كَانَ أَوْ وَلِيًّا فِي غَيْرِهَا	کا کوئی تصور نہیں کرسکتا خواہ نبی ہو یا
وَأَنَّ الْعَارِفَ أَوْسَعُ مِنَ	ولی ۔ عارف کو وہاں بہ نسبت عامی
الْعَامِّيِّ هُنَالِكَ حُوْرًا وَقُصُوْرًا	کے زیادہ حور و قصور ملیں گے اور سب
وَكُلُّهُمْ جَمِيعًا مُتَنَعِّمُوْنَ بِالتَّجَلِّي	تجلی ذاتی سے بہرہ یاب ہونگے ، مگر
الذَّاتِي إِلَّا أَنَّ الْعَامَّةَ تَوَجُّهُ	عوام کو اس راز کی توجہ وقتاً فوقتاً

سرورهم الیهم حینًا بعد	حاصل ہوگی اور خواص کو اس سے بہت
حین والخاصة اکثر من ذلک	زائد اور اخص حضرات کیلئے تجلی دائمی ہو
والاخصون تجلیة لهم دائمی لا	گی، کوئی دوسری حالت اس میں خلل انداز
یشغلهم شان عن شان وانه	نہ ہوگی اور ہدایت یافتہ حضرات میں
لیس من المہتدین احد الا فی الجنة	سے کوئی بھی ایسا نہ ہوگا کہ جو جنت میں
والحور والقصور والحظوظ ۰	حور و قصور اور دیگر نعمات سے محظوظ نہ ہو،

علم حضوری اور علم حصولی

وتحقیق القول فیه	اس کے متعلق تحقیقی قول دو جلیل
یقتضی تمہید مقدمتین جلیلتین	القدر مقدمات پر مبنی ہے ۱ ذات
الاول ان العلم الحضوری	اقدس اور اس کی صفات تک پہنچانے
هو الموصل الی الواجب جل	کا ذریعہ علم حضوری ہے علم حصولی کو اس
مجده وصفاته واما الحصولی	مقام شریف تک رسائی نہیں، علم
فلا سبیل له الی تلک البقعة	حصولی میں استدلال استعمال کیا جاتا
المنیعة الا بالاستدلال لما	ہے اور اس سے جو یقین دل میں پیدا
ان الحصولی تلعج در برگ	ہوتا ہے اس کی صورت صاحب صورت
بالصورة المغایرة لذی الصورة	سے مغائر ہوتی ہے اسکا عین نہیں ہوتی
بالاسم عینها فلاحرم انه	اس لئے علم حصولی ایک جہل ہے، کہ
جهل مزخرف بصورة العلم	جس پر ملمع سازی کی گئی ہے اور اس

وَلٰكِنْ يُرِيْبُ اَحَدٌ فِيْ اَنَّ	ہیں تو کوئی بھی شک نہیں کر سکتا کہ جو
الصُّوْرَةَ الْمُنْطَبِعَةَ مُحَاكَاتُهَا بِالذِّهْنِ	صورت ذہن میں جاگزین ہوتی ہے،
مُتَلَوِّنَةٌ بِلَوْنِ الْاِمْكَانِ فَلَا	اس پر امکان کا رنگ ہوتا ہے اگرچہ
جَرَمَ اَنَّهَا حِكَايَةٌ لِلْوَاقِعِ عَلٰى	یہ صورت امر واقع کی محاکی ہوتی ہے،
مَا لَيْسَ هُوَ عَلَيْهِ وَلَا سَبِيْلَ	لیکن اس کی یہ حکایت ناقص ہوتی ہے
لِمِثْلِهِ التَّلْوِيْنَاتِ فِي	مگر علم حضوری میں امکان تلوینات
الْحُضُوْرِيِّ قَطُّ اِلَّا مَا يَكُوْنُ	دخل انداز نہیں ہو سکتا البتہ قرب
فِيْ قُرْبِ الْفَرَائِضِ وَذٰلِكَ	فرائض میں یہ نقص واقع نہیں ہوتا لیکن
اَيْضًا فِي الْمَعْنٰى عِلْمٌ	اگرچہ وہ بھی بظاہر علم حصولی ہوتا ہے
حُضُوْرِيٌّ مِنْ قِبَلِ الْعَيْنِ	تاہم عین ثابتہ کے لحاظ سے وہ علم
وَلٰكِنْ حُصُوْلِيٌّ فِيْ ظَاهِرِ الْاَمْرِ	حضوری ہوتا ہے ذات اقدس جل مجدہ
وَوَجْهُ اِيْصَالِهِ اِلَيْهِ عَزَّ مَجْدُهُ	تک وصول کی وجہ یہ ہے کہ انسان کو
اِنَّ الْعِلْمَ الْحُضُوْرِيَّ اِنَّمَا	جسوقت تحقق حاصل ہوتا ہے تو اسکی
هُوَ طَفَاحَةٌ مِنْ عَيْنٍ تَقَرَّرَ	عین ثابتہ سے علم حضوری اسطرح جوش
الرَّجُلُ حِيْنَ امْتَلَأَتْ بِالتَّرَبِّيْ	مارتا ہے جسطرح کوئی چشمہ پانی سے
وَهَلْ هٰذَا التَّقَرُّرُ لَهُ مِنْ قِبَلِ	لبریز ہو جاتا ہے اور اس پر جھاگ
نَفْسِهِ كَلَّا بَلْ بَاطِنٌ فِيْ نَفْسِهِ	آجاتے ہیں اس تقرر کا خودبخود ظہور
مُتَحَقِّقٌ مُتَقَرِّرٌ مَوْجُوْدٌ بِاِفَاضَةٍ	میں آنا ناممکن ہے بلکہ وہ تو اسکے
مِنَ الْوَاجِبِ اٰنًا فَاٰنًا بَلْ بِحَيْثُ	نفس کی باطنی کیفیت ہے جو کہ واجب

لَا آنَ وَلَا حِيْنَ فَلَا مُحَالَةَ اَنَّهُ تعالیٰ کے انانیت وجود کا نتیجہ ہے جسکا
ظُهُوْرُ يَقِيْنًا اِلَى الْفَيَّاضِ بِالْحَقِّ۔ گھڑی گھڑی ظہور ہوتا رہتا ہے ورنہ وہ تو زمان و مکان سے
بالاتر ہے اسی راستہ کی بنا پر انسان کو فیاض مطلق برحق تک پہنچنے کا راستہ مل جاتا ہے

مَثَلُهُ كَمَثَلِ جِسْمٍ مَخْرُوْطِيٍّ اس کی مثال ایک جسم مخروطی کی ہے
شَفَّافٍ طُبِعَ عَلٰى مَرْكَزِهِ جسکے مرکز پہ گہرے سرخ رنگ کا نگینہ
فَصٌّ اَحْمَرُ فِيْ غَايَةِ الْحُمْرَةِ جڑ دیا گیا ہو اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ قاعدہ
فَلَيْسَ هٰذَا اللَّوْنُ الْقَاعِدَةِ مخروطہ کا لبینہ وہی رنگ ہوگا جو اسکے
اِلَّا لَوْنُ الْمَرْكَزِ بِعَيْنِهِ دَمَوِيَّةٌ مرکز کا ہے اسلئے اگر تم نور مقدس کو
فَاِذَا لَوْ اَمْعَنْتَ فِي النُّوْرِ لَاَدَّى غور کے ساتھ دیکھنے لگو، تو یقیناً تمہاری
نَظَرُكَ اِلَى الْقَيُّوْمِ الْحَقِّ وَصِفَاتِهِ نظر قیوم برحق اور اسکی صفات عالیہ
الْمُقَدَّسَةِ فَمَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ تک پہنچ جائیگی لہذا اب جس نے اپنے
بِالْعِلْمِ الْحُضُوْرِيِّ فَقَدْ عَلِمَ آپ کو علم حضوری سے جان لیا اسکو اللہ
رَبَّهُ فِيْ ذٰلِكَ الْعِلْمِ عَلٰى لَوْنٍ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوگئی مگر عارف
بَائِنٍ بَيْنَ الْمَعَارِفِ وَالْجَاهِلِ اور جاہل میں بہت بڑا فرق ہے تمہیں
لَيْسَ مَنْ جَهِلَ فِيْ ذٰلِكَ معلوم ہوگا کہ جسم مخروطی کو دیکھنا دو
الْجِسْمِ الْمَخْرُوْطِيِّ عَلٰى ضَرْبَيْنِ طریقہ پر ہے ایک وہ شخص ہے کہ جس
ضَرْبَتْ اَهَمَّهُ الْجِسْمُ الْمَخْرُوْطِيُّ وَ کا اصل مقصد جسم مخروطی کو دیکھنا ہے
لَيْسَ اِبْصَارُهُ لِلْمَرْكَزِ اِلَّا مرکز کا دیکھنا بالتبع اور بالعرض آ
بِالْعَرَضِ وَالْاِتِّصَالِ الْاِسْتِتْبَاعِيِّ جاتا ہے اور برخلاف اسکے کہ ایک

وَضَرْبٌ ثَانٍ اَهَمَّهُ الْمَرْكَزُ وَلَيْسَ اِبْصَارُهُ الْجِسْمَ اِلَّا بِالْعَرَضِ وَالْاٰلَةِ۔

دوسرا شخص وُہ ہے کہ جسکے نزدیک اہم چیز مرکز کو دیکھنا ہے اور جسم مخروطی کا دیکھنا اسکے لئے بالتبع ہے،

وَمِنْ هٰذَا التَّحْقِيقِ الشَّرِيفِ يَنْقَدِحُ كُنْهُ قَوْلِنَا فِيْ بَعْضِ الْمَكَاتِيبِ التَّوْحِيدِ الْاِلٰهِيِّ تَعَالٰى وَغَيْرِهِ فَالَّذِيْ رُمْتُ بِهِ هُنَالِكَ حُضُوْرُهُ تَعَالٰى عَلٰى وَحْدَتِهٖ مَا بِحَيْثُ يَعُوْدُ الْعِلْمُ الْحُضُوْرِيُّ اِلَيْهِ اَوْ اِلٰى صِفَةٍ مِنْ صِفَاتِهٖ وَمِنْهُ يَنْقَدِحُ مَعْنٰى قَوْلِ السَّلَفِ (خدا را بخدائی می توانی شناخت)

اور اس قابل قدر تحقیق سے ہماری ان تحریرات کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے جو توحید الٰہی وغیرہ کے موضوع پر لکھی ہیں، وہاں پر بھی ہمارا مقصود کسی وحدت کی بنا پر اللہ تعالےٰ کا علم حضوری حاصل ہونا ہے جو اس کی ذات اقدس یا کسی صفت عالیہ تک پہنچائے سلف کے اس قول کے معنی بھی اس تحقیق سے واضح ہو جاتے ہیں کہ خدا را بخدائی می توانی شناخت اس طائفہ علیہ کے بعض دیگر اقوال کا بھی حل اسی سے ہو سکتا ہے،

اِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ مُتَعَجِّبَاتِ هٰذِهِ الطَّائِفَةِ الْعَلِيَّةِ۔

وَالْعِلْمُ الْحُضُوْرِيُّ بِالْمَعْنَى الثَّانِيْ هُوَ الَّذِيْ تَعَيَّنَتْ بِارْتِفَاعِ الْغَفْلَةِ۔

اور علم حضوری دوسرے معنی کے لحاظ سے وہ ہے جو کہ غفلت کے مرتفع ہونے کیساتھ متعین ہو۔

اَلثَّانِيَةُ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى عَالِمٌ

دوسرا حصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بذات

بالعلم الحضوري بنفسه بذاته
في ذلك على العلم بجميع صفاته
وجميع مخلوقاته لا من حيث
الاتحاد فقط بل من حيث الغيرية
ايضا وذلك لما سلف منا
تحقيقه ان صفات الواجب
عز وجل بمنزلة لوازم الماهية
ومخلوقاته بمنزلة لوازم الوجود
فما تلك الا وجه من وجوه
تقرره القدس وشان من
شئون ذاته الاعلى اما
شهد العرفان على محاذاة
البرهان ان العلم بالصفات
العينية ولوازم الماهية
داخل في علمه الحضوري
بنفسه ومن تشبه بالواجب
في هذا العلم كان على قرب
ما مقدس من الابتهاج التام.

خود علم حضوری کا عالم ہے، اور اسمیں
تمام صفات اور مخلوقات کا علم بھی
داخل ہے نہ صرف اس حیثیت سے
کہ اس میں اتحاد ہے بلکہ غیریت کے اعتبار
سے بھی کیونکہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ اللہ
تعالیٰ کی صفات عالیہ بمنزلہ لوازم ماہیت
کے ہیں اور اسکی مخلوق کی حیثیت لوازم
وجود کی طرح ہے یہ اس کی مقدس وجوہ
میں سے ایک وجہ اور اس کی ذات
اقدس کی شئون میں ایک شان ہے کیا
عرفان اور برہان دونوں اس بات کا
اثبات نہیں کرتے کہ صفات عینیہ اور
لوازم ماہیت کا علم نفس کے علم حضوری
میں داخل ہے جس کسی نے اس علم حضوری
میں واجب تعالیٰ کیساتھ مشابہت پائی
اس کو کامل خوشی اور سرور حاصل
ہوگا، جس کی نوعیت مقدس ہوگی،

آخرت میں معرفت تفصیلی ہوگی

ثُمَّ بَعْدَ تَمْهِيْدِ
الْمُقَدِّمَتَيْنِ نَقُوْلُ صَاحِبُ
الْجَنَّةِ يَعْلَمُ كُلَّ مَا هُوَ فِيْ
جَنَّتِهٖ مِنَ الْحُوْرِ وَالْقُصُوْرِ
وَغَيْرِهِمَا بِعِلْمٍ تَفْصِيْلِيٍّ
دَاخِلٍ فِيْ عِلْمِهٖ بِنَفْسِهٖ
وَكُلُّ شَيْءٍ يُوْصِلُ إِلَى أَصْلِهِ
الَّذِيْ هُوَ تِمْثَالٌ لَهٗ مِنْ
صِفَاتِ اللهِ الْمُقَدَّسَةِ كَذَا
تَكَاثَرَتْ لَهٗ عِرْفَانًا بِاللهِ
تَعَالٰى فِيْ ضِمْنِ عِلْمِهٖ بِنَفْسِهٖ
وَعِرْفَانًا بِكُلِّ صِفَةٍ مِنْ صِفَاتِهٖ
فِيْ ضِمْنِ الْأَشْيَاءِ الْمَوْجُوْدَةِ
هُنَاكَ كُلُّ ذٰلِكَ تَفْصِيْلِيٌّ لَا
يَشْغَلُهٗ شَأْنٌ عَنْ شَأْنٍ كَالْوَاجِبِ
جَلَّ مَجْدُهٗ وَهَلْ ذٰلِكَ إِلَّا مِنْ
بَرَكَاتِ السُّبُوْحِ الْأَتَمِّ الْأَكْمَلِ

ان دونوں مقدمات کے تمہیدی
طور پر بیان کرنیکے بعد اب ہم تمہیں
اصل مقصد سے آگاہ کرتے ہیں کہ ہر
ایک شخص جو جنت میں داخل ہوگا تو اسے
حور و غلمان اور قصور اشجار وا ثمار
کا تفصیلی علم حاصل ہوگا جو اس کے نفس
کے علم حضوری میں داخل ہے اسی طرح
ہر ایک وہ چیز جو اپنی اس اصل تک آدمی
کو پہنچادے جو اللہ تعالے کی صفات
مقدسہ میں سے کسی صفت کا تمثل ہے
تو علم بالنفس کے ضمن میں اسکو یقیناً اللہ
تعالے کی معرفت حاصل ہوگی یہ معرفت
تفصیلی ہوگی کوئی حالت کسی دوسری کو
مشغول نہ کریگی اور اسکی مثال واجب
تعالے جل مجدہ کے علم کے طریقہ پر ہوگی
یہ سب کچھ سبوح اکمل اور اتم کی
برکات کا نتیجہ ہے،

ولا محالة ان له
ربوبية بازاء كل موجود
في جنته اليس هو اصل
تقرره وابتهاجا بكل
مظهر من مظاهره فهذه
نعمة لا ينالها نبي ولا
ولي في غير تلك الدار
الجليلة وقد علمت
انهم في التخلص الى
التجلي الذاتي على ثلث
طبقات ومن المشكلات
عندي ان الكمل من
الفانين الباقين يكون
التذاذهم بالصفات
على ضرب اخر وذلك
كابتهاج الله تعالى
بصفاته فلا يشغلهم
شان عن شان ۔

اور ہر ایک چیز جو جنت میں موجود
ہو گی اسکے اعتبار سے اسے ربوبیت
حاصل ہو گی کیونکہ ذات اقدس ہی اسکے
تقرر اور تحقق کی اصل ہے اور اسکے مظاہر
میں سے ہر ایک مظہر کو دیکھ کر اسے
خوشی اور فرحت حاصل ہوتی ہے یہ وہ
نعمت ہے جو کسی نبی اور ولی کو بھی اس
جلیل القدر گھر کے علاوہ اور کہیں نہیں
دیجاتی یہ تو تم کو معلوم ہو چکا ہے، کہ
تجلی ذاتی تک پہنچنے کے لحاظ سے
لوگوں کے تین طبقے ہیں اور میرے نزدیک
جن کامل حضرات کو فناء اور بقاء کا
مقام حاصل ہے وہ صفات سے اس
طریقہ پر لذت یاب ہونگے جس طرح کہ
اللہ تعالیٰ کو اپنی صفات مقدسہ سے
ابتہاج حاصل ہوتا ہے سو ان لوگوں کیلئے
کوئی شغل دوسرے شغل سے مانع
نہیں ہوتا ۔

حقیقت رؤیت

الرُّؤيَةُ عِلْمٌ حُضُورِيٌّ
وَانْكِشَافٌ تَامٌّ بِاللهِ تَعَالَى
تَارَةً وَبِصِفَاتِهِ الْمُقَدَّسَةِ اَيْضًا
اُخْرَى وَذٰلِكَ بِاَنْ يَضْمَحِلَّ
تَقَرُّرُهُ وَلَا يَبْقَى اِلَّا الْمُفْرَدُ
الصَّمَدُ وَهٰذَا التَّوْحِيدُ عَلَى
ضَرْبٍ مَا مِنَ التَّمَامِ لَا يُتَصَوَّرُ قَطُّ
فِي الدَّارِ الدُّنْيَا الْمُخْتَصَّةِ
وَلِلّٰهِ دَرُّ اَهْلِ السُّنَّةِ
حَيْثُ حَقَّقُوا مَا هُوَ الْحَقُّ الْمُطَابِقُ
لِلْوَاقِعِ فِيمَا حَكَمُوا بِاَنَّ لِجَارِحَةِ
الْعَيْنِ مَدْخَلًا هُنَالِكَ فِي الْاِنْكِشَافِ
التَّامِّ وَمَا ذٰلِكَ اِلَّا مِنْ بَرَكَاتِ
جَمْعِ الْهِمَّةِ عَلَى تَقْلِيدِ
الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ
وَتَحْقِيقُهُ عَلَى مَا تَفَرَّدْتُ
بِهِ ذَوْقًا اَنَّ فِي بَعْضِ اَوْقَاتِ

رویت کی حقیقت علم حضوری اور
انکشاف کامل ہے کبھی یہ انکشاف ذات
اقدس کا اور کبھی صفات عالیہ کا ہوتا ہے
اسکی اصلیت یہ ہے کہ آدمی کا اپنا تقرر
اور تحقق محو ہو کر ایک ہی واحد صمد کی
ذات اقدس باقی رہ جاتی ہے ، اس
ناقص عالم میں توحید کی کسی بھی قسم کا
کمال کبھی نہیں ہو سکتا ،
اہل سنت کی خوبی اور بھلائی ہے کہ
انہوں نے وہی بات کہی جو حق اور مطابق
واقعہ تھی کہ آنکھ کو اس انکشاف کامل میں
کسی نہ کسی قسم کا دخل ہے ، اور یہ
برکات انکو انبیاء کرام کی قوت
کے ساتھ تقلید کرنے کی وجہ سے حاصل
ہوئی ہیں ،
اور میرے ذوق کے مطابق اس
کی تحقیق یہ ہے کہ بعض اوقات تجلی

التجلی الذاتی یکون العلم
بوساطۃ ھذہ الجارحۃ کما
ان من المتحقق عندنا ان
لیس للجوارح ولا للاعراض
صور علمیۃ التی نسمیھا
بالاعیان انما ھی وجوہ
الاعیان واعتباراتہ فالعین
تمثال للانکشاف التام
الذی ھو وجہ منطبع فی
العین الثابتۃ وکذلک الید
تمثال للقوۃ العملیۃ التی ھی
ظل الجزئی من جزئیات الصنع
والخلق وایضا من المتحقق
عندنا ان ھناک خلطا و
اتحادا بین الحقیقۃ والتمثال
لیس ھھنا کما ذکرنا فلسنا
ننکص علی اعقابنا ان سمعنا
قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم انی اشم رائحۃ الایمان

ذاتی میں جو علم اور انکشاف ہوتا ہے اس
کا ذریعہ یہی ظاہری آنکھ ہوتی ہے کیونکہ
ہمارے نزدیک یہ بات پایۂ ثبوت
کو پہنچ چکی ہے کہ اعضاء و جوارح اور
اعراض کیلئے ایسی صور علمیہ نہیں ہوتیں کہ
جن کو ہم اعیان سے موسوم کر سکیں وہ
اعیان کی وجوہ اور حیثیات ہوتی ہیں
چنانچہ ظاہری آنکھ اس انکشاف کامل کا
تمثل ہے جسکی حیثیت عین ثابتہ میں مندرج
ہے جس طرح آدمی کا ہاتھ اس قوت
علمیہ کا تمثل ہے جو صنع اور خلق کی
جزئیات میں سے ہے یہ بات بھی ہمارے
نزدیک پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے
کہ وہاں حقیقت اور تمثل میں اتحاد پایا
جاتا ہے جو یہاں نہیں جیسا کہ ہم پہلے
بیان کر چکے ہیں اسی واسطے ہم رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سن
کر کہ میں یمن کی طرف سے ایمان کی
خوشبو محسوس کرتا ہوں، آپکے قول

مِنْ قَبْلِ الْيَمِينِ وَمَا ذٰلِكَ
النُّكُوصُ اِلَّا مِنْ شَانِ السُّفَهَاءِ
كَالْفَلَاسِفَةِ وَالْمُعْتَزِلَةِ وَ
اَشْبَاهِهِمْ فَاعْلَمَنْ بَعْدَ الْحَقِّ
وَالدُّنْيَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَبَّهٗ
بِعَيْنِهٖ فِي الْمِعْرَاجِ وَاَنَّ مُوْسٰى
عَلَيْهِ السَّلَامُ سَمِعَ كَلَامَ الْحَقِّ
بِاُذُنَيْهِ وَلَا تَتَعَجَّبْ وَاٰمِنْ
وَاَسْلِمْ فَاِنَّ الْاِنْكَارَ فِيْ اَمْثَالِ
هٰذَا الطَّيْشُ وَعَجْزٌ اَللّٰهُمَّ
لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ
اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ اَللّٰهُمَّ
اِنِّيْ اَسْاَلُكَ اِتْمَامَ النِّعْمَةِ
وَتَعْلِيْمَ تَاوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ
اَنْتَ وَلِيِّ فِي الدُّنْيَا وَ
الْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِي الْمَلِكَ
مُسْلِمًا مُتَفَادًا بِالْفَنَاءِ
التَّامِّ وَالْحَقِيْقِيِّ

کی حقانیت میں شک نہیں کرتے شک
کرنا تو بیوقوفوں کی خصوصیت ہے جیسا
کہ فلاسفہ اور معتزلہ وغیرہ بہت کچھ
ردوقدح کے بعد ہمیں یہ یقین حاصل ہوا
کہ شب معراج میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم نے اللہ تعالے کو اپنی آنکھوں سے
دیکھا اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنے
کانوں سے اسکا کلام سنا ان باتوں پر
ذرا بھی تعجب نہ کرو بلکہ ان کو تسلیم
کرکے ان پر ایمان لاؤ، ان باتوں کا
انکار جہالت اور عاجزی پر دال ہے،
سبحانک لاعلم لنا الا ما علمتنا
انک انت العلیم الحکیم، خدایا میں
تجھ سے درخواست کرتا ہوں، کہ مجھ پر
اپنی نعمت کو کامل کر اور تاویل احادیث
سے مجھے بہرہ ور بنا اور دنیا و آخرت
میں تو ہی میرا ولی اور کارساز ہے مجھے
اس حالت میں موت دے کہ میں
فنائے تام کی وجہ سے دل و جان

لَبِعْنِیْ ذٰلِکَ بِالصّٰلِحِیْنَ الْبَاقِیْنَ اِنَّکَ قَاضِیَ الْحَاجَاتِ وَرَافِعُ الدَّرَجَاتِ ،	سے تیرا مطیع اور فرمانبردار ہوں اور مجھ کو زمرہ صالحین میں شامل فرما، بیشک تو ہی قاضی الحاجات اور درجات کا بلند کرنیوالا ہے،
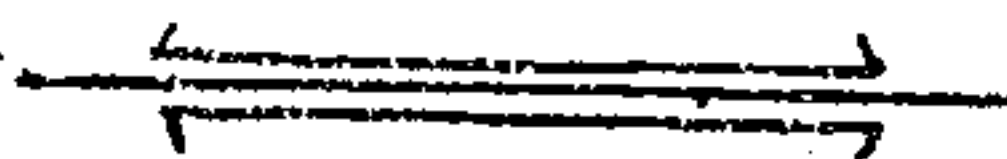
اَلْخِزَانَۃُ الْعَاشِرَۃُ دسواں خزانہ

فِیْ فَوَائِدَ شَتّٰی فوائد متفرقہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّسَبْعِیْنَ فِرْقَۃً وَاحِدَۃٌ مِّنْھَا فِی الْجَنَّۃِ وَالْبَاقُوْنَ فِی النَّارِ وَعِنْدَنَا السُّنِّیْ مَنْ وَافَقَ السُّنَّۃَ عِلْمًا وَّعَمَلًا وَّلَہُ الدُّخُوْلُ الْاَوَّلِیُّ فِی الْجَنَّۃِ ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری اُمّت میں تہتر فرقے پیدا ہونگے اور ایک ان میں سے جنت میں جائیگا اور باقی دوزخ میں اور ہمارے نزدیک سُنّی کا یہ مطلب ہے کہ اسکا علم اور عمل سنت کے مطابق ہو، یہی فرقہ سب سے پہلے جنت میں جائے گا،

ابوالحسن اشعری اور ان کا مسلک!

وَاَمَّا مَا اَبْتَدَعَہُ الْمُتَکَلِّمُوْنَ فَلَیْسَ بِشَیْءٍ وَّ لَا یَجِبُ اِتِّبَاعُہٗ وَکَذٰلِکَ الشَّرَائِعُ الْقِیَاسِیَّۃُ لَا تَثْلَجُ لَھَا عِنْدَنَا وَلِمَنْ ھَبَ

اور جو باتیں متکلمین نے بدعت کے طور پر ایجاد کی ہیں وہ سراسر باطل ہیں اور اس قابل نہیں کہ ان کا اتباع کیا جائے اور اسی طرح جن احکام شرعیہ کی بنا قیاس پر ہو ان سے بھی ہم مطمئن

لِلشَّيْخِ اَبِي الْحَسَنِ عِنْدَنَا وَقْعٌ وَمَذْهَبُهُ مُتَمَاثِلٌ مَذْهَبَ الصَّحَابَةِ وَهُوَ مِنْ تَحْتِ الْاِرَادَةِ الْمُتَجَدِّدَةِ وَهِيَ مِلَاكُ عِرْفَانِهٖ وَلِهٰذَا نَظَرُهٗ اَنْ يَّلْغِيَ كُلَّ تَفْصِيْلٍ فَاضِلٍ۔

نہیں، امام ابوالحسن اشعری کے مذہب کو ہم قدر و منزلت کیساتھ دیکھتے ہیں اور ہمارے نزدیک انکا مذہب صحابہ کرام کے مذہب کے مطابق ہے اور وہ ارادہ متجددہ کے ماتحت ہے اور اسکے علم و معرفت کا دار و مدار اسی پر ہے یہ اصول اس کے پیش نظر رہتا ہے کہ ہر ایک غیر ضروری امر کو ضروری کر دیا جائے،

وَاِذَا دَخَلْتَ فِيْ مَعْرِفَةِ الصَّحَابَةِ تَعَيَّنَ هٰذَا الْمَذْهَبُ بِالتَّحْقِيْقِ فَحَيْثُ يَقُوْلُ الْوُجُوْدُ عَيْنُ الْمَاهِيَّةِ اِنَّمَا يُرِيْدُ اَنَّ مَنَاطَ الْفَرْقِ بَيْنَ حَالَتَيِ الْعَدَمِ الْبَسِيْطِ وَالْوُجُوْدِ اِنَّمَا هُوَ الشَّيْءُ نَفْسُهٗ۔

اور اگر تم کو صحابہ کرام کے مذہب پر عبور حاصل ہو تو تم اس نظریہ پر پہنچو گے کہ امام موصوف کا مسلک حقیقۃً اسی کے مطابق ہے جیسا کہ ان کا قول کہ وجود عین ماہیت ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ عدم بسیط اور وجود کے درمیان جو فرق پیدا ہوتا ہے اس کا دار و مدار کسی چیز کی ذات پر ہے،

وَحَيْثُ يَقُوْلُ الْاِسْمُ عَيْنُ الْمُسَمّٰى اِنَّمَا يُرِيْدُ اَنَّهٗ صَادِقٌ عَلَيْهِ وَ

اور جیسا کہ ان کا قول کہ اسم عین مسمیٰ ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ اسم اپنے مسمیٰ پر پورے طور پر صادق آتا ہے اور اسکا عنوان

عُنْوَانٌ لَّہٗ ۔	ہوتا ہے ،
وَحَیْثُ یَقُوْلُ اَلْاَنْبِیَاءُ اَفْضَلُ مِنَ الْمَلَائِکَۃِ فَاِنَّمَا یُرِیْدُ بِحَسْبِ ھٰذَا الْاِسْمِ الْحَادِثِ وَالْحُکْمُ اَیْضًا یُفَضِّلُھُمْ فَضْلًا بِھٰذَا الْاِسْمِ کَمَا عَرَفْتَ لَا سِیَّمَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔	اور ان کا قول ہے کہ انبیاء کرام کو ملائکہ پر فضیلت حاصل ہے اس سے مراد وہ فضیلت ہے کہ جسکا تعلق اسم حادث سے ہو ایک حکم ربانی بھی اس اسم پاک کے لحاظ سے انبیاء کرام اور خصوصاً ہمارے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو ملائکہ سے افضل سمجھتا ہے ،
وَالْحَدِیْثُ الَّذِیْ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ یَخْتَصُّ الْاَنْبِیَاءَ الَّذِیْنَ لِاِسْمِھِمْ زِیَادَۃُ سُبُوْغٍ وَظُھُوْرٍ ۔	اور ابن ماجہ کی حدیث میں جن انبیاء کرام کا خصوصیت کے ساتھ تذکرہ کیا گیا ہے ان کے اسم میں زائد سبوغ اور ظہور پایا جاتا ہے ،
وَحَیْثُ یَقُوْلُ الْحُسْنُ وَالْقُبْحُ شَرْعِیَّانِ یُرِیْدُ بِحَسْبِ ھٰذَا التَّحَقُّقِ الْحَادِثِ وَالْقَوْلُ الْفَصْلُ عِنْدَنَا اَنَّ الشَّیْءَ حَسَنٌ اَوْ قَبِیْحٌ بِحَسْبِ الْاَزَلِ وَمِنَ الْعَقْلِ مَا یُبَیِّنُ وَیُظْھِرُ ھٰذَا الْحُکْمَ ثُمَّ لَمَّا	اور امام موصوف فرماتے ہیں کہ اعمال کا حسن اور قبح شرعی ہے مطلب یہ کہ باعتبار تحقق حادث کے اور قول فیصل ہمارے نزدیک یہ ہے کہ دراصل کسی فعل کا حسن اور قبح ازلی ہے اور عقل اس حکم کا بیان اور اظہار کرتی ہے پھر جب شریعت کا نزول ہوا تو ایک اور حسن

نشأت الشر نبعه تتحقق له حسن او قبح آخران فالشيخ انما يبصر هذين والمعتزلة قصروا فانهم يأبون تقليد الاصحاب يحكمون على حسبه

اور قبح کی حالت پیدا ہو گئی تو شیخ ان دونوں حالتوں کو دیکھتے ہیں، مگر معتزلہ نے ان چیزوں کو عقل ہی پر ختم کر دیا کیونکہ وہ صحابہ کرام کی تقلید نہیں کرتے اور اپنی ہی عقل کو کافی سمجھتے ہیں،

وحيث يقول بعصمة الانبياء فانه موافق لمذهب الحكيم الا ان العصمة عندهم لها طبقات كما علمت ولا يمتنع بالعصمة الا الكبائر من الذنوب عندنا ويقلق نفسه عند الصغائر +

اور عصمت انبیاء کا قول اختیار کرنا یہ بھی حکیم کے مذہب کے مطابق ہے مگر عصمت کے انکے نزدیک جیسا کہ بیان کیا گیا، مختلف طبقات ہیں اور ہماری رائے میں عصمت فقط کبائر ذنوب سے مانع ہے، ہاں صغائر کے وقت بھی طبیعت کو قلق ہوتا ہے،

وحيث يقول بخلق الافعال والاستطاعة مع الفعل فهو محق فيه الى ان بينا بيانه ان قاطبة الممكنات مستندة الى الله سبحانه استناد الضوء الى الشمس

خلق افعال اور استطاعت مع الفعل کے مسئلہ میں بھی امام موصوف حق بجانب ہیں کیونکہ ہم اس بات کو واضح طور پر بیان کر چکے ہیں، کہ تمام ممکنات کا معرض ظہور میں آنا، اللہ تعالٰی کے ساتھ وہی نسبت رکھتا ہے جو کہ سورج کی روشنی کو عین آفتاب کی

أو أتم وأسبغ منه
فاعلمن أن الأفعال كذلك
غير أن الشيخ لأمّيته
اكتفى بالأفعال.

وحيث يقول الكلام
النفسي فإنما يريد به
ما أسلفناه في مبحث الكلام
ولا عبرة بتفاسير أصحابه
كلامه وحيث يقول أن
من أسمائه تعالى المسعر
وما يشابه فقد علمت
أن الله تعالى وسبحانه
كذلك بحسب انتهاء
الوسائط ولكن الشيخ
لسبوغ أمّيته يقول
إنها صفات وأسماء
حقيقة فلا بأس
بذلك.

وحيث يقول في

ساتھ نسبت ہے بلکہ اس سے بھی زائد اور
کامل، سو افعال بھی اسی طرح ہیں، مگر
شیخ موصوف نے اپنی امیت کی وجہ سے
صرف افعال ہی پر اکتفا کیا ہے،

اور جس وقت شیخ موصوف کلام
نفسی کے متعلق بیان کرتے ہیں تو اسکا
مفہوم ہم کلام کی بحث میں بیان کر چکے
ہیں اور ان کے کلام کی جو تفاصیل کی
گئی ہیں وہ قابل اعتبار نہیں اور جس
وقت امام کہتے ہیں کہ اللہ تعالے کے
اسماء میں سے المسعر (نرخ متعین کرنیوالا)
بھی ہے تو تم جان چکے ہو کہ اللہ تعالی
کی یہ صفت متعین کرنا بھی صحیح ہے کیونکہ
وسائط کو جب آخر تک پہنچایا جائے
تو وہ اللہ تعالی کی ذات ہی پر منتہی ہوتے
ہیں لیکن شیخ اپنی امیت کے کمال کی وجہ سے
انہیں صفات اور اسماء حقیقیہ سمجھتے ہیں
خیر اس میں کوئی مضائقہ نہیں،

اور شیخ موصوف آخرت میں عذاب

المعاد بعد القبر والحساب والمیزان والرؤیۃ والشفاعۃ فھو محق وقد علمنا اسرارھا فیما ذکرنا من قبل وحیث یقول بتجرد النفس فانما ھو حق کما مر۔
قبر حساب میزان رویت اور شفاعت کے قائل ہیں تو یہ بھی حق ہے جیسا کہ گزر چکا اور وہ تجرد نفس کے بھی قائل ہیں تو وہ بھی درست ہے جیسا کہ بیان گزر چکا ہے،

وحیث یقول بحدوث العالم زمانا وباشتراط الحدوث للحاجات فکل ذلک لامیتہ ولاضمحلالہ تحت الارادۃ المتجددۃ وبھذہ الارادۃ یقول الارادۃ قدیمۃ وتعلقاتہ حادثۃ۔
اور اسی طرح ان کا قول ہے کہ عالم حادث زمانی ہے اور حاجات کیلئے حدوث شرط ہے یہ سب باتیں انکی اُمیت کا نتیجہ ہیں اور کیونکہ وہ ارادہ متجددہ میں محو ہو چکے تھے اور اسی ارادہ کی بنا پر وہ کہتے ہیں کہ ارادہ قدیم ہے اور اسکے تعلقات حادث ہیں،

وحیث یقول الاصبع والیمین والوجہ صفات فذلک لامیتہ وحیث یقول لایشترط لنبی کسب ولا استعداد فانما یرید ان لیس لہ تجشم کسب والامیۃ یقتضی ان لا یتبین
اور اصبع اور یمین اور وجہ کو صفات الٰہی تسلیم کرنا بھی انکی اُمیت کی دلیل ہے اور ان کا یہ بھی قول ہے، کہ نبی میں کسب اور استعداد شرط نہیں اس سے انکی مراد یہ ہے کہ بہ تکلف کوئی بھی نبوت کا اکتساب نہیں کر سکتا اور انکی اُمیت ہی کا تقاضا ہے کہ استعداد انکے سامنے

الاستعداد كما علمت .	نمایاں نہیں ہوئی
واختلافهم في الايمان و	اور ایمان واسلام اور تصدیق کے مفہوم
الاسلام والتصديق نزاع	میں جو اختلاف ہے وہ اختلاف لفظی
لفظي لا يرجع إلى معنوي	ہے اختلاف معنوی نہیں، بایں ہمہ اشعریہ
ومع هذا فالحق ما عليه	کے طریق تعبیر کو ہم حق سمجھتے ہیں، کیونکہ
الاشعرية لانه هو اصطلاح	صدر اول کی یہی اصطلاح ہے اور ہم
الصدر الاول ونحن	تمہارے سامنے ان چیزوں کو بیان
نذكر لك	کر دیں گے،
والخلافة ثلثون سنة	اور خلافت راشدہ تیس سال
وافضل الامة ابو بكر ثم	رہی ہے اور ابو بکر صدیق رض تمام امت
وثم على الترتيب ومرتكب	میں افضل ہیں اس کے بعد علی حسب الترتیب
الكبيرة ليس بخارج عن	ثابت ہے اور مرتکب کبیرہ ایمان اقراری
الايمان الاقراري فهذه	سے خارج نہیں ہوتا یہ ان ہی چوبیس[۲۴]
قريب من اربع وعشرين	مسائل میں سے ہے کہ جن میں اہل سنت
مسئلة بينا حقيقة اهل	کی تحقیق ہم نے بیان کر دی ہے، اور یہ وہ
السنة فيها وهي معظم ما	معرکۃ الآرا مسائل ہیں کہ جنہیں یہ حضرات
انفرزوا به عن غيرهم .	اپنے علاوہ اور جماعتوں سے علیحدہ رہے
وبالجملة لو اعتبرت الحالة	خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اگر تم اس طریقہ کا
التي تحقق بالصحابة فلا	اعتبار کرو جو کہ صحابہ کرام کا ہے، تو

تحقیق اِلَّا فِی مَذْهَبِ الْاَشَاعِرَةِ	اشاعرہ ہی کا مسلک تحقیق پر نظر آئے گا،
وَهٰذِهِ الْحَالَةُ هِیَ الَّتِی تَجِبُ	اسی حالت کی تقلید تمام مقلدین پر
عَلَی الْمُقَلِّدِیْنَ فَکُلُّ فِرْقَةٍ	واجب ہے اور جس نے اس سے روگردانی
مُقَلِّدَةٍ اَبَتْ ذٰلِكَ فَهِیَ	کی وہ خطا کار ہے اور اعمال کے متعلق
خَاطِئَةٌ وَاَمَّا اَعْمَالُهُمْ فَاِنْ	ہمارا نظریہ یہ ہے کہ احادیث کی چھان
یُفَتِّشُوا الْاَحَادِیْثَ وَیَعْمَلُوْا	بین کی جائے اور فقہ اور درایت کے مطابق
عَلٰی حَسْبِهَا مَعَ فِقْهٍ وَدِرَایَةٍ	ان پر عمل کیا جائے حکیم ربانی کے نزدیک
مَعَانٍ وَالْحَکِیْمُ لَا یَقْبَلُ مِنَ	قیاسات میں سے صرف وہی مقبول ہے
الْاَقْیِسَةِ اِلَّا الْقِیَاسَ الْجَلِیَّ	جو قیاس جلی ہو، یا وہ قیاس خفی کہ جس
اَوِ الْخَفِیَّ ذَا مَصْلَحَةٍ عَامَّةٍ وَاَمَّا	کی مصلحت عام ہو، جو لوگ صرف اتباع
الْمُتَعَمِّقُوْنَ فِی الرَّاْیِ فَلَیْسُوْا	رائے میں تعمق کرتے ہیں وہ اہل سنت
مِنْ اَهْلِ السُّنَّةِ فِیْ شَیْءٍ وَاَمَّا	نہیں، مذاہب اربعہ میں قریب الی السنۃ
هٰذِهِ الْمَذَاهِبُ الْاَرْبَعَةُ فَاَقْرَبُهَا	امام شافعی کا مذہب ہے، بشرطیکہ اس
اِلَی السُّنَّةِ مَذْهَبُ الشَّافِعِیِّ الْمُنَقَّحُ	کی تنقیح اور تخلیص کی جائے امام موصوف
الْمُصَفّٰی وَکَانَ نَظْرُهٗ یَصِلُ اِلٰی	کی نظر علل اور اسباب کی جانب بہت
حَقِیْقَةِ الْعِلَلِ وَالْاَسْبَابِ ◆	جلد پہنچتی ہے،

روایت حدیث میں اختلاف صحابہؓ

اِعْلَمْ اَنَّ اخْتِلَافَ	صحابہ کرام سے جو اختلاف احادیث

الصَّحَابَةِ فِي حِكَايَتِهِمْ
لَهُ حُتُوفٌ الْأَوَّلُ اِخْتِلَافُ
الرِّوَايَةِ بِالْمَعْنٰى وَهُوَ الْأَكْثَرُ
وَالثَّانِي اِخْتِلَافُ الْحَذْفِ
وَهُوَ اَنْ يَحْذِفَ اَحَدُهُمْ
كَلَامًا وَيُورِدَهُ الْآخَرُ
الثَّالِثُ اِخْتِلَافُ الْوَهْمِ
مِثْلُ مَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رض
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهَلَّ حِيْنَ
رَكِبَ وَاَهَلَّ حِيْنَ
اَشْرَفَ عَلٰى تِلْكَ فَمِنْهُمْ
مَنْ وَهِمَ اَنَّهُ اَهَلَّ
حِيْنَ قَامَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ
وَمِنْهُمْ مَنْ وَهِمَ اَنَّهُ
اَهَلَّ حِيْنَ اَشْرَفَ وَاِنَّمَا
كَانَ فَرْضُ الْحَجِّ حِيْنَ صَلّٰى
رَكْعَتَيْنِ فِي مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ
الرَّابِعُ اِخْتِلَافُ النِّسْيَانِ فَيَقُوْلُ

کی روایت میں واقع ہوا ہے اس کی
چند وجہیں ہیں ایک تو یہ کہ وہ اکثر
روایت بالمعنی کرتے تھے دوسرے یہ
کہ ایک راوی کسی روایت میں کسی فقرے کو
حذف کر دیتا اور دوسرا اسے بیان کر دیتا
تیسرے یہ کہ ایک راوی کو کچھ وہم سا ہو جاتا
کہ جس کی بنا پر اس کی تعبیر اور حضرات سے
مختلف ہو جاتی، مثلاً ابن عباس رضی بیان
کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جب اونٹنی پر سوار ہوئے تو آپ نے
لبیک کہکر اپنی آواز بلند کی اور جب
بلندی پر چڑھے تب بھی تلبیہ با آواز
بلند پڑھا چنانچہ اب بعض راویوں کو یہ
وہم ہوا کہ آپ نے اونٹنی پر سوار ہو کر
احرام باندھا اور بعض نے یہ خیال کیا
کہ ٹیلے پر چڑھ کر احرام باندھا اور تلبیہ
کہا درانحالیکہ آپ اس وقت احرام باندھ
چکے تھے کہ جب آپ نے مسجد ذوالحلیفہ میں
دو رکعت نفل پڑھی تھی اور بعض اوقات

أو كان حرفٌ حرفاً آخر كما قال في قصة الكسوف أحدهم رجلٌ وآخرهم امرأةٌ .

نسیان کی وجہ سے اختلاف ہو جاتا ہے اور ایک لفظ دوسرے لفظ سے بدل جاتا ہے جیسا کہ کسوف کی روایت میں ہے کہ ایک شخص نے آپ سے عرض کیا۔ اور دوسرے عورت کا تذکرہ کرتے ہیں۔

واختلافهم في شأن النزول أكثر سببه أنهم لما أرادوا أن يفسروا الآية فرضوا لها قصة تكون مصداقها أو قصوا قصة كانت في زمن رسول الله صلى الله عليه وسلم من جزئيات هذه الآية فيزعم الزاعم أنها نزلت حينئذٍ .

اور آیات کے شان نزول میں اکثر اختلاف اس وجہ سے پیدا ہوا کہ صحابۂ کرام جس وقت کسی آیت کی تفسیر کرنے لگے تو اس کا مصداق واضح کرنے کیلئے کوئی واقعہ بیان کرتے یا کوئی ایسا واقعہ سناتے جو عہد نبوت میں واقع ہوا ہوتا اور اس آیت کے جزئیات میں سے ہوتا یہ سن کر راوی گمان کرتا کہ یہ آیت اسی واقعہ کے ماتحت نازل ہوئی ہے

واختلافهم في وقت النزول سببه أنه كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأ الآية عند واقعة استشهاداً واستنباطاً فيظن الظان أنها نزلت حينئذٍ .

اور وقت نزول میں اختلاف پیدا ہونیکا یہ سبب ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی واقعہ کے پیش آنے پر کلام اللہ کی کسی آیت یا آیات سے استشہاد فرماتے یا اس واقعہ کا حکم اس آیت سے استنباط فرماتے تو راوی کو

یہ غلط فہمی ہوتی کہ یہ آیت اسی وقت نازل ہوئی ہے،

وَاَمَّا اخْتِلَافُهُمْ فِيْ مَنْ اَمْرِهِمْ فَسَبَبُهٗ اَنَّهُمْ مُخْتَلِفُوْنَ فِي السُّنَنِ فَيَأْخُذُ اَحَدُهُمْ سُنَّةً وَالْاٰخَرُ اُخْرٰى وَاَمَّا اَنَّ صَحَابِيًّا يَرٰى عَمَلًا اَوْ يَسْمَعُ قَوْلًا مِنْ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَحْمِلُهٗ عَلٰى عِلَّةٍ وَوَجْهَةٍ وَصَحَابِيًّا اٰخَرَ يَرٰى اَوْ يَسْمَعُ بِعَيْنِهَا وَيَحْمِلُهٗ عَلٰى عِلَّةٍ وَوَجْهَةٍ اُخْرٰى ۔	احکام شرعیہ کے متعلق جو اختلاف صحابہ کرام میں پیدا ہوا اسکا باعث یہ ہے کہ آپ کی سنتیں مختلف ہیں، کسی نے ایک پر عمل کیا اور کسی نے دوسری پر اور یہ کہ کسی صحابی نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو کوئی عمل کرتے ہوئے دیکھا یا آپ کی کوئی حدیث سنی، تو اسے کسی علت اور جہت پر محمول کرلیا اور دوسرے صحابی نے بعینہ آپ کو وہی عمل کرتے ہوئے دیکھا اور وہی بات آپ سے سنی مگر اس کو اور جہت اور علت پر محمول کر لیا،
وَاَمَّا الْمَصَالِحُ فَيَخْتَلِفُ بِالْاَزْمِنَةِ وَالْاَمْكِنَةِ اَوِ الْاٰرَاءِ وَيَخْتَلِفُ بِحَسْبِهَا الْجَوَابُ وَيَطْمِسُ فِيْ نَظَرِ الرُّوَاةِ ۔	اور مصالح میں وقت زمانہ اور رائے کے اختلاف کی بنا پر اختلاف ہو جاتا ہے اور جواب بھی اس اعتبار سے بدلتا رہتا ہے اور راوی اس بات کو نظر انداز کر دیا کرتے ہیں (معلوم ہوا کہ ابتداء

زمانہ میں مثلاً رفع یدین کا حکم تھا پھر بعد میں منسوخ ہو گیا، عابد الرحمن صدیقی)

وَاَمَّا دَرَجَتُهُمْ فِي كَمَالِهِمْ	اور صحابہ کرام کا درجہ کمال بھی مختلف ہے
فَمِنْهُمُ الْمُتَوَحِّدُ الْمُعْتَدِلُ مِنْهُمْ	کوئی متوحد معتدل ہے کوئی خلیفہ ہونیکی
الْخَلِيفَةُ وَمِنْهُمُ الْفَقِيهُ وَ	استعداد رکھتا ہے کوئی فقیہ اور کوئی ان سے
مِنْهُمُ الْاَفْقَهُ وَذَكَرْنَا	بھی فقیہ تر ہے ہم نے پہلے بھی انکے بعض
بَعْضَ اَقْسَامِهِمْ وَاخْتِلَافُ	اقسام بیان کر دئے ہیں صحابہ کرام کا
الصَّحَابَةِ كَانَ سَبَبًا لِاخْتِلَافِ	اختلاف بعد والوں کیلئے اختلاف کا
مَنْ بَعْدَهُمْ فَتَدَبَّرْ.	باعث ہوا بخوبی سمجھ لو۔

ایمان کی حقیقت

وَمِمَّا يَجِبُ التَّنْبِيهُ	اس بات کو بخوبی سمجھ لو کہ ایمان
عَلَيْهِ اَنَّ اَصْلَ الْاِيمَانِ هُوَ	کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی کا ظاہر و باطن
الْاِنْقِيَادُ لِلّٰهِ تَعَالٰى قَلْبًا وَقَالِبًا	اللہ تعالیٰ کا مطیع اور فرمانبردار ہو جائے
وَلِهٰذَا يَقْتَضِي لِذَاتِهِ نَوْعًا	اسلئے کسی نہ کسی شکل میں حکمت عصمت
مِنَ الْحِكْمَةِ وَالْعِصْمَةِ وَ	اور وجاہت اسکا اقتضاء ذاتی ہے
الْوَجَاهَةِ وَاِنْ كَانَتْ فِي	اگرچہ یہ عالم مادی ان صفات کے کما حقہ
حَاجِزٍ مِنَ النَّشْاَةِ الدُّنْيَاوِيَّةِ	ظہور میں آنے سے مانع ہے اسی طرح
وَاَصْلُ الْكُفْرِ عَدَمُ الْاِنْقِيَادِ	کفر کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی ظاہر و باطن
لِلّٰهِ تَعَالٰى لَا قَلْبًا وَلَا قَالِبًا	میں اللہ تعالیٰ سے روگردان ہو جائے اس
وَيَقْتَضِي لِذَاتِهِ اَضْدَادًا	لئے اس کا ذاتی اقتضاء یہ ہے کہ وہ ان

أُولٰئِكَ الصِّفَاتِ — اوصاف کے اضداد سے موصوف ہو،

وَلَمَّا وَقَعَتِ النُّصُوصُ وَوُضِعَ الشَّرَائِعُ تَعَيَّنَ رَسْمُ الْإِيمَانِ لِلشَّهَادَتَيْنِ وَاسْمُ الْكُفْرِ لِلنُّكُولِ عَنْهُمَا فَالْإِيمَانُ بِحَسَبِ هٰذَا الْاِصْطِلَاحِ قَوْلٌ فَقَطْ وَالْكُفْرُ هُوَ النُّكُولُ عَنْهُ وَعَلَيْهِمَا يَتَفَرَّعُ حُكْمُ الشَّرْعِ مِنَ الْأَمْنِ وَالْجِهَادِ وَغَيْرِهِمَا.

جب شرائع نے احکام کی تعیین کر دی تو ایمان کا لفظ شہادتین کیلئے مخصوص ہو گیا اور کفر کا یہ مفہوم بن گیا کہ جو شہادتین کا منکر ہو اس اصطلاح کو پیش نظر رکھکر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایمان فقط اقرار باللسان ہے اور کفر کے معنیٰ یہ ہیں کہ زبان سے شہادتین کا انکار کرے اور اسی پر امن اور جہاد وغیرہ کے شرعی احکام متفرع ہوتے ہیں،

وَلِلشَّرْعِ اِصْطِلَاحٌ اٰخَرُ وَالْإِيمَانُ بِحَسَبِهِ يَخْتَصُّ بِالَّذِي تَحَقَّقَ فِيهِ نَوْعٌ مِنْ هٰذِهِ الصِّفَاتِ فَبَقِيَ قِسْمٌ اٰخَرُ يُسَمّٰى بِالْمُنَافِقِ وَمَرِيضِ الْقَلْبِ.

اور شریعت کی ایک اور اصطلاح بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ مومن کا لفظ اسی لئے مخصوص ہے کہ جس میں یہ صفات مذکورہ کسی نہ کسی شکل میں موجود ہوں، چنانچہ اسکے علاوہ دوسری قسم کو منافق اور مریض القلب کیساتھ موسوم کیا گیا ہے

منافق کی حقیقت!

فَتَعَرَّفْ مِنْ هٰذِهِ — اس سے تمہیں معلوم ہو گیا ہو گا

لتسهيل ان المنافق في
عرف الشرع يطلق على معنيين
الاول هو المصدق بقلبه
ولسانه بالله ورسوله وقد
احاطت به خطيئاته من
قبل اللسان والفرج والقلب
وغيرها ومن امراض قلوبهم
الشرك بالله في طلب الحوائج
والعبادات والذبح و
النذر والايمان ما لم
يكن تكولا بخلق الله تعالى
واليوم الآخر ورسوله
والانقياد له ٭
وهذا الصنف اصعبها
وهم يدخلون الجنة
بعد التعذيب ان شاء
الله تعالى ولا يخلدون
في النار لانهم لا يتدون
بالله ورسوله وان اخطئوا

کہ شرع کی اصطلاح میں منافق کے دو معنی
ہیں ایک وہ جو دل اور زبان سے اللہ
تعالےٰ اور اسکے رسول کی تصدیق کرے
لیکن اس کی زبان شرمگاہ اور قلب
وغیرہ کے گناہوں نے اسے گھیر رکھا ہو
اور امراض قلوب میں سے شرک باللہ
ہے یعنی غیر اللہ سے مرادیں مانگی جائیں
انکی پرستش کیجائے ان کیلئے جانوروں
کو ذبح کیا جائے منتیں مانیں اور انکے
نام کی قسمیں کھائی جائیں مگر شرط یہ ہے
کہ انسان اللہ تعالےٰ کو خالق مانے اور
آخرت اور اسکے رسول پر ایمان رکھے
اور اسکی اطاعت پر آمادہ ہو،
مگر یہ سخت ترین نفاق ہے اس قسم
کے منافقین عذاب پالینے کے بعد
جنت میں داخل کئے جائیں گے۔
انشاء اللہ تعالےٰ۔ اور دوزخ میں ہمیشہ
نہیں رہیں گے اگرچہ وہ خطا کار ہیں مگر
پھر بھی اللہ تعالےٰ اور اسکے رسول کو

مَا لَمْ يُبْعَثْ إِلَيْهِمْ رَسُوْلٌ
آخَرُ فَإِذَا بُعِثَ وَانْكَشَفَ
الْغِطَاءُ وَتَحَقَّقَ التَّكْذِيْبُ
وَقَامَتِ الْحُجَّةُ فَهُمْ
خَالِدُوْنَ فِي النَّارِ ۔
فَمِنْ هٰذَا الصِّنْفِ كَانَ
الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى قَبْلَ
رَسُوْلِنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَلَمَّا بُعِثَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ
وَإِلَيْهِ الْإِشَارَةُ فِيْ قَوْلِهٖ
تَعَالٰى وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ
حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا وَمِنْ
أَمْرَاضِ الْقَلْبِ الْحَسَدُ وَ
الْحِقْدُ وَاتِّبَاعُ الشَّهَوَاتِ
وَأَمْثَالُهَا وَإِلَيْهَا أَشَارَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِيْ أَحَادِيْثِ عَلَامَاتِ
النِّفَاقِ ۔
وَأَمَّا أَمْرَاضُ الْجَوَارِحِ فَأَكْثَرُ

تا وقتیکہ اور کوئی دوسرا رسول نہ آجائے
پناہ سمجھتے ہیں مگر جسوقت آپ مبعوث ہوگے
اور پردہ اٹھ گیا اور جھوٹ ثابت ہو
گیا اور حجت قائم ہوگئی تو پھر یہ لوگ
ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے،
چنانچہ ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم کی بعثت سے پہلے یہود اور نصاریٰ
اسی قسم میں داخل تھے چنانچہ جب آپ
مبعوث ہوئے اور ان پر حق ثابت ہو
گیا اور اسی چیز کی جانب اللہ تعالیٰ نے
اپنے اس فرمان میں اشارہ کیا ہے کہ ہم
کسی قوم کو اسوقت تک عذاب نہیں دیتے
کہ جسوقت تک انکے پاس کوئی رسول نہ
بھیجیں اور حسد و حقد اور اتباع شہوات
وغیرہ امراض قلب میں سے ہیں اور انہیں
کی طرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے
ان احادیث میں اشارہ فرمایا ہے کہ
جن میں علامات نفاق کا تذکرہ کیا ہے،
اور اعضاء کے امراض شمار سے باہر

من ان يخصى وبالجملة
فكل من احاطت به خطيئته
اي فني فيها نوع فناء فهو
المنافق بالمعنى الاول واياه
كانت الصحابة يخافون
الثاني المكذب قلبا و
المصدق لسانا وهو في
الدرك الاسفل من النار
وفيهم نزل استغفر
لهم الاية وبالجملة
فالمنافق لفظ مشترك
ولاهمال هذا التحقيق
وقعوا في الخبط ۔
ولما لم يكن لانواع الكفر
احكام في الشرع بعد اتفاقها
في انها كلها في النار لم يختص
بحسب هذا الاصطلاح لمعنى
وفي الحديث ان بعض الكفار
يخفف عنهم [illegible]

ہیں خلاصہ یہ کہ جس کو گناہ نے گھیر لیا
یا کسی قسم کی اسکو اس میں فنا حاصل ہو گئی
وہ پہلے معنی کے اعتبار سے منافق ہے
اور اسی چیز کا صحابہ کرام اپنے اوپر
خوف کیا کرتے تھے،
اور دوسرے قسم کا منافق وہ ہے کہ
قلب سے جھٹلائے، اور زبان سے
تصدیق کرے تو اسکا انجام درکِ اسفل
من النار ہے اور انہیں منافقین کے
بارے میں یہ آیت نازل ہوئی استغفرت
لهم الآية، الغرض منافق کا لفظ ان
دونوں معنی میں مشترک ہے اسی تحقیق کے
نہ سمجھنے کی وجہ سے خبط میں پڑ جاتے ہیں
اور انواع کفر کے شریعت میں کوئی
احکام نہیں کیونکہ اس چیز پر اتفاق
ہے کہ سب کے سب دوزخی ہیں اس
اصطلاح کی بنا پر کسی معنی کی کوئی خصوصیت
نہیں، اور حدیث شریف میں ہے کہ
بعض کافروں سے عذاب میں تخفیف

عَنِ الْقِسْمِ الَّذِیْ هُوَ بِاِزَاءِ الْمُنَافِقِ فِی الْمُؤْمِنِیْنَ فَتَدَبَّرْ وَتَرَشَّدْ

کی جائیگی تو وہ اسی قسم کے ہیں، جیسا کہ مسلمانوں میں منافق بخوبی سمجھ لو،

نسخ کی حقیقت!

وَاَیْضًا مِمَّا یَجِبُ التَّنْبِیْهُ عَلَیْهِ اَنَّ النَّسْخَ کَانَ فِی اِصْطِلَاحِ الصَّدْرِ الْاَوَّلِ بِاِزَاءِ مَعْنَی الْاِزَالَةِ نَقَطْ اَعَمُّ مِنْ اَنْ یَکُوْنَ زَوَالًا لِزَوَالِ الْعُلَمَاءِ کَنَسْخِ النُّجُوْمِ وَالْقِیَاسِ بَاطِلٌ اَوْ رَدُّهَا الْقِیَاسِ بَاطِلٌ کَنَسْخِ الْبَحَائِرِ وَالسَّوَائِبِ اَوْ بَیَانًا لِاِنْتِهَاءِ مُدَّةِ الْحُکْمِ وَقَدْ ذَکَرْنَا السِّرَّ فِیْهِ اَوْ بَیَانًا لِاَنَّ الْمَفْهُوْمَ الْمُوَافِقَ اَوِ الْمُخَالِفَ غَیْرُ مُرَادٍ وَغَیْرُ ذٰلِكَ وَلَمَّا لَمْ یُدْرِكْ هٰذَا التَّحْقِیْقَ جُلُّ الْمُفَسِّرِیْنَ اخْتَبَطُوْا فَتَدَبَّرْهُ

یہ بات بھی خصوصیت کیساتھ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ صدر اول میں نسخ زائل کرنے کے معنی کیلئے استعمال کیا جاتا تھا عام ازیں زوال علماء کے زوال کیساتھ ہو جیسا کہ علم نجوم یا رمل یا کسی قیاس باطل کو رد کیا جائے، جیسا کہ بحیرہ اور سائبہ کا نسخ عمل میں لایا گیا یا یہ کہ جو حکم شرعی نافذ تھا اس کی مدت نفاذ کے ختم ہونیکا اعلان کر دیا جائے اور اس کا راز ہم پہلے بیان کر چکے ہیں یا یہ بتایا جائے کہ کسی چیز کا مفہوم موافق یا مخالف مراد نہیں وغیر ذلک اور جب اکثر مفسرین اس تحقیق کو نہ سمجھ سکے تو خبط میں گرفتار ہو گئے،

وَاَیْضًا مِمَّا یَجِبُ التَّنْبِیْهُ

اور ان امور سے کہ جن پر تنبیہ واجب ہے

وعليه ان الارادة والمشيئة في القرآن حيثما ذكرت فالمراد عنهما الرضاء وكذلك الامر والاذن فتدبر.

وہ یہ کہ قرآن کریم میں جس مقام پر ارادہ اور مشیت کا ذکر کیا ہے تو اس سے مراد رضا ہے اور اسی معنی کیلئے اذن اور امر کا لفظ استعمال کیا گیا ہے،

اعلم ان الكفار الذين خاصمهم الله تعالى في كتابه صنفان الاول المشركون وكانوا يشركون الاصنام في العبادة و طلب الحوائج والذبح والدعاء اي الذكر والنذور والايمان و اصل ضلالهم هذا ان اباءهم لحقوا ببعض المقربين من الناس والملائكة ورأوا منهم التاثير وعلموا انهم احباء واجب تعظيمهم

یاد رکھو کہ جن کافروں کیساتھ مجادلہ کیا گیا ہے وہ دو قسم کے لوگ ہیں ایک ان میں سے مشرکین ہیں یہ لوگ اپنے اصنام کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شریک ٹھہراتے تھے ان سے مرادیں مانگتے اور انکے نام پہ ذبح کرتے تھے ان کی یاد میں مشغول رہتے اور استغاثہ کے طور پر انکو پکارتے اور ان کیلئے منتیں مانتے تھے اور انکے نام کی قسمیں کھاتے تھے اور انکی گمراہی کی بنیاد یہ ہے کہ انکے باپ دادا کو بعض صالح لوگوں کی صحبت حاصل ہوئی اور بعض ملائکہ سے انہوں رشتہ عقیدت جوڑا اور انکی کرامات کا مشاہدہ کیا اور انکو واجب التعظیم سمجھا، ان کی اس تعلیم کا باعث

وَاَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ لَا يُتَقَرَّبُ
مِنْهُ اِلَّا بِوَاسِطَتِهِمْ فَلِذَا
عَظَّمُوْهُمْ وَطَلَبُوْا مِنْهُمُ
الْحَوَائِجَ وَشَاعَ ذٰلِكَ
حَتّٰى نَشَأَ هٰؤُلَاءِ
الْمُشْرِكُوْنَ فَاَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ
مِنْ كُلِّ وَجْهٍ كَادَ قَلْبُهُمْ
اَنْ يَحْكُمَ لَهُمْ بِالْاُلُوْهِيَّةِ
وَالْخَالِقِيَّةِ وَزَعْمُهُمْ اَمْرٌ
مَا حَقٌّ وَهُوَ اَنَّ الْمَلِكَ
الْعَظِيْمَ لَا يُسْتَطَاعُ
قُرْبُهٗ اِلَّا بِوَاسِطَةِ مُلُوْكِهِمْ
خُلَفَائِهٖ فِيْ اَطْرَافِ
الْمَمَالِكِ فَهُمْ مُلُوْكٌ
وَهُوَ مَلِكُ الْمُلُوْكِ وَكَانُوْا
يُنْكِرُوْنَ بَعْثَةَ رَسُوْلِنَا
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُقِرُّوْنَ
بِبَعْثَةِ سَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ وَيَدَّعُوْنَ
اتِّبَاعَهُمْ اِبْرَاهِيْمَ صَلَوَاتُ

یہ تھا کہ انکے دلوں میں یہ عقیدہ جم گیا تھا
کہ انکو واسطہ قرار دیئے بغیر کسی کو اللہ
تعالےٰ کا قرب حاصل نہیں ہو سکتا اسلئے
وہ اسکے مستحق ہیں کہ انکی تعظیم کیجائے اور
اپنی مرادیں اور حاجتیں ان سے طلب
کی جائیں یہ باتیں ان میں شائع ہو گئیں
چنانچہ انکی نسلو ںمیں یہ عقیدہ اس قدر مستحکم
ہو گیا کہ وہ من کل الوجوہ پکے مشرک ہو
گئے اور اپنے دلوں میں ان مقربین کو
تقریباً معبود اور خالق سمجھنے لگے انہوں
نے عالم قدس کو اس عالم مادی محسوس پر قیاس کیا انہوں
نے دیکھا کہ عظیم الشان شہنشاہ کا قرب
حاصل کرنیکی سوائے اسکے اور کوئی صورت
نہیں کہ پہلے اسکے مصاحبین اور مقربین
خلفاء نواب کا قرب اور انکی خوشنودی
حاصل کی جائے، یہ لوگ ارسال رسل
اور بعثت انبیاء کو تسلیم کرتے تھے اور ملت
ابراہیمی کے اتباع کے مدعی تھے، لیکن
ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت

اللهِ عَلَيْهِ وَسَلَامُهُ وَاَصْلُ
ذٰلِكَ اِسْتِبْعَادُهُمْ اَنْ يُّكَلِّمَ
اللهُ رَجُلًا هُوَ مِثْلُنَا وَمِنْ
جِنْسِنَا يَاْكُلُ وَيَشْرَبُ وَ
لَيْسَ لَهٗ مَزِيَّةٌ عَلَيْهِمْ بِزَعْمِهِمْ
وَمِنْ عَادَةِ الْجَهَلَةِ اَنَّهٗ اِذَا
لَمْ يَرَوْا رَجُلًا زَعَمُوْهُ مُنَزَّهًا
ثُمَّ اِذَا رَاَوْهُ يُبَاشِرُ الْعَادَاتِ
اَنْكَرُوْا عَلَيْهِ فَلِهٰذَا السِّرِّ
كَانُوْا يُقِرُّوْنَ بِسَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ
وَيُنْكِرُوْنَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

کا انکار کرتے تھے اسلئے کہ انکی عقل سے
یہ چیز بالاتر تھی کہ اللہ تعالیٰ ایسے انسان
سے کلام فرمائے جو کہ ہمارے جیسا ہے اور
ہمارے طریقہ سے کھاتا پیتا ہے اسلئے کہ انکا
خیال تھا کہ انہیں ہم پر کسی قسم کی فوقیت
حاصل نہیں جاہلوں کی عادت ہے کہ جس
کسی کو انہوں نے دیکھا نہیں ہوتا تو وہ اس کو مقدس اور
فوق البشر ہستی خیال کرنے میں برخلاف اس کے اگر کوئی
صاحب کمال ان کے سامنے ہوا اور وہ یہ دیکھ لیں کہ یہ بھی
ہماری طرح زندگی بسر کرتا ہے اور اس کی عادات ہمارے
مخالف نہیں تو اس وجہ سے اس کی فضیلت کا انکار کرتا
کرتا ہے ان لوگوں کے دیگر انبیاء کرام کو تسلیم کرنے اور
ہمارے رسول اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار کرنے میں یہی راز تھا۔

وَكَانُوْا يُنْكِرُوْنَ الْبَعْثَ
وَالْجَزَاءَ وَاَصْلُ ذٰلِكَ
اُلْفَتُهُمْ بِالزَّمَانِ لِاَنَّهُمْ
مُذْ رَاَوْا مُرُوْرَ هٰذَا الْاِنْتِظَامِ
بِهٰذَا التَّدْبِيْرِ خَفِيَ عَلَيْهِ
السِّرُّ الْخَفِيُّ فِي الْوُجُوْدِ

اور یہ لوگ بعث بعد الموت
اور جزا کا انکار کرتے تھے اور انکے دلوں
میں یہ عقیدہ پیدا ہونے کی وجہ یہ تھی کہ وہ
مدت ہائے دراز سے اس بات سے مالوف
تھے کہ عالم کا نظام جوں کا توں ہے
حقیقت تک رسائی سے انکی عقلیں قاصر

فزعموا هذا الانتظام سرمداً دائماً كذلك واستبعادهم ان تجمع الاجزاء المتفرقة بعد صيرورتها رفاتاً.

تھیں انہوں نے اس سے نتیجہ اخذ کیا کہ نظام دائمی ہے اور وہ اس چیز کو بعید از صواب سمجھتے تھے کہ جسم انسان کے خاک ہو جانیکے بعد اجزاء متفرقہ کون جمع کر سکتا ہے

وكانوا حرموا اشياء واحلوا اشياء لم يامر الله بها واصل ذلك عمرو بن اللحي فانه هو الذي سيب السوائب وان الجهلة يوجبون على انفسهم بغير علم امراً ويتبعهم رجال آخرون اذا رأوا انهم سعداء في حياتهم الدنيا فهذه خمسة مسائل خاصم الله تعالى في كتابه فيها المشركين.

اور ان چیزوں کو حرام اور حلال کر لیا تھا کہ جنکا اللہ تعالےٰ نے حکم نہیں دیا تھا، اور اس کی بنیاد عمرو بن لحی نے ڈالی کہ جس نے سب سے پہلے سوائب کو رواج دیا اور جاہلوں کا دستور ہے کہ اللہ تعالےٰ کے احکام کی پرواہ نہ کرتے ہوئے بعض امور کو اپنے اوپر واجب کر لیتے ہیں اور دوسرے جب دیکھتے ہیں کہ ان کو عزت ہے تو وہ انکی اتباع شروع کر دیتے ہیں اور سعادت دنیا میں ملی ہے یہ وہ پانچ مسائل ہیں کہ جن کے بارے میں قرآن کریم نے مشرکین سے ردو قدح کی ہے،

والثاني اهل الكتاب وكانوا يثبتون لله

اور دوسرا گروہ کہ جنکے ساتھ قرآن کریم نے مجادلہ فرمایا ہے وہ اہل کتاب

سُبْحَانَهٗ وَلَدًا وَاَصْلُهٗ اَنَّ	کا ہے یہ لوگ اللہ تعالےٰ کیلئے اثبات
لِعِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ	ولد کرتے تھے اور اس غلط عقیدہ کی بنیاد
خُصُوْصِیَّۃٌ لَیْسَتْ لِغَیْرِہٖ	یہ تھی کہ عیسٰی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے
فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَہٗ بِلَا	ہاں ایک خاص منزلت حاصل ہے اور وہ
سَبَبٍ ظَاھِرٍ بِحُبِّہٖ اِیَّاہُ	اس خصوصیت سے ممتاز تھے کہ اللہ
وَکَذٰلِکَ لِعُزَیْرٍ عَلَیْہِ	تعالےٰ نے انہیں بغیر باپ کے پیدا کیا
السَّلَامُ خُصُوْصِیَّۃٌ	جسکا کوئی ظاہری سبب نہیں تھا صرف
فَسَمَّوْا ھٰذِہِ الْخُصُوْصِیَّۃَ	اللہ تعالےٰ کے وہ محبوب بندے تھے
بُنُوَّۃً وَکَادَ اَخْلَافُھُمْ	اور عزیر علیہ السلام کو بھی اسی طرح بارگاہ
یَزْعُمُوْنَ الْبُنُوَّۃَ الْحَقِیْقِیَّۃَ	الٰہی میں خصوصیت حاصل تھی ان خصوصیات
وَالْاَوَّلُ زُوْرٌ لِاَنَّہٗ	کو اہل کتاب نے ابنیت سے تعبیر کیا ہے،
مَجَازٌ اَوْ نَقْلٌ بِلَا	جنکے اخلاف اسکو حقیقی ابنیت سمجھنے لگے،
جَامِعٍ یُعْتَدُّ بِہٖ مَعَ مَا	مگر یہ تعبیر سراسر جھوٹ ہے کیونکہ خصوصیت کو ابنیت
فِیْہِ مِنْ فَسَادِ الْمَصْلِحَۃِ	سے تعبیر کرنا مجازہے اور اس مقام پر کوئی مرجح نہیں کہ
وَسُوْءِ الْاَدَبِ فَکَیْفَ	جس سے دونوں کے مفہوم میں اشتراک پایا جائے علاوہ
الثَّانِیْ ۔	ازیں ابنیت کو ان معنوں میں استعمال کرنا مصلحت کے

خلاف اور اللہ تعالےٰ کی ذات کے ساتھ سراسر گستاخی ہے تو پھر یہ تعبیر ثانی کیسے درست ہو سکتی ہے۔

وَکَانُوْا یُنْکِرُوْنَ بِعْثَۃَ	اور اہل کتاب رسول اکرم صلی
رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ	اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بھی منکر تھے،

وسلم وكان الباعث عليه
أشياء منها أنهم كانوا يزعمون
أن النبوة فيهم دائمة ومنها
البغي والحسد ومنها أن
العلامات المذكورة في التوراة
والإنجيل كانت كلية لا
تشتمل انطباقها على الجزئيات
لا سيما وقد أولها قدماؤهم
لا على معنى المراد فكانوا
يحرفون الكتاب وذلك على
وجهين إما كانوا يأولون
الكتاب على غير ما هو عليه
ثم يكتبون التأويل الفاسد
ويسمون الترجمة توراة
وإنجيلا وإما كانوا يقيسون
قياسا فاسدا ويستنبطون
استنباطا فاسدا ويسمونها
حكم الله في التوراة فهذه
ثلاثة مسائل خاصم الله فيها

جس کے وجوہ مختلف تھے، وہ اپنی
زعم باطل میں یہ سمجھتے تھے کہ نبوت پر
فائز ہونا صرف بنی اسرائیل کی
خصوصیت ہے اور پھر خود غرضی اور حسد
تھا، اور توراۃ و انجیل کی پیشین گوئیاں
اس طور پر تھیں کہ انہیں مختلف معانی
پر محمول کیا جا سکتا تھا خصوصاً جبکہ ان
کے اسلاف اور قدماء نے انکو باطل معانی
پر محمول کیا چنانچہ یہ اپنی کتابوں میں تحریف
کرتے تھے اور یہ دو طریقے سے تھا ایک یہ کہ
اسکی عبارتوں کی غلط توجیہات کرتے
تھے اور پھر ان ہی توجیہات کو اس مقام
پر لکھ دیتے اور اس ترجمہ کو اصل توراۃ
اور انجیل کے ساتھ موسوم کرتے یا قیاس
فاسد اور استنباط فاسد کرتے تھے، تو
اسے کہتے تھے کہ یہ اللہ تعالےٰ نے توراۃ
میں حکم نازل کیا ہے چنانچہ یہ تین مسائل
ہیں کہ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے
اہل کتاب سے بحث کی ہے کہ جن

اَهْلَ الْكِتَابِ هٰذَا اَحْسَنُ	کی اصلیت اور غلط فہمی ہم نے بیان
دَأْبِهِمْ وَمَحَلَّ النِّزَاعِ فِيهِمْ،	کر دی ہے،

تفسیر وحدیث کے اقسام!

وَاعْلَمْ اَنَّ التَّفْسِيْرَ	یاد رکھو تفسیر کی دو قسمیں ہیں،
تَفْسِيْرَانِ تَفْسِيْرٌ هُوَ حَظُّ	ایک اہل ظاہر کی اور دوسری حکماء
اَهْلِ الظَّاهِرِ وَتَفْسِيْرٌ هُوَ	ربانیین کی تفسیر ہے تفسیر ظاہر کیلئے
حَظُّ الْحُكَمَاءِ الرَّبَّانِيِّيْنَ اَمَّا	یہ ضروری ہے کہ آدمی کو عربیت میں
الْاَوَّلُ فَهُوَ اَنْ يَكُوْنَ الرَّجُلُ	کمال حاصل ہو اور اسی طرح حدیث
قَدْ جَمَعَ الْعَرَبِيَّةَ وَسَمِعَ	ہیں کافی عبور حاصل ہو اس سے اس میں
الْحَدِيْثَ فَتَمَثَّلَتْ لَهٗ مَلَكَةُ	اسبات کا ملکہ پیدا ہو جاتا ہے، کہ وہ
اِسْتِنْبَاطِ الْمَرَامِ فَهُوَ بِنٰلِكَ	کلام کو سمجھ سکے اور قرآن کریم کی آیات
يَتَصَرَّفُ فِيْ مَوَارِدِ الْكَلَامِ	سے صحیح طور پر استنباط کر سکے اور دوسری
وَاَمَّا الثَّانِيْ فَهُوَ اَنْ يَكُوْنَ	قسم کی تفسیر ان لوگوں کا کام ہے کہ
لِلرَّجُلِ لِامْتِثَالِهٖ اَمْرَ رَسُوْلِ	جنہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	کی پیروی کر کے حکمت عصمت اور وجاہت
عِصْمَةٌ وَحِكْمَةٌ وَّوَجَاهَةٌ مُحِيْطًا	کے اقتضاءات کو پورا کیا ہے الہیات
بِحَقَائِقِ الْاِلٰهِيَّاتِ وَالْمَعَادِيَّاتِ	اور معادیات وغیرہ پر ان کا علم کامل
وَغَيْرِهَا مُتَطَلِّعًا اِلٰى مَنَاطِ الْاٰيَاتِ	ہے آیات کریمہ کے مناط پر انکی نظر

اَلْكَرِيمَاتِ فَيُدْرِكُ بِحِدَّةِ	رہتی ہے اور وہ اپنی تیز فہمی سے ہر ایک
بَصَرِهِ أَنَّ أَيَّ آيَةٍ تَصِلُ عَنْ	آیت کے متعلق یہ کہہ سکے کہ اسکا صدور
أَيِّ حَضْرَةٍ فَهٰذَا هُوَ الْإِيمَانُ	کون سی بارگاہ سے ہوا قرآن مجید پر
الْكَامِلُ بِالْقُرْآنِ وَإِلَيْهِ	کامل ایمان رکھنے کی حقیقت یہی ہے
يَنْتَهِي التَّصْدِيقُ	اور یہی تصدیق کا منتہائے کمال ہے،
وَكَذٰلِكَ مَعْرِفَةُ الْحَدِيثِ	علی ہذا حدیث کا جاننا بھی دو طرح
مَعْرِفَتَانِ أَمَّا مَعْرِفَةُ أَهْلِ	پر ہے ایک طریقہ اہل ظاہر کا جسکا
الظَّاهِرِ فَبِالرُّوَاةِ وَغَرِيبِ الْحَدِيثِ	مدار راویوں کے ثقہ اور غیر ثقہ اور
وَأَمَّا مَعْرِفَةُ الْحُكَمَاءِ فَبِالتَّطَلُّعِ	غریب الحدیث وغیرہ جاننے پر ہے
إِلٰى حَقِيقَةِ التَّشْرِيعِ وَ	اور حکماء ربانیین کا نظریہ تشریع اور
الْعِلْمِ وَلَيْسَ الْعِلْمُ أَمْرًا	علم کی حقیقت جاننا ہوتا ہے اور
يَمْضِي وَيَنْقَضِي وَلٰكِنَّهُ عِنْدَ	علم آنے جانے والی شئے نہیں بلکہ وہ
اللهِ أَزَلِيٌّ أَبَدِيٌّ مَنْ فَازَ	اللہ تعالےٰ کے ہاں ایک ازلی اور
بِهِ فَهُوَ الْفَوْزُ الْكَبِيرُ وَ	ابدی چیز ہے جس نے اس کو پا لیا
كَذٰلِكَ الْقِيَاسُ قِيَاسَانِ	اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی
أَمَّا قِيَاسُ أَهْلِ الظَّاهِرِ	اسی طرح قیاس کی بھی دو قسمیں ہیں
فَمَعْرِفَةُ الْعِلَلِ وَتَطْبِيقُ	ایک قیاس اہل ظاہر کا ہے وہ تو
الْمَقِيسِ بِالْمَقِيسِ	علتوں کا جاننا اور مقیس کو مقیس علیہ
عَلَيْهِ وَأَمَّا قِيَاسُ	کے مطابق کرنا ہے اور ایک قیاس

اَهْلِ الْحِكْمَةِ فَاَجَلُّ مِنْ اَنْ يَّتَصَوَّرَهُ الْاَذْهَانُ الْمَشْهُوْرَةُ وَعَلٰى اَنْ نَّذْكُرَ هٰذِهِ الْعُلُوْمَ فِيْ رِسَالَةٍ مُّنْفَرِدَةٍ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِيَدِهِ الْخَيْرُ +

اہل حکمت کا ہے اور انکے افکار عالیہ کی حقیقت اس سے بالاتر ہے کہ معمولی اذہان اسکا ادراک کرسکیں اور ممکن ہے کہ ہم ان علوم کو ایک مستقل تصنیف کی صورت میں شائع کریں، ان شاء اللہ تعالٰے بیدہ الخیر۔

حقائق حروف

وَمِنْ فُنُوْنِ الْحِكْمَةِ فَنُّ الْحُرُوْفِ ا۔ غَيْبٌ مَّحْضٌ لَا بِشَرْطِ شَيْءٍ ب لُزُوْمُ تَدَنُّسٍ ت تَتْمِيْمُهَا غَالِبًا وَمَعْنَاهَا مِثْلُ مُتَدَنِّسٍ غَيْرِ مُتَعَيِّنِ الْحَقِيْقَةِ ث بَدَلٌ عَنِ التَّاءِ غَالِبًا وَمَعْنَاهُ مِثْلُ التَّاءِ اِلَّا اَنَّهُ اَلْطَفُ مِنْهُ ج مَعْنَاهُ تَخْلِيْطٌ غَيْرُ مُتَشَعْشِعِ الْمَاهِيَّةِ ح غَيْبٌ بِشَرْطِ

اور انواع حکمت میں سے حقائق حروف کا جاننا بھی ضروری ہے چنانچہ الف کا مفہوم غیب محض ہے بشرط لا شیٔ ب کے معنی لزوم تدنسی کے ہیں، ت میں غالباً اس کی تکمیل ہے یعنی وہ متدنس کہ جسکی حقیقت متعین نہیں ث غالباً ت کا بدل ہے اور اسکے بعینہ وہی معنی ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ اس کا مفہوم لطیف تر ہے، ج کا مفہوم وہ تخلیط ہے کہ جسکے مفہوم میں نورانیت نہیں، ح کے معنی غیب بشرط

شَيْءٍ خ هُوَ كَالحَاءِ وَتَزِيدُ
فِيهِ مَعْنَى اللُّزُومِ وَالتَّخْبِيطِ
د لُزُومٌ لَا انْفِكَاكَ لَهُ ذ مِثْلُهُ
اِلَّا اَنَّ فِيهِ لُطْفًا وَهُوَ مَا ر
ظُهُورٌ مُتَرَدِّدٌ اَعْنِي يَظْهَرُ
مَرَّةً وَيَبْطُنُ اُخْرَى اَوْ
يَصْدُرُ عَنْهُ آثَارٌ ظَاهِرٌ
وَبَاطِنٌ ز هُوَ الْجِيمُ اِلَّا
اَنَّ فِيهِ لُطْفًا وَاشْعَارًا
بِمَعْنَى اللُّزُومِ س
سَرَيَانٌ مَوْهُومٌ اَوْ
مَوْجُودٌ ش هُوَ الْاِنْطِبَاقُ
وَالشُّمُولُ ص رِفْعَةٌ
عُودِيَّةٌ ض فَسَادُ
صُورَةٍ اِلَى اَدْوَنَ
مِنْهُ ط غَيْبٌ بِشَرْطِ
لَا ظ هُوَ الظُّهُورُ غَيْرُ
الْمُتَشَعْشِعِ وَفِيهِ
لُطْفٌ ع هُوَ

شے کے ہیں خ اور ح کے ایک معنی ہیں مگر اس میں لزوم
زیادہ ہے، د کا مفہوم وہ لزوم ہے کہ جس میں انفکاک نہیں ہوتا
ذ بھی اسی معنی میں مستعمل ہے لیکن اسمیں ایک گونہ جیسی لطافت
ر کے معنی اس ظہور کے ہیں، کہ جس
میں تکرار اور تردد کا مفہوم شامل ہے
اس سے ہمارا مقصود یہ ہے کہ کبھی اس
سے اسکا ظہور اور کبھی اخفا ہونا
ہے یا اس سے دو طرح کے اثرات
ظہور میں آتے ہیں، ظاہرا اور باطن،
ز کے معنی جیم کی طرح ہیں مگر اسمیں
لطافت اور کسی قسم کا لزوم پایا جاتا ہے
س کا مفہوم سریان ہے خواہ موجود
ہو یا موہوم ش کے معنی انطباق
اور شمول کے ہیں، ص کا مفہوم رفعت
عودیہ ہے، ض کا مفہوم کسی صورت
کا ناقص سے ناقص ہونا، ط کے
معنی غیب بشرط لا شئے، ظ اس
ظہور کا نام ہے کہ جس میں لطافت
تو ہو مگر نورانیت نہ ہو، ع کا مفہوم

الحَاءِ اِلَّا اَنَّ فِیْهِ شُرُوْقًا	ح کے طریقہ پر ہے مگر اس میں چمک
وَتَشَعْشُعًا غ هُوَ الْمُنْكَدِرُ	اور نورانیت ہے غ بمعنی انکدار
ف كَفَاقًا بِمَا وَمَعْنَاهُ	ف کے معنیٰ ث کے طریقہ پر ہیں مگر
كَالثَّاءِ ق تَحَجُّرٌ	اس میں لکنت ہے ق کے معنیٰ سخت
غَايَةَ التَّحَجُّرِ وَيُسْتَعَارُ	تحجر کے ہیں کہ جسکے معنیٰ باعتبار کنایۃ
لِلْقُوَّةِ كَ اَضْعَفُ	کے قوت کیلئے مستعمل ہوتے ہیں، ک
مِنْ ذٰلِكَ وَاَخَفُّ	کا مفہوم اس سے ضعیف اور کمزور ہے
ل هُوَ التَّعَيُّنُ بَعْدَ	ل ابہام کے بعد تعیین کرنا، م بمعنی
الْاِبْهَامِ م هُوَ التَّدَنُّسُ	تدنس تام، ن بمعنی نور اور روشنی
التَّامُّ ن هُوَ النُّوْرُ	و، کا استعمال کبھی میم کے طریقہ پر اور
وَالضَّوْءُ و قَدْ يَكُوْنُ	کبھی باء کے طریقہ پر ہوتا ہے لا کے
كَالْمِيْمِ وَقَدْ يَكُوْنُ كَالْبَاءِ	معنیٰ وہ غیب کہ جس کا وجود عالم
ہ غَيْبُ عَالَمِ التَّخْلِيْطِ ی هُوَ	تخلیط میں، ی کے معنیٰ ظہور اور خفاء
التَّرَدُّدُ بَيْنَ الظُّهُوْرِ وَالْخَفَاءِ	میں تردد کے ہیں
وَاعْلَمْ اَنَّ الْهَمْزَةَ وَ	یاد رکھو کہ ہمزہ اور ھ کے ایک
الْهَاءَ وَاحِدَةٌ اِلَّا اَنَّ الْهَاءَ	معنیٰ ہیں، لیکن ھ کے مفہوم میں تخلیط
اَخْلَطُ وَالْحَاءُ وَالْعَيْنُ وَاحِدٌ	زائد ہے اور ح و ع کے ایک معنیٰ ہیں
اِلَّا اَنَّ الْعَيْنَ اَشْرَقُ وَالْخَاءُ	لیکن ع میں اشراق اور نور زائد ہے
وَالْغَيْنُ وَاحِدٌ اِلَّا اَنَّ الْخَاءَ	خ اور غ کے ایک معنیٰ ہیں لیکن خ کے

اَلْزَمُ وَالْغَيْنُ اَغْلَظُ	مفہوم میں لزوم اور غ کے مفہوم میں
وَالْقَافُ وَالْكَافُ	غلظت زائد ہے ق اور ک کے ایک
وَاحِدٌ اِلَّا اَنَّ الْكَافَ	ہی معنیٰ ہیں مگر موخر الذکر خفیف تر ہے
اَخَفُّ وَاللَّامُ وَالرَّاءُ	ل اور ر کے مفہوم میں تردد ہے
وَاحِدٌ اِلَّا اِنَّ اللَّامَ	د اور ت کے ایک معنیٰ پائے جاتے ہیں
اَنْزَلُ نَتَعَيَّنَ وَالرَّاءُ اَرْفَعُ	مگر د میں لزوم اور فصاحت ہے
مِنْ ذٰلِكَ فَتَرَدَّدَ وَالدَّالُ	اور ت میں ابہام کی زیادتی ہے ج
وَالتَّاءُ وَاحِدٌ اِلَّا اَنَّ	اور ز کے بھی ایک ہی معنیٰ ہیں، مگر ز
الدَّالَ اَلْزَمُ وَاَفْصَحُ وَالتَّاءُ	میں زائد لطافت پائی جاتی ہے،

اَبْهَمُ وَالْجِيْمُ وَالزَّاءُ وَاحِدٌ اِلَّا اَنَّ الزَّاءَ اَلْطَفُ ۔

وَلْنُمَهِّدْ لَنَا لِكَ	اور اب اسی معنیٰ کو پیش نظر رکھتے ہوئے
اَلْفَاظًا عَلٰى هٰذَا الْمَذَاقِ	بعض الفاظ مرکب کے ہم تم کو معانی
اَل غَيْبٌ تُعَيَّنَ وَمِنْهُ	بتلاتے ہیں، ال کے معنیٰ میں وہ غیب
قَالَ بَعْضُ الصُّوْفِيَّةِ	ہے جو متعین ہو گیا اسی بنا پر بعض
اِنَّ الْاِسْمَ الْاَعْظَمَ اَل	صوفیہ اَل کو اسم اعظم کہتے ہیں، بل
بَل اتَّصَلَ بِمَا قَبْلَ	کے یہ معنیٰ ہیں کہ اسی تعین کو اپنے ماقبل
هٰذَا الْمُتَعَيَّنِ هَل	سے اتصال حاصل ہو گیا، ھل وہ
مُنْكَرٌ يُطْلَبُ تَعَيُّنُهُ	مجہول چیز ہے کہ جس کا تعین مطلوب
اِی غَيْبٌ مُتَرَدِّدٌ	ہے، آی کے معنیٰ وہ غیب متردد کہ

يُعلمُ جنسُهُ وَيُجهَلُ عَينُهُ	جس کی جنس معلوم اور عین مجہول ہے
ذا مُبهَمُ الذَّاتِ الَّذِي غَيبٌ	ذا کا مفہوم وہ مبہم ذات ہے کہ جس میں
مُتَعَيِّنٌ بِأَمرٍ مُتَنَكِّرٍ سَاعَتَئِذٍ	غیب متعین ہوا جسکی صورت بظاہر منکرہ
يُفصَحُ عَنهُ بَعدَ ذٰلِكَ وَ	کی ہے مگر یہ ابہام زائل ہو جائے گا
سَرَى وَسَارَ وَسَرَّ وَسَبَحَ	سرے، سارا، سیر، سبح اور
وَسَاحَ كُلُّهَا تُنبِئُ عَن مَعنَى	ساح، ان سب میں سریان کے معنٰی
السَّرَيَانِ وَضَلَّ وَضَارَّ وَ	پائے جاتے ہیں، ضل، ضار، ضد
ضَرَّ وَضَلَّ كُلُّهَا يُشعِرُ بِالفَسَادِ	ان الفاظ میں جو ض پر مشتمل ہیں، فساد
وَقَد يُستَعَارُ الضَّادُ لِتَجَرُّدِ	کے معنٰی پائے جاتے ہیں بعض وقت
الكَيفِيَّةِ الصُّورِيَّةِ نَيُقَالُ	کیفیت صوریہ کے اظہار کیلئے ض کا
أَبيَضُ لِلَّازِمِ تَرَدَّدَ مُنفَكًّا وَ	لفظ لایا جاتا ہے مثلاً ابیض کا مفہوم
هُوَ مِن كَيفِيَّاتِ الصُّورَةِ وَ	وہ لازم کہ جسکے انفکاک میں تردد ہو
أَخضَرُ لِتَخلِيطِ هُوَ مِن كَيفِيَّاتِ	اور کیفیات صوریہ میں سے ہے اور
الصُّورَةِ وَطَودٌ وَطَورٌ وَطَغَى	اخضر اس تخلیط کیلئے جو کیفیات صوریہ
وَطَافَ وَطَارَ كُلُّهَا تَبعُدُ أَو	میں سے ہے، طور، طود، طغی
تَقَدُّسٌ وَحَسٌّ غَيبِيٌّ سَرَى	طاف، طار سب میں بعد اور تقدس
بِالتَّعَمُّقِ وَالإِدرَاكِ وَحْيٌ غَيبِيٌّ	کا مفہوم ہے نیز وہ غیبی احساس جس
ظَهَرَ أَثَرُهُ مِنهُ وَبَطَنَ أَخَّرَ وَ	کے سریان میں تعمق ہے، ادراک
الحَدُّ وَالوُدُّ وَالرَّدُّ وَالمَدُّ	کے معنٰی وحی غیبی کہ جسکے سریان کے

تُكُلُّهَا لِلُزُوْمٍ وَصَدَفَ وَصَلْعَ — بعض اثرات ظاہر ہوئے اور بعض پوشیدہ

وَصَارَ وَصَبْرٌ كُلُّهَا لِلْعَوْدِ اَمَّا — رہے جذ وذ مد رد سب ہیں

نَقَطَ اَوْ مَعَ رِفْقَةٍ وَعِلْمٍ شُرُوْقٍ — لزوم کے معنی پائے جاتے ہیں صدف صلع، صار، صبر سب

تَعَيَّنَ بِاللُّزُوْمِ مُتَدَلِّسٍ وَمُحِيْ — میں عود کا مفہوم ہے، یا بعض اور مفہومات بھی اس کے

وَمَحِيْصٌ كُلُّهَا لِلْمُتَدَلِّسِ انْتَقَلَ — ساتھ شامل ہیں نیز وہ اشراقی علم جس میں اس لئے تعین

اِلَى الْغَيْبِ وَنُوْرٌ وَنَارٌ وَنَهَارٌ — پیدا ہوا ہو کہ اس میں اور متدلس میں لزوم ہے

نَهْرٌ كُلُّهَا لِلضَّوْءِ اَوْ لِذِيْ ضَوْءٍ — محی ۔ اور محص میں متدلس کا مفہوم ہے

وَلَمْعٌ وَعَيْنٌ وَعَنَا كُلُّهَا لِلشُّرُوْقِ — جو غیب کی طرف منتقل ہوا۔ نور، نار، نہر، نہار

وَقَرٌّ وَحَقٌّ لِلثُّبُوْتِ ۔ — روشنی کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ لمع، عین، عنا

بمعنی چمک اور نورانیت قر اور حق ثبوت کیلئے ہیں،

وَبِالْجُمْلَةِ فَعِلْمُ الْحُرُوْفِ — خلاصہ یہ کہ حقائق حروف کا علم اس

لَيْسَ مِمَّا يُحَاطُ بِهِ فِي الْكَلَامِ — قدر مختصر نہیں کہ اس کو کلام استطرادی

الْاِسْتِطْرَادِيِّ وَاللّٰهُ تَعَالٰى — میں بیان کیا جا سکے واللہ الموفق میں تم

هُوَ الْمُوَفِّقُ وَاَنَا اَبُوْحُ وَ — سے سچ کہتا ہوں کسی قسم کی کوئی زیادتی

لَا كَذِبَ ـ — نہیں، (شعر)

وَمِنْ اِحْسَانِ رَبِّيْ صِرْتُ — اور میں اپنے پروردگار کے احسانات سے

بَحْرًا ۔ وَكَانَ الْحَقُّ — بحر نور یا ہو گیا، اور حق کے جلوہ گر ہونے

وَانْكَشَفَ الْغِطَاءُ ۔ — سے حائل اور پردہ ختم ہو گیا اور میری

لِسَانِيْ صَارِمٌ لَا عَيْبَ — زبان سیف رواں ہے کہ جسمیں کوئی

فِيهِ، وَيَجْرِي لَا تُكَدِّرُهُ الدِّلَاءُ. اللّٰهُمَّ أَنْتَ الَّذِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ بِلَا اسْتِحْقَاقٍ مِنِّي فَلَكَ الْحَمْدُ.

نقص نہیں در میرے علم کا دریا صاف ہے، کہ ڈول ڈالنے سے کچھ کدورت نہیں ہوتی۔ اے الٰہ العالمین مجھ پر یہ تونے تمام انعامات بغیر استحقاق کے کئے ہیں فلک الحمد،

وَصِيَّةٌ

أُوصِيكَ بِالْاِهْتِمَامِ فِي الْاِقْتِرَابِ بِاللّٰهِ تَعَالٰى وَالْاِجْتِهَادِ فِي طَاعَتِهِ فَإِنَّهَا جِمَاعُ الْخَيْرِ وَمِلَاكُ الْأَمْرِ وَكُنْ حَنِيفًا لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا لَا جَلِيًّا وَلَا خَفِيًّا وَإِيَّاكَ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّهَا ضَلَالَةٌ وَإِيَّاكَ وَالْاِلْتِفَاتَ إِلَى أَقْوَامٍ يُسَمُّونَ بِالْمُتَفَلْسِفَةِ وَأُولٰئِكَ قَدْ أَضَلَّهُمُ اللّٰهُ عَلَى عِلْمٍ وَحَبَسَهُمْ

میری وصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری میں پوری کوشش کیجائے اسلئے کہ یہی چیز تمام خیر کو جامع اور ملاک امر ہے اور حنیف بننے کی کوشش کرو اللہ تعالیٰ کیساتھ ہر قسم کے شرک جلی اور خفی اور بدعات سے بھی اپنے کو محفوظ رکھو کیونکہ یہ سراسر گمراہی ہے اور جو لوگ اپنے کو فلاسفہ کہتے ہیں ان سے احتیاط کرو، اللہ تعالیٰ نے جان بوجھ کر انہیں گمراہی میں ڈال رکھا ہے اور انکے ادراکات

فِیْ مُدَثَّرِ كُتُبِهِمْ فَلَا
يَسْتَطِيعُونَ عَنْهَا مَحِيصًا
فَاِنْ شِئْتَ تَحْقِيقَ الْاَمْرِ
وَتَدْقِيقَ السِّرِّ فَلَيْسَ
عِلْمُهُمْ بِذٰلِكَ وَلٰكِنْ عِلْمٌ
يُؤْخَذُ مِنْ مَنْبَعِ الشَّرِيعَةِ
بَعْدَ الطَّاعَاتِ وَالْاِقْتِرَابَاتِ
فَاتَّبِعُوْنِیْ اَهْدِكُمْ سَبِيلَ
الرَّشَادِ وَاِيَّاكَ تُنْكِرُ عَلٰى
هٰذَا الَّذِیْ حَوَاهُ الْخَيْرُ الْكَثِيرُ
فَتَخْسَرَ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَاِنَّهٗ
عِلْمٌ حَقٌّ رَبَّانِیٌّ لَا يَاْتِيهِ الْبَاطِلُ
مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ وَ
لِلّٰهِ دَرُّ مَنْ قَالَ بِالْفَارِسِيَّةِ
چوں بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطا است
سخن شناس نہ دلبرا خطا ایں جا است
وَلَوْلَا مُبَالَغَةُ بَعْضِ اَجِلَّةِ
الْخُلَّانِ وَاَعِزَّةِ الْاِخْوَانِ
لَقَدْ كِدْنَا اَنْ نَضِنَّ بِهٖ عَلٰى

ہیں انکو قید کر رکھا ہے جس سے نکلنے
کا انہیں کوئی راستہ نظر نہیں آتا اگر تمہیں
تحقیق حق مطلوب ہے تو انکی لفاظیاں
کوئی مفید نہیں حقیقی وہ علم ہے کہ جسکا
ماخذ اور منبع وحی ہو اور طاعات بجا
لانے اور باری تعالے کا قرب حاصل
کرنے کے بعد اسکا ظہور ہو، فاتبعونی
اھدکم سبیل الرشاد اور جو کچھ
ہم نے اپنی تالیف خیر کثیر میں لکھا ہے
اسکو پڑھ انکار والا معاملہ نہ کرنا ورنہ
تو دنیا و آخرت میں ذلیل ہو گا۔ اسکا
مضمون علم حق ربانی ہے کہ جسکے آگے اور
پیچھے سے باطل اس پر اثر انداز نہیں ہو سکتا
کسی نے فارسی میں خوب کہا ہے۔
جب تو اہل دل کی بات سنے تو اسکو غلط نہ کہہ
اے دلبر تو بات کا پہچاننے والا نہیں غلطی اسی جگہ ہے
اگر میرے بعض بزرگ دوست اور عزیز
بھائی اصرار نہ کرتے تو بہت ممکن تھا
کہ ہم ان دقیق عسیر الفہم مضامین کے

مَشْهُوْدَةِ الْاَذْهَانِ وَلٰكِنِ	معرض تحریر لانے میں گریز کرتے لیکن جو کہ
الْخَيْرُ فِيْمَا صَنَعَ اللّٰهُ الْمَنَّانُ	کچھ حنّان ومنّان کو منظور تھا وہی ہوا اور
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا	اسی میں خیر بھلائی ہے، والحمد للہ
ظَاهِرًا وَّبَاطِنًا قَلْبًا وَّقَالِبًا	اولاً وآخراً وظاہراً وباطناً وقلباً
سِرًّا وَّعَلَانِيَةً	وقالباً وسراً وعلانیۃً"
اِلَيْكَ يَدِيْ عَنْكَ	آخر میں الہ العالمین سے ہاتھ اٹھا کر دعا
لَا اَيَادِيْ تُمِيْتُهَا	مانگتا ہوں کہ حق پر قائم رکھ اور اپنے
اَجِرْنِيْ فَلَا اَجْرِيْ	عذاب اور ظلم وجور اور ضلالت سے
بِجَوْرٍ فَاَخْطَلَا	محفوظ رکھ، آمین!

برحمتك يا ارحم الراحمين، سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد للہ رب العالمين

ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

الخیر الکثیر

مترجم اردو

مصنف

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ

مترجم

مولانا عابد الرحمن صدیقی کاندہلوی

ناشر

قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی